ناشر: مکتبۂ شرف، خانقاہ حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیریؒ، بہار شریف (نالندہ۔ بہار)

سلسلۂ فردوسیہ کا ایک نادر و مفید ترین علمی سرمایہ

مونس القلوب

ملفوظ

حضرت مخدوم شیخ احمد لنگر دریا بلخی فردوسیؒ

اردو ترجمہ

مولانا ڈاکٹر محمد علی ارشد شرفی مدظلہٗ

ناشر

مکتبۂ شرف، بیت الشرف، خانقاہِ معظم، بہار شریف (نالندہ)

نام کتاب : مونس القلوب

ملفوظ : حضرت مخدوم شیخ احمد لنگر دریا بلخی فردوسیؒ

اردو ترجمہ : مولانا ڈاکٹر محمد علی ارشد شرفی مدظلہ

MONISUL QOLUB

MALFUZ

HAZRAT MAKHDOOM SHAIKH AHMAD LANGAR DARYA BALKHI FIRDAUSI (R.A)

TRANSLATED BY

MAULANA DR. MD. ALI ARSHAD SHARFI

ناشر : مکتبۂ شرف، بیت الشرف

خانقاہ معظم، بہار شریف، نالندہ (بہار)۔ 803101

ملنے کے پتے:

☆ خانقاہ فردوسیہ، نمبر۔18، لٹن اسٹریٹ، کلکتہ۔14

☆ دارالاشاعت اسلامیہ، نمبر۔78، کولوٹولہ اسٹریٹ، کلکتہ۔73

☆ پرویز بک ہاؤس، سبزی باغ، پٹنہ۔4

☆ عثمانیہ بک ڈپو، رابندر سرانی، کولکاتا۔73

☆ عفان پبلیکشنز، 8، کولوٹولہ لین، کولکاتا۔73

اشاعت :

طبع اول ۱۴۳۱ھ 2010ء تعداد ۱۰۰۰ (ایک ہزار)

قیمت : -/160

کمپوزنگ : فردوسی کمپیوٹر سنٹر، بہار شریف

مطبوعہ : مریم پرنٹرس اینڈ پبلیشرس، 8 کولوٹولہ لین، کولکاتا۔73

فہرس

انتساب

حضرت مخدوم شیخ حسین نوشۂ توحیدبلخی
فردوسیؒ جیسے دادا جانؒ کے نام
جن کے زیرِ تربیت مخدوم شیخ احمد بلخی
فردوسیؒ، جنیدِ وقت اور لنگرِ دریا ہو گئے

اور

مونس القلوب کے ترجمے کی خدمت لے کر
اس فقیر پر ساتواں شکر واجب کر دیا

(مترجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ عَدَدَ اَقْطَارِ الْاَمْطَارِ

وَعَدَدَ اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ وَعَدَدَ الْاَزْھَارِ وَالْاَثْمَارِ

وَعَدَدَ اَمْوَاجِ الْبِحَارِ وَعَدَدَ رِمَالَ الْقِفَارِ

وَعَدَدَ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ فِیْ آنَاءِ الَّیْلِ وَاَطْرَافِ النَّھَارِ

وَعَدَدَ اَنْبِیَائِہِ الْکِبَارِ وَاَصْحَابِہٖ الْخِیَارِ

وَسَلِّمْ تَسْلِیْماً کَثِیْرًا ٥

مرتبہ : حضرت مخدوم شیخ احمد لنگر دریا بلخی فردوسیؒ (ماخوذ از مونس القلوب، مجلس - ۲۵)

اردو ترجمہ

درود شریف

اے اللہ تعالیٰ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ اور آپ کی آل پر بارش کے قطروں کی تعداد کے مطابق

درختوں کی پتیوں کی تعداد کے مطابق، پھولوں، کلیوں اور پھلوں کی تعداد کے مطابق

سمندروں میں اٹھنے والی موجوں کی تعداد کے مطابق، ریگستان کے بالوؤں کی تعداد کے مطابق

تیری مخلوق دن اور رات میں جو سانسیں لیتی ہے ان کی تعداد کے مطابق

اپنے پیغمبرانِ عظام اور آپ ﷺ کے صحابۂ کرام کی تعداد کے مطابق

اور خوب خوب بکثرت سلام پہنچا۔

ترجمہ : مولانا ڈاکٹر محمد علی ارشد شرفی البلخی فردوسی مدظلہٗ، مترجم ملفوظ ہذا

پیش لفظ

از

مترجم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ عَدَدَ خَلْقِکَ وَرِضَا نَفْسِکَ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے حد شکر واحسان ہے کہ حضرت مخدوم شیخ احمد لنگر دریا بلخی فردوسی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظ مُونِسُ الْقُلُوب ُ کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔

مناقب الاصفیاء کے بعد یہی وہ کتاب ہے جو حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری فردوسی (م ۱۳۸۱ء) حضرت مخدوم شیخ مظفر بلخی فردوسی (م ۱۳۸۶ء) حضرت مخدوم شیخ حُسین نوشۂ توحید بلخی فردوسی (م ۱۴۴۱ء) حضرت مخدوم شیخ حَسن دائم بلخی فردوسی (م ۱۴۵۱ء) اور صاحبِ ملفوظ ہٰذا حضرت مخدوم شیخ احمد لنگر دریا بلخی فردوسی (م ۱۴۸۶ء) رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی نابغۂ روزگار ہستیوں کی عظمت ورفعت، قدر ومنزلت، تعلیم وتبلیغ، مشرب و

مسلک پر اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔جس نے بھی ان عظیم شخصیتوں پر قلم اٹھایا ہے اور سلسلۂ فردوسیہ کے اکابرین سے متعلق اظہارِ خیال کیا ہے اس نے اس قدیم اور مستند ماخذ کے حوالے ضرور دئے ہیں (خواہ اس کتاب کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو)۔

یہ اتنی اہم اور پُر ارزش کتاب ہے جس کے بغیر سلسلۂ فردوسیہ کے مشرب و مسلک اور اصول وضوابط کو سمجھنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔اسی لئے کسی تذکرہ نگار نے بھی اس سے صرفِ نظر نہیں کیا اور تمام خوشہ چینوں نے اپنے دامنِ قرطاس کو اس کے گلہائے رنگارنگ سے بھرنے کی کوشش کی۔

لیکن ـــــ یہ حیرت کی بات ہے کہ اب تک نہ اس کتاب کا فارسی متن شائع ہوا اور نہ اردو ترجمہ منظرِ عام پر آیا ـــــ ایک طرف اُس سے بھرپور استفادہ اور دوسری طرف اس کی اشاعت و طباعت کی طرف سے بے اعتنائی ـــــ سلسلۂ فردوسیہ سے منسلک مریدین و متوسلین کے لئے باعثِ استعجاب ہے۔

عاشقِ مخدوم اور ماہرِ مخدومیات حضرت والد ماجد سید شاہ قسیم الدین احمد شرفی البلخی فردوسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۹۳) نے پوری کتاب کا ترجمہ کر دیا تھا لیکن وہ مسودہ اُن کی حیات ہی میں کہاں غائب ہو گیا اللہ ہی بہتر جانے۔ بہت تلاش کے بعد ردی کاغذوں میں صرف ایک کاپی ایسی ملی جس میں چند مجالس کا ترجمہ تحریر ہے۔

اس ملفوظ کے جامع حضرت مخدوم شیخ احمد لنگر دریا بلخی فردوسی قدس اللہ سرہٗ کے مرید حضرت قاضی شہ بن خطاب بہاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اپنے شیخ کی مجلس شریف اور محفلِ لطیف میں حاضر رہ کر اسرارِ توحید و معرفت، بیانِ علمِ طریقت و حقیقت، معانی آیات و اخبار، شرح آثار صحابۂ کبار، پیغمبروں اور درویشوں کے درجات و مقامات کی حکایات سنتے اور لکھ لیا کرتے۔ جامع نے اس کتاب کو سو (۱۰۰) مجالس پر مرتب فرمایا ہے اور برادرانِ ملّتِ

اسلامیہ پر عموماً اور ہم غلامانِ سلسلۂ فردوسیہ پر خصوصاً بہت بڑا احسان کیا ہے۔

یہ کتاب اپنے اندر اگر معلومات کا خزانہ رکھتی ہے تو دلچسپ بھی ہے۔ اس خاکسار مترجم نے اپنے دور طالب علمی میں متعدد بار اس کو پڑھا ہے اور اپنے پیرو مرشد جدی و مولائی حضرت سید شاہ محمد ابراہیم حسین فردوسی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۶۵ء) سے سبقاً سبقاً اس کا درس لیا ہے۔ لیکن ___ جب ترجمے کا وقت آیا تو یہ بات سمجھ میں آئی کہ پڑھنا کچھ اور ہے، دوسرے کو پڑھانا کچھ اور۔ ترجمے کے وقت بہت ساری مشکلوں سے گذرنا پڑا۔

☆ قلمی نسخوں میں غلطیوں کی جو بھرمار ہوتی ہے وہ مخطوطہ پڑھنے والے اہلِ علم حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ ذاتی کتب خانے میں مونس القلوب کے تین قلمی نسخے موجود ہیں:

۱۔ ۱۲۶۱ فصلی مطابق ۱۲۷۰ ہجری ___ کاتب سید مسیح اللہ ولد سید تیم اللہ بن سید بساون

۲۔ ۱۲۶۹ فصلی کاتب مسیح اللہ الملقب بمظہر حیدر ولد سید تیم اللہ بن سید بساون

۳۔ ۱۳۱۰ فصلی کاتب مولا بخش عرف مولیٰ

اور چوتھا نسخہ خانقاہ منعمیہ قمریہ، متین گھاٹ، پٹنہ سیٹی کا سامنے رہا جو ۱۲۶۷ فصلی کا مرقومہ ہے اور جس کے کاتب عتیق اللہ صاحب ہیں۔

ان چاروں نسخے کو سامنے رکھ کر پہلے تصحیح کا کام کرنا پڑا، پھر ترجمے کی منزل میں قدم رکھا، ایک نسخے کو دوسرے نسخے سے ملانے کے لئے دو آدمیوں کی ضرورت پڑتی ہے اور یہاں یہ حال کہ چار نسخوں کو سامنے رکھ کر تصحیح کا کام اکیلے انجام دینا اور وہ بھی کرائے کی آنکھ سے۔ کتنا کٹھن کام ہے اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کی گذر اس خاردار جھاڑی سے ہوئی ہوگی۔

☆ تماشے کی بات تو یہ ہے کہ اگر ایک مخطوطہ میں کوئی عبارت یا جملہ غائب

ہے تو بقیہ تینوں نسخوں میں بھی وہ عبارت یا جملہ موجود نہیں ہے۔اب پانچواں نسخہ موجود نہیں تھا جس سے غائب شدہ عبارت پوری کی جاتی۔ پاؤں کی تکلیف اور گرتی ہوئی صحت نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ کتب خانوں کی خاک چھانتا اور پانچواں نسخہ حاصل کرتا اس لئے غائب شدہ عبارت کے ترجمے کی جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔

☆ سب سے بڑی پریشانی یہ آئی کہ اس ملفوظ کے جامع حضرت قاضی شہ بن خطاب بہاریؒ اپنی تمہید میں لکھتے ہیں کہ اسے سو (۱۰۰) مجالس پر مرتب کیا ہے۔
لیکن ـــــ یہ چاروں نسخے پنچانوے (۹۵) مجالس پر مکمل ہیں ایسی صورت میں جامع کی بات غلط ثابت ہو رہی تھی مگر ـــــ صاحبِ ملفوظ کا فیضان کام آیا اور تحقیق و تفتیش کی وادیوں میں بھٹکنے کے بعد یہ عقدہ کھلا کہ پانچ مجلسیں ایسی ہیں جن کے پہلے نمبر شمار نہیں رہنے کی وجہ سے وہ اپنی ماقبل مجلسوں میں شامل ہو گئی ہیں۔اس طرح سو مجالس کی تعداد پوری ہو گئی۔

☆ اس کتاب میں انبیاء، صحابہ، ائمہ اور اولیاء کے لئے جو اسمائے گرامی، آداب والقاب اور دعائیہ کلمات آئے ہیں، ترجمے میں اُن کو اسی طرح رکھنے کا التزام کیا گیا ہے۔ہوسکتا ہے کہ اس کتاب کے قاری کو کہیں پر کوئی قابلِ اعتراض بات نظر آئے تو اعتراض سے قبل وہ فارسی متن دیکھ لینے کی زحمت گوارا کر لیں۔

☆ صاحبِ ملفوظ کے لئے بار بار ''عظمہ اللہ'' کا استعمال ہوا ہے، یہ دعائیہ جملہ ہے، جس کے معنی ہیں ''اللہ اُن کی عظمت کو بڑھائے'' ایسا نہ ہو کہ کوئی قاری اس دعائیہ جملے کو نام سمجھ لیں۔اسی لئے اس کی وضاحت کر دی گئی۔

☆ ترجمہ عصر حاضر کے قاری کے ذہن کو سامنے رکھ کر بہت ہی سہل اور آسان عبارت میں کیا گیا ہے۔ کتاب کو خوب سے خوب تر بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہیں کہیں مکالماتی انداز کا استعمال بھی کیا گیا ہے تا کہ نفسِ مضمون کو سمجھنا آسان ہو جائے۔

☆ مترجم نے اس کتاب کی کمپوزنگ کا کام بھی خود ہی انجام دیا ہے اس لئے عبارت کی ترتیب میں اپنی خواہش اور پسند کارفرما رہی ہے۔ اس عمر میں کمپیوٹر پر کام کرنے کی ضرورت بھی اسی لئے پیش آئی کہ کمپوزنگ کی غلطی کا احتمال باقی نہیں رہے اور اپنی پسند کی کتاب تیار ہو۔

☆ آیاتِ قرآنی کو ٹائپ کرنے میں بہت ہی احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور اس میں بہت محنت ہوئی ہے۔ آیاتِ قرآنی کا الگ سے ترجمہ نہیں کیا گیا۔ جہاں صاحبِ ملفوظ نے خود ترجمہ کر دیا ہے وہاں مزید ترجمے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اس لئے کہ یہ تحصیل حاصل ہوتا اور جہاں حضرت کا ترجمہ نہیں ہے وہاں ضیاء القرآن سے نقل کر دیا گیا ہے۔

☆ اصل فارسی متن میں نہ عنوان ہے اور نہ ذیلی سرخی، ہر مضمون کی مناسبت سے تقریباً چھ سو چھیاسٹھ (٦٦٦) ذیلی سرخیاں لگائی گئی ہیں تا کہ عبارت کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔

☆ وضاحت طلب الفاظ، جملے اور اشعار کے فرق کو ''حواشی'' کے زیرِ عنوان کتاب کے آخر میں درج کر دیا گیا ہے۔

☆ جہاں تک ممکن ہو سکا احادیث کے حوالے بھی دے دئے گئے ہیں تا کہ

قاری کی تسکین وطمانیت کا سامان فراہم ہو سکے۔

☆ اشاریہ کے عنوان سے اعلام، اماکن اور کتب کی فہرست بھی شامل کر دی گئی ہے تاکہ تحقیقی کام کرنے والوں کو مواد مل جائے۔

مونس القلوب ایک ایسا ملفوظ ہے جس میں آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی، فارسی و عربی اشعار، انبیاء کے واقعات، اولیاء کے حالات، شرح آداب المریدین، عوارف المعارف، مکتوباتِ دوصد، معدن المعانی، مکتوباتِ مخدوم شیخ مظفر، مکتوباتِ مخدوم شیخ حُسین، اورادہ فصلی کے اسباق واقتباسات، فقہی مسائل، اثباتِ توحید کے دلائل، جاں کنی، ضغطۂ قبر اور قیامت کی ہولناکیاں، رحمت و مغفرت کی فرحت بخش وطمانیت آفریں باتیں، دنیا کی مذمت، دنیا کی اہمیت، داڑھی رکھنے کی فضیلت، توبہ کی تلقین، ماں کی فرمانبرداری، تعلق مع اللہ، ترک ماسوی اللہ، امید ورجا، بیماری کے اجر وثواب، سلاطین کا تحمل اور عدل وانصاف، شکر وصبر، مرید ومراد، نماز وروزہ، حضوری وحاضری جیسے بہت سارے مفید ترین معلومات کے علاوہ اس کتاب کے جو اہم موضوعات ہیں وہ حضرت مخدوم جہاںؒ، حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ، حضرت مخدوم شیخ حُسینؒ، حضرت مخدوم شیخ حَسنؒ اور خود صاحبِ ملفوظ سے متعلق حالات وکوائف کی اطلاعات ہیں۔

۞ اس کتاب سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم جہاںؒ نے پرگنۂ راجگیر واپس کیا، چالیس سال تک کوئی غلہ نہیں کھایا، مادہ ہرنیں آپ کے لئے دودھ اتار جاتیں، آپ اپنی والدہ کو ماموں کہتے، بارش میں اپنی والدہ کے پاس اس طرح تشریف لائے کہ جسم پر پانی کا کوئی اثر نہیں تھا، مخدوم جہاںؒ اور جلال الدین بخاریؒ میں جوتی ودستار کا تبادلہ

ہوا، ہر جمعہ کو بہار شریف آتے، بہار شریف میں قیام پذیر ہوئے، اشعار سن کر کس طرح وجد کی کیفیت ہوئی، عجز وانکسار کا کتنا اونچا معیار تھا، مخدوم شیخ احمد چرم پوشؒ کے جنازے میں شرکت فرمائی، اپنی اور اپنے احباب کی آخری آرام گاہ کی نشاندہی کی، مزارِ مبارک کھول کر کنکری نکالی گئی۔

۞ اسی طرح یہ کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نے اپنی پانچ اہلیہ کو طلاق دی، درخت آپ سے باتیں کرتے، آپ کی سجادگی کا نزاع کس طرح حل ہوا، آپ نے چالیس بار اپنا گھر لٹایا، آپ کس طرح بہار شریف پہنچے، آپ کے اظہارِ کشف و کرامت سے مخدوم جہاںؒ کی طبیعت مکدر ہوئی، آپ کا قد اور رنگ کیسا تھا، ریشِ مبارک کیسی تھی اور اپنے شیخ سے کیسا والہانہ عشق رکھتے تھے۔

۞ اسی کتاب سے حضرت مخدوم شیخ حُسینؒ کی حیاتِ مبارکہ کے اہم اہم واقعات سامنے آتے ہیں اور ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم شیخ حُسینؒ کی بارگاہ سے کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹا، آپ اپنے صاحبزادوں کا امتحان لیتے، آپ کے عہد زریں میں تیس چالیس صوفیاء مشغول بحق رہتے، آپ کس طرح تہجد کے عادی بنائے گئے، آپ کی ولادت باسعادت پر مخدوم جہاں نے شیخ مظفرؒ کو مبارک باد دی اور چھٹیارے کے لئے ٹوپی و پیراہن بھیجا، آپ کے عہد مبارک میں مجلس سماع کا رنگ کیسا ہوتا اور اتباعِ سنت میں مزاح کا پہلو بھی جانے نہیں دیا۔

۞ حضرت مخدوم شیخ حَسنؒ سے متعلق اس خاکسار مترجم کے خیال میں مونس القلوب کے علاوہ کوئی دوسرا ماخذ ہے ہی نہیں۔ اسی کتاب سے یہ اطلاع فراہم ہوتی ہے کہ آپ نے جب بیعت کرنا ترک کر دیا تو مخدوم شیخ حُسینؒ نے کس طرح آپ کی ہمت افزائی کی، آپ

نے عالمِ مثال کو سمجھنے کی تاکید فرمائی، بہار شریف کی پہاڑی پر کئی کئی روز تک مشغول بحق رہتے، اپنے مزار مبارک کے لئے جگہ کی نشان دہی فرمائی، آپ ایثار اور جود وسخا کے پیکر تھے۔

❁ یہ ایسا ملفوظ ہے جس میں صاحبِ ملفوظ حضرت مخدوم شیخ احمد بلخی فردوسیؒ کی ولادت سے لے کر چونسٹھ سالہ (۶۴) حیاتِ طیبہ کے چیدہ چیدہ واقعات اور تذکرے محفوظ ہیں اور حضرت سے متعلق اصل ماخذ یہی کتاب ہے۔ اِس ملفوظ سے یہ پتا چلتا ہے کہ آپ کی پیدائش شبِ ۲۷ / رمضان المبارک ۸۲۶ ہجری (مطابق ۲ / ستمبر ۱۴۲۲ء جمعرات) کو ہوئی۔ آپ کا اسمِ گرامی احمد، برہان الدین لقب، اور ابی القاسم کنیت ہے۔ آپ جب اِس عالمِ ظاہری میں تشریف لائے تو آپ کے جدِ بزرگوار حضرت مخدوم شیخ حسینؒ نے فرمایا۔۔۔۔۔

"امروز در خانہ من خواجہ جنید آمدہ است" (مجلس ۵۲)

آج میرے گھر میں خواجہ جنید آئے ہیں، سبحان اللہ! جن کو مخدوم حسینؒ خواجہ جنید کہہ دیں ان کے خواجہ جنید ہونے میں کیا شبہ ہے۔

ولادت کے بعد آپ کی آنکھیں چالیس دنوں تک بند رہیں، کھلتی ہی نہیں تھیں، حضرت مخدوم شیخ حسینؒ روزانہ چاشت کے وقت اپنا لعابِ دہن لگا دیتے۔ ٹھیک چالیسویں دن آپ کی آنکھیں کھلیں اور سب سے پہلے اپنے دادا جان کے روئے انور کی زیارت کی۔

آپ علمِ حدیث، فقہ اور عربی و فارسی میں مہارت تامہ رکھتے، جد امجد کی آغوشِ شفقت میں آپ کی تعلیم و تربیت ہوئی، شعر و ادب سے فطری لگاؤ تھا، عربی زبان سے اچھی خاصی دلچسپی تھی، عربی شاعر امرالقیس سے خوب واقفیت تھی اور فارسی شاعروں میں خاقانی کو پسند فرماتے تھے۔

آپ طریقت کے شیخ کامل تھے، اپنے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ حسین بلخی فردوسی

رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت مخدوم جہاںؒ کی خانقاہ کی مسندِ سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے، آپ مجلس سماع کے شائق تھے اور موسیقی سے بھی لگاؤ رکھتے تھے۔ اس وقت سازوں میں ایک ساز ارغنون تھا اس کی آواز آپ کو بہت پسند تھی، اکثر اس بات پر غور کرتے کہ آخر یہ آواز آتی کہاں سے ہے۔

نے زتار و نے زچوب و نے زپوست ☆ از کجا می آید این آوازِ دوست
خشک تار و خشک چوب و خشک پوست ☆ خود بخود می آید این آوازِ دوست

کے موضوع پر پیارا کمانچی سے تبادلۂ خیال کرتے۔

بچپن میں شکار کا شوق بھی تھا، لیکن اپنے دادا جان کی تنبیہ کے بعد اس شوق کو ترک کردیا، پڑھنے کے لئے استاد کے پاس بہت طمطراق سے گھوڑے پر سوار ہو کر جاتے مگر دادا جان کی اصلاح نے اس شاہانہ انداز کو فقیرانہ رنگ میں بدل دیا اور پیدل جانے لگے۔

اسی کتاب سے یہ جانکاری ملتی ہے کہ آپ کی پوری تعلیم و تربیت حضرت مخدوم شیخ حسینؒ سے ہوئی۔ کل اٹھارہ (۱۸) سال آپ اپنے دادا حضور کے ساتھ رہے اتنی ہی مدت میں عقائد اور عربی ادب کی مستند کتابوں کو پڑھ لیا۔

آپ **سیروا فی الارض** پر عمل رہتے ہوئے ہندوستان اور ہندوستان سے باہر کبھی حجاز کے سفر پر رہے اور کبھی عدن میں حاضری دی، ارضِ مقدس میں علماء سے ملاقاتیں ہوئیں، فسلک کے باشندوں کی طرزِ رہائش کو دیکھا، عدن کی ایمانداری اور عبادت گذاری کا مشاہدہ کیا، سیر و تفریح کے ذریعے قدرتی مناظر میں غور و فکر کرتے، کبھی ندی کے کنارے بیٹھ کر پانی کی روانی پر غور کرتے اور کبھی باغوں میں جا کر پھولوں اور پھلوں کی ماہیت و حقیقت کو دیکھ کر اس میں صانع کو دیکھتے۔

حضرت مخدوم شیخ احمدؒ کی عظمت مآب شخصیت ہونے میں آپ کے دادا جان کی محبت اور شفقت بھری دعائیں بہت کام آئیں۔کبھی دعاء کرتے ''جس طرح میں ان سے خوش ہوں اسی طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ بھی ان سے خوش رہیں''۔اور کبھی اس طرح دعائیں دیتے ''خداوندا! جس طرح تو نے پھول کو خوشبو دی ہے اسی طرح شیخ احمد کو بھی دنیا و آخرت میں خوشبو عطا فرما''۔

اور خود حضرت مخدوم شیخ احمدؒ کو اپنے جد بزرگوار کی دعاؤں پر ناز بھی تھا۔فرماتے ہیں، ''مخدوم شیخ حسینؒ نے میرے حق میں جیسی دعائیں کی ہیں میں اس کے لائق کہاں بن سکا، لیکن جو کچھ ان کی زبان پاک سے نکلا ہے قسم ہے ان کی دعاؤں کا اثر پا رہا ہوں''۔

اس ملفوظ کے اوراق نئے نئے انکشافات اور نکات کی نورانی کرنوں سے جگمگا رہے ہیں اور قاری کے علم میں اضافے کا سبب ہیں۔مثلاً اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی میں ایک نام ''جبار'' بھی ہے جس کا معنی عام طور پر لوگ غلبہ اور تسلط حاصل کرنے والا لکھتے ہیں لیکن حضرت شیخ احمد لنگر دریا بلخیؒ اس کا معنی ''اطاعت میں کمی کو پوری کر دینے والا'' بتاتے ہیں اور اسی معنی کو سامنے رکھتے ہوئے روزے دار کی فضیلت سے متعلق اس حدیث لِلصَّائِمِ فَرحَتَانِ فَرحَةٌ عِندَ الاِفطَارِ وَ فَرحَةٌ عِندَ لِقَاءِ الجَبَّارِ میں لفظ جبار کے استعمال کی معنویت پر روشنی ڈالتے ہیں (مجلس ۱۸)۔

لوگ کاغذ کی تعظیم کرتے ہیں اس کے متعلق جامع ملفوظ نے جب وجہ دریافت کی تو آپ کا یہ فرمانا کہ اَلقِرطَاسُ اِسمٌ مِن اَسمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی (قرطاس اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے) ہماری واقفیت میں اضافہ کرتا ہے (مجلس ۶۲)۔

حضرت مولانا رومؒ کی بانسری کی درد بھری آواز کی صدائے بازگشت سے یہ کتاب بھی خالی نظر نہیں آتی۔لیکن یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ مولانا جلال الدین رومؒ کی

اصلاح اور ترقی کی سب سے پہلی فکر سلسلۂ فردوسیہ کے اکابرین یعنی سرخیلِ فردوسیان حضرت خواجہ رکن الدین فردوسی قدس سرہٗ کے مشائخِ کرام حضرت خواجہ سیف الدین باخرزیؒ اور حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰؒ کو ہوئی اور انہی خواجگان کے حکم سے شیخ شمس الدین تبریزیؒ، مولانا رومؒ کی اصلاح وارتقاء کے لئے روم تشریف لے گئے (مجلس ۱۰۰)

کھانے کے بعد برتن چاٹنے کا ثواب ہے یہ ہر شخص جانتا ہے لیکن اس عمل میں جو نکتہ ہے اس سے عام لوگ ناواقف ہیں کہ برتن چاٹنا دراصل کھانے کی تعظیم ہے اور کھانے کی تعظیم حقیقت میں کھانا دینے والے کی تعظیم ہے۔ ظاہر ہے جب کوئی رزق دینے والے کی تعظیم دل کے ساتھ ساتھ عمل سے بھی کرے گا تو یہی عمل اس کے لئے مغفرت کا سامان بن جائے گا (مجلس ۲۴)۔

یہ امر مسلم ہے کہ ساری کائنات سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے عالمِ وجود میں لائی گئی جس کا اعلان لَو لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاک کا ڈنکا بجا کر کر دیا گیا اس لئے جو کچھ ہے وہ آپ ﷺ ہی کا ہے اور سب پر آپ ﷺ کا دسترس ہے، چاہے وہ زمین ہو یا آسمان، انسان ہو یا حیوان، زبان ہو یا بیان۔ ایسی صورت میں تمام زبانوں پر اگر آپ ﷺ کو دخل ہو دنیا کی ہر زبان کے آپ ﷺ ماہر ہوں تو یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں۔

تمام زبانوں سے آپ ﷺ کی واقفیت کا ثبوت پیش کرنا کوئی آسان بات نہیں لیکن حضرت مخدوم شیخ احمد لنگر دریا بلخی فردوسیؒ کا یہ احسان ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی فارسی دانی کے سات ثبوت بیان کر دئے ہیں جن سے حضور ﷺ کے برجستہ فارسی زبان بولنے کی شہادت ملتی ہے (مجلس ۹۳)

حاصلِ کلام یہ کہ یہ ملفوظ بہت ساری معلومات اور تعلیمات کو محیط ہے اور لوگوں کے لئے مفید ہے۔

آخر میں یہ عرض ہے کہ یہ کتاب ہرگز منظرِ عام پر نہیں آتی اگر زیب سجادۂ مخدوم جہاں حضرت جناب حضور سید شاہ محمد سیف الدین فردوسی مدظلہ العالی ومتع اللہ المسلمین بطول بقاۂ کی محبت بھری دعائیں اس فقیر کے شاملِ حال نہیں ہوتیں۔ حضرت کی غلامی اس فقیر کے لئے سرمایۂ حیات ہے اور یہی باعثِ نجات ہے۔ آپ کی خدمت بابرکت میں ان اشعار کے ساتھ تہہِ دل سے نذرانۂ تشکر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں کہ............

آباد رہے ساقی دائم ترا مئے خانہ ☆ ہم ساقی و ہم ساغر ہم بادۂ و پیمانہ
دائم انہیں ہاتھوں سے پیتے رہیں متوالے ☆ یا رب یہی ساقی ہو یا رب یہی پیمانہ

عزیز ذی وقار حضرت سید شاہ شمیم الدین احمد منعمی سجادہ نشیں خانقاہِ منعمیہ قمریہ، متین گھاٹ پٹنہ سیٹی، استاد شعبۂ عربی، اورینٹل کالج، پٹنہ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس فقیر کے نہ صرف قدرداں ہیں بلکہ قلمی سفر میں ہمیشہ دست راست بن کے رہے ہیں، آپ نے اس کتاب پر مفید اور کارآمد "**مقدمہ**" لکھ کر کتاب کی افادیت میں اضافہ کر دیا ہے۔

میں اپنے محسن، مخلص اور صمیم قلب سے محبت کرنے والے بھائی جناب سید محمد ارشد عالم (ارشد استھانوی) پرنسپل صغریٰ ہائی اسکول/انٹر کالج، بہار شریف کا ممنونِ کرم ہوں کہ ترجمے کے دوران اس فقیر کی بہت ہمت افزائی کی اور "**زاویۂ نظر**" کے زیرِ عنوان اپنے تاثرات وخیالات لکھ کر بزرگوں سے عقیدت اور اس خاکسار سے محبت کا ثبوت پیش کر دیا۔

اس کتاب کے اعلام، اماکن اور کتب کی تہجی وار فہرست جس محنت سے برادرِ عزیز سید شاہ محمد عابد علی شرفی الفردوسی سلمہٗ نے تیار کی ہے میں ان کا مشکور ہوا، ان کی صحت و تندرستی، ہمت وتوانائی اور تسکین وطمانیت کے لئے دعاء گو ہوں۔

اس کتاب کی کمپوزنگ میں جو دقتیں اور مشکلیں آئیں ان کو دور کرنے اور کتاب کی تسوید و تبئیض میں نور چشم احمد غزالی فردوسی سلمہٗ نے اس فقیر کی جو معاونت کی ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے پیروں کے صدقے میں انہیں فخرِ خاندان بنائے اور وہ سب کچھ عطا فرما دے جو حضرت مخدوم جہاںؒ کو پسند ہیں۔

کتاب کی تزئین و ترتیب میں جس عزیز نے سب سے زیادہ محنت کی ہے اور جذبۂ خدمت سے سرشار ہو کر دن رات اپنے وقت کو لگائے رکھا ہے وہ نواز شریف فردوسی ہیں جو اس فقیر کے شاگرد بھی ہیں اور دست گرفتہ بھی۔ دعاء ہے کہ بارگاہِ مخدوم میں ان کی اس خدمت کو شرفِ قبولیت حاصل ہو اور یہ بھی مقبولِ بارگاہ ہوں۔

اس خاکسار مترجم کے عزیز شاگرد و مرید انجینئر محمد توصیف الزماں فردوسی (مقیم اورنگ آباد، مہاراشٹر) نے اس کتاب کو خوبصورت بنا کر پیش کرنے میں جس عقیدت و محبت سے کام لیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے خلوص و محبت کو قبول فرمائے اور بارگاہِ مخدوم میں ان کی سندِ قبولیت پر مہر ثبت ہو جائے۔

مکتبۂ شرف کی جانب سے میں ادارہ کے جملۂ رفقائے کار اور محبین و معاونین کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے لئے دعاء گو ہوں کہ ان کی خدمت دربارِ مخدوم میں قبول ہو جائے اور وہ اسی طرح ہمیشہ مکتبۂ شرف کے لئے دل کھول کر حاضر رہیں تا کہ مخدوم جہاںؒ اور دیگر بزرگوں کی تصنیفات کا کام جاری رہے۔

والسلام

محمد علی ارشد شرفی

جاروب کشِ آستانۂ مخدوم حسین نوشۂ توحید بلخی فردوسیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زاویۂ نظر

عہد حاضر کی یہ کیسی عجیب و غریب حقیقت ہے کہ اب اخبارات میں عام اچھی بری خبروں کے ساتھ رہ رہ کے یہ بھی پڑھنے کو ملتا رہتا ہے کہ ''ریاست کے معروف سرجن نے مریضوں کے گردے بیچ ڈالے''، ''وزیرِ محترم اربوں کے گھپلوں میں ملوث''، ''پولس آفیسر پر فرضی مڈبھیڑ کا جرم ثابت''، ''اعلیٰ عہدے دار رشوت لیتے رنگے ہاتھوں گرفتار'' وغیرہ وغیرہ______

اب سوال یہ ہے کہ مروجہ اعلیٰ تعلیم اور اقتدار کی اعلیٰ ترین کرسیوں کے حصول کے باوجود ان لوگوں سے اتنی غیر متوقع اور ایسی غیر اخلاقی و غیر انسانی حرکتوں کا صدور آخر کس طرح ہوا جب کہ متذکرہ اعلیٰ حضرات اور ان جیسی اونچی شخصیات سے انسانی معاشرہ اعلیٰ اقدار اور اونچے انسانی افکار و خیالات کے ساتھ عمدہ اعمال اور مثالی کردار کی توقع رکھتا ہے؟

جواب یہ ہے کہ متذکرہ حضرات کا اس میں کچھ قصور نہیں کہ نرسری سے پی ایچ. ڈی تک انہیں حساب کے فارمولے بتائے گئے تھے، معاشیات و نفسیات کے سبق پڑھائے گئے تھے، علمِ کیمیا، علمِ حیات اور علمِ طبعیات کے کنہیات سکھائے گئے تھے اور پھر انہیں ڈاکٹر، منسٹر، اور آفیسر وغیرہ تو ضرور بنایا گیا تھا مگر انسان تو بنایا ہی نہیں گیا تھا، انسانیت کا درس دینے والی کتابیں انہیں پڑھائی ہی نہیں گئی تھیں، انسان بنانے والے لوگوں یعنی صوفیوں، بزرگوں اور

ولیوں کی صحبتوں میں انہیں کبھی رکھا ہی نہیں گیا تھا، انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے احوال واقوال ان کے کانوں تک پہنچائے ہی نہیں گئے تھے اور محض ان سے اچھی اچھی توقعات وابستہ کرلی گئی تھیں ــــــ ان سب کو چھوڑئے اب خود اپنے گھرانوں کی خبر لیجئے اور دیکھئے کہ اپنے بچوں کو "Twinkle,Twinkle little star" حفظ ہے یا آیت الکرسی، دعائے قنوت اور درود شریف وغیرہ۔

بات یہ ہے کہ آدمی کو انسان بنانے میں مذہبیات وادبیات کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔ مذہبیات اوامر ونواہی کے درس کے ساتھ خیر وشر کی تمیز عطا کرتے اور آدمی کو انسان بن کے زندہ رہنے اور بنی نوع انسان کے کام آنے کا ہنر سکھاتے ہیں جب کہ صالح ادبیات بھی انہیں اوصاف کی توسیع وتبلیغ کرکے انسانوں کو اعلیٰ اقدار کے بقاء وتحفظ کی دعوت دیتے، زندگی کے نشیب وفراز کی فہم اور معاملات ومسائل کے درک کے ساتھ ان کے پر معنیٰ مثبت حل کی جسارت وشعور بخشتے ہیں اسی لئے آدمی کو انسان بنانے کی خاطر مذہبیات اور افادی واصلاحی ادبیات کا درس دینا ازحد ضروری سمجھا جاتا رہا ہے۔ چنان چہ تاریخ شاہد ہے کہ سلطنتِ مغلیہ کے زوال کے بہت بعد تک مذہبیات اور اخلاقیات ہمارے درسیات کا لازمی حصہ بنے رہے مگر بعد کو جب مادیت کا غلبہ ہوا اور مادّہ پرستی کے بھوت نے ہمارے ذہنوں کو آدبوچا تو ہم نے ان دونوں کو شئے فضول کے زمرے میں رکھ کے سِرے سے نصاب بدر کر ڈالا ــــــ اب حالات یہ ہیں کہ ہمارے بچوں نے گلستاں، بوستاں، پندنامہ، اخلاقِ محسنی، دیوانِ حافظ، کلیاتِ سعدی اور شاہنامہ جیسی علم وحکمت سکھانے والی، خوش خلقی ونیک عملی کا درس دینے والی، آدمی کو انسان بنانے والی اور ملّتِ مسلمہ کو آئینۂ ماضی دکھا کے تعمیر مستقبل کے لئے مہمیز لگانے والی ان کتابوں کا پڑھنا اور دیکھنا تو کجا شاید نام تک نہیں سنا ہے۔ ویسے بھی یہ اور اس زمرے کی بہت ساری کتابوں کے علاوہ ہمارے مذہبیات کا ایک بڑا اور قابلِ اعتناء سرمایہ

مخطوطات و مطبوعات کی شکل میں فارسی زبان میں ہے اور فارسی زبان کا چلن ایک مخصوص منفی سوچ کے تحت جب بہت شعوری طور پر ختم کرایا جارہا ہے تو اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اس قبیل کی جملہ نگارشات کا اردو ترجمہ کیا جائے تاکہ اردو پڑھنے والی نسلوں تک یہ بیش بہاء علمی و دینی سرمائے منتقل ہو کے ان کی ذہنی و فکری کج روی کی اصلاح کر سکیں اور انہیں راہِ راست پر لانے میں معین و مددگار بن سکیں، مگر افسوس ایسا نہیں ہورہا ہے اور بوجہ قحط الرجال یا بوجوہ دیگر اس کام کی طرف وہ توجہ نہیں دی جارہی جس کا یہ متقاضی ہے ___ اب ایسے میں رفیقِ معظم و اخیِ محترم حضرت الحاج مولانا ڈاکٹر سید محمد علی ارشد شرفی فردوسی عمّ فیوضہٗ، زیبِ سجادہ آستانۂ حضرت مخدوم شیخ حسین نوشۂ توحید بلخی فردوسی رحمۃ اللہ علیہ نے.........

☆ ارشادالطالبین

☆ ارشادالسالکین

☆ مکتوبات بست وہشت

☆ خوان پر نعمت

☆ تفسیر امام زاہد (سورۂ فاتحہ)

☆ مکتوباتِ مخدوم حسینؒ

☆ مناقب الاصفیاء

☆ وصیت نامہ حضرت مخدوم نجیب الدین فردوسیؒ

☆ رسالۂ عینیہ

☆ فوائدرکنی

☆ ملفوظ الصفر (غیر مطبوعہ)

☆ شرح آداب المریدین (غیر مطبوعہ)

☆ **الاصول العشرہ (غیر مطبوعہ)**

وغیرہ جیسی بے بہاء کتابوں کے اعلیٰ و حسین تراجم کے بعد اب ''مونس القلوب'' کا نہایت سادہ و سلیس زبان میں بہت عام فہم اور خوبصورت اردو ترجمہ کر کے مجھ جیسے مذنب مبتدیوں پر خصوصاً اور عام امتِ مسلمہ پر عموماً بلاشبہ بہت بڑا احسان کیا ہے اور یہ احسان انہوں نے از خود نہیں کیا،

اس میں فضلِ خداوندی کی شمولیت کے ساتھ اولیائے کرام کی نظرِ عنایات و فیوض و برکات کا خاص عمل دخل ہے اس لئے کہ وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ یَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْن کی حقیقت بہر حال یہ بتاتی ہے کہ توفیقِ ترجمہ بلاشبہ منجانب اللہ ہے۔

اب یہاں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ پیشِ نظر ترجمہ کسی ناول ،افسانہ، ڈرامہ یا معاشیات وسیاسیات کا نہیں کہ جو چاہے کر لے۔ یہ ترجمہ ایک ولیِ زماں کے طاہر خیالات اور پاک ملفوظات کا ہے جس کا بیان کنندہ نشۂ عشق الٰہی میں چور اور جس کا جمع کنندہ اپنے پیر و مرشد کی محبت میں سدا مخمور رہا کیا ہے، چنان چہ ایسے پاک اور عظیم بیانات و نگارشات کے ترجمے کی توفیق ہر کس و ناکس کو نہیں ہو سکتی اور یہ نغمہ ہر ساز پہ نہیں گایا جا سکتا، اس کے لئے ضروری ہے کہ ایسی مقدس تحریروں کا مترجم بھی اپنی شخصیت میں بھرپور تقدس رکھتا ہو، اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو، اس کا دل پاک اور دماغ ہر طرح کی فکری آلودگیوں سے نہایت صاف وشفاف ہو، اس کا جگر سوزِ عشقِ الٰہی میں کباب اور اس کا عمل تقلید واتباعِ سنتِ رسول مکرم ﷺ کی عمدہ مثال ہو، وہ اہل اللہ کا گرویدہ، بزرگانِ دین کا شیدا اور خلق اللہ کا غم گسار ہو ـــــ اور مترجم محترم کے ساتھ میری اٹھائیس (۲۸) سالہ رفاقت ومعیت مجھے یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ رحمتِ ایزدی نے مترجم موصوف کو پہلے ان اوصافِ حمیدہ سے متصف کیا ہے اور تب اس اعلیٰ دینی وعلمی کام کے لئے انہیں منتخب کر کے ان پر اپنا احسان اور فضل فرماتے ہوئے اس سعادت مندی سے بہرہ ور کیا ہے ورگرنہ ایں سعادت بہ زورِ بازو نیست۔

ترجمہ کا کام محض دو زبانوں کی واقفیت سے نہیں کیا جا سکتا، اس کے لئے ضروری ہے کہ مترجم دونوں زبانوں کی مزاج شناسی کے ساتھ اصل مواد کی روح کا بھی نباض ہو، اس کی نظر ایک طرف اصل مواد پر بھی ہو اور دوسری طرف صاحبِ تحریر کی منشا و مراد پر بھی ورگرنہ ترجمہ اپنے اصل مواد کے خالق کی غرض وغایت سے ہٹ کے کچھ سے کچھ ہو جائے گا اور بات نہیں

بنے گی۔ خدا کا شکر ہے کہ مترجم موصوف کو اس کام میں ید طولیٰ حاصل ہے، ان کی ترجمہ نگاری، ان کی ریاضت وکہنہ مشقی اور فضلِ خداوندی کی بدولت استناد کا درجہ پا چکی ہے اور ان کی سابقہ کتابیں مقبولِ خاص و عام ہو کے دادِ تحسین وصول چکی ہیں۔ اب توقع ہے کہ پیشِ نظر ''ترجمۂ مونس القلوب'' بھی مولانا مدظلہٗ کے دیگر تراجم کی طرح ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا اور اس کی پذیرائی بھی حد بندیوں کے حصار سے باہر نکل جائے گی، اس لئے بھی کہ ''مونس القلوب'' ملفوظاتِ عالیہ پر مبنی بشکلِ مخطوطہ کسی اکہرے موضوع پر لکھی ہوئی کتاب نہیں، اس میں بے انتہاء موضوعاتی وسعت اور غضب کا تنوع ہے، اس کتاب میں مذہبیات بھی ہے ادبیات بھی، اخلاقیات بھی ۔۔ ۔اجیات بھی، انبیائے کرام اور صحابۂ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے احوال و اقوال بھی ہیں اور بزرگانِ دین کے واقعات بھی، اہل اللہ کا عجز وانکسار بھی ہے اور ان کے کرامات بھی، تذکرۂ حیات بھی ہے اور ذکرِ حیات بعد الممات بھی، آیتِ کریمہ کا ترجمہ بھی ہے اس کی تفسیر بھی، قرآن قدیم ہے یا مخلوق اس کی بحث وتمحیص بھی ہے اور دنیا کچھ نہیں اور سب کچھ ہے کی تشریح بھی، اقسامِ روح کا بیان بھی ہے اور چند دعاؤں کی توضیح بھی، خموشی کی ترغیب بھی ہے اور دین کے لئے اذیت پر صبر کی تاکید بھی، صوفی و متوصف کی تعریف بھی ہے اور فرعون کا خواب اور اس کی تعبیر بھی، دانت اور ناسور کا قرآنی علاج بھی ہے اور مستجاب الدعوات بننے کی ترکیب بھی، سرکارِ دو عالم ﷺ کے ناسوتی تجلیات پر شیفتہ ہونے کی توجیہ بھی ہے اور ان کی بارگاہ میں اشرفیوں کی تقسیم بھی، مخدوم شیخ حسنؒ اور آپ کی اہلیہ کی علالت و رحلت بھی ہے اور حضرت بہلول دیوانہ کی حکایت بھی، وضو میں تاکیدِ پیرویِ شریعت بھی ہے اور توبہ پر طلبِ استقامت بھی، امید و رجا کی اہمیت بھی ہے اور تلاوتِ قرآن پاک کی فضیلت بھی، زیارتِ قبور کی ممانعت و اجازت بھی ہے اور حجاج یوسف کا ظلم اور اس کی مغفرت بھی، طالب کو مطلوب کی دیدار کے وقت کی لذت بھی ہے اور مجنوں کی فنائیت بھی، جمعہ کے دن کی مقبول

ساعت بھی ہے اور فرض نماز کی اہمیت بھی، سرکار دو جہاں ﷺ کی سخاوت بھی ہے اور شیخ حُسینؒ کی کرامت بھی، لا اِلٰہ الا اللہ کی عظمت بھی ہے اور دس سے سو سال کے عمر کی خاصیت بھی، دستار وشملہ کی حیثیت بھی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیرِ زمین رکھنے کی مصلحت بھی، دانت کے درد اور ناسور کا علاج بھی ہے اور دفع آسیب وگمشدہ کی بازیابی کا تعویذ بھی۔

غرض کیا کچھ ہے جو اس کتاب میں نہیں ہے، بہت کچھ ہے، میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ اس میں آدمی کو انسان بنانے کے لئے سب کچھ ہے اور اس کے مواد کی ہمہ گیری نے جہاں اسے عامتہ الناس کے لئے نہایت کارآمد اور مفید تر بنا دیا ہے وہیں صاحبِ ملفوظات، جامع ملفوظات اور مترجمِ ملفوظات کی مطہر وپاک شخصیات کے اشتراک وتثلیث نے اسے مؤقر تر اور متبرک تر بھی بنا چھوڑا ہے، اب بس ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے خوب پڑھا اور پڑھایا جائے، اس کی تعلیمات کو حرزِ جاں بنایا جائے، اسے اپنی زندگیوں میں اتار کے اپنی دنیا وعقبیٰ سنواری جائے، اس کے مطالعہ کے ذریعہ اپنے اندازِ حیات میں تبدیلی لا کے اپنے بختِ خفتہ کو جگایا جائے، اپنے گھروں کو اس کی عطر بیزیوں سے معطر کر کے جنت نما بنایا جائے اور صاحبِ ملفوظات وجامع ملفوظات نور اللہ مرقد ہما کی بلندیِ درجات کی دعاؤں کے ساتھ مترجم موصوف کی صحت وسلامتی اور طول العمری کی دعائیں کی جائیں کہ وحدہٗ لا شریک انہیں مع متعلقین بعافیت تمام رکھتے ہوئے ان سے اس قسم کے دیگر بچے ہوئے بہت سارے دینی وعلمی کاموں کی تکمیل کراتے رہیں تاکہ سلسلۂ فردوسیہ کا فیضان عام ہوتا رہے اور گنہگارانِ امت کی مغفرت کا سامان بھی۔

اب یہاں ایک سوال اور سامنے آتا ہے کہ ـــــ مذکورہ تینوں بزرگوں کی مشترکہ مخلصانہ کوششوں کے باوجود اگر ''مونس القلوب اردو'' کی اشاعت کا اہتمام ہی نہیں ہوتا تو کیا ہوتا؟ کیا یہ کتاب عام لوگوں کے دستِ رس تک پہنچ پاتی اور اس کا فیض عام ہو کے کیا امتِ مسلمہ کی بگڑی زندگیوں کی اصلاح کے ذریعے انہیں مردِ مومن ومردِ بہشت بنا پاتی؟ ظاہر

ہے جواب نفی، میں ہے۔اور اس نفی کو اثبات کا جامہ پہنانے اور اس کی شایانِ شان طباعت و اشاعت کا نظم واہتمام کرنے میں جس شخصیتِ مبارکہ نے اصل کردار ادا کیا ہے وہ چوتھی عظیم اور بزرگ ہستی حضرت الحاج سید شاہ سیف الدین فردوسی صاحب سجادہ حضرت مخدوم جہاں علیہ رحمت کی ہے۔ظاہر ہے کہ ان کے اس نیک اِقدام کے لئے مذکورہ تینوں بزرگوں کی قلبی دعائیں فطری طور پر حضرت موصوف ادام اللّٰہ الطافہٗ علینا دائماً کے ساتھ ہیں،ہم تمام مبتدیوں اور قاریوں کا بھی دینی واَخلاقی فریضہ ہے کہ ہم ان کے تئیں ہدیۂ امتنان پیش کریں، اور ان کی ہمہ جہت دینی ودنیاوی عظمتوں میں ہر روز اضافہ کی دعائیں کرتے رہیں،میں بھی حضرت والا کی خدمت عالیہ میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں اور مترجم محترم کی اس دیدہ ریزی اور جانکاہی اور دینی وعلمی کاموں کے لئے ان کی خودسپردگی ووارفتگی کے لئے انہیں مبارکباد دیتے ہوئے جہاں ان دونوں کے حق میں دست بہ دعا رہ کے فجزاک اللّٰہ خیراً جزا کہتا ہوں، وہیں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ میری اپنی زندگی کی سچائی بس اتنی ہے کہ ”بے گنہ نگذشت بر ماساعتے“ مگر اس کے باوجود رجا کا دامن تھامے امیدوارِ مغفرت بھی ہوں کہ خود اسی مونس القلوب کی مجلس ۵۶ میں مرقوم ہے کہ دو مغفور کے درمیان بیٹھنے والا بھی مغفور ہے جب کہ میں اپنی اس ناقص تحریر کے سہارے دو نہیں چار مغفور کے درمیان گھس بیٹھا ہوں، ویسے بھی مایوسی کفر اور ”رحمتِ حق بہانہ می جوید“ کی حقیقت مسلّم ہے۔

ننگِ اسلاف

خاکسار

ارشد استھانوی

(سید محمد ارشد عالم، پرنسپل صغریٰ ہائی اسکول ؍انٹر کالج، بہار شریف)

مُقدّمہ

اسلامی ادب میں ملفوظات سب سے مقبول، دلچسپ اور معلوماتی صنف ہے۔ ملفوظات نہ صرف اپنے افکار و مشمولات کی بنا پر قران و حدیث کے قریب ہیں بلکہ اپنے ظاہری پیرائے اور طریقۂ ترتیب و تحریر کے اعتبار سے بھی قران و حدیث سے مربوط و ماخوذ ہیں۔ قران مجید اور احادیث کریمہ دراصل تقاریر و ملفوظات ہیں جنہیں ضبط تحریر میں لاکر کتاب و صحاح وسنن کی موجودہ شکل دی گئی، اسی طرح کتاب وسنن کے عاملین کی تقاریر و گفتار کو جب جمع و کتابت کے مرحلے سے گزارا گیا تو یہ ملفوظات کہلائے۔

دیگر تصنیفات و تالیفات کے مقابلے میں ملفوظات کی افادیت و مقبولیت کی اپنی وجوہات ہیں۔ مصنف و مولف عموماً اپنی تصنیف و تالیف میں کسی موضوع پر اپنے مقام و مرتبے کے مطابق اپنے قلم کو جنبش دیتا ہے اور اس کام میں تکلف کا دامن شاذ و نادر ہی چھوٹ پاتا ہے الا ماشاء اللہ۔ ٹھیک اس کے برعکس ملفوظات میں صاحب ملفوظ مخاطب کے مرتبے کے مطابق گویا ہوتا ہے اور اس میں عموماً بے تکلفی اور برجستگی ہوتی ہے۔ دیگر تصنیف و تالیف میں موضوع یا عنوان طے ہوتا ہے جبکہ ملفوظات میں یہ متنوع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک ہی ملفوظ میں حسب موقع دینی، سماجی، معاشی، علمی، ادبی، سیاسی، تاریخی اور لسانی ہر قسم کے موضوعات زیر بحث آسکتے ہیں۔ عام تصنیف جہاں تحریری تقاضوں کو پورا کرتی ہے وہیں ملفوظ نوشتہ ہونے کے باوجود

لطف گفتار و گفتگو بخشتا ہے۔ عام تصنیف عموماً کسی خاص عہد اور دور کی عکاس ہوتی ہے جبکہ ملفوظ کئی نسلوں کے واردات، کیفیات، مشاہدات و تجربات کا ترجمان ہوتا ہے۔

ہندوستان میں ملفوظات کے بابا آدم چشتی صوفیائے کرام ہیں اور اس سلسلے میں آدم ثانی ہونے کا شرف فردوسی بزرگوں کو حاصل ہے۔ کون صاحب دل ہے جس نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے 'فوائد الفواد' کا کوئی فائدہ محسوس نہ کیا ہو اور کون سالک راہ معانی ہے جس کے آگے حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری کی 'معدن المعانی' نے خوان پر نعمت پیش نہ کر دیا ہو۔

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری کے نہ صرف مکاتیب مقبول خاص و عام ہوئے بلکہ آپ کے ملفوظات بھی نسخۂ کیمیا ثابت ہوئے۔ معاصرین سے لے کر متاخرین تک جس کسی کو مطالعہ کا ذوق سلیم اور قدر گوہر کی صلاحیت نصیب ہوئی اس کے یہاں ملفوظات مخدوم جہاںؒ کی صدائے بازگشت گونجتی ہے۔ حضرت مخدوم جہاںؒ کے ملفوظات کی عدیم المثال مقبولیت کی سب سے بڑی دلیل آپ کے ملفوظات کے مجموعوں کی کثرت ہے۔ معدن المعانی، خوان پر نعمت، مخ المعانی، راحت القلوب، ملفوظ الصفر، کنز المعانی، تحفۂ غیبی، مونس المریدین، اسباب النجاۃ لفرقۃ العصاۃ، مغز المعانی حضرت مخدوم جہاں کے وہ ملفوظات ہیں جو امتداد زمانہ کے باوجود موجود اور اہل علم کے یہاں نہ صرف معروف بلکہ ہنوز مقبول اور بے مثال ہیں۔ آپ کے گرداگرد اہل علم و عرفان کا جو مخلص ہجوم تھا، اور آپ جس قدر ان کی علمی و عرفانی سرپرستی کے لیے ہمہ وقت مستعد و متوجہ تھے اس سے یہ بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے ملفوظات کے مجموعے موجودہ دستیاب فہرست سے کہیں زیادہ رہے ہوں گے۔ اگر وہ سب مہیا ہوتے تو تو شاید ہم دریا پی جانے پر بھی ھل من مزید کی صدائے مضطرب لگانے والوں کو کچھ قرار آ ہی جاتا۔

حضرت مخدوم جہاںؒ کے جانشینوں نے بھی مکتوبات نویسی کے موثر ذریعہ سے تبلیغ

ودعوت اور رشد و ہدایت کے فریضے بخوبی انجام دیے۔ ساتھ ہی ان جانشینوں کو بھی زین بدر عربیؒ اور علامہ اشرف ابن رکنؒ جیسے قدردان اور محسنین علم وادب مرتبین ملفوظات مل ہی گئے چنانچہ حضرت مخدوم جہاںؒ کے دوسرے جانشین حضرت مخدوم حسین معز شمس نوشہ توحید بلخیؒ کے گرانقدر ملفوظات ان کے مرید وخلیفۂ خاص مولانا نعمت اللہؒ نے جمع فرمائے اور 'گنج لا یخفیٰ کے نام سے یہ مجموعہ غیر مطبوعہ ہونے کے باوجود اسم با مسمیٰ ہے۔ حضرت مخدوم جہاںؒ کے پہلے جانشین حضرت مولانا مظفر بلخیؒ کے ملفوظات کے کسی مجموعے کا تادم تحریر کوئی علم نہ ہوسکا۔ آپ کے ۱۸۱ مکاتیب کا ضخیم مجموعہ آپ کے ملفوظات کے بھی جمع کیے جانے کے قوی امکانات روشن کرتا ہے۔ کیا پتہ جس طرح آپ کی 'عقائد حافظی' کی شرح 'شرح مظفری' چند ابتدائی صفحات کو چھوڑ کر ہنوز لاپتہ ہے، اسی طرح آپ کے ملفوظات بھی ناقدری کے شکار ہو گئے ہوں۔

حضرت مخدوم جہاںؒ کے تیسرے جانشین حضرت مخدوم حسن بن حسین معز نوشہ توحید بلخیؒ بھی گراں قدر علمی اور روحانی حیثیت کے حامل تھے۔ آپ ہی نے اپنے والد حضرت مخدوم حسینؒ کے ۲۰۰ بیش بہا مکاتیب جمع فرمائے اور اپنے والد ماجد کے عربی رسالے 'حضرات خمس' کی عمدہ فارسی شرح 'کاشف الاسرار' کے نام سے تحریر فرمائی۔ ایسا لگتا ہے کہ مخدوم حسن دائمؒ کے مکاتیب وملفوظات، جو کہ یقیناً رہے ہوں گے، ضائع ہو گئے۔ حضرت مخدوم جہاںؒ کے چوتھے جانشین حضرت مخدوم احمد بن حسن بن حسین بلخیؒ (م ۸۹۱ھ) اس سلسلۃ الذہب کی چوتھی کڑی ہیں۔

۲۷ رجب ۸۲۶ھ کو آپ کی ولادت ہوئی۔ شیخ یگانہ قطب الاقطاب حضرت مخدوم حسین نوشہ توحید بلخیؒ نے آپ کی ولادت کو اپنے کاشانہ اقدس میں جنید وقت کی آمد سے تعبیر فرمایا اور چالیس دنوں پر جب اس بچے نے اپنی غیر معمولی طور پر بند آنکھوں کو پہلی بار کھولا تو سب سے پہلے جس روئے انور کا دیدار کیا وہ بھی مخدوم حسینؒ ہی تھے۔ مخدوم حسینؒ کی صحبت حضرت سیدنا احمد بلخیؒ کو

تقریباً ۱۸ برسوں تک حاصل رہی۔ اس دوران علمی اور روحانی استفادے کے ساتھ ساتھ وہ مخدوم حسینؒ کے چشم دید واقعات و روایات کے بھی امین رہے۔ سلسلہ فردوسیہ کے اکابر اور مشرب کے حوالے سے آپ کی ذات ثقہ ترین ہوگئی۔ اس طرح آپ کے ملفوظات 'مونس القلوب' میں موجود تمام اطلاعات، روایات اور واقعات کی سند درج ذیل ہے:

۱. حضرت احمد لنگر دریا بلخیؒ عن حضرت مخدوم حسین بلخیؒ عن مخدوم جہاںؒ

۲. حضرت احمد لنگر دریا بلخیؒ عن حضرت مخدوم حسین بلخیؒ عن مولانا مظفر بلخیؒ عن مخدوم جہاںؒ

۳. حضرت احمد لنگر دریا بلخیؒ عن حضرت مخدوم حسن بلخیؒ عن حضرت مخدوم حسین بلخیؒ عن حضرت مولانا مظفر بلخیؒ عن مخدوم جہاںؒ

واقعات و اخبار کے علاوہ اشعار کے سلسلے میں بھی آپ کس قدر معتبر راوی ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت مخدوم احمد لنگر دریا بلخیؒ فرماتے ہیں:

''حضرت مخدوم شیخ حسینؒ کے جو اشعار مجھے یاد ہیں وہ کم لوگوں کو یاد ہیں اور وہ حضرت کے دیوان میں بھی نہیں ہیں۔'' (مجلس ۲۱)

حضرت سیدنا احمد لنگر دریا بلخیؒ نے اپنے ملفوظات ''مونس القلوب'' میں اپنی عمر کی ۶۳ ویں منزل پار کرنے کا ذکر فرمایا ہے (مجلس ۵۲)۔ اس سے 'مونس القلوب' کے جمع و ترتیب کا زمانہ طے ہو جاتا ہے، یعنی یہ ۸۹۰ھ سے ۸۹۱ھ کے درمیان جمع و ترتیب کے مرحلے سے گزری ہے۔

'مونس القلوب' کے مرتب قاضی شہ بن خطاب منیری / بہاری کا نام بعض تذکرہ نگاروں نے قاضی سید بھی لکھا ہے۔ ممکن ہے یہ اختلاف قرأت ہو لیکن اتنا طے ہے کہ تا دم تحریر ہم اس مرتب کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتے۔

مونس القلوب اور مناقب الاصفیا

'مونس القلوب' جن کے ملفوظات کا مجموعہ ہے ان کی عمر کے ۱۸ ویں سال (۸۴۴ھ)

میں مخدوم حسین بن معز نوشہ توحید بلخیؒ کا وصال ہوا۔ اس کے بعد ۸۹۱ھ تک یعنی تقریباً ۴۷ سال تک حضرت احمد لنگر دریا بلخیؒ باحیات رہے۔ ساتھ ہی یہ بھی محقق ہے کہ 'مناقب الاصفیا' کی تکمیل مخدوم حسین نوشہ توحید بلخیؒ کے وصال کے بعد ہی ہوئی ہے۔ حیرت یہ ہے کہ نہ تو 'مونس القلوب' میں 'مناقب الاصفیا' کا ذکر آیا نہ ہی 'مناقب الاصفیا' میں شیخ احمد بن حسن بن حسین بلخیؒ یا ان کے ملفوظات 'مونس القلوب' کا ذکر ملتا ہے۔ اسی لیے یہ سوال بڑا پیچیدہ ہے کہ ان دونوں میں اولیت کسے حاصل ہے؟ اس کے جواب کی تلاش میں حضرت مخدوم جہاںؒ کا ایک واقعہ، جو دونوں میں نقل ہوا ہے، بڑا مددگار ہے۔ ملاحظہ ہو:

مونس القلوب	مناقب الاصفیاء
مخدوم احمد لنگر دریا بلخیؒ نے فرمایا: جس زمانے میں حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہٗ العزیز جونپور میں قیام فرماتے تھے ایک روز حضرت امیر سید اجملؒ کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ حضرت امیر اپنے پیروں کے کشف وکرامات اور احوال ومقامات کے مناقب بیان کررہے تھے۔ جب بہت زیادہ بیان کر چکے تو حضرت شیخ حسینؒ سے کہا اب آپ بھی اپنے پیروں کے کچھ مناقب بیان فرمائیں تاکہ ہم لوگ مستفید ہوں۔ حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا، میری کیا صلاحیت ہے کہ ان کے مناقب بیان کر سکوں۔ ہاں ایک واقعہ سن لیجیے۔ ایک دن خواجہ بہاء الدین شرخہ کے گھر میں مجلس تھی۔ حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہٗ العزیز بھی وہاں موجود تھے۔ قوال یہ رباعی پڑھ رہے تھے: آنہا خدائی من زمن بی بینند ۔۔۔ گر مغ بیند بصحبتم نہ نشیند گر قصہٴ خود پیش سگے برخوانم ۔۔۔ سگ دامن پوستین زمن برچیند حضرت مخدوم جہاں اس رباعی پر سر دھن رہے تھے اور بار بار فرما رہے تھے، واللہ راست۔ باللہ راست۔ قسم اللہ کی سچ کہا۔ حضرت امیر سید اجملؒ اس واقعہ کو سننے کے بعد پورے کمال انصاف کے ساتھ خاموش ہوگئے ایک لفظ بھی نہ کہہ سکے۔	سنا ہے کہ ایک روز قوال آپ کے سامنے یہ رباعی پڑھ رہے تھے۔ آنہا خدائی من زمن بی بینند گر مغ بیند بصحبتم نہ نشیند گر قصہٴ خود پیش سگے برخوانم سگ دامن پوستین زمن برچیند حضرت مخدوم جہاںؒ کو اس رباعی پر وجد کی کیفیت پیدا ہوگئی اور اسی کیفیت میں واللہ راست باللہ راست کا نعرہ لگانے لگے۔

ان عبارتوں کے تقابلی جائزے سے واضح ہو جاتا ہے کہ 'مناقب الاصفیا' کے مقابلے میں 'مونس القلوب' زیادہ تفصیلی، تحقیقی، ثقہ اور مستند ہے اور کیا عجب کہ 'مونس القلوب' کے معاً بعد 'مناقب الاصفیا' تکمیل کو پہنچی ہو۔

جامع 'مونس القلوب' کے والد مولانا خطاب منیریؒ، حضرت مخدوم حسین بن معز نوشہ توحید بلخیؒ کے صاحب کرامات مرید مولانا فتح اللہ منیریؒ کے شاگرد رشید تھے۔ مولانا فتح اللہ منیریؒ جنوں کو حاضر کرنے میں بھی باکمال تھے۔ ان کے علاوہ مولانا خطاب منیریؒ کو مخدوم شیخ داؤدؒ سے بھی شرف تلمذ حاصل تھا۔ قیاس اغلب یہ ہے کہ حضرت مخدوم شیخ داؤدؒ سے شیخ داؤد قریشیؒ مراد ہیں جنہیں حضرت مخدوم سید صدرالدین راجو قتال بخاریؒ سے خرقۂ خلافت حاصل تھا اور وہ بہار آ کر حضرت مخدوم جہاںؒ کے جوار میں آ بسے تھے۔ حضرت داؤد قریشیؒ کی درگاہ آج بھی بہار شریف میں سرکاری بس اڈے سے متصل مشہور ہے۔ مولانا خطاب منیریؒ کو تصوف میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ 'مونس القلوب' سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مخدوم داؤدؒ اور مولانا فتح اللہ منیریؒ کے مزار کے درمیان مولانا خطاب منیریؒ کا مزار تھا جسے بقول جامع 'مونس القلوب' ابوالفتح مقطع نے ایک بڑے چبوترے کی تعمیر کے دوران ناقابل شناخت کرادیا تھا۔

جامع 'مونس القلوب' نے حضرت لاد صوفیؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا تھا یہی وجہ ہے کہ ملفوظ میں جہاں کہیں بھی ان کا ذکر کرتے ہیں ان کے نام کے ساتھ استاد کا اضافہ کرتے ہیں۔

جامع 'مونس القلوب' اور حضرت سیدنا احمد لنگر دریا بلخی قدس سرہٗ تقریباً ہم سن تھے۔ ایک روز جب جامع 'مونس القلوب' کچھ پریشان تھے حضرت نے انہیں یہ کہہ کر اطمینان دلایا کہ:

"تم زندگی میں میرے ساتھ ہو، مرنے کے بعد بھی میرے ساتھ رہو گے۔ چلو روضے پر میں تم کو تمہاری قبر کی نشاندہی کر دوں۔" (مجلس ۹۰)

حضرت احمد لنگر دریا بلخیؒ اور جامع 'مونس القلوب' کا مزار

مندرجہ بالا بیان سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت احمد لنگر دریا بلخیؒ کے مزار سے متصل مزار کس کا ہوسکتا ہے۔ یہاں روضہ سے مراد حضرت مخدوم حسین بن معز نوشہ توحید بلخی کا روضہ ہے جس کے احاطے میں ذرا پورب ہٹ کر حضرت احمد لنگر دریا بلخیؒ کی درگاہ ہے۔اس سلسلے میں ایک اشکال اب دور کر لینا چاہیے۔ فی زمانناحضرت احمد لنگر دریا بلخیؒ کے احاطۂ مزار میں دو قبریں ہیں۔ایک قبر جو بجانب مغرب ہے وہ اپنی مشرق جانب والی متصل قبر سے قدرے پیچھے ہے۔ یعنی مغرب والی قبر کو مشرق والی قبر سے تھوڑا پیچھے ہٹ کر بنایا گیا ہے، جیسا کہ عام طور پر ادباً کیا کرتے ہیں۔ خود روضہ نبوی ﷺ میں حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ کے مزارات سرکار دو عالم ﷺ کی قبر مبارک سے بخاطر ادب یوں ہی بنائے گئے ہیں۔اب مشکل یہ ہے کہ کچھ لوگ ادباً پیچھے ہٹے ہوئے مزار کو ہی عموماً حضرت احمد لنگر دریا بلخیؒ کا مزار کہتے ہیں اور آگے بڑھے ہوئے مزار کو ان کے استاد کا بتاتے ہیں، جس کی نہ کوئی سند ہے نہ قیاس۔اس لیے قیاس اغلب ہے کہ آگے والا مزار خود حضرت احمد لنگر دریا بلخیؒ کا ہے اور ادباً پیچھے ہٹا ہوا مزار قاضی شہ / سید بن خطاب منیری / بہاری جامع و مرتب 'مونس القلوب' کا ہے۔ اللّٰہ و رسولہٗ اعلم

اس سلسلے میں انشراح قلب کے لیے مجلس ۹۰ کو بغور پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے جس میں جامع 'مونس القلوب' اپنے والد کی قبر کا محل وقوع بیان کرتے ہیں اور اس کے اغل بغل ان کے اساتذہ کے مزارات کا ذکر کرتے ہیں، پھر نئے چبوترے کی تعمیر کی بنا پر اپنے والد کی قبر کی شناخت کے مندمل ہونے اور اپنے اساتذہ کی قبروں میں ہمیشہ کے لیے مدغم ہونے کا ذکر کرتے ہیں تو صاحب کشف و بصیرت قطب زمانہ حضرت احمد لنگر دریا بلخیؒ مسکراتے ہیں اور والد کے مزار کی اس کیفیت کے ذکر کو بار بار دہرانے کا حکم دیتے ہیں، پھر فرماتے ہیں کہ

چلو، تمہیں تمہارے قبر کی جگہ بھی دکھادیں۔ تم زندگی میں میرے ساتھ ساتھ ہو مرنے کے بعد بھی میرے ساتھ ساتھ رہو گے۔ ذالك فضل الله

چشتی بزرگوں کے ملفوظات میں 'جوامع الکلم' کے بعد، سہروردی بزرگوں کے یہاں مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشتؒ کے ملفوظات کے بعداور خود فردوسی بزرگوں کے یہاں 'گنج لا تخفیٰ' کے بعد جو خلا نظر آتا ہے وہ 'مونس القلوب' سے پر ہوتا ہے۔ بلکہ پورے ہندوستان میں ۸۵۰ھ سے ۹۰۰ھ کے درمیان جو 'دو' گرانقدر اور ضخیم ملفوظات جمع و ترتیب کے مرحلے سے گزرے وہ ہیں گجرات میں 'جمعات شاہیہ' اور بہار میں 'مونس القلوب'۔

'مونس القلوب' کے مرتب نے تاریخ اور سن کے درج کرنے کا اہتمام نہیں کیا ہے صرف بڑی سادگی کے ساتھ اپنے شیخ کی ان تقاریر کو اس کے پس منظر کے ساتھ من وعن نقل کرتے چلے گئے ہیں جن میں وہ حاضر تھے۔

'مونس القلوب' کے فارسی متن کی تحقیق و تطبیق کا اہم کام ابھی باقی ہے۔ اب تک اس کے جتنے قلمی نسخے دریافت ہوئے ہیں وہ سب تیرہویں صدی ہجری کے ہیں، جبکہ یہ ملفوظ نویں صدی ہجری کا ہے۔ تیرہویں صدی میں کسی ایک قدیم نسخے سے یہ سارے نسخے نقل ہوئے۔ بعض جگہ پر متن نہیں پڑھا جاسکا تو تیرہویں صدی ہجری کے سارے خطی نسخوں میں وہ جگہ خالی ہے اور کہیں کتابت و قرأت کی غلطی ہے تو یہ بھی سبھی نسخوں میں تقریباً یکساں ہے۔ کسی قدیم نسخے کی تلاش جاری رہنی چاہیے تاکہ تحقیق و ترتیب متن میں خاطر خواہ آسانی پیدا ہوسکے۔

'مونس القلوب' میں اپنے پیش رو مشائخ سے متعلق نہایت اہم اطلاعات ہیں جن تک پہنچنا اس کے بغیر ناممکن تھا دوسرے لفظوں میں بعض واقعات ایسے ہیں جن کا علم صرف اور صرف 'مونس القلوب' سے ہوتا ہے۔ اس میں معاصرین و معاصر حالات و واقعات کا بھی

معتبر ذخیرہ ہے جس سے اس دور کے شمال مشرقی ہندوستان کے دینی وروحانی نیز سماجی وعلمی احوال وکوائف کا پتہ چلتا ہے۔ شرقی سلطنت کے زوال سے لے کر لودھی سلطنت کے باضابطہ غلبے کے درمیان 'مونس القلوب' کی جمع وترتیب کسی سلطان یا کسی اہم مہم کے تذکرے سے خالی ہے لیکن مُقطع اور دوسرے مقامی عہدیداران کا تذکرہ ضمناً آ گیا ہے۔

'مونس القلوب' کی ۳۹ ویں مجلس میں حضرت شیخ ابونجیب سہروردیؒ (۵۶۳ھ) کی خانقاہ میں حضرت شیخ احمد غزالیؒ (م ۵۲۰ھ) کے زیر تربیت اور مصروف خدمت رہنے کا ذکر آیا ہے جو محل نظر ہے اور یہ یقیناً کاتب کا سہو ہے یا پھر نام کو سن کر یاد رکھنے میں حافظہ چوک گیا ہے۔ اس پر اجماع ہے کہ حضرت شیخ ابونجیب سہروردیؒ (صاحب آداب المریدین) نے شیخ احمد غزالی سے استفادہ فرمایا ہے اور اجازت حاصل کی ہے۔ یہ بھی سہو کتابت ہے کہ 'احیاء العلوم' حضرت احمد غزالی کی تالیف ہے۔

'مونس القلوب' میں تفسیر قران اور تشریح حدیث کے حوالے سے جو باتیں ارشاد ہوئی ہیں وہ انتہائی قیمتی اور معرکۃ الآرا ہیں۔ اسی طرح مکتوبات وملفوظات اور اقوالِ مشائخ کی تشریحات فرماتے ہوئے جو باتیں ضبط تحریر میں لے آئی گئیں وہ بے مثال اور کشادگیِ ذہن و قلب کا باعث ہیں۔ ہندوستان میں علم حدیث کی ترویج واشاعت اور تعلیم وتحقیق کی تاریخ کو جو لوگ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ سے شروع کرتے ہیں ان کو 'مونس القلوب' کا مطالعہ یقیناً سجدہ سہو کی طرف مائل کرے گا۔ انشاءاللہ

'مونس القلوب' کی اہمیت ہر زمانے میں اہل علم ودانش کے نزدیک مسلّم رہی ہے لیکن اس کے ترجمے کا فال نیک حضرت مولانا علی ارشد صاحب شرفی مدظلہٗ کی قسمت میں آیا اور اس کی طباعت کے قرعۂ فال میں حضرت جناب حضور مولانا سید شاہ سیف الدین فردوسی زیب سجادہ مخدوم جہاں کا نام نکلا۔

۱۰۰ مجالس پر مشتمل اس ضخیم اور اہم مجموعۂ ملفوظات کا ترجمہ حضرت مولانا سید شاہ علی ارشد شرفی صاحب نے بڑی محنت، لگن، شوق اور عقیدت کے ساتھ انجام دیا ہے۔ تین پشتوں سے حضرت مولانا مترجم موصوف کا خاندان حضرت مخدوم جہاںؒ اور مشائخ سلسلۂ فردوسیہ کی علمی خدمات کی نشأۃ ثانیہ کا اہم فریضہ انجام دے رہا ہے۔ حضرت مولانا سید شاہ محمد ابراہیم حسین صاحب فردوسی قدس سرہٗ نے جب اپنے اہل وعیال کو سلسلہ فردوسیہ کی تصانیف و ملفوظات کو سبقاً سبقاً پڑھانا شروع کیا تو شاید کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان کا یہ فیصلہ کس قدر الہامی اور دوررس نتائج کا متحمل ہے۔ ان کے دو بلند اقبال صاحب زادے تھے حضرت مولانا ڈاکٹر شاہ نعیم فردوسی القادریؒ اور حضرت مولانا حکیم سید شاہ قسیم الدین احمد فردوسیؒ۔ اس دور میں، جبکہ منقسم ہندوستان کے دونوں حصوں میں جنگ کے مورچے قائم ہو رہے تھے یہ دونوں حضرات اسی تعلیم کے نتیجے کے طور پر مخدوم جہاں کی تالیفات کے تراجم اور ترتیب وتہذیب کے لیے مورچہ بند ہوئے اور حضرت شاہ ابراہیم حسین قدس سرہٗ کی نگاہ باطن کی تعبیر بن گئے۔ حضرت مولانا علی ارشد شرفی صاحب قبلہ نے بھی اسی درس گاہ مخدومیات میں اپنے دادا موصوف کے آگے زانوئے ادب تہہ کیا اور اب وہ بھی اسی نگاہ باطن کا نتیجہ ثابت ہو رہے ہیں۔

'مونس القلوب' ہندوستان میں صوفیائے کرام کی تعلیمات وخدمات کے بہترین گواہ کی حیثیت رکھتا ہے اور جب جب اس کی گواہی سے لوگ مستفید ہوں گے اس کے مترجم اور اس کے شائع کرنے والے کے احسان مند، مشکور اور ممنون ہوتے رہیں گے۔ ☆☆☆

سید شاہ شمیم الدین احمد منعمی

سجادہ نشین، خانقاہ منعمیہ قمریہ، میتن گھاٹ، پٹنہ سٹی، بہار

صدر شعبۂ عربی، اورینٹل کالج، پٹنہ سیٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

حضرت قاضی شہ بن خطاب بہاریؒ - جامع ملفوظ ہٰذا

حمد بے حد اور ثنائے بے عد اُس جلیل کی جس نے محبین کے دلوں کو ملک وملکوت کی تجلیات سے اپنا شیفتہ بنایا۔ شکر بے قیاس اور ستائش بعدد انفاس خاص اُس جلیل کی جس نے عارفوں کی ارواح کو جبروت ولاہوت خداوندی کے سمندر میں مسخر کیا کہ موجودات کے ذرات کا ہر ذرہ اس پاک ذوالجلال ہی سے ہے اور تمام انوار ملکی وملکوتی اسی کے نور جمال با کمال کا پرتو ہیں۔

درود نا محدود، خلاصۂ موجود، برگزیدۂ جملہ مولود، مقیمِ بارگاہِ لی مع اللہ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو رسول پاک، شریعت کی بنیاد قائم کرنے والے اور معرفت کے اسرار سے آگاہی رکھنے والے ہیں اور آپ ﷺ کے آل واصحاب اور آپ ﷺ کے متبعین اولی الالباب پر ہو۔

خدائے جل وعلا کی حمد اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہدیۂ درود کے بعد

عرض ہے کہ یہ سگِ آستانۂ بندگان یعنی قاضی شہ بن خطاب بہاری، حضرت پیر بزرگوار، شیخ الاسلام والمسلمین، ملجائے اشراف بنی آدم، فخر اولادِ ابراہیم ادہم، مغرب ومشرق کے استاد، جنات وانسان کے مرشد ورہبر یعنی حضرت شیخ احمد بن شیخ حَسَن بن شیخ حُسَین متع اللہ المسلمین بطول بقائہ وادام علیٰ جمیع المعتقدین نعمت لقائہ کی مجلس شریف اور محفل لطیف میں عموماً حاضر ہوا کرتا، اسرارِ توحید ومعرفت، بیانِ علم طریقت وحقیقت، معانی آیات واخبار، شرح آثارِ صحابۂ کبار، پیغمبروں اور درویشوں کے درجات ومقامات کی حکایات سنتا، اسے اپنے فہم وادراک کے مطابق لکھ لیا کرتا۔ تاکہ جو اہل سعادت ہیں اُن کو اس تحریر سے ذوق پیدا ہو، اُن کا وقت خوش ہو، دین کی طلب میں اضافہ ہو، اِس آوارۂ گنہگار، نفس امارہ کے گرفتار کی بخشائش کا ذریعہ بن جائے اور ان کے طفیل نجات مل جائے۔

اس کتاب کے پڑھنے والوں اور مطالعہ کرنے والوں سے گذارش ہے کہ ان اوراق میں کسی قسم کی سہو وخطا پائیں تو اسے اس عاجز کے قصور پر محمول کریں اور عَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ [آل عمران/۱۳۴] کے حکم کے مطابق درگذر فرمائیں۔ اور سہو وخطا کی نشاندہی کر کے اصلاح کر دیں۔

اس مجموعہ کو سو (۱۰۰) مجالس پر مرتب کر کے اس کا نام **مونس القلوب** [MONISUL QOLUB] رکھا ____

مجلس - ۱

شرح آداب المریدین کا سبق

آستانۂ عالیہ کی خاک بوسی کی سعادت نصیب ہوئی، سید بھیکن پیارا شرح آداب المریدین پڑھ رہے تھے، سبق میں یہ عبارت آئی کہ خداوند تعالیٰ جس طرح روزی سبب اور واسطہ کے ساتھ دیتا ہے اور اس پر قادر ہے اسی طرح وہ بلاواسطہ بھی روزی دینے پر قادر ہے۔

رزق بلاسبب بھی ملتا ہے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ ہاں! اللہ تعالیٰ پر ایسا ہی اعتماد چاہئے بلکہ وہ جس سبب، واسطہ اور ذریعہ سے رزق دے رہا ہے اس سبب پر بھی نگاہ نہ رہے۔ نگاہ محض اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم پر ہو۔ اس لئے کہ سبب کا پیدا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اسی کی مناسبت سے یہ حکایت بیان فرمائی۔

ہرنوں کا اعتماد اور انسان کی بے اعتمادی

ایک شخص جنگل میں تھے انہیں پیاس کی شدت ہوئی۔ ڈول اور ڈوری لے کر پانی کی تلاش میں نکل گئے۔ دور میں ایک کنواں نظر آیا۔ دیکھا کہ اس کنواں کا پانی اوپر آ گیا ہے، ہرن

کی باڑھ آتی ہے اور پانی پی کر چلی جاتی ہے۔ جب یہ شخص کنواں کے پاس پہنچے اور جیسے ہی چاہا کہ اپنی پیاس بجھائیں پانی نیچے چلا گیا۔ انہوں نے گریہ وزاری اور مناجات شروع کر دی اور عرض کیا ___ اے بادشاہ! جنگل کے ہرن کو تو اِس طرح پانی پلاتا ہے اور جب میں آیا تو پانی نیچے کر دیا ___ جواب ملا ___ تم ڈول اور ڈوری کے ساتھ آئے۔ سبب کو درمیان لائے۔ واسطہ پر نظر رکھی ___ اور ہرن کی جماعت نے بغیر کسی واسطہ اور سبب کے صرف مجھ پر اعتماد کیا، لہٰذا انہوں نے بغیر کسی سبب اور واسطہ کے پانی پیا ___ یہ سن کر وہ متنبہ ہوئے۔ چونک گئے۔ ڈوری اور ڈول توڑ ڈالا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر کامل اعتماد کر لیا۔ اس کے بعد کنواں کے پاس آئے۔ پانی اوپر آ گیا۔ انہوں نے سیر ہو کر پیا پھر وہاں سے روانہ ہو گئے ___ ایک بزرگ نے اس واقعہ کو سن کر کہا ___ پانی اوپر آ گیا اور انہوں نے اس کنواں سے پی لیا۔ اگر وہ نہیں پیتے اور اسی طرح پیاسے لوٹ جاتے تو ان کے ہر قدم کے نیچے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو جاتا۔

رزق بے سبب ملتا ہے، خواجہ ذوالنون مصریؒ کا مشاہدہ

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ ایک دن خواجہ ذوالنون مصریؒ کو رزق میں سبب کو ترک کرنے کی فکر لاحق ہوئی اور ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ دیکھیں بغیر سبب کے رزق کیسے مل سکتا ہے، اگر کسی سبب اور واسطہ کے بغیر روزی مل سکتی ہے تو میں بھی سبب کو ترک کر دوں گا۔

اسی فکر میں باہر نکلے، اچانک درخت پر ایک پرندہ نظر آیا جس کا نام ملیخ ہے۔ یہ چڑیا دونوں آنکھوں سے نابینا تھی۔ حضرت سوچنے لگے دیکھیں اس کو رزق کس طرح ملتا ہے۔

کیونکہ کوئی ظاہری سبب روزی ملنے کی دیکھنے میں نہیں آتی۔ اسی فکر میں تھے، دیکھا کہ دو پیالی ایک سونے کی اور ایک چاندی کی اس کے سامنے ظاہر ہوئی۔ ایک میں گلاب تھا اور دوسری میں تِل کے پکے ہوئے دانے تھے، اس پرندے نے تِل کے دانے کھائے اور گلاب پی لیا۔ اس طرح اس پرندے نے اپنی روزی حاصل کی اور کسی سبب اور واسطہ کا محتاج نہیں رہا۔ جب حضرت ذوالنون مصریؒ نے یہ سب کچھ دیکھا تو اُن کی الجھن دور ہوگئی اور پورے طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو گئے۔

رزق کے لئے سبب شرط ہے یا نہیں؟

ایک متعلم اور درویش میں بحث

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا کہ ــــ ایک متعلم اور ایک درویش میں بحث چھڑ گئی۔ متعلم کہتے تھے ــــ رزق بغیر سبب کے نہیں ملتا۔ اور درویش کا کہنا تھا کہ ــــ بغیر سبب بھی روزی ملتی ہے۔ اس کے بعد درویش نے کہا ــــ میں ایسی جگہ چلا جاتا ہوں جہاں کوئی نہ ہو۔ وہاں سبب اور واسطہ کو دخل نہ ہو۔ پھر وہ ایک ایسے پہاڑ پر چلے گئے جہاں آدمی کا پہنچنا بہت مشکل تھا۔

چند روز تک اللہ تعالیٰ نے ان کے امتحان کے لئے کوئی روزی نہیں بھیجی۔ چوں کہ ان میں صدق تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو وہاں بھیج دیا۔ جس جگہ وہ تھے وہاں شہد کی مکھیوں نے شہد پیدا کرنا شروع کر دیا۔ وہ اسی شہد کو کھاتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔

مجلس - ۲

پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ رب کے معاملات

زمیں بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ عجب معاملہ ہے۔ ایک پیغمبر علیہ السلام تھے جن پر جوں کی بلائیں اس طرح نازل کردی گئیں جن کو تحریر و تقریر میں لانا ممکن نہیں۔ جب ان کی مصیبتیں حد سے زیادہ ہوگئیں تو ایک رات بارگاہِ بے نیاز میں گریہ وزاری کی، حکم ہوا ـــــ جس دن میں نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اس دن آپ کے حصے میں یہی آیا، اب میں کیا کروں۔ کیا آپ کے لئے زمین و آسمان کو پلٹ دوں؟ آئندہ سے اگر نالہ و فریاد کی یا زبان کھولی تو سن لیجئے میں کہہ دیتا ہوں کہ آپ کا نام انبیاء کی فہرست سے مٹا دوں گا ـــــ

اس کے بعد حضرت نے یہ شعر زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا۔

نزدیکاں را بیش بود حیرانی
ایشاں دانند سیاست سلطانی

(جو زیادہ نزدیک اور قریب ہیں ان کو زیادہ پریشانی و حیرانی ہے اس لئے کہ وہ بادشاہت کے اصول و ضابطے کو اچھی طرح جانتے ہیں)۔

رسول خدا ﷺ کے فقرا شیرِ مرد ہوتے ہیں

پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ـــــ کلیب نامی ایک شخص تھے جو فقر کے انتہائی مقام پر فائز تھے، مگر ان کا جسم (سڑ گل کر) اپنی اصلی ہیئت کھو چکا تھا، جب ان کی پریشانی حد سے زیادہ بڑھی تو ایک دن بارگاہِ الٰہی میں فریاد اور مناجات کی ـــــ اے وہ جس نے میرا نام کلیب رکھا، فقر و افلاس میں اِس طرح مبتلا کر دیا کہ لازمی خوراک بھی میسر نہیں، اور اب تو میرا جسم بھی پہلے جیسا نہیں رہا۔ لیکن ـــــ میں ان حالات کے باوجود راضی اور خوش ہوں۔ کہاں ہیں جبرئیل! ذرا میری ہمت کی بلندی و تیزی تو دیکھیں ـــــ حضرت شیخ نے فرمایا کہ ـــــ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فقراء ایسے ہی شیر مرد ہوتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کو فقر کا آخری کمال حاصل تھا

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ـــــ کسی پیغمبر کا رتبہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے برابر نہیں ہوا۔ آپ ﷺ کو فقر کا آخری کمال حاصل تھا، دنیا اور دنیا کی چیزیں آپ ﷺ کی نگاہِ بصیرت اور بلندیِ ہمت کے سامنے کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتیں۔

سرور کائنات ﷺ کا جود و سخا

روایت میں آتا ہے کہ ـــــ ایک دفعہ سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں کہیں سے اس قدر بکریاں آئیں کہ سارا جنگل ان سے بھر گیا۔ لوگ جس طرف بھی دیکھتے بکریاں ہی نظر آتیں۔ یکا یک پہاڑ کے ایک باشندے نے اپنے آپ سے کہا ـــــ میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ آخری زمانے میں ایک پیغمبر ہوں گے

جن کی مختلف خصوصیات ہوں گی، ان میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہوگی کہ ان کے سامنے دنیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی۔ میں اب محمد ﷺ جو پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں کے پاس جاتا ہوں اور آزماتا ہوں، ان سے ساری بکریاں طلب کروں گا ــــ اگر وہ سچے پیغمبر ہوں گے تو ان کی نگاہ میں بکریوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی اور وہ ساری بکریاں مجھے دے دیں گے ــــ اسی خیال کے ساتھ وہ دربارِ نبوت میں حاضر ہوئے ــــ اور ایک سائل کی طرح سوال کیا کہ ــــ یہ ساری بکریاں مجھے دے دیجئے۔ پیکر جود و سخا نبی کریم ﷺ نے بغیر کسی تامل کے فرمایا ــــ لے لو ــــ وہ شخص گئے تمام بکریوں کو جمع کیا اور ان کو اپنے قبضے میں کر لیا۔ اس کے بعد بارگاہِ رسالت میں واپس آئے اور عرض کیا ــــ یا رسول اللہ! بکریاں لینا میرا مقصد نہیں تھا، بلکہ میرے دل میں ایک وسوسہ پیدا ہوا اُس کو میں نے دور کر لیا۔ اب مجھے اسلام تلقین فرمائیں تا کہ میں آپ کے دین پاک میں داخل ہو جاؤں ــــ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہو ــــ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ انہوں نے کلمۂ طیبہ پڑھا اور مذہب اسلام میں داخل ہو گئے ــــ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِک ــــ

اس روایت کو بیان کرنے کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ آپ ﷺ کے پاس اگر کوئی چیز ہوتی اور جب تک وہ چیز کسی کو دے نہیں دیتے گھر میں تشریف نہیں لاتے۔

مخدوم شیخ مظفرؒ نے اپنی پانچ اہلیہ کو طلاق دے دی تھی

اس کے بعد ارشاد ہوا ــــ آپ ﷺ کی امت کے فقراء اور درویشوں کو آپ ﷺ کی نسبت کیسے حاصل نہیں ہوتی۔ حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمۃ اللہ علیہ نے ماسوی اللہ سے قطع تعلق کے سبب اپنی پانچ اہلیہ کو طلاق دے دی تھی۔

شیخ بہرامؒ نے بھی اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی تھی

اور مخدوم قاضی علاء الدین کے چچا شیخ بہرامؒ نے بھی جو اِن مخدوموں کے غلاموں میں تھے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی تھی۔

مخدوم شیخ حُسَینؒ کی خانقاہ کے فقراء

پھر فرمایا ___ حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز کی خانقاہ میں ایسے ایسے صوفی اور فقراء ہوتے جن کی کیفیتیں مشہور و معروف ہیں۔

مخدوم شیخ مظفرؒ سے درختوں کا باتیں کرنا

ایک دن حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نے حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین قدس اللہ سرہٗ کو لکھا کہ ___ میں جس راستے سے وضو کے لئے جاتا ہوں اُس راہ کے درخت مجھ سے باتیں کرتے ہیں۔ایک درخت کہتا ہے کہ مجھ سے چاندی بنتی ہے۔حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز نے جواباً لکھا کہ آزما کر دیکھئے۔اگر غلط ثابت ہوا تو یہ شیطانی آواز ہے اس وقت لاحول پڑھئے۔اور اگر واقعی درست ہوا تو مجھے دکھلائے ___ اس کے بعد ایک دن حضرت شیخ مظفرؒ کوزہ لے کر گئے اس درخت کا شیرہ اس میں ٹپکایا، اسی وقت وہ چاندی بن گیا۔اس کو کسی طرح حضرت مخدوم جہاںؒ کی خدمت میں بھیج دیا۔مخدوم جہاںؒ نے جب دیکھا کہ صحیح ہے تو ان کو لکھا کہ ___ اے بھائی! اس طرح کی بہت سی چیزیں اپنی طرف مائل کریں گی۔آپ کو چاہئے کہ ان کی طرف رغبت نہ کریں۔اس لئے کہ کام بہت آگے ہے۔اس کے بعد شیخ مظفرؒ نے ان چیزوں کی طرف ذرہ برابر نگاہ نہیں کی۔اگرچہ بہت کچھ دیکھا اور بہت کچھ سنا۔

چاندی کے دوسکوں کی وجہ سے نماز میں خلل

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا کہ ___ ایک رات حضرت شیخ مظفر رحمۃ اللہ علیہ تہجد کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور کئی بار زبان مبارک سے فرمایا ___ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور شہریار نامی اپنے خادم سے فرمایا کہ ___ گھر میں تلاش کروشاید کوئی دنیاوی چیز رکھی ہوئی ہے، اس لئے کہ دو چوپائے میرے سامنے آکر کھڑے ہو جاتے ہیں اور زحمت دیتے ہیں، نماز میں حضوری حاصل نہیں ہو رہی ہے۔

خادم گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ ___ کچھ نہیں ہے۔ حکم ہوا ___ دوبارہ تلاش کرو۔ دوبارہ گئے اور آکر کہا ___ کچھ نہیں ہے۔ تیسری بار پھر حکم ہوا ___ جاؤ اور اچھی طرح تلاش کرو۔ تیسری بار گئے اور بہت محنت سے تلاش کیا ___ دیکھا ___ ایک طاق پر چاندی کے دوسکے پڑے ہیں ___ ان کو وہاں سے ہٹا دیا۔ اس کے بعد ہی حضرت شیخ مظفرؒ کو نماز میں حضوری حاصل ہوئی۔

مخدوم شیخ مظفرؒ کی خانقاہ میں کبھی دو وقت کا کھانا نہیں ہوا

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ___ حضرت مخدوم شیخ مظفر علیہ رحمۃ کی خانقاہ میں کبھی بھی دونوں وقت کا کھانا نہیں ہوا۔ صرف ایک وقت یعنی عشاء کے بعد جو تر یا خشک، تھوڑا یا بہت موجود ہوتا سامنے لایا جاتا، تناول فرماتے۔

جو صوفی دو بار کھاتے ان کو اپنے پاس سے الگ کر دیتے۔ اور فرماتے ___ کیا میرے پاس کھانے پینے کو آئے ہو۔ اگر میرے پاس رہنا ہے تو بھوک پیاس اور برہنگی اختیار

کرو۔ اور اگر یہ برداشت نہیں تو پھر یہاں رہنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام قُدسِ خلیل میں رہتے تھے

اس موقع پر ایک عزیز نے عرض کیا ــــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہاں رہتے تھے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ قدس خلیل[1] میں رہتے تھے۔

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے تذکرے

اس کے بعد فرمایا کہ ــــــ جناب ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں سے ایک ظالم کافر بی بی سارا کو ظلم و جبر سے لے بھاگا۔ جب بھی وہ ظالم ان پر دست درازی کرنا چاہتا اس کا ہاتھ سوکھ جاتا، اور جب چھوڑ دیتا تو ٹھیک ہو جاتا۔ اِس طرح وہ بار بار کرتا رہا اور اس کا ہاتھ سوکھتا رہا۔ آخر اسے ہوش آ گیا اور اس نے سمجھ لیا کہ یہ کوئی پاک و طاہرہ خاتون ہیں۔ ان کی طُرف سے اس کے دل میں اعتقاد پیدا ہوا اور وہ تائب ہو گیا۔ پھر ان کی خدمت میں ایک کنیز پیش کی اور کہا ــــــ ھــا اجر ک (یہ آپ کی مزدوری ہے)۔ اسی وجہ سے اس (کنیز) کا نام ھاجر اور پھر ھاجرہ ہوا۔ جب بی بی سارا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں ــــــ اور اس واقعہ کو ان سے کہنا چاہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ــــــ الماضی لا یذکر کہنے کی کوئی ضرورت نہیں میرے سامنے سے پردہ اٹھا دیا گیا تھا اور میں نے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ بی بی سارا نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور کنیز کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالہ کر دیا۔ بی بی سارا سے کوئی اولاد نہیں تھی۔ بی بی ہاجرہ کو حمل رہ گیا۔

جب بی بی سارا نے دیکھا کہ حاملہ ہیں تو کہا ــــــ میری خواہش ہے کہ ان کو ایسے

ریگستان میں لے جا کر چھوڑ دیجئے جہاں کھانا اور پانی میسر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا حکم بھی
بی بی سارا کی موافقت میں ہوا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کا ذکر بی بی ہاجرہ سے کیا تو
انہوں نے پوچھا ــــ ایسا کرنے کو بی بی سارا نے کہا ہے یا اللہ کا حکم ہے؟ ــــ حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ــــ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی بی بی سارا کی موافقت میں ہے۔ یہ سن کر بی بی
ہاجرہ نے کہا ــــ لاباس ــــ اب خوف کی کوئی بات نہیں۔ اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام بی بی
ہاجرہ کو لے کر اس مقام پر پہنچ گئے جہاں اب مکہ مبارکہ ہے۔ اس سے پہلے وہ بیابان تھا۔ اُن
کے پاس ایک دن کی خوراک کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بی بی ہاجرہ کو وہاں
چھوڑ کر اور خدا کے سپرد کر کے خود واپس چلے آئے۔ اور قدس خلیل میں بی بی سارا کے پاس
تشریف لے گئے۔ جب بی بی ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو پانی کی
ضرورت ہوئی۔ وہ پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑنے لگیں۔ جناب اسماعیل علیہ السلام جہاں اِس
وقت چاہ زمزم ہے بچوں کی عادت کے مطابق زمین پر پاؤں پٹخنے لگے۔ یکایک وہاں پر پانی
کا ایک چشمہ جاری ہو گیا، بی بی ہاجرہ نے پانی کو بہتے دیکھ کر کنواں کی شکل دے دیا ــــ اور
فرمایا ــــ "زم زم" پانی جو بہہ رہا تھا چشمہ کی شکل میں جمع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پانی کو
ایسی خاصیت بخشی ہے کہ اس سے دودھ کی غذائیت بھی حاصل ہوتی ہے۔ کچھ دنوں کے بعد
ایسا ہوا کہ ایک کارواں اپنے قافلے سے جدا ہو کر صحرا میں بھٹک گیا۔ پیاس کی شدت سے پانی
کے بغیر ہلاک ہونے لگا۔ صحرا میں کہیں پانی نظر نہیں آیا۔ تھک کر چور تھا کہ اچانک آسمان کی
طرف نظر اٹھ گئی۔ مرغابیوں کو فضا میں پرواز کرتے دیکھا۔ ان مرغابیوں کا پیچھا کرتے ہوئے
اس چشمہ تک پہنچے جہاں بی بی ہاجرہ تھیں۔ جب ان لوگوں نے اس چشمہ سے پانی پینا چاہا تو
بی بی ہاجرہ نے کہا ــــ یہ پانی میرا ہے اس شرط پر میں پانی لینے کی اجازت دے سکتی ہوں کہ تم
اس کے عوض مجھے غلہ دو ــــ

ان لوگوں نے بی بی ہاجرہ کو غلہ دیا اور سیراب ہوئے یہ مقام کارواں کو پسند آ گیا۔ وہیں ٹھہر گئے، بود و باش اختیار کرلی۔ اس جماعت کی ایک لڑکی سے جناب اسماعیل علیہ السلام نے نکاح کرلیا۔

ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارا سے فرمایا ___ میں ہاجرہ کی خیریت لینے جا رہا ہوں۔ بی بی سارا نے کہا ___ جایئے لیکن اونٹ سے نیچے نہ اترنا اور واپسی میں تاخیر نہ کرنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام روانہ ہوئے اور بی بی ہاجرہ کے یہاں پہنچے۔ اُس وقت اسماعیل علیہ السلام شکار کے لئے جنگل گئے ہوئے تھے، ملاقات نہیں ہوئی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اہلیہ سامنے نہیں آئیں اور نہ سسر کی تعظیم کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی ہاجرہ سے فرمایا ___ اسماعیل سے کہہ دوگی کہ دروازہ کو بدل دیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بی بی سارا کے ایفائے عہد میں اونٹ سے نیچے نہیں اترے، بی بی ہاجرہ نے کہا ___ آپ دھوپ سے آئے ہیں تھوڑی دیر آرام فرمایئے، غسل کیجئے اور جو کچھ حاضر ہے تناول فرمایئے، اس کے بعد واپس جایئے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پاؤں اونٹ پر رکھا اور دوسرا پاؤں پتھر پر، اسی طرح غسل کیا۔ اس کے بعد بی بی ہاجرہ نے پکا ہوا گوشت اور میٹھا پانی جو اُن کے پاس موجود تھا، پیش کیا۔ حضرت نے تناول فرمایا اور دعاء کی ___ **بَارَکَ اللّٰہُ فِی لَحْمِکَ وَمَائِکَ** (اللہ تمہارے گوشت اور پانی میں برکت دے)۔

شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ یہ اسی دعاء کا اثر ہے کہ آج تک مکہ معظمہ کے گوشت کے جیسا لذیذ گوشت کہیں کا نہیں ہوتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے واپس آ گئے۔ جب دوسری بار آپ بی بی ہاجرہ کے یہاں آئے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دوسری اہلیہ سامنے آئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بہت خدمت اور تعظیم کی۔ آپ نے اُن کو دعائیں دیں اور نوازش و اکرام فرمایا۔ قریش انہیں کی نسل سے ہیں۔ اسی کے بعد مکہ کی آبادی شروع ہوئی۔ **والحمد للہ رب العلمین۔**

مجلس - ۳

حضرت امیر سید سلیمان مرحوم کے مقبرے میں قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت شیخ سلیمان سلمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ ___ کسی کے آنے جانے اور گفتگو کی خبر مردہ کے قالب کو ہوتی ہے یا نہیں؟

مردے کو قبر میں ساری خبر رہتی ہے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ روح کا جسم سے ایسا تعلق ہوتا ہے کہ اگر مردہ کی قبر کے اوپر چیونٹی چلے تو اُس کی بھی خبر ہو جاتی ہے اور مردہ سے کچھ پوشیدہ نہیں رہتا۔

مخدوم شیخ حُسینؒ کی جانب سے بعد وفات اعانت کا وعدہ

اس کے بعد فرمایا کہ ___ جب حضرت مخدوم شیخ حُسین قدس اللہ سرہ العزیز کی رحلت کا وقت قریب آیا تو حضرت والد ماجد شیخ حسن رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم شیخ حُسینؒ کی خدمت میں عرض کیا ___ مجھے جو بھی دینی یا دنیاوی حاجت پیش آتی تھی میں آپ سے عرض کرتا تھا، اب آپ کا یہ وقت آ گیا میرا کیا حال ہوگا اور میں اپنی حاجت کی عرضی کس کے یہاں پیش کروں گا؟

حضرت مخدوم حُسینؒ نے فرمایا ___ فکر کی کیا بات ہے، ولی کو دنیا میں جو تصرف حاصل ہے، عالم فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کرنے کے بعد اس تصرف میں دس گونہ اضافہ

ہو جاتا ہے، دنیا میں روح قالب میں مقیّد ہے اپنی ذات سے فوراً مشرق و مغرب میں پہنچنا مشکل ہے، لیکن جب وہ قالب یعنی جسم کی قید سے آزاد اور مجرد ہو جاتی ہے تو چشم زدن میں مشرق سے مغرب میں پہنچ سکتی ہے۔ اور پلک مارتے ہی دنیا بھر کے کام کر لیتی ہے۔ آپ کو جو بھی حاجت پیش آئے میری طرف توجہ کیجئے اور حضرت مخدوم جہاںؒ کی خدمت میں عرضی لگائیے، آپ کی وہ مہم پوری ہو جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ شعر پڑھا۔

آمدہ بودیم از دریا بموج

بازہم در موج دریا می رویم

(ہم دریا سے موج میں آئے تھے اور اب پھر موج سے دریا میں جا رہے ہیں)

اس موقع پر شیخ زادہ معظم حضرت شیخ سلطان عظمہ اللہ نے سلمان کے یہ دو اشعار پڑھے۔

زحبسِ نفس خلاص ای عزیز گر یابی ☆ سریرِ سلطنت مصر جاں مقر یابی

ازیں خرابۂ کنگر مقام گر گذری ☆ فراز کنگرۂ عرش مستقر یابی

(جب تو نفس کے قید خانے سے نکل آئے گا تو مصرِ جاں کی سلطنت کا تخت تیری آرامگاہ ہوگی، جب تو اس خرابہ کے کنگرہ سے گذر جائے گا تو کنگرۂ عرش کی بلندی تیری قیام گاہ ہوگی)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ان اشعار کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ ـــــ کیا خوب کہا ہے۔

روح کی دو صفتیں ہوتی ہیں

اس کے بعد فرمایا ____ قاضی عین القضاۃؒ نے یہ ایک اچھی بات کہی ہے کہ روح کی دو صفتیں ہوتی ہیں، حرکت اور سکون ____ متحرک ہے تو حیات اور ساکن ہے تو موت ____

مرگ حیات است وحیات ست مرگ
عکس نماید در نظر کافری

(موت زندگی ہے اور زندگی موت، مگر کافر کو الٹا ہی نظر آتا ہے)۔

جب "منه بدا" ہے تو ہم آگئے اور جب "اليه يعود" ہے تو ہم چلے جائیں گے۔

کالی بلا سامنے ہے

اسی درمیان سید ظہیر الدین کا تذکرہ ہونے لگا کہ ____ وہ ایک بڑے صاحب قوت بزرگ ہیں۔ پھر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ ہم لوگوں کو بڑے سخت طوفان کا سامنا ہے، ایسا کہ کسی بات کی قدرت ہی باقی نہیں رہی ہے بلکہ ہلنا بھی مشکل ہوگیا ہے۔ چند روز کی فرصت دی گئی ہے اس کے بعد کالی بلا سامنے ہے۔ ہماری تمہاری عمر کافی ہو چکی، خوب خوب مزے لوٹے اب تو یہی حال ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

آیت کریمہ اور اس کا معنی

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ط اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ٥ [یٰسٓ/٦٨]

(اور جس کو ہم طویل عمر دیتے ہیں تو کمزور کر دیتے ہیں اس کی طبعی قوتوں کو، پھر کیا وہ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے)۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اس آیت کا معنی بیان فرمایا ـــــ میں جس کی زندگی طویل کر دیتا ہوں اس کی خلقت کو نقصان سے بدل دیتا ہوں (یعنی اُس کے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں) اُس کی پیٹھ کے بالائی حصے کو کوزہ بنا دیتا ہوں، اُس کے مضبوط معدے کو کمزور کر دیتا ہوں، اس کی منور آنکھوں کی بینائی زائل کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد اَفَلَا یَعْقِلُوْن اَفَلَا یَعْقِلُوْن کی کئی بار تکرار فرمائی۔ یعنی ہوش نہیں کہ غور و فکر کرو اور آخرت کا توشہ حاصل کرنے کی کوشش میں لگو، اگر ہم تم کو ہمیشہ باقی رکھتے، ضعیف و ناتواں نہیں کرتے، ایک ہی حال میں چھوڑ دیتے (تو پھر کیا ہوتا اور کیسی غفلت میں رہتے)۔

توشۂ آخرت کی فکر کی جائے

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ـــــ دنیا بہتے پانی کی طرح ہے، اس میں ٹھہراؤ نہیں، ایسی لمبی اور طویل راہ کے لئے توشۂ آخرت درکار ہے۔ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى [البقرہ/۱۹۷] (اور سفر کا توشہ تیار کرو، سب سے بہتر توشہ تو پرہیز گاری ہے) دل کی تعمیر اور اس کی اصلاح میں لگے رہنا چاہئے اور ہر ایسے کام سے جس سے دل پر بار آئے اگرچہ وہ کام مباح ہی کیوں نہ ہو پرہیز کرنا چاہئے، وقت اور عمر کو برباد اور ضائع نہیں کرنا چاہئے ہمہ دم اور ہر گھڑی لاالٰہ الااللہ کے ذکر میں مشغول رہنا چاہئے، آخرت، روزِ قیامت اور موت کو ہر لمحہ یاد رکھنا چاہئے۔

ـــــ فاتحہ کے بعد مجلس برخاست ہوئی ـــــ

مجلس - ۴

حضرت شیخ عظمہ اللہ اس طرح توبہ کراتے

آستانۂ عالی مآب کی زمین بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک شخص توبہ کرنے یعنی مرید ہونے کے لئے آئے تھے، حضرت شیخ عظمہ اللہ نے انہیں شرفِ بیعت سے مشرف فرمایا، طاقیہ اپنے دستِ مبارک سے پہنایا اور اس طرح توبہ کی تلقین کی۔

کہو! میں نے توبہ کیا، اللہ کی طرف رجوع ہوا، پھر گناہ نہیں کروں گا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا للّٰه وَاشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرُسُولُهٗ۔

تین جگہ ان کے سر کے بال قینچی سے تراشے، پھر ارشاد ہوا ــــــ حضرت مخدوم شیخ حُسین قدس اللہ سرہٗ اسی طرح توبہ کراتے تھے۔

کم عمر بچے کی بیعت لینے اور توبہ کرانے میں مصلحت

پھر فرمایا ــــــ ایک دن ایک شخص اپنے کم عمر لڑکے کو مرید کرانے کے لئے حضرت مخدوم حُسَینؒ کی خدمت میں لائے۔ حضرت مخدومؒ نے انہیں الفاظ میں توبہ کی تلقین فرمائی۔ اُس شخص کے دل میں یہ خیال آیا کہ ــــــ میرا یہ لڑکا ابھی بالغ بھی نہیں ہے اِس سے گناہ بھی سرزد نہیں ہوا ہے تو پھر اس سے توبہ کروانا اور توبہ کے الفاظ ادا کروانا کیا معنی رکھتا ہے؟

حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ، کو باطنی نور اور کشف سے یہ بات معلوم ہوگئی اور فرمایا ــــــ میں نے پیش گوئی کے طور پر یہ عبارت اور توبہ کا یہ مضمون اس سے ادا کروایا ہے،

تا کہ جب یہ لڑکا بالغ و جوان ہوگا اُس وقت اگر اس سے کوئی گناہ صادر ہوگا تو یہ توبہ اُس گناہ کا کفارہ ہو جائے گا۔ حضرت مخدومؒ کی زبان مبارک سے یہ بات سن کر وہ لرز گئے، کانپ اٹھے اور نہایت ادب سے عذر خواہ ہوئے، عرض کیا ــــ یہ گستاخی مجھ سے بلا ارادہ اور بلا قصد ہوئی جو ایسا خیال دل میں آیا۔ میں توبہ کرتا ہوں، مجھے معاف فرمایا جائے۔

ارتکابِ گناہ اور مغفرت

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ــــ لَوْلَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ فَيَغْفِرُلَهُمْ [مسلم شریف، کتاب التوبہ] یعنی اگر تم گناہ نہیں کرتے تو بلاشک تمہیں اللہ تعالیٰ اٹھا لیتا علیحدہ کر دیتا اور یقیناً تمہاری جگہ ایک دوسری قوم کو پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور گناہ کے بعد مغفرت کی طلبگار ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس قوم کو بخش دیتا۔

اس کے بعد یہ شعر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔

گناہِ من ار نامدے در شمار
ترا نام کی بودی آمرزگار

(اگر میرے گناہ بے حد و بے شمار نہ ہوتے تو تیرا اغفار و آمرزگار نام بے معنی ہو کر رہ جاتا)۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ اٹھے، تجدید وضو فرمایا، ریش مبارک میں کنگھی کی، دو رکعت نماز پڑھی، نماز کے بعد سجادہ پر تشریف فرما ہوئے ایک بال ریش مبارک سے الگ ہو گیا تھا اسے دو ٹکرے کر دیا۔

داڑھی کے جو بال ٹوٹ کر گرتے ہیں اُن کو توڑ دیا جائے

خاکسار نے عرض کیا ــــــ داڑھی کے جو بال کنگھی کرنے سے گرتے ہیں ان کو ٹکرے کر کے کسی کونے میں ڈال دیا جاتا ہے ــــــ اس کی اصل کیا ہے، اور ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ یاد آتا ہے حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ــــــ داڑھی کا وہ بال جو گر جائے اس کو توڑ دیا کرو، اسی حال میں نہ چھوڑو، اگر نہیں توڑا جائے تو شیطان اسے لے جاتا ہے اور اس سے اپنے فتنے کے کمان کا تسمہ بناتا ہے۔

چاند دیکھنے اور اس میں تفکر کا حکم

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے نظر مبارک آسمان کی طرف اٹھائی اور چاند کو دیکھنے لگے، فرمایا ــــــ کہا گیا ہے کہ جملہ انبیاء، اولیاء اور فقراء چاند کو دیکھا کرتے تھے، اس میں تفکر فرماتے اور اس تفکر میں انہیں بے انتہا فائدے حاصل ہوتے۔ اس لئے کہ موجودات کا ہر ذرہ اس جل شانہ، کی نمود ہے۔ اور تمام انوار نور خداوندی کا پرتو ہیں۔

جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

خود را نمودی ای احد اندر نفوس بے عدد
جز یک نمی بینم ترا گرچہ ہزاراں شاں توئی

(اے خدائے واحد! تو نے اپنے آپ کو بے شمار نفوس میں ظاہر فرمایا اور ہزاروں شان میں جلوہ نما ہے اس کے باوجود میں تجھے ایک ہی دیکھتا ہوں)۔

آیتِ کریمہ اور اس کی تفسیر

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے سے متعلق یہ آیت تلاوت فرمائی فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ کَوْکَبًاۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ○ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ○ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ [الانعام ۶/۷۶-۷۹] (پھر جب چھا گئی ان پر رات، تو دیکھا انہوں نے ستارہ۔ بولے کیا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو بولے میں نہیں پسند کرتا ڈوب جانے والوں کو، پھر جب دیکھا چاند کو چمکتے ہوئے تو کہا کیا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے کہا اگر نہ ہدایت دیتا مجھے میرا رب تو ضرور ہو جاتا میں بھی اس گمراہ قوم سے۔ پھر جب دیکھا سورج کو جگمگاتے ہوئے تو بولے کیا یہ میرا رب ہے؟ یہ تو ان سب سے بڑا ہے لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے میری قوم! میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔ بے شک میں نے پھیر لیا ہے اپنا رخ اس ذات کی طرف جس نے پیدا فرمایا آسمان اور زمین کو یک سو ہو کر اور نہیں ہوں میں مشرکوں میں سے)۔

اس کے بعد اس آیت کریمہ کی تفسیر بھی بیان کی اور فرمایا ـــــ جس وقت نمرود مردود (اس پر لعنت ہو) نے حضرت ابراہیم صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کو آگ میں ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے نارِ نمرود کو آپ کے لئے گلستاں بنا دیا تو اس ملعون نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اپنے شہر و مملکت سے باہر کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ کنعاں پہنچے اور

یہاں سکونت اختیار کی۔اُس وقت کنعاں میں سب کے سب کافر تھے،بعض ستارہ پرست تھے، کچھ چاند کی پرستش کرنے والے تھے اور کچھ آفتاب کو پوجنے والے تھے۔ایک قوم کو دیکھا کہ ستارہ کے نکلنے کے منتظر ہیں کہ ستارہ نکلے اور اس کی پرستش کریں۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيۡهِ الَّيۡلُ رَاٰ كَوۡكَبًاۚ قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ : (پھر جب چھا گئی ان پر رات تو دیکھا انہوں نے ستارہ، بولے کیا یہ میرا رب ہے) یعنی جب تاریکی ہوئی، رات ظاہر ہوئی اور وہ ستارہ نمودار ہوا جسے وہ پوجتے تھے تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنے دین کی صداقت کی وجہ سے نہ خاموش رہنے کی طاقت تھی اور نہ اپنے ضعف و کافروں کے قوت و زور کے سبب ان کو روکنے کی قدرت تھی، انہیں اسباب کی بنا پر اشارہ و کنایہ کے طور پر ھمزۂ استفہام کو حذف کر کے فرمایا ـــــ ھٰذا ربی ای ھٰذا ربی یعنی یہ ہے میرا پروردگار؟ کافروں نے سمجھا کہ ـــــ یہ کہتے ہیں، یہ میرا پروردگار ہے۔اور ایسا اس سبب سے تھا کہ جب پہلی بات اُن کے موافق کہی جائے گی تو یہ لوگ مخالف نہ ہوں گے اس کے بعد سچی بات اور حق ظاہر کیا جائے گا تو اس کا اثر ہوگا۔اسی لئے اس طرح فرمایا تا کہ ان کے معبود کی کمزوری ان کے دل میں پیدا ہو اور پھر ان کو اس کی پرستش سے روک دیا جائے۔

فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الۡاٰفِلِيۡنَ : (پھر جب وہ ڈوب گیا تو بولے میں نہیں پسند کرتا ڈوب جانے والے کو) یعنی جب وہ ستارہ ڈوب گیا اور چلا گیا تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا ـــــ یہ گردش کرنے والا ہے اور میں ایسی چیز کو محبوب نہیں رکھتا کیونکہ گردش کرنے والا خدائی کے لائق نہیں ہو سکتا۔پھر ایک دوسری قوم کو دیکھا کہ وہ چاند کی پرستش کرنے کے لئے چاند نکلنے کے منتظر ہیں۔

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغاً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ج فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَ كُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآ لِّیْنَ : پھر جب چاند کو نکلتے دیکھا چاند پوجنے والوں سے کہا ــــــ یہ میرا پروردگار ہے اور جب چاند چھپ گیا تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کہا یہ بھی گردش میں ہے اور تغیر پذیر ہے، میں گردش کرنے والی اور متغیر ہونے والی چیزوں کو محبوب نہیں رکھتا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے چاند کا یہ عیب ظاہر فرمایا تا کہ کافروں کے دل میں شک وشبہ پیدا ہو جائے۔ اس کے بعد کہا ــــــ

لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَ كُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآ لِّیْنَ : اگر میرا پروردگار میری ہدایت نہ فرمائے تو یقیناً میں گمراہوں میں ہو جاؤں۔

ایک دوسری قوم کو طلوعِ آفتاب کا منتظر پایا تا کہ وہ اس کی پرستش کریں۔

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ ج : جب سورج نکلا تو اسی طرح کہا ــــــ یہ میرا پروردگار ہے، یہ تو چاند ستارہ سے بڑا ہے۔ فَلَمَّآ اَفَلَتْ جب یہ بھی غروب ہو گیا تو فرمایا ــــــ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ o اے لوگو! میں اس شرک سے بیزار ہوں جو تم کرتے ہو۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ o : میں نے اپنے دین کو اس اللہ رب العزت کے لئے خاص کر لیا ہے جو آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ انبیاء ایسے مکروہ حال میں اس وقت فرماتے ہیں کہ میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

اولادِ نرینہ کی خواہش اور نام کی تجویز

اسی درمیان حضرت شیخ زادہ یعنی شیخ ابراہیم المعروف بہ شیخ سلطان سلمہ اللہ تعالیٰ وعظمۃ تشریف لائے، زمین بوس ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ میرے دل میں بارہا یہ خیال آیا کہ میں سلطان ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہوں اگر مجھے بیٹا ہوگا تو میں اس کا نام ابراہیم رکھوں گا۔ ایک دن میں حضرت مخدوم جہاںؒ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا، حکم ہوا کہ ___ بیٹا ہوگا ___ لیکن لڑکی پیدا ہوئی۔ دل میں خیال آیا معلوم نہیں کیا بات ہے، حضرت مخدوم جہاںؒ نے فرمایا کہ لڑکا ہوگا اور یہاں لڑکی ہوئی۔ اس کے بعد حضرت والدہ ماجدہ قدس اللہ سرھا کو خواب میں دیکھا فرما رہی ہیں ___ جلدی کیا ہے! شیخ ابراہیم وجود میں آنے والے ہیں، جب نیند سے بیدار ہوا تو خوش تھا۔

شیخ ابراہیم کی علالت وصحت

الغرض کچھ مدت کے بعد ابراہیم پیدا ہوئے اور کچھ دنوں کے بعد یہ سخت علیل ہو گئے۔ مرض کی شدت ایسی ہوئی کہ ساری تدبیریں بیکار ہو گئیں جب حالت بالکل نازک ہو گئی اور امید زیست باقی نہیں رہی تو نصف شب میں حضرت مخدوم جہاںؒ کے روضۂ مبارک پر حاضر ہوا ___ قدم بوس ہو کر نہایت عجز و اضطراب میں عرض حال کیا، نیند آ گئی۔ حضرت مخدومؒ کے جمال جہاں آرا کی زیارت ہوئی ___ دیکھا کہ ___ ایک تخت پر تکیہ لگائے تشریف فرما ہیں، لیکن چہرۂ مبارک میری طرف سے پھیرے ہوئے ہیں، جیسے کسی سے کوئی ناراض ہو، میں قدم مبارک پر سر رکھے رہا۔ پھر کمالِ شفقت ومحبت سے تسکین دی، اور حکم ہوا ___ جاؤ میرے دل کو تسکین وطمانیت کی دولت مل گئی، اللہ تعالیٰ کے کرم اور حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ

العزیز کی ذات پاک کی برکت سے فضل ہوااور صحت ہوگئی۔

جماعت خانہ کے لئے چچا سے تنازعہ

اس کے بعد ارشاد ہوا ___ جس وقت عم محترم شیخ سیف الدین سلمہ اللہ تعالیٰ سے جماعت خانہ کے لئے تنازعہ ہوا تو میں سخت پریشان و متردد رہا۔ ایک رات حضرت شیخ حُسین قدس اللہ سرہٗ کے آستانہ پر حاضر ہوا ___ چاہا کہ اس قضیہ کو حضرت سے عرض کروں، پھر خیال آیا کہ بیٹے کی شکایت باپ سے کیا کروں! وہاں سے لوٹ گیا اور حضرت مخدوم جہاںؒ کے آستانہ پر چلا آیا۔ قدم بوس ہوا ___ عرضی لگائی ___ پریشان حالی ظاہر کی اسی حال میں ایک آواز سنائی دی، فرمارہے ہیں ___ چندروز صبر و تحمل کرو، پھر کام تمہارے مقصد و مراد کے مطابق ہوجائے گا ___ اس وقت اپنے رفقاء سے جو روضۂ اقدس کے پاس موجود تھے، میں نے کہا ___ حکم ہوتا ہے کہ ___ صبر کرو، لہٰذا اِس سے معلوم ہوا کہ یہ مکان میرے پاس نہیں رہے گا اور مجھے یہاں سے نکل جانا ہوگا۔ چنانچہ میں نے ویسا ہی کیا، گھر چھوڑ دیا۔ بال بچوں اور متوسلین کو لے کر باہر آگیا، پورا مکان ہاتھ سے نکل گیا، اور زیروزبر ہوگیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد جیسا کہ حضرت مخدوم جہاںؒ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور تمام کام میری مراد کے مطابق ہوگیا۔

مجلس - ۵

زمین بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ کلامِ ربانی کی تلاوت میں مشغول تھے۔ اور قریب ہی بیٹھے مولانا قاضی حافظ مجوب دَور سنا رہے تھے۔

قاضی حافظ محبوب دور سنا رہے تھے

جب اس آیت کریمہ پر پہنچے وَلَقَدْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰیٓ ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ تو سورہ طٰہٰ کی چند آیتوں کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی ________

وَلَقَدْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰیٓ ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ : یعنی میں نے موسیٰ پر وحی بھیجی کہ رات میں بنی اسرائیل پر جاؤ۔

فَاضْرِبْ لَھُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا : اوران لوگوں کو دریا میں پکڑ و دریا میں راہِ خشک یعنی اپنی لاٹھی دریا پر مارو، دریا دو ٹکڑے ہو جائے گا اور اس میں راستے نکل آئیں گے۔تم لوگ سلامتی کے ساتھ دریا سے گذر جاؤ یہ لوگ تمہارا تعاقب اور پیچھا کرتے ہوئے اس میں داخل ہو جائیں گے اور پھر غرق ہو جائیں گے۔

لَا تَخٰفُ دَرَکًا وَّلَا تَخْشٰی : دریا میں جانے سے نہ ڈریں اور نہ ڈریں ڈوبنے سے۔

فَاَتْبَعَھُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِہٖ فَغَشِیَھُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَھُمْ : فرعون اور اس کی فوج نے پیچھا کیا تو دریا نے ان لوگوں کو یعنی فرعون اور اس کی فوج کو غرق کر دیا ایسا کہ بالکل ڈوب گئے۔

وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَہٗ وَمَا ھَدٰی : فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور ان لوگوں کی نجات نہیں۔

قرآن قدیم ہے یا مخلوق

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ یہ عجب معاملہ ہے کہ آدمی مخلوق، قصص وحکایات میں اس کی کیفیتیں مخلوق اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ___ آدم کے ساتھ میں نے یوں کیا

اور فلاں پیغمبر کی قوم کے ساتھ اس طرح کیا اسی طرح کی اور دوسری باتیں ــــ یہ سب کی سب حادث یعنی مخلوق ۔ اس کے باوجود قرآن قدیم اور غیر مخلوق ــــ دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے بکلام واحد اور قرآن میں چندیں ہزار قصے اور واقعات مختلف ہیں بہ اختلاف زمان و مکان ۔

پھر خود ہی ارشاد فرمایا ــــ یہ سب توحید پر دلالت کرتے ہیں ۔ جب توحید حاصل ہو جاتی ہے تو ازل، ابد، ماضی، حال، مستقبل سب کے سب ایک ہو جاتے ہیں ۔ دوسرے یہ کہ قران قدیم ہے اور اس کے قصص و حکایات حادث ۔ لہٰذا اس بات پر نگاہ و یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ذکر فرمایا ہے وہ دراصل یہ ہے کہ اپنے علم قدیم سے جانتا ہے کہ فلاں پیغمبر فلاں وقت مبعوث ہوں گے اور وہ یوں کریں گے اور میں ان کے حق میں ایسا کروں گا ــــ وغیرہ ۔ اس کو اپنے بیان میں ظاہر فرمایا۔ لہٰذا قرآن قدیم ہے اگر چہ اس میں حادث کا بیان ہے ۔

اس موقع پر حضرت نے یہ شعر اپنی زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا ۔

توحید نہ کار آب و خاک است

کاں در دل صاف و جان پاک است

(توحید مٹی پانی کی چیز نہیں اس کا تعلق پاکیزہ دل اور طاہر روح سے ہے)۔

پیارا ابراہیم انصاریؒ کے ہاتھ میں یشب کی انگوٹھی تھی

مجلس شریف میں شیخ پیارا ابراہیم انصاریؒ حاضر تھے ۔ ان کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی جس میں یشب کا نہایت صاف نگینہ تھا اس نگینہ پر ایک سفید نقطہ تھا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے دیکھا اور فرمایا ــــ کیا عمدہ اور شفاف دانہ ہے ۔ شیخ پیارا ندکور نے عرض کیا ــــ ایک شخص اس کو عیب دار کہہ رہے تھے ۔

کمینہ کی نظر عیب پر اور اہل کرم کی نظر ہنر پر ہوتی ہے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ دراصل بات یہ ہے کہ اگر کسی میں ہزار ہنر ہو اور ایک عیب___ تو کمینہ اور رذیل کی نگاہ ہمیشہ اسی ایک عیب پر جاتی ہے ہزار ہنر پر نہیں جاتی۔ اور اگر ہزار عیب ہے اور ایک ہنر تو اربابِ کرم اسی ایک ہنر کو دیکھتے ہیں، ہزار عیب کو نہیں دیکھتے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے عیوب پر نظر نہیں فرمائے گا کیونکہ وہ کریم ہے۔ اس بات سے بڑی امید ہوتی ہے۔

اس کے بعد حضرت نے اپنا یہ شعر پڑھا

احمد تو دست از خود مشو اندوہ مخور غصہ مگو

از آیۃ لا تقنطوا ساماں دہد غفار خود

(اے احمد! تو اپنے آپ سے ناامید نہ ہو، فکر نہ کر، غصہ نہ ہو اس لئے کہ گناہوں کو معاف کرنے والے آقا و مولیٰ نے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ کی آیت کے ذریعہ گناہوں کی بخشائش کا سامان خود مہیا کر دیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ تمام گنہگاروں کو بخش دے گا

اس کے بعد فرمایا___ اگر کوئی شخص کسی بڑے بادشاہ کے پاس جائے اور اس سے ایک پیالہ پانی مانگے تو وہ اپنے لطف و کرم سے اتنا دے گا کہ پھر کوئی حاجت باقی نہیں رہے گی۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نہ دے اور خالی ہاتھ لوٹا دے۔ اسی طرح اگر اللہ تبارک و تعالیٰ سے سارا جہان اپنے گناہوں اور بداعمالیوں کی مغفرت کا طلبگار ہو تو وہ سب کو معاف کر دے گا، ہرگز دریغ نہیں کرے گا اس لئے اس کے دریائے مغفرت میں غوطہ زن ہو کر سارے جہان کی بخشائش اور معافی کے موتی تلاش کرنا چاہئے۔

اپنی شیریں بیاں اور گوہر فشاں زبان سے یہ چند اشعار ارشاد فرمائے۔

قطرہا چند ازگنہ گر شد پدید ☆ در چناں دریا کجا آید بدید
خدایا رحمت دریائے عام است ☆ از آنجا قطرۂ مارا تمام است
ہمہ آلائش خلق گنہگار ☆ دراں دریا فرو شوی بیکبار
نہ گردد تیرہ آں دریازمانی ☆ ولی روشن شود کار جہانی

(اگر دریا میں گناہ کے چند قطرے گر جائیں تو وہ نظر نہیں آئیں گے
اے خدا! تیری رحمت عام دریا ہے جس کا ایک قطرہ میرے لئے کافی ہے
گنہگاروں کی آلائش اگر دریا میں ڈال دی جائے تو وہ فوراً ڈوب جائے گی
گناہوں کی آلائش سے وہ دریا تھوڑی دیر کے لئے بھی گدلا نہیں ہوگی، ہاں! دنیا کے کام ضرور روشن ہو جائیں گے)۔

مجلس - ۶

شرح آداب المریدین کا درس

آستانۂ معظم کی خاک بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ شرح آداب المریدین کا درس ہو رہا تھا، سبق میں یہ عبارت آئی ___ زَیِّنُوا الْقُراٰنَ بِاَصْوَاتِکُم [بخاری شریف کتاب التوحید)] قُرآن کی قرأت کو اپنی آواز سے زینت دو۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اگر قرآن کو بغیر آواز کے پڑھیں تو خاموشی کو قرآن کی ترتیل کے تابع کریں نہ کہ قرآن ہی کو خاموشی کے تابع کر دیں۔

خاکسار نے عرض کیا ـــــ ایک کتاب میں اس طور پر ہے کہ حضرت امام خطابی نے اس حدیث شریف کا محمول لفظ کو پھیر کر رکھا ہے زَیِّنُوا اَصْوَاتَکُمْ بِالْقُرْاٰن (اپنی آواز کو قرآن سے زینت دو) حضرت شیخ نے فرمایا ـــــ یہ ایک توجیہہ ہے اور بڑی اچھی تاویل ہے۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خوش گلو تھے

ان سے قرآن سننے کا حکم خداوندی

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ـــــ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نہایت خوش الحان اور خوش گلو تھے۔ ایک دن حضرت جبرئیل صلوٰۃ اللہ علیہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا ـــــ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہیئے وہ قرآن پڑھیں اور آپ سنیں کیونکہ ان کا پڑھنا مجھ کو بے حد پسند ہے ـــــ جب ابی بن کعبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ـــــ اے ابی! تم قرآن پڑھو میں سنوں گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا حکم ہے کہ ابی کو کہیئے وہ قرآن سنائیں ان کا پڑھنا مجھے نہایت پسند ہے۔ یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر ابی بن کعبؓ انتہائی خوشی کے عالم میں رقص کرنے لگے اور چند مرتبہ **ھل سمائی ربی۔ھل سمائی ربی۔** میرے رب نے مجھے میرے نام سے یاد فرمایا کی تکرار کرنے لگے۔

فرعون کو کبھی دردِ سر نہیں ہوا

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون ملعون کا ذکر آ گیا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ فرعون ملعون کو چار سو سال کی عمر دی گئی تھی، اس مدت میں اس کی ایک انگلی بھی

نہیں ٹوٹی اور نہ اس کے سر میں کبھی درد ہوا۔ پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا ؎

فرعون را ندادیم ای دوست درد سر
زیرا کہ او نداشت سر درد ہائے ما

(اے دوست! میں نے فرعون کو کبھی سر کا درد نہیں دیا، اس لئے کہ اس کے پاس وہ سر ہی نہیں تھا جس میں میرا درد ہو)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح کا
حضرت آدم علیہ السلام کی روح سے مکالمہ

اس کے بعد فرمایا ___ جناب موسیٰ علیہ السلام کی روح پاک کی ملاقات جناب آدم علیہ السلام کی روح پاک سے ہوئی تو اس نے سوال کیا اور طعن و تشنیع کے طور پر کہا ___ آپ ابوالبشر ہیں اور سارے پیغمبروں میں سب سے پہلے پیغمبر ہیں، آٹھوں بہشت آپ کی جاگیر میں دی گئی، آپ مسجودِ ملائک بنائے گئے، تمام فرشتوں کو آپ کے سجدے کا حکم دیا گیا، اس کے باوجود جب آپ کو گیہوں کھانے سے روکا گیا تھا تو آپ نے کیوں کھالیا، اور کیوں نافرمانی کی؟ اگر آپ گیہوں نہیں کھاتے تو ہم لوگوں کو اتنی دوری نہیں ہوتی۔ بہشت ہی میں رہتے، اس دارِ محن یعنی محنت کدہ میں آنا نہیں پڑتا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی روح پاک نے جواب دیا ___ اے فرزند! تمہیں حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے برگزیدہ بنایا اپنا ہمکلام کیا، تم پر توریت نازل کی، تمہیں کلیم اللہ کے خطاب سے نوازا، بتاؤ تو ذرا کہ تم نے توریت میں یہ دیکھا ہے کہ آدم گندم کھائیں گے اور اس بنا پر وہ بہشت سے باہر بھیج دیے جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح مبارک نے عرض کیا ___ جی ہاں!

آپ جیسا فرمارہے ہیں توریت میں ویسا ہی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی روح پاک نے کہا ___ اے فرزند! تم خود انصاف کرو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں میرے اور تمہارے پیدا ہونے سے قبل یہ حکم جاری فرمادیا تھا پھر کیوں کر یہ سب کچھ نہیں ہوتا اور یہ بات کیسے نہیں ہوتی۔ اس لئے تمہارا طعن و تشنیع میرے شایانِ شان نہیں ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کی روح جناب آدم علیہ السلام کی روح کے اس جواب سے مطمئن اور خاموش ہوگئی۔

مجلس - ۷

قدم بوسی اور دست بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔

عشاق اس طرح جان دیتے ہیں

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ خیر نساجؒ کا واقعہ ہے کہ عزرائیل علیہ السلام ان کی روح قبض کرنے کے لئے آئے وہ مغرب کی نماز کا وقت تھا۔ انہوں نے کہا اے ملک الموت! یہ میں جانتا ہوں کہ آپ کو جس کام کے لئے بھیجا گیا ہے وہ آپ کریں گے لیکن اگر تھوڑی دیر ٹھہر جائیں تو بہتر ہو اس لئے کہ مجھے جو حکم ہوا ہے اسے میں بھی پورا کرلوں۔ عزرائیل علیہ السلام ان کی اس بات سے خاموش ہو گئے اور سکوت میں آ گئے پھر اس بارگاہِ اکرم الاکرمین سے حکم ہوا کہ ___ اے عزرائیل! تھوڑی مہلت دے دو تا کہ یہ نماز ادا کرلیں۔ چنانچہ حضرت خیر نساجؒ نے نماز مغرب ادا کی فراغت کے بعد سر سجدے میں رکھا اور جان، جان آفرین کے سپرد کردی۔

جب حضرت شیخ نے یہ حکایت تمام کی تو یہ دو اشعار زبانِ مبارک سے ادا کئے ۔

در کوئی تو عاشقاں چناں جاں بدہند ☆ کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز
ایں جان عاریت کہ بحافظ سپردہ دوست ☆ روزی رخش بہ بینم وتسلیم وی کنم

(عشاق آپ کی گلی میں اس طرح جان دیتے ہیں کہ ملک الموت کی بھی وہاں ہرگز گذر نہیں ہوتی۔
یہ عارضی جان جو دوست نے حافظ کے سپرد کی ہے، جس دن بھی دوست کا دیدار نصیب ہوگا اس کے حوالے کردے گا)۔

شرح آداب المریدین کا درس

شرح آدابُ المریدین کا سبق اس عبارت پر پہنچا کہ ____ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں اہلِ عرب آتے، قرآن سنتے، ان پر خاص کیفیت طاری ہو جاتی اور رونے لگتے۔ ایک دن حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے کہا ____ کنا کما کنتم ثم قست قلوبنا میں بھی پہلے تمہاری ہی طرح تھا لیکن اب میرا دل بہت ٹھیر ہو گیا ہے یعنی سماعتِ قرآن کے لئے اس میں ٹھہراؤ پیدا ہو گیا ہے۔

خاکسار نے عرض کیا ____ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، ہوتا تو یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی چیز میں قرار پکڑ لیتا ہے اور اس کے ساتھ ٹھہراؤ ہو جاتا ہے تو الفت پیدا ہو جاتی ہے اس میں انشراح، لذت اور حظ ملتا ہے اور اس میں ایک حال پیدا ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صاحب تمکین تھے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ اس قول سے یہ کہاں ظاہر ہوتا ہے کہ ان حضرات کو اس میں ذوق نہیں ہوتا تھا اور قرآن کی سماعت میں لذت نہیں ملتی تھی۔

حضرت ابو بکر صدیق ﷛ کو قرآن کے ساتھ کمالِ الفت حاصل تھا اور وہ صاحبِ تمکین تھے۔ اس کی مثال حضرت یوسف ؈ کے قصے میں موجود ہے۔

زلیخا مقامِ تمکین پر تھیں

جب حضرت یوسف ؈ نے اپنے جمالِ باکمال سے نقاب اٹھایا اور خود کو زلیخا کی سہیلیوں کو دکھایا سب بے خود ہوگئیں، ہوش کھو بیٹھیں اور بول اٹھیں مَا ھٰذَا بَشَرًا ط اِنْ ھٰذَآ اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ ٥ [یوسف/۳۱] (یہ تو بشر نہیں، یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہیں) اور اپنے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ سے کاٹ لیا۔ اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ ان لوگوں کو حضرت یوسف ؈ سے عشق ہوگیا اور زلیخا کو حضرت یوسف ؈ سے عشق نہیں تھا بلکہ بات دراصل یہ تھی کہ یوسف ؈ کے عشق نے زلیخا کے دل میں قرار پکڑ لیا تھا، ان کا دل ٹھیر ہوگیا تھا اور زلیخا مقامِ تمکین پر تھیں باقی عورتوں نے پہلی بار دیکھا تھا، برداشت کی تاب نہ لاسکیں اور اپنے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔

ذکر کی مجلس سے اٹھ کر جانے کی ممانعت

اسی اثناء میں قاضی منجھن جلال، شرح آداب المریدین کا درس ختم ہونے سے قبل ہی مجلس شریف سے اٹھ کر چلے گئے ___ اور دوبارہ واپس آئے ___ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اس کے متعلق وعید آئی ہے اور بزرگوں نے منع کیا ہے کہ تذکیر کی مجلس ختم ہونے سے قبل مجلس سے نہیں اٹھنا چاہئے اور یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّ نَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی [طٰہٰ/۱۲۴] (اور جس نے

منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کے لئے زندگی تنگ کردی جائے گی اور ہم اسے اٹھائیں گے قیامت کے دن اندھا)۔

خاکسار نے عرض کیا ـــــ اس ذکر سے کون ساذکر مراد ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ اس ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔ ہر وہ ذکر جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی یاد سے وابستہ ہو وہ ذکر ہے۔

خاکسار نے عرض کیا ـــــ ایک متعلم کہتے تھے کہ اس آیت میں ذکر سے مراد قرآن ہے اور یہ وعید اس کے لئے ہے جس نے قرآن کو حفظ کے بعد بھلا دیا ہو۔

قرآن کو یاد کرنے کے بعد بھلا دینے اور دیگر گناہوں کی سزا

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ ایسا سننے میں نہیں آیا ہے اگر مان بھی لیا جائے تو اس میں مشکل آپڑے گی اس لئے کہ شروع میں ہر شخص قرآن سے کچھ نہ کچھ یاد کرلیتا ہے، شاید ہی کسی کو یاد نہ رہتا ہو۔ وہ وعیدیں جو اس کے متعلق کلام اللہ میں آئی ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں سے ان کی وضاحت ہو جاتی ہے ـــــ

جو لوگ قرآن حفظ کرتے ہیں مگر رات کو ان کی تلاوت نہیں کرتے اور دن میں اس پر عمل نہیں کرتے ان کے متعلق مشارق میں ایک طویل حدیث موجود ہے۔ اور وہ حدیث یہ ہے کہ ـــــ

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ـــــ میں نے خواب میں دیکھا کہ جبرئیل ومیکائیل صلوۃ اللہ علیہما آدمی کی شکل وصورت میں میرے پاس آئے اور مجھے ایک جگہ لے گئے، وہاں مجھے کھڑا کر دیا، میں نے وہاں دو آدمیوں کو دیکھا کہ ایک بیٹھا ہے اور دوسرا کھڑا ہے۔ جو کھڑا ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کا اسلاخ ہے جس کو اس نے بیٹھے

ہوئے شخص کے گال میں ایسا گھونپا کہ وہ سلاخ اس کی گدی تک پہنچ گئی۔ جب ایک گال میں سلاخ ماری تو دوسرا گال ٹھیک تھا، پھر دوسرے گال پر سلاخ ماردی، اسی طرح قیامت تک اس پر عذاب ہوتا رہے گا۔ میں نے جبرئیل ومیکائیل سے پوچھا کہ ـــــ یہ کون لوگ ہیں؟

انہوں نے کہا ـــــ یہ جھوٹ بولنے والے اور چغل خور ہیں۔

پھر دیکھا کہ ـــــ ایک شخص، ایک شخص کے سر کو چوُر کر رہا ہے اور اِس طرح پتھر سے مار رہا ہے کہ اُس کا بھیجا باہر نکل آتا ہے۔ اِسی طرح حکم خداوندی ہوتا رہتا ہے، اور وہ شخص اُس کے سر کو پتھر سے کچلتا رہتا ہے۔ میں نے پوچھا ـــــ یہ کون شخص ہے؟

انہوں نے کہا ـــــ یہ وہ شخص ہے جس نے قرآن حفظ کیا تھا لیکن رات کو تلاوت سے غافل رہتا اور دن کو قرآن کے احکام پر عمل نہیں کرتا۔

پھر دیکھا کہ ـــــ دہکتا ہوا تنور ہے جس کی آگ کو ایک شخص دہکا رہا ہے، اس میں بہت ساری عورتیں اور مرد ہیں، ہر ایک کو جلایا جا رہا ہے جب آگ کے شعلے بھڑکتے ہیں تو وہ تنور کے اوپری حصے پر آجاتے ہیں۔ قریب ہوتا ہے کہ تنور سے باہر آجائیں، پھر آگ کی لپک اور اس کا شعلہ ذرا نیچے ہوتا ہے تو یہ سب کے سب نیچے چلے جاتے ہیں اور ایسا جلتے ہیں جیسے کھولتے تیل میں گوشت جلتا ہے۔ پوچھا یہ کون لوگ ہیں، اور ان کا گناہ کیا ہے، کس گناہ کے مرتکب رہے جو اس طرح کے عذاب میں مبتلا ہیں؟

انہوں نے کہا ـــــ وہ جو آگ کو بھڑکا رہے تھے وہ دوزخ کے مالک وخازن ہیں، (یہاں پر سوال کا جواب مکمل نہیں ہوا، اس لئے کہ مخطوطے میں عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔۔۔ مترجم)۔

پھر دیکھا کہ ـــــ ایک شخص خون وریم کی نہر میں ہے، ایک آدمی اس نہر کے کنارے کھڑا ہے، اس کے ہاتھ میں پتھر ہے جب وہ آدمی نہر سے باہر آنا چاہتا ہے تو یہ آدمی جو نہر کے کنارے کھڑا ہے اس کے سر پر پتھر مارتا ہے اور نہر سے باہر آنے نہیں دیتا، پوچھا ـــــ یہ کون ہے؟

انہوں نے کہا ـــــ یہ سود خوار ہے!

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ جس شخص نے قرآن حفظ کر کے بھلا دیا اس کے بارے میں بہت ساری حدیثیں موجود ہیں ـــ لیکن ـــ مخدوم قاضی علاء الدین نے اس کا بہت اچھا معنی بیان کیا ہے ـــ وہ کہتے ہیں کہ ـــ قرآن کو بھلا دینے کا معنی یہ ہے کہ وہ شخص ناظرہ یعنی دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے۔ حضرت شیخ نے اس مفہوم کی بہت تحسین و تعریف کی ـــ اور خاکسار نے عرض کیا ـــ مجھے بھی باطن میں یہی معنی فہم ہوتا تھا لیکن اس کے باوجود دل میں خلجان رہتا تھا، اس وقت وہ خلجان دور ہو گیا۔

مجلس - ۸

شرح آداب المریدین کا درس

مجلس شریف میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ شرح آداب المریدین کا درس ہو رہا تھا۔

استقبال سکینہ

اِنَّ دَاوُدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِسْتَقْبَلَ السَّکِیْنَۃَ بِالرَّقْص یعنی حضرت داؤد علیہ السلام نے سکینہ کا استقبال رقص کے ساتھ کیا جو اُن کے سامنے تھا۔

سکینہ کا حلیہ

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــ سکینہ کے متعلق کہا گیا ہے ـــ اس کے

دوسرا اور دو بال تھے، اور بعضوں نے کہا کہ اس کا سر اور چہرہ بلی کی طرح تھا، اس کی دُم بلی کی دُم کی طرح تھی اور اس کی آواز بلی کی آواز جیسی تھی۔ جناب داؤد علیہ السلام کی قوم ایمان نہیں لاتی تھی، جب سماع کی حالت میں انہیں ذوق پیدا نہیں ہوتا اور وقت خوش نہیں ہوتا تو وہ سکینہ آواز دیتی اس کے بعد ان کی قوم کے دل کو تسکین ہوتی اور لوگ ایمان لے آتے۔

حضرت شیخ عظمۃ اللہ کا ذوق

اسی دوران ایک قوال نے چہار دیواری کے باہر گانا شروع کردیا ___ حضرت شیخ عظمۃ اللہ کو ذوق پیدا ہوا ___ آبدیدہ ہوگئے، اور فرمایا ___ دنیا کچھ نہیں ہے اور سب کچھ ہے ___

"دنیا کچھ نہیں ہے اور سب کچھ ہے" اس جملے کی تشریح

پھر ارشاد ہوا کہ ___ کچھ نہیں ہے اس لئے کہ ___ یہ فانی ہے اس کو بقا و ثبات نہیں ___ اور سب کچھ ہے اس جہت سے کہ اس دنیا کی ایک گھڑی وہاں کے ہزار سال سے بہتر ہے۔

خاکسار نے دریافت کیا ___ ایسا کس طرح؟

فرمایا ___ اگر تم ہزار سال تک آخرت میں رہو اور چاہو کہ وہاں دو رکعت نماز پڑھ لو یا ایسا کوئی کام کرلو جس سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہو تو یہ موقع ہرگز میسر نہیں، کیونکہ دارِ کسب یعنی کام کرنے کی جگہ یہی دنیا ہے۔ اگر دنیا میں ایک ساعت کوئی ایسا کام جو اللہ جل شانہ کی خوشنودی کا موجب ہو کرلو تو اس سے کتنا زیادہ فائدہ ہوگا۔

اس کے بعد یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا ۔

زدنیا توانی کہ عقبیٰ خری

بخر، جانِ من ورنہ حسرت بری

(جہاں تک ہو سکے اس دنیا سے عقبیٰ خرید لو، اے میری جان! اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو حسرت کے سوا تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا)۔

مکتوبات شیخ مظفرؒ کا درس

ملک احمد، پسر ملک محمد عبدالحکیم مکتوبات حضرت مخدوم شیخ مظفر قدس اللہ سرہ' پڑھ رہے تھے۔ اس میں یہ رباعی آگئی ۔

نادیدہ رخ تیرہ ناکاماں را ☆ نادیدہ ز دور دوزخ آشاماں را

دعویٰ چہ کنی عشق دل آراماں را ☆ با عشق چہ کار است نکوناماں را

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ ''ناکاماں'' اور ''دوزخ آشاماں'' عشاق ہی ہوتے ہیں کیوں کہ ان کو سوائے مولیٰ کی طلب کے اور کوئی کام ہی نہیں، نہ بہشت کی طمع نہ دوزخ کا خوف۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا ۔

مارانہ غمِ دوزخ وحرص بہشت است

بردار زرخ پردہ کہ مشتاق لقائیم

(ہم کو نہ دوزخ کا خوف ہے نہ بہشت کی لالچ، ہم تو آپ کی دیدار کے مشتاق ہیں اور یہی چاہتے ہیں کہ رخ انور سے پردہ اٹھا دیجئے اور اپنا دیدار کرا دیجئے)۔

کل قیامت کے دن جب گنہگاروں کو دوزخ میں ڈال دیں گے اس وقت اللہ جل شانہٗ کے عشاق کہیں گے کاش ان سب کو دوزخ سے نجات مل جاتی اور ان کی جگہ ہمیں دوزخ میں بھیج دیتے۔

عشاق الٰہی دوزخ میں جانے کے لئے تیار رہیں گے

ایک بزرگ نے فرمایا___ جب قیامت کے دن گنہگاروں کو دوزخ میں لے جائیں گے تو میں نور کا ایک پتھر ہاتھ میں لے لوں گا، دوزخ کے دروازے پر بیٹھ جاؤں گا، اور سب کو وہاں سے بھگا دوں گا، اور کہوں گا کہ___ تم سب کے سب باہر آ جاؤ، اس بلا کو میں قبول کرتا ہوں، اس دوزخ کے لائق میں ہی ہوں۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

نی در غم دوزخ و بہشت اند
ایں طائفہ را چنیں سر شتند

(عشاق کا مزاج ہی ایسا ہوتا ہے کہ ان کو نہ دوزخ کی فکر ہوتی ہے نہ بہشت کی لالچ)۔

مخدوم جہاںؒ کے ذریعہ مخدوم شیخ مظفرؒ اور شیخ نصیرالدین سنامیؒ کا اعزاز واکرام

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ حضرت مخدوم جہاںؒ کے دو خلفاء ایک حضرت مخدوم شیخ مظفر قدس سرہ' اور دوسرے حضرت شیخ نصیرالدین سنامیؒ ایسے تھے کہ جس وقت بھی حضرت مخدوم مظفر قدس سرہ' حضرت مخدوم جہاںؒ کے پاس آتے، حضرت مخدوم

جہاں قدس سرہ، کبھی دروازہ تک اور کبھی اس سے کم وبیش ان کا استقبال ضرور کرتے ،اور جب حضرت شیخ نصیر الدین سنامیؒ آتے تو حضرت مخدوم جہاں قدس سرہ دوزانو بیٹھ جاتے۔ان دونوں مخدوموں کے لئے حضرت مخدوم جہاںؒ کی یہ عادت مبارکہ ہوگئی تھی۔اگرچہ شیخ نصیر الدین سنامیؒ رشتہ میں مخدوم شیخ مظفرؒ سے بڑے تھے۔

ایک دن قاضی زاہد نے مخدوم جہاںؒ سے پوچھا ___ جب شیخ مظفرؒ آتے ہیں مخدوم اس طرح استقبال فرماتے اور جب شیخ نصیر الدینؒ آتے ہیں آپ دوزانو ہو جاتے ہیں، اس میں راز کیا ہے؟

حضرت مخدوم جہاںؒ نے فرمایا ___ میں کیا کروں، جب شیخ مظفر آتے ہیں تو میں سنتا ہوں کہ کوئی کہہ رہا ہے ___ ماہ آتے ہیں، شاہ آتے ہیں ___ حضرت مخدوم جہاںؒ اس جملے کی تکرار فرماتے رہے، اس کے بعد فرمایا کہ ___ جب شیخ نصیر الدین آتے ہیں تو کوئی کہتا ہے ___ مولانا آتے ہیں ___

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ جس وقت حضرت مخدوم مظفر قدس اللہ سرہٗ نے تجرید اختیار کی یعنی مجرد ہوئے اس وقت جو کچھ آپ کی ملک میں تھا سب کچھ لٹا دیا اور ختم کر دیا، ایک کملی پہن لی اور اسی حال میں حضرت مخدوم جہاںؒ کی خدمت میں حاضر آئے۔حضرت مخدومؒ نے آپ کے ساتھ بے انتہا نوازش وکرم کا معاملہ فرمایا۔

چند روز کے بعد حضرت شیخ نصیر الدینؒ بھی اسی طرح کملی پہن کر حضرت مخدوم جہاںؒ کی خدمت میں آئے۔حضرت مخدوم جہاںؒ کو جو ارتباط قدیم شیخ نصیر الدینؒ کے ساتھ تھا اس کے باوجود انبساط مسرت سے ان کی طرف نہیں دیکھا اور گفتگو نہیں کی۔چند روز اسی طرح گذر گئے۔ایک روز حضرت شیخ مظفرؒ نے ان سے دریافت کیا ___ آپ نے اپنا لباس کیا کیا؟ اسی لباس میں تشریف لایئے جو پہن کر آیا کرتے تھے ___ شیخ نصیر الدینؒ نے ویسا ہی

کیا۔ جس وقت وہ اپنا لباس پہن کر آئے حضرت مخدوم جہاںؒ نے فرمایا ـــــ مولانا نصیر الدین! آپ کہاں تھے؟ ـــــ پھر ان سے گفتگو فرمانے لگے۔

وصیت نامہ کے اقتباسات

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ حضرت مخدوم جہاںؒ کے وصیت نامہ میں مرقوم ہے کہ ـــــ آپ کی رحلت کے وقت رفقاء نے عرض کیا ـــــ مولانا شیخ مظفرؒ کے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے؟

فرمایا ـــــ مظفر میری جان ہے، مظفر میری جان ہے، مظفر میری جان ہے ـــــ

اس کے بعد پوچھا ـــــ شیخ نصیر الدین کے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے؟

فرمایا ـــــ شیخ نصیر الدین بھی اسی طرح ہیں۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ارشاد فرمایا ـــــ حضرت مخدوم جہاںؒ کا جب وقت آخر آیا اس وقت شیطان مردود توحید کے مسئلے میں سوال کرنے آ گیا۔ حضرت مخدوم جہاںؒ کی زبان مبارک سے **لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم** ادا ہوا ـــــ پھر کچھ توقف کے بعد ارشاد ہوا ـــــ **اَلْحَمْدُ لِلّٰه**! حق سبحانہٗ تعالیٰ کے فضل سے جواب دے دیا۔ وہ ناکام واپس گیا۔

پھر حضرت مخدوم جہاںؒ نے ارشاد فرمایا ـــــ ما ہماں دیوانگا نیم، ما ہماں دیوانگا نیم تیسری بار فرمایا ـــــ بلکہ کفش پائے دیوانگا نیم (ہم وہی دیوانے ہیں، ہم وہی دیوانے ہیں بلکہ دیوانوں کے پاؤں کی جوتیاں ہیں)۔

پھر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ جس رات حضرت مخدوم جہاںؒ نے رحلت فرمائی اس رات حضرت مخدوم شیخ مظفر قدس اللہ سرہٗ نے عدن میں خواب دیکھا کہ ـــــ

حضرت مخدوم جہاںؒ یہ دہرہ پڑھ رہے ہیں ۔

آئیں رات سہائیاں
جن کارن دھیان کیائیاں

حضرت شیخ مظفرؒ نے اس خواب کی تاریخ لکھ لی ___ اور بہار آنے پر معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم جہاںؒ کا وصال اسی تاریخ کو ہوا۔

مجلس - ۹

حضرت شیخ کی علالت اور معززین شہر کی عیادت

قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ کا مزاج مبارک ناساز تھا، اور بفضلہٖ تعالیٰ صحت ہوگئی تھی، معززین شہر مزاج پرسی کے لئے حاضر آئے۔ اسی درمیان مشائخ کرام کا تذکرہ ہونے لگا۔

فیضانِ نظر

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ گروہ صوفیاء کے بزرگان عجیب مرتبہ والے ہیں۔ جس کسی پر ان کی نگاہِ شفقت پڑگئی، جس کسی کا خیال ان کے دل میں آگیا اور جو کوئی

اعتقاد کے ساتھ ان کی خدمت میں بیٹھ گیا وہ ان کی نعمتوں سے محروم نہیں رہ سکتا۔ اسی مناسبت سے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ ایک شخص لوٹ مار کے الزام میں گرفتار کیا گیا، اور بادشاہ کے دربار میں پیش ہوا، بادشاہ نے پھانسی کا حکم صادر کر دیا۔ اور بادشاہ کے حکم کے مطابق تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ یکا یک اسی وقت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کا اس راستہ سے گذر ہوا، آپ نے اسے نگاہِ شفقت سے دیکھا اور دیکھتے ہوئے گذر گئے۔ کچھ دنوں کے بعد کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ ___ بہشت میں چہل قدمی کر رہا ہے۔ پوچھا ___ یہ کیا حال ہے، تم کو تو راہ زنی کے جرم میں پھانسی دی گئی تھی، یہ مقام اور مرتبہ تم کو کیسے مل گیا؟

اس نے کہا ___ بات تو یہی ہے، لیکن ___ جس وقت میں سولی پر چڑھایا گیا حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ کی میری طرف سے گذر ہوئی، انہوں نے مجھ پر شفقت کی نظر ڈالی۔ ان کی اسی ایک بابرکت نگاہ کے طفیل وصدقے میں مجھے بخش دیا گیا اور یہ مرتبہ عنایت ہوا۔

سرکار دو عالم ﷺ کا وقتِ آخر مسواک کرنے میں مصلحت

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ___ جب میں مکہ معظمہ جا رہا تھا، راہ میں ایک ایسے بزرگ سے ملاقات ہوئی جو صاحبِ سجادہ اور مقتدا تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا ___ کچھ پوچھیے ___ میں نے احتراز کیا، لیکن وہ بار بار اصرار کرتے رہے۔

آخر! میں نے کہا ___ محمد رسول اللہ ﷺ وفات کے وقت مسواک کر رہے تھے، عزرائیل علیہ السلام آ گئے اور انہوں نے عرض کیا ___ یا رسول اللہ! اگر تھوڑی دیر رک جائیں اور توقف فرمائیں تو میں اپنا کام کر لوں ___ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ___ آپ اپنا کام کیجئے میں اپنا کام کر رہا ہوں ___

سوال: اب مجھے یہ پوچھنا ہے کہ عبادات کے خصوصی درجات و مقامات پر فائز ہونے کے باوجود ایسے وقت میں مسواک کرنے کا مقصد کیا تھا؟

جواب: اس بزرگ نے جواب دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس وقت مسواک کرنے سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ میں ہوں اور مسواک ہے (یعنی مسواک سے میرا ایسا تعلق ہے)۔

ان کے اس جواب سے میں مسکرانے لگا کہ ایسے وقت میں اس تصور سے مسواک کرنا کیا ایسے سرورِ عارفان کے شایانِ شان ہے۔

خاکسار نے عرض کیا ___ اس کے متعلق میرے مخدوم ہی کچھ بتائیں اور فرمائیں! حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حضرت والد ماجد (مخدوم شیخ حسنؒ) سے کسی نے یہی سوال کیا تھا، اور آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ ___ سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر ظاہری و باطنی، قلبی و بدنی عبادتیں وریاضتیں کیں جو بشر سے ممکن نہیں، ان میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا، تمام کمال حاصل کر لیا تھا۔ جب آخرت میں قدم رکھنے کا وقت آ گیا تو اپنے تمام اعمال کو یعنی عبادات وریاضات کو کالعدم اور ناکردہ تصور کرتے ہوئے مبتدیوں کے طریقے پر از سرِ نو عمل کا آغاز فرمایا اور وہ بھی اس طرح کہ عبادت کی ابتداء وضو سے کی جاتی ہے اور وضو کی ابتداء مسواک سے ہوتی ہے (لہٰذا آپ ﷺ مسواک سے ابتداء فرما رہے تھے) اور کمالیت کا کمال النہایۃ ھی الرجوع الی البدایۃ ہے یعنی ابتداء کی طرف لوٹنا ہی انتہا کا کمال ہے۔

حاضرین میں سے ہر شخص کو یہ جواب پسند آیا اور سب نے خوب تعریف کی۔

بایزید بسطامیؒ کا وقت رحلت "سبحانی ما اعظم شانی" سے تائب ہونا

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ایک مرتبہ حضرت والد ماجدؒ سے کسی نے یہ سوال بھی کیا تھا کہ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ''سبحانی ما اعظم شانی''

(پاک ہے میری ذات اور میری شان بڑی ہے) کہتے تھے، اور جب رحلت کا وقت آیا تو تائب ہوئے اور کہنے لگے ـــــ ان قلت یوماً سُبحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ فَانَاالْیَوْمَ مَجُوْسِی اَقْطَع زُنَّارِیْ وَ اَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ (اگر میں نے کسی دن "مااعظم شانی" کہا تو آج میں مجوسی ہوں۔اب میں اپنے زنار کو توڑتا ہوں اور اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ کہتا ہوں)۔

یہ تو اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف لوٹنا ہے، ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟

حضرت والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا ـــــ یہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف آنا نہیں ہے ـــــ بلکہ یہ اعلیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی ہے کیونکہ اس سے پہلے سبحانی ما اعظم شانی کہہ کر پاکی کی اضافت اپنی ہی جانب کرتے تھے اور اس پاکی کو خود اپنے ہی اندر دیکھتے اور پاتے تھے۔ جب سب میں یہ دیکھا تو اس فرق سے توبہ کی اب توحید مقید سے توحید مطلق میں آ گئے۔اور کہنے لگے ان قلت یوماً سبحانی ما اعظم شانی فانا الیوم مجوسی............الیٰ آخرہ۔

مجلس - ۱۰

شیخ عظمہ اللہ سید بھیکن پیارا کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے

حضرت شیخ عظمہ اللہ سید بھیکن پیارا کے گھر تشریف لے گئے ان کی طبیعت ناساز تھی۔ حضرت ان کی عیادت اور مزاج پرسی کے لئے وہاں گئے تھے۔ وہیں قدم بوسی کی

سعادت حاصل ہوئی۔ سید بھیکن کا بھتیجا جو چھ سال کی عمر کا تھا حاضر آیا قدم بوس ہوا اور نہایت ادب سے دوزانو بیٹھ گیا، رخصت کے وقت حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اس کو پان دینا چاہا۔ وہ اٹھا اور اٹھ کر پان لیا بغیر کسی کے کہے ہوئے زمیں بوس ہوا اپنا رخسار زمین پر رکھ دیا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ اس چھوٹے سے بچے کی سعادت مندی اور ادب سے بہت خوش ہوئے، اور فرمایا ___ رحمتہ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ___ الناس معادن کمعادن الذھب والفضة انسان کی مثال کان کی ہے جس طرح سونا اور چاندی کے کان ہوتے ہیں، سونے کے کان سے سونا نکلتا ہے اور چاندی کے کان سے چاندی نکلتی ہے وہی حال انسان کا ہے۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

خمِ می ہر جا کہ می جوشد مُل است
شاخِ گل ہر جا کہ می روید گل است

(شراب کے مٹکا میں جہاں بھی جوش آجائے اس سے شراب ہی نکلتی ہے اور پھول کی ڈالیوں میں پھول ہی کھلتے ہیں)

پھر فرمایا کہ بیٹے کو کم سے کم باپ کے اتنا ہونا ہی چاہئے۔

سرورِ کائنات ﷺ کے صاحبزادوں کے حیات نہیں رہنے میں مصلحت

اس کے بعد خود ہی یہ سوال اٹھایا کہ ___ سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار صاحبزادے ہوئے لیکن ان میں سے ایک بھی بقید حیات نہیں رہے۔ آخر اس میں راز کیا ہے؟

پھر خود ہی اس سوال کو یوں حل فرمایا کہ ـــــ اس میں باریکی اور نکتہ یہی ہے کہ بیٹے کو کم سے کم باپ کے اتنا ہونا ہی چاہئے اور وہ باپ کی روش اور طریقے پر چلنے والا ہو۔ اگر کوئی بیٹا باپ سے کم ہوا اور باپ کی روش اور طریقے کو نہیں اپنایا تو اس سے باپ کے مرتبے اور عزت میں کمی و نقصان واقع ہوگا۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم المرسلین ہیں۔ اب اگر آپ ﷺ کے صاحبزادگان حیات ہوتے تو ان کو آپ ﷺ کے جیسا ہونا چاہئے تھا اور یہ ممکن نہیں تھا اس لئے کہ نبوت و رسالت کا دروازہ آپ ﷺ کے بعد بند ہو چکا تھا۔ اب کوئی نبی و رسول آنے والے نہیں ـــــ اور اگر آپ ﷺ سے کم ہوتے تو یہ نقصان ہوتا حضور ﷺ کے لئے کیونکہ سرکار ﷺ کی عظمت ان صاحبزادوں کی وجہ سے باقی نہیں رہتی۔

ساقی کوثر ﷺ پر سورۃ الکوثر کیوں نازل ہوئی

اس کے بعد فرمایا کہ ـــــ منافقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتر کہتے تھے۔ اور ابتر دم بریدہ کو کہتے ہیں یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کوئی جانشیں نہیں ہے۔ ان لوگوں کے منہ میں خاک ـــــ

روایت ہے کہ ـــــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی منافق کے گھر تشریف لے گئے منافق نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے جاء ذاک الابتر یہ بات سرکار ﷺ نے سن لی ـــــ نہایت ملول ہوئے ـــــ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی خاطر داری کے لئے سورہ انا اعطینک الکوثر بھیجی۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے بے شک آپ کو کوثر عطا کیا۔

کوثر کی تفسیر

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ کوثر کی تفسیر دو طرح سے کی گئی ہے۔

۱۔ ایک تفسیر یہ ہے کہ اس کوثر سے وہی حوض خاص مراد ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی میں نے آپ کو ایسی چیز دے دی ہے جو نہ کبھی زائل ہوگی اور نہ فنا ہوگی۔ جو بھی اس حوض کوثر سے ایک پیالہ پی لے گا بشریت اس سے زائل ہو جائے گی۔ خون، پسینہ، پیشاب، پائخانہ، بلغم جیسی چیزیں باقی نہیں رہیں گی، وہ پاکیزہ ہو جائے گا، نہ کبھی پیاس کا احساس ہوگا اور نہ کبھی پانی کی حاجت ہوگی، حیاتِ جاویداں اسے مل جائے گی۔ اور اس کے بعد اس کی موت نہیں۔

۲۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ کوثر فوعل کا صیغہ ہے، یہ کثرت و زیادتی کے معنی میں ہے اور مبالغہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یعنی آپ ﷺ کی آل بہت زیادہ ہوگی۔ انہیں کو آپ کی اولاد کہیں گے، چوں کہ قیامت تک آپ ﷺ کا دین باقی رہے گا۔ لہٰذا آپ ﷺ کی اتباع کرنے والی امت آپ ﷺ کی آل ہیں۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے **آلی کل مومن متقی** ہر پرہیز گار مومن میری آل ہیں۔

مجلس - ۱۱

شیخ زادہ معظم یعنی شیخ سلطان مجلس شریف میں حاضر تھے

مجلس شریف میں قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ شیخ زادۂ معظم شیخ سلطان بلغه

اللہ تعالیٰ منازل الآباء ومراتب الاولیاء بھی مجلس شریف میں حاضر تھے۔

احکام کے دسویں حصے کی ادائیگی موجبِ نجات ہے

حضرت شیخ عظمہ اللہ حضرت شیخ زادہ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا ـــــ رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ ـــــ جو احکام آئے ہیں اگر ان کا دسواں حصہ آپ لوگوں سے ترک ہوجائے تو یہ موجبِ عذاب ہے اور آخری زمانے میں اگر لوگوں سے احکام کا دسواں حصہ ادا ہوجائے تو یہ ان لوگوں کے لئے موجب نجات ہے۔

بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم تھے

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ـــــ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ـــــ بنی اسرائیل بہتر ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ میری امت میں بھی بہتر فرقے ہو جائیں گے۔ حذو النعل بالنعل یعنی نعل، نعل کے برابر۔

قیامت تک جو بھی برائی ہوگی اس کی ابتداء کرنے والے کو اس گناہ کا حصہ ملتا رہے گا

پھر ارشاد فرمایا ـــــ حدیث شریف ہے کہ جو شخص دین میں کسی بری بات کی ابتداء کرتا ہے تو قیامت تک اس برے کام کے کرنے کا گناہ اس کی ابتداء کرنے والے کے حق میں بھی جائے گا۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹا قابیل نے سب سے پہلے خون ناحق یعنی قتل کی

ابتداء کی اور قتل کی روش جاری کی۔ لہٰذا قیامت تک جتنے لوگ خونِ ناحق یعنی قتل کا گناہ کرتے رہیں گے ان سب کا گناہ قابیل کو بھی پہنچتا رہے گا۔

قیامت تک جو بھی نیکی ہوگی اس کی ابتداء کرنے والے کو اس نیکی کا اجر ملتا رہے گا

اسی طرح جو شخص دین میں نیکی و نیکوکاری کی ابتداء کرتا ہے قیامت تک اس نیکی کو اختیار کرنے والوں کو جو ثواب ملے گا اس ثواب کے حصہ دار وہ بھی ہوں گے جنہوں نے اس کو سب سے پہلے شروع کیا تھا۔ جیسے امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا ــــ اے ابوبکر! مجھے اللہ رب العزت نے حکم دیا ہے کہ لوگوں کو ایمان کی دعوت دیجئے اب تم کیا کہتے ہو؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی تامل اور بغیر کوئی معجزہ دیکھے فوراً اور اسی وقت تصدیق کی، ایمان لائے اور کہا لیس ھٰذا وجہ الکاذبین (یہ جھوٹ بولنے والوں کا چہرہ نہیں)۔ جتنے لوگ قیامت تک ایمان لاتے رہیں گے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس مومن کے ثواب میں شریک رہیں گے۔ اس لئے کہ سب سے پہلے آپ نے ایمان لایا اور ایمان لانے کی سنت آپ ہی سے وجود میں آئی۔

بعض لوگوں نے اس حدیث شریف کے قصے کو یوں بیان کیا ہے ــــ مشارق کے حاشیہ پر تحریر ہے کہ ایک سائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آئے اور کچھ طلب کیا اس وقت آپ کے پاس کوئی چیز موجود نہیں تھی جو اسے عطا فرماتے، آیاتِ خیر پڑھنے لگے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے اور ایک کٹورہ چاندی سے بھرا ہوا لے آئے۔ ان کے بعد

اور صحابہ بھی گئے اور سب کچھ نہ کچھ لے آئے۔ چنانچہ کافی مال اس سائل کے لئے جمع ہو گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان تمام امت کے ایمان سے وزنی ہوگا

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادگرامی ہے ـــــ لو اتزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح اگر ابوبکر کے ایمان کو میری تمام امت کے ایمان سے وزن کریں تو ابوبکر کے ایمان کا پلّہ بھاری ہو جائے۔ ان کے ایمان کے راجح یعنی بھاری اور وزنی ہونے میں یہ نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر مومن کے ایمان میں شریک ہیں۔ اسی اعتبار سے جو اوپر بیان ہوا یقیناً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان تمام امت کے ایمان سے وزنی ہے اور وزنی رہے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صاحبِ معرفت ہوتے ہوئے بھی جبرئیل علیہ السلام کو غیر کیوں سمجھا

خاکسار نے عرض کیا ـــــ جس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ منجنیق میں رکھے گئے اس وقت آپ کی زبان مبارک سے نکلا حسبی اللہ مجھے کافی ہے اللہ۔ آپ کے اس دعویٰ کی دلیل کے لئے اللہ رب العزت نے حضرت جبرئیل کو بھیجا کہ پوچھیں ھل لک حاجۃ آپ کو کوئی حاجت ہے؟

حضرت خلیل اللہ نے فرمایا ـــــ اما الیک فلا کیا آپ سے؟ آپ سے کوئی حاجت نہیں! حضرت خلیل اللہ کے اس جواب پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جناب خلیل اللہ لوگوں میں سب سے زیادہ صاحبِ معرفت ہیں، اس کے باوجود اما الیک فلا کیوں کہا اور جبرئیل کو غیر کیوں سمجھا؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حضرت ابراہیم خلیل اللہ مقامِ سلوک میں تھے، ایک صفت سے دوسری صفت اور صفات سے ذات کی سمت اور وجہ سے ذات کی طرف ترقی کرنا سلوک ہے۔ حضرت خلیل اللہ مرتبۂ وجہ میں تھے اس وقت امـا الیک فـلا کہا، پھر مرتبۂ ذات میں پہنچے۔

فقر چیست از وجہ در ذات آمدن حق بیں شدن

این حدیث از صوفیانِ با صفا آوردہ ام

(فقر کیا ہے؟ وجہ سے ذات میں آنا اور حق بیں ہو جانا ہے، یہ بات صوفیان باصفا کی ہیں جن کو میں بیان کر رہا ہوں)۔

مجلس - ۱۲

شیخ عظمہ اللہ پہاڑ پر تشریف لے گئے

اور وہیں قوالوں نے کلام سنایا

حضرت شیخ عظمہ اللہ پہاڑ پر تشریف لے گئے تھے۔ خاکسار نے وہیں زیارت اور قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے بعض خاص معتقدین بھی وہیں موجود تھے۔ قوالوں نے یہ مصرع پڑھا" چشمِ مجنوں چوں بخفتی ھمہ لیلیٰ دیدی" (جب مجنوں سوتا ہے تو اس کو نیند میں بھی لیلیٰ ہی نظر آتی ہے)۔

انبیاء و اولیاء کی نیند دراصل بیداری ہے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ انبیاء اور اولیاء کی نیند دراصل بیداری ہے۔ یہ لوگ جب نیند میں ہوتے ہیں تو عالمِ بشریت سے نکل آتے ہیں، اور عالمِ خدائی میں پہنچ جاتے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا نیند ہوتی ہے ان لوگوں کی۔ یَنَامُ عَینَائِی وَلَایَنَامُ قَلْبِی ۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔

نماز میں سہو کی تمنا

حدیث شریف ہے کہ ایک روز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں سہو ہو گیا، امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمنا کی کہ کاش آپ ﷺ کا سہو مجھے بھی نصیب ہوتا۔ یقیناً ان لوگوں کا سہو دوسروں کی عبادت سے کہیں افضل ہے اس لئے کہ ان لوگوں کو جو سہو ہوتا وہ ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ہوتا اور ہم لوگوں کا سہو اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف۔

سرورِ کائنات ﷺ کو نماز میں مقامِ قاب قوسین کا نظارہ ہوتا

نقل ہے کہ معراج کی رات سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ قاب قوسین میں پہنچے، وہ جگہ آپ ﷺ کو بہت پسند آئی، خواہش ہوئی کہ میں یہیں رہتا، دنیا میں نہیں جاتا ____ فرمانِ الٰہی ہوا ____ اے محمد ﷺ! میں نے آپ کو لوگوں کی دعوت کے لئے بھیجا ہے تاکہ آپ کے ذریعہ لوگوں کو نجات دوں۔ ہاں! میں یہ کر سکتا ہوں کہ آپ کو یہ مقام یہیں عطا کر دوں مگر ذرا یہ تو بتایئے کہ یہاں سے آپ لوگوں کی دعوت کا کام کیسے کر سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ جب دنیا میں تشریف لے جائیں اور وہاں جس وقت آپ کے دل میں اس

مقام کی تمنا ہو نماز میں مشغول ہو جائیں تا کہ یہ مقام آپ کو نماز میں وہیں عطا کر دیا کروں۔
چنانچہ رسول اکرم ﷺ جس وقت بھی نماز شروع کرتے اس مقام کا معائینہ و مشاہدہ فرماتے، مقام قاب قوسین کو واضح و عیاں دیکھتے، اور یہ مقام نماز سے بھی اعلیٰ ہے۔ اس مقام کے خاص نظارے سے آپ کو سہو ہوا اور یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے ارحنا یا بلال اے بلال مجھے راحت پہنچاؤ۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ____ یہ تمنا (یعنی نماز میں سہو ہونے کی تمنا) خواجہ جنید رحمتہ اللہ علیہ نے کی ہے، لیکن بزرگوں نے فرمایا ہے کہ خواجہ جنید کا ایسی تمنا کرنا ترک ادب ہے اس لئے کہ اس تمنا کے تحت یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ مقام جو نبوت سے تعلق رکھتا ہے اس کی آرزو کرنا ترک ادب ہے۔ اور امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اضافت خواجہ جنید کی طرف اضافت سے زیادہ افضل ہے۔

انبیاء اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں

ایک بزرگ استاد علامہ لادصوفی مدظلہ نے عرض کیا____ الانبیاء یصلون فی القبور (انبیاء قبروں میں نماز پڑھتے ہیں) حدیث ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ جی ہاں! حدیث ہے____

جب تک بشری رطوبت باقی ہے وصول الی اللہ حاصل نہیں

اس کے بعد فرمایا____ ایک بزرگ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جس کے اندر بشری رطوبت باقی ہے اس کو وصول الی اللہ حاصل نہیں۔

استاد و علامہ موصوف نے پھر عرض کیا___ رطوبت کا لفظ آیا ہے___؟

فرمایا___ جی ہاں! آیا ہے___ ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص کھانا پینا ترک کر دیتا ہے تو اس کا معدہ صاف ہو جاتا ہے، رطوبت زائل ہو جاتی ہے، وصول الی اللہ کے لائق اور بارگاہِ رب العزت کے شایانِ شان ہو جاتا ہے۔

عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

کہا جاتا ہے کہ___ ایک بزرگ تھے جو روزہ رکھتے اور چالیس روز کے بعد بادام سے اِفطار کرتے، اور اسی طرح خواجہ عبداللہ خفیف رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ___ آپ روزہ رکھتے اور روزانہ سات دانہ مویز (خشک انگور) سے افطار کرتے۔ جب حضرت کا جسم کمزور ہو گیا تو ایک دن خادم نے آٹھ دانہ مویز دے دیا۔ اس رات خواجہ کو نماز میں لذت و حلاوت حاصل نہیں ہوئی___ آخر بات کیا ہے___؟

خادم نے عرض کیا___ جب دیکھا کہ حضرت پر ضعف اور کمزوری کا غلبہ بڑھتا جا رہا ہے تو روزانہ کی مقررہ تعداد سے صرف ایک مویز کا اضافہ کر دیا تھا۔ حضرت خواجہ اپنے خادم کی یہ بات سن کر ناراض ہو گئے، اس کو خدمت سے ہٹا دیا اور فرمایا___ تو میری خدمت کے لائق نہیں ہے، اگر تو میرا (ہمدرد) خادم ہوتا تو سات دانہ کے عوض چھ دانہ کر دیتا کہ عبادت میں زیادہ لذت و حلاوت حاصل ہوتی۔

حضرت مخدوم جہاںؒ نے چالیس سال تک کوئی غلہ نہیں کھایا

پھر فرمایا کہ___ حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ‘ سے سنا ہے کہ حضرت

مخدوم شیخ مظفرؒ فرمایا کرتے کہ میں نے ایک دن حضرت مخدوم جہاںؒ سے پوچھا ___ لوگ کہتے ہیں ___ حضرتؒ نے چالیس سال تک کچھ نہیں کھایا ہے۔ یہ سن کر مخدوم جہاںؒ نے فرمایا ___ ایسا نہیں کہئے کہ کوئی چیز نہیں کھائی ہے۔ ہاں! اس چالیس سال میں غلہ کے قسم کی کوئی چیز نہیں کھائی ہے بلکہ اس مدت میں کبھی گھانس، پتی اور کبھی کسی درخت کا پھل کھالیا ہے۔

مادہ ہرنیں مخدوم جہاںؒ کے لئے دودھ اتار جاتیں

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ جب چند سال ایسے گذر گئے کہ اناج کی بو تک حضرت مخدوم جہاںؒ کے دماغ تک نہیں پہنچی، اور جس زمانہ میں آبادی سے بہت دور جنگل و بیابان میں تھے تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ مادہ ہرنوں کو آپ کے پاس بھیج دیتا۔ جہاں پر حضرت مشغول بحق تھے وہاں پر کٹورے نُما ایک پتھر تھا وہ مادہ ہرنیں اس پتھر کے کٹورے میں اپنا دودھ اتار دیتیں۔

خاکسار نے دریافت کیا ___ حضرت مخدوم جہاںؒ اس دودھ کو نوش فرماتے تھے؟

فرمایا ___ جی ہاں! نوش فرماتے تھے ___

مخدوم جہاںؒ اپنی والدہ کو ماموں کہتے

اس کے بعد فرمایا ___ جس زمانے میں حضرت مخدوم جہاںؒ زیب سجادہ تھے ایک روز حضرت مخدوم جہاںؒ کے کوئی رشتہ دار آگئے۔ مخدوم جہاںؒ کی والدہ محترمہ حضرت بی بی صاحبہ ان کے لئے روٹی اور مرغ پکانے لگیں۔ حضرت مخدوم جہاںؒ نے دیکھا گھر سے دھواں اٹھ رہا ہے ___ فرمایا ___ چولہائی! کیا آج ماموں کا آذوقہ (کھانا) نہیں پہنچایا؟ حضرت

مخدوم جہاںؒ اپنی والدہ کو "ماموں" کہتے تھے۔

شیخ چولہائی نے عرض کیا ____ پہنچا دیا ہے۔

حضرت مخدوم جہاںؒ نے پوچھا ____ پھر یہ دھواں کیسا ہے؟

شیخ چولہائی نے بتا دیا کہ ____ مہمان آئے ہیں۔

حضرت مخدوم جہاںؒ نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا ____ میں نے بے ادبی کرتے ہوئے آپ سے یہ شرط لگا دی تھی کہ اس طرح کی چیزیں گھر میں نہیں ہوں گی، مگر آپ نے پھر یہ سب چیزیں شروع کر دیں ____ جب حضرت بی بی صاحبہ نے یہ بات سنی تو وہ نیم پختہ مرغ اور آٹا اور روٹی جس حال میں تھا اس رشتہ دار کے حوالہ کیا اور فرمایا ____ اس کو لے جاؤ، کہیں پکوا کر کھا لینا۔

مخدوم جہاںؒ کا کمالِ عجز وانکسار

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا کہ ____ حضرت مخدوم جہاںؒ فرمایا کرتے کہ ____ جس قدر ریاضت و مشقت میں نے کی ہے اگر پہاڑ کرتا تو پانی ہو جاتا۔ لیکن ____ شرف الدین کچھ نہ ہوا ____

اس موقع پر استاد و علامہ موصوف نے فرمایا ____ حضرت مخدوم جہاںؒ کو جو ہمت حاصل تھی اس کا تقاضا یہی ہے۔

پھر فرمایا ____ ایک دن قاضی زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم جہاںؒ سے دریافت کیا ____ حضرت نے اس درجہ عبادت و ریاضت کی، اس کا حاصل کیا رہا؟

مخدوم جہاںؒ نے فرمایا ____ جس زمانے میں بہیا کے جنگل میں مشغول تھا ایک رات غسل کی حاجت ہو گئی، صبح سویرے پانی کے کنارے آیا تا کہ غسل کر لوں، بڑی سخت سردی

تھی، ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ دل میں خیال آیا ____ تیمّم کر کے صبح کی نماز پڑھ لوں، شرع میں اس کی اجازت ورخصت موجود ہے۔ پھر خیال آیا ____ یہ شیطانی وسوسہ اور نفسانی مکر ہے، نفس شرع میں پناہ لینا چاہتا ہے۔ جب تک میں کپڑا اُتارتا ہوں اتنی دیر میں ہوسکتا ہے کہ کوئی دوسرا وسوسہ پیدا ہو جائے۔ چنانچہ اسی خرقے کے ساتھ پانی میں کود گیا، جب پانی سے باہر آیا بے ہوش تھا، صبح کی نماز قضا ہوگئی۔ یہی تو حاصل ہوا۔

ایک باچھی پر ڈائن کا سحر کرنا اور مخدوم جہاںؒ پر الزام لگنا

خاکسار نے عرض کیا ____ قصبہ منیر کے رہنے والے مولانا فتح اللہ جو حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ‘ کے مرید ہیں اور صاحب رشد وہدایت بھی ہیں کہتے تھے مجھے اچھی طرح یاد ہے ____ میں نے حضرت شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ‘ سے سنا ہے کہ ____ ایک دن قاضی زاہدؒ نے اسی بات کو حضرت مخدوم جہاںؒ سے دریافت کیا۔ حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ‘ نے فرمایا ____ ایک دوبار مجھے ذوق حاصل ہوا ہے، ایک تو وہی کہ خرقہ پہنے ہوئے دریا میں کود گیا، اور دوسری بات یہ فرماتے تھے کہ ____ ایک دن میں جنگل میں گھوم رہا تھا۔ ایک جگہ چرواہے گائے چَرا رہے تھے، ان میں چند باچھیاں بھی تھیں اور قریب ہی چند گھر کی آبادی تھی، اُن باچھیوں میں ایک باچھی بہت خوب صورت اور اچھی معلوم ہوئی۔ اسے دیکھ رہا تھا، چرواہے سوئے تھے، اسی وقت ان گھروں میں سے چند ہندو عورتیں گوبر چننے کے لئے آگئیں، اُن میں سے ایک ڈائن وساحرہ تھی، اُس ڈائن نے اسی خوب صورت باچھی پر وار کر دیا اور وہاں سے چلی گئی، اُسی وقت وہ باچھی تڑپنے لگی اور پاؤں پٹخنے لگی۔ چرواہا جب بیدار ہوا اس وقت تک وہ عورتیں وہاں سے جا چکی تھیں، میں وہاں کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اُس نے مجھے پکڑ لیا اور کہا کہ ____ میری باچھی کو تو ہی نے ایسا کر دیا ہے، یہ کہتے ہوئے اس نے ایک لاٹھی زور

سے مجھے ماری اور دوسری لاٹھی مارنا ہی چاہ رہا تھا کہ میں نے کہا ___ مجھے کیوں مارتے ہو؟

اس نے کہا ___ میری باچھی کو تو ہی نے مارا ہے۔

میں نے کہا ___ اگر تیری باچھی ٹھیک ہو جائے تو مجھے تکلیف تو نہ دو گے؟

اس نے کہا ___ نہیں۔

اب میرے سامنے دو مشکلیں تھیں، اگر میں اس کو صحیح بات نہیں بتاتا ہوں تو مار کھاتا ہوں اور اگر کہہ دیتا ہوں تو اس عورت کا راز کھل جاتا ہے۔ الغرض کسی حیلہ سے اس عورت کے پاس پہنچا اور ہوشیاری کے ساتھ اس سے کہا کہ ___ حالت یہ ہے، اب کوئی ایسی تدبیر کر تاکہ وہ باچھی اچھی ہو جائے اور تیرا راز بھی افشا نہ ہو ___ میں بھی چھٹکارا پاؤں ___ نہیں تو تیری بھی خیر نہیں اور میں بھی گرفتار رہوں گا۔ اس کے بعد اس عورت نے ایسا طلسم کیا کہ وہ باچھی ٹھیک ہوگئی۔

مجھے جب لاٹھی پڑی تھی تو مزا آگیا تھا، ذوق پیدا ہوا، اور ایک خاص حال طاری رہا۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ مولانا فتح اللہ اس راہ میں بڑے تیز گام تھے اور ہر قسم کے جنوں کو حاضر کرنے میں کمال رکھتے تھے۔

بارش میں مخدوم جہاںؒ کا اپنی والدہ کے پاس آنا

جس زمانہ میں حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہٗ بہیا کے جنگل میں مشغول بحق تھے، ایک رات بدلی چھائی تھی اور بہت تیز بارش ہو رہی تھی، حضرت کی والدہ ماجدہ بہت پریشان ہوئیں کہ نہ معلوم اس بدلی پانی میں شرف الدین کہاں اور کس حال میں ہیں۔ ان کے اس تردد کا انکشاف حضرت مخدوم جہاںؒ کو ہو گیا ___ اُسی وقت اس مکان کے صحن میں جہاں حضرت بی بی صاحبہ تشریف رکھتی تھیں آکر کھڑے ہوگئے، جب والدہ صاحبہ نے قدموں کی

آہٹ سنی، پوچھا___ کون ہے؟

مخدوم جہاںؒ نے عرض کیا___ میں شرف الدین ہوں۔ بی بی صاحبہ خوش ہوگئیں اور اندر بلایا۔

حضرت مخدوم جہاںؒ نے عرض کیا___ ماموں! آپ ہی باہر تشریف لائیں___ والدہ محترمہ باہر تشریف لائیں، آنگن میں آئیں___ دیکھا___ جہاں حضرت مخدوم جہاںؒ کھڑے ہیں وہاں پانی کا ایک بوند بھی نہیں ہے اور لباس بھی خشک ہے، اس کے بعد فرمایا___ دیکھ لیجئے اللہ تعالیٰ مجھ پر کس درجہ مہربان ہے اور میرے ساتھ اس کی کیسی کرم فرمائی ہے___ کیا آپ مجھے اس طرح رکھ سکتی ہیں کہ ایسی بارش میں میرے کپڑے بھی تر نہ ہوں؟

والدہ محترمہ نے فرمایا___ نہیں، مجھے اس کی قدرت نہیں۔

اس کے بعد حضرت مخدوم جہاںؒ نے عرض کیا___ جب آپ نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر آپ سے زیادہ شفیق و کریم ہے تو پھر میرے لئے پریشان نہ ہوں۔ آپ کے تردد اور پریشان ہونے کی وجہ کر مجھے اپنی مشغولی چھوڑ کر آنا پڑا۔ میری طرف سے آپ بے فکر رہیں اور کسی طرح کا تردد نہ کریں___ یہ کہا___ اور اپنی مشغولیت کے مقام پر لوٹ گئے۔

حضرت شیخ مظفرؒ کی سجادگی

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ جس وقت حضرت مخدوم جہاںؒ نے رحلت فرمائی اس وقت حضرت شیخ مظفرؒ یہاں موجود نہیں تھے۔ حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمتہ اللہ علیہ کے تشریف لانے سے قبل ہی حضرت مخدوم جہاںؒ کے بعض غلامان جیسے مولانا شہاب الدین مانکپوری وغیرہ نے خانقاہ میں کلاہ دینا شروع کر دیا (یعنی بیعت لینے لگے)۔ جب حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ پہنچے، حضرت مخدوم جہاںؒ کے روضۂ اقدس پر سب لوگ موجود تھے اور

اس مجمع میں مخدوم قاضی عالم بھی تھے، حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نے سوال کر دیا کہ ــــ آپ لوگ جو کلاہ دے رہے ہیں وہ کس دلیل سے؟

مولانا شہاب الدین نے کہا ــــ میرے پاس حضرت مخدوم جہاںؒ کی کلاہیں ہیں، میں وہی دے رہا ہوں۔

حاضرین نے کہا ــــ اس کی کوئی اصل نہیں، اس کے بعد انہوں نے ترک کر دیا۔

اور بعض شخص نے کہا ــــ حضرت مخدوم جہاںؒ نے مجھ کو اپنا غلاف عنایت فرمایا تھا میں اس کی کلاہ دے رہا ہوں ــــ

اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ سے دریافت کیا ــــ آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ ــــ

حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حضرت مخدوم جہاںؒ کے دستِ خاص کا تحریر کردہ اجازت نامہ گھر میں موجود تھا، حضرت مخدوم شیخ حُسَینؒ سے فرمایا ــــ میاں حُسَین! جایئے اور وہ اجازت نامہ لے آیئے ــــ ابھی حضرت مخدوم حُسَینؒ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ــــ حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نے فرمایا ــــ میرے شیخ مرے نہیں ہیں اور میں نے ایسا پیر نہیں کیا ہے جو مر جائے۔ آیئے! چلئے! ہم سب وہیں عرض کریں۔ حضرت شیخ (مخدوم جہاںؒ) جس کو فرمائیں وہی خلیفہ (جانشیں) ہو۔

جس وقت حضرت مخدوم مظفرؒ نے یہ فرمایا ــــ اور اٹھ کر حضرت مخدوم جہاںؒ کے مزارِ مبارک کی جانب روانہ ہوئے مخدوم قاضی عالم نے کہا ــــ آپ لوگ فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہیں، مجھے یقین ہے کہ جس وقت یہ عرض کریں گے ــــ حضرت مخدوم جہاںؒ فوراً جواب دیں گے۔ حضرت مخدوم قاضی عالم کی اس بات سے تمام حاضرین نے اتفاق کیا، اور وہ لوگ اس کام سے دست بردار ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ مسندِ سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے۔

مخدوم شیخ حُسَینؒ نے امیر سید سلیمان کو تحریری خلافت نامہ بھیجا

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ جب حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ' نے اپنے خلیفہ حضرت امیر سید سلیمان رحمتہ اللہ علیہ کو خلافت نامہ لکھ کر بھیجا تو شیخ سلیمان روتے ہوئے حضرت مخدوم شیخ حُسَینؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ـــــ یہ فقیر اس عظمت کے لائق کہاں ہے ـــــ

حضرت شیخ حسینؒ نے فرمایا ـــــ یہ فقیروں کا تبرک ہے، قبول کر لیجئے ـــــ اس فرمان کے بعد انہوں نے قبول کر لیا۔

مجلس - ۱۳

آستانۂ عالی مآب کی خاکبوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ بنی اسرائیل اور ان کی عبادت کا تذکرہ ہونے لگا۔

بنی اسرائیل کے عبادت گذار جریح سے ماں کی ناراضگی اور اس کے اثرات

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ حدیث شریف میں ہے کہ اگلی امت میں جریح نام کا ایک بہت بڑا عبادت گذار تھا۔ وہ ایک صومعہ یعنی عبادت گاہ میں مشغول رہتا، اس کی ماں زندہ تھی۔

ایک دن اس کی ماں اس عبادت خانہ کے دروازہ پر آئی ___ اُس نے جریح کو آواز دی ___ جریح حق کے ساتھ ایسا مشغول تھا کہ اُس نے اپنی ماں کی آواز پر لبیک نہیں کہا بلکہ پروردگار کے حضور متوجہ رہا ___ اور کہا ___ میں عبادت میں مشغول ہوں اور میری ماں مجھے پکار رہی ہے، جریح نے اپنی ماں کے حقوق کا کچھ خیال نہیں کیا۔ اُس کی ماں شکستہ دل ہوکر واپس ہوگئی۔

دوسری بار پھر آئی ___ اور جریح کو آواز دی ___ وہ نماز میں مشغول رہا ___ اسی طرح مناجات کی۔

تیسری بار پھر اس کی ماں آئی ___ اُس نے جریح کو پکارا ___ وہ اسی طرح نماز میں مشغول رہا اور وہی مناجات کی کہ ___ اے پروردگار! میں نماز میں ہوں اور ماں پکار رہی ہے۔ بہرحال! اس نے اپنی ماں کو کوئی جواب نہیں دیا۔

اس کی ماں رنجیدہ خاطر اور ناراض ہوگئی ___ اس نے کہا ___ الٰہی! جریح کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک عورتوں کے ساتھ اس کے تعلقات قائم نہ ہوجائیں یعنی زنا کا الزام واتہام اس پر نہ لگ جائے۔

ایک دن بنی اسرائیل کی قوم میں جریح کی عبادت وریاضت اور اس کی توجہ وطمانیتِ قلب کا تذکرہ ہورہا تھا۔ اسی جگہ ایک بدکار و فاحشہ عورت موجود تھی جو نہایت حسین وخوب صورت تھی اور اس کے حسن کی مثال دی جاتی تھی، اس نے بنی اسرائیل سے کہا ___ اگر تم لوگ تماشا دیکھنا چاہتے ہو تو اس کو کسی دن فتنے میں مبتلا کر کے دکھادوں۔

اس کے بعد وہ عورت جریح کے پاس گئی ___ اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا بلکہ خود کو پیش کردیا، لیکن جریح نے اس کی طرف کچھ بھی التفات نہیں کیا۔ وہ عورت جریح سے مایوس اور ناامید ہوگئی۔

اسی دن ایک دیہاتی چرواہا پہنچا ___ جس کے ساتھ بھیڑ بکریاں بھی تھیں، اس نے

رات وہیں قیام کیا اور عبادت خانہ کے قریب ہی آرام کر رہا تھا کہ وہ فاحشہ عورت اُس کے پاس پہنچی ___ خود کو پیش کیا ___ اس چرواہے نے اس سے زنا کیا۔ چرواہے کا حمل رہ گیا، ایک لڑکا پیدا ہوا۔

وہ عورت بنی اسرائیل کے پاس آئی ___ اور اُس نے کہا ___ یہ لڑکا جریج کا ہے، جریج نے مجھ سے زنا کیا تھا ___ جس سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔

پھر کیا تھا ___ دیکھتے دیکھتے سارے لوگ جمع ہو گئے ___ جریج کو عبادت خانے سے کھینچ کر باہر لائے، اُس کے کپڑے پھاڑ دیے۔ اُس کو زدوکوب کرنے لگے اور اس کی کٹیا (عبادت گاہ) کو مسمار کر دیا۔ جریج نے کہا ___ مجھے کیوں مارتے ہو؟

قوم نے کہا ___ تو نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے جس سے یہ لڑکا پیدا ہوا۔

جریج نے کہا ___ وہ لڑکا کہاں ہے؟ ___ اس کو میرے پاس لاؤ۔

بنی اسرئیل اس لڑکے کو لے آئے ___ اور جریج کے آگے ڈال دیا۔

جریج نے کہا ___ مجھے تھوڑی مہلت دو تا کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ جب وہ دو رکعت نماز پڑھ کر فارغ ہوا ___ بچے کو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ جریج نے بچے کے پیٹ پر اپنی انگلی سے مارا ___ اور کہا ___ **یا غلام من ابوک** اے بچہ! بتا تیرا باپ کون ہے؟

چند دن کا بچہ زبان حال سے بولا ___ **فلان الراعی** یعنی میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ بنی اسرائیل نے جب یہ سب دیکھا تو جریج کے پاؤں پر گر گئے، قدموں کو بوسہ دیا، اس کے چہرے سے اس داغ کو صاف کیا ___ اور کہا ___ اگر آپ فرمائیں تو آپ کا عبادت خانہ سونے کا تعمیر کر دیا جائے۔ جریج نے کہا ___ اس کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ جس طرح مٹی کا بنا ہوا تھا ویسا ہی مٹی کا بنا دو۔ قوم نے ویسا ہی مٹی سے بنا دیا اور جریج اس میں مشغول ہو گیا۔

ایک بچے کے لئے ماں کی خواہش

مشارق میں یہ حدیث آئی ہے کہ ــــ ایک شیر خوار بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا، اچانک ادھر ایک خوبصورت شخص گھوڑے پر سوار آ گیا، اُس بچے کی ماں نے کہا ــــ اے اللہ! میرے بچے کو اسی گھوڑے سوار خوبصورت مرد کی طرح بنانا۔ جب اس بچے نے اپنی ماں کی یہ دعاء سنی دودھ پینا چھوڑ دیا، اس مرد کی طرف دیکھا ــــ اور کہا ــــ اے میرے اللہ! مجھے اس سوار کی طرح نہ بنانا، یہ کہا ــــ اور دودھ پینے میں لگ گیا۔

اچانک ایک لڑکی نظر آ گئی، جس پر چوری اور زنا کا الزام تھا ــــ لوگ اس کو مار رہے تھے ــــ اور وہ لڑکی کہہ رہی تھی ــــ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل۔

یہ دیکھ کر بچے کی ماں نے دعاء کی ــــ اے میرے اللہ! میرے بیٹے کو اس لڑکی کے جیسا نہ بنانا۔

بچے نے پھر اپنی ماں کا دودھ پینا چھوڑ کر اس لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا ــــ اے میرے اللہ! مجھے اسی لڑکی کے جیسا بنانا۔

اس کی ماں نے بچے کو بددعاء دی ــــ اور کہا ــــ جب تو نے خوبصورت مرد کو دیکھا تو کہا ــــ مجھے اس جیسا نہ بنا، اور فاحشہ عورت کو دیکھ کر کہا ــــ مجھے اس لڑکی کے جیسا بنا۔ یہ بھی کوئی بات ہوئی۔

ماں کی یہ بات سن کر بچے نے کہا ــــ اے ماں! تو نے جس خوبصورت گھوڑے سوار مرد کو دیکھا ــــ وہ بہت بڑا جابر و ظالم ہے، اسی لئے میں نے دعاء کی ــــ مجھے اس کی طرح نہ بنا۔ اور جس لڑکی کو لوگ مار رہے تھے ــــ وہ بہت اچھی اور نیک ہے اس لئے میں نے عرض کیا ــــ مجھے اسی لڑکی کے جیسا بنا۔

اس گفتگو کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فاتحہ پڑھی اور مجلس برخاست ہوئی۔

مجلس - ۱۴

لیلۃ الرغائب

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا لیلۃ الرغائب[۵] کا وقت قریب آ گیا ہے۔

عرب میں مواسم کی نمازیں نہیں پڑھتے

اس کے بعد فرمایا ___ عرب میں مواسم کی نمازیں نہیں پڑھتے۔ میں جب عدن میں تھا، شبِ برات آئی ___ شیخ ابراہیم جو وہاں کے مقتدا تھے ان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا ___ آج کی رات سو رکعت نماز ہے۔

انہوں نے کہا ___ یہ کہاں ہے؟ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ حکم دیا ہے اور نہ خود پڑھا ہے۔

عدن کے لوگ متقی، پرہیز گار، ایماندار اور عبادت گذار ہوتے

پھر ارشاد ہوا ___ عدن خوب جگہ ہے، اس شہر کے رہنے والے صلاح وتقویٰ اور عدل وانصاف سے آراستہ ہوتے۔ وہاں یہ اصول رائج ہے کہ جب مؤذن اذان دیتا ہے تو اذان سنتے ہی لوگ نماز کی تیاری میں لگ جاتے ہیں، دکاندار اپنی دکان کے آگے کپڑے کا پردہ ڈال کر مسجد کی طرف چل پڑتے ہیں، وضو کرتے ہیں، نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، اس کے بعد امام ان کے آگے ہوتے ہیں، جھومتے ہیں اور تمام لوگ اسی طرح جھوم جھوم کر ذکر کرتے

ہیں، اس کے بعد پھر اپنے کاروبار میں لگ جاتے ہیں۔ رات کے وقت اسی طرح دکانوں پر پردہ ڈال کر گھر چلے جاتے ہیں، کسی کی مجال نہیں کہ کسی کے ساتھ کوئی دھوکا وفریب کرے، یا چوری ہو یا کسی قسم کا نقصان پہنچے۔ وہاں عدل وانصاف ہے اور سارے لوگ متقی صالح و دیانت دار ہیں ___ پھر یہ حکایت بیان فرمائی ___

عدن والوں کی ایمانداری

وہاں ایک شخص تھا جو منقش چادریں بیچتا تھا یہ چادر دو طرح کی تھی، ایک کی قیمت پچاس تنکہ اور دوسری کی قیمت سو تنکہ تھی۔ دکاندار کسی ضرورت سے باہر گیا تھا، اس کا ملازم دکان پر تھا، اس دکان دار کی عدم موجودگی میں ایک بدو آیا، اس دیہاتی نے ایک چادر خریدی اور سو تنکے دئے، ملازم نے وہ چادر جس کی قیمت پچاس تنکہ تھی اس کو دے دی اور سو تنکے رکھ لئے۔

خریدار وہ چادر لے کر جا رہا تھا ___ اور دکاندار واپس آ رہا تھا ___ راستے میں دونوں کی ملاقات ہوئی۔ دکاندار نے پہچان لیا کہ یہ میری دکان کی چادر ہے، اس بدو سے پوچھا ___ چادر کتنے میں ملی؟

اس نے کہا ___ سو تنکے میں۔

دکاندار نے کہا ___ اس کی قیمت تو اتنی نہیں ہے بلکہ کم ہے۔ اس کو اپنی دکان میں لے کر آیا ___ اور دونوں قسم کی چادریں اس کے سامنے رکھ دیں ___ اور کہا ___ یہ سَو کی ہے اور یہ پچاس کی، جو تم کو پسند ہو وہ لے لو۔

اس نے کہا ___ میں جو خرید چکا ہوں مجھے وہی پسند ہے۔ دکاندار نے وہی چادر اس کو دے دی، اور نصف رقم واپس کر دی۔

وہ چادر لے کر چلا گیا۔ اس کے بعد دکاندار نے اپنے ملازم کو خوب ڈانٹا۔

جو کچھ ہے سب سرکارِ دو جہاں ﷺ کے لئے ہے

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ـــــ ایک دن سرورِ کائنات، صاحبِ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھجور کی چٹائی جس پر کوئی کپڑا یا بستر نہیں تھا خوابِ استراحت فرمارہے تھے۔ جسم اطہر پر جو گلاب سے زیادہ نازک اور دیبا و حریر سے زیادہ نرم تھا چٹائی کے نشانات ابھر آئے تھے۔

ٹھیک اسی وقت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ چٹائی کے نشانات جسم اطہر پر دیکھ کر بے قرار ہو گئے ـــــ عرض کیا ـــــ یارسول اللہ! میری جان، میرا دل آپ پر قربان! سرکار ﷺ تو اس کھری چٹائی پر آرام فرمائیں اور قیصر و کسریٰ کے آرام کے لئے قاقم و سنجاب کے بستر ہوں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ـــــ اے عمر! تم کو خبر نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کیا دیا ہے، جو کچھ دیا ہے وہ فانی ہے ـــــ اور مجھ کو جو دیا ہے وہ ہمیشہ کے لئے باقی ہے، یہ مشقت و راحت چند روزہ ہے۔ اس کے بعد تو سب کچھ میرا ہے، اور سب کچھ میرے لئے ہے۔

دیدارِ الٰہی اور عاشقوں کی بے قراری

خواجہ شیخن نے عرض کیا ـــــ صحیح مسلم میں یہ حدیث آئی ہے ـــــ وَمَا بَیْنَ الْقَوْمُ وَبَیْنَ اَنْ یَنْظُرُوا اِلٰی رَبِّھِم اِلَّا رِدَآءُ الْکِبْرِیَآءِ فِیْ جَنَّةِ عَدْنٍ[6] (لوگوں کو اپنے پروردگار کے دیکھنے میں کوئی آڑ نہ ہو گی جنت عدن میں سوائے ردائے کبریائی کے) جب عاشقوں کو ہمیشہ دیدار ہے تو پھر جنت کی قید کیوں لگائی گئی اور اس کا فائدہ کیا ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ رویت یعنی دیدار کا جو وعدہ فرمایا گیا ہے وہ چشم سر سے ہے اور وہ بہشت میں ہوگی ۔لہٰذا قیامت کے دن جب عاشقوں کے لئے فرمان ہوگا کہ ـــــ اُن کو بہشت میں لے آئیں ـــــ تو وہ عشاق کہیں گے ـــــ مجھے بہشت سے کیا کام جب تک حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا دیدار نہیں ہوتا بہشت میں نہیں جاؤں گا۔

جنت نہ روم تا رخِ زیباش نہ بینم
فردوس چہ کار آید گر یار نہ باشد

(میں اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا، جب تک اس محبوب کا رخ زیبا دیکھ نہ لوں، ایسی جنت کس کام کی جہاں وہ یار ہی نہ ہو)۔

اس کے بعد حکم الٰہی ہوگا کہ ـــــ نور کی کمند ڈال کر کھینچتے ہوئے ان کو بہشت میں لائیں، فرشتے اللہ رب العزت کے حکم کے مطابق نور کی کمند ڈال کر کھینچنے میں اپنی ساری قوت صرف کر دیں گے ـــــ مگر یہ عشاق سوئی کے نوک کے برابر بھی نہیں ہلیں گے، اور ایک جھٹکے میں ساری کمند کو توڑ دیں گے۔

اس کے بعد ارشاد رب تعالیٰ ہوگا ـــــ ان سے کہو کہ ـــــ دیدار ہی کے لئے بہشت میں بلایا جا رہا ہے۔ یہ خوش خبری سن کر عاشقوں کی جماعت ہزاروں آرزو اور اشتیاق کے ساتھ بہشت کی طرف چل پڑے گی۔ بہر حال دیدار کا وعدہ بہشت بریں میں ہے۔

مخدوم شیخ حُسینؒ کے ایک شعر کی تشریح

اس کے بعد خواجہ شیخن مذکور نے عرض کیا ـــــ حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ

سرہ' کی غزل کا ایک شعر ہے۔

در معرفت مقام نہ دیدم ورائے ایں
کیں صورت و معانی یک ذات واحد است

(معرفت میں میں نے اس سے آگے کوئی مقام نہیں دیکھا کہ صورت و معانی دونوں ایک ہیں)۔

سوال یہ ہے کہ ایسا کیسے؟ــــــ اس لئے کہ صورت علیٰحدہ ہے اور معنی علیٰحدہ ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ ــــــ آدمی مرجاتا ہے، روح اس سے جدا ہو جاتی ہے، گوشت پوست اور ہڈیاں گل سڑ جاتی ہیں اور روح اسی طرح ہے۔

حضرت شیخ نے فرمایا ــــــ کسی کی روح کو جو اس عالم میں لاتے ہیں وہ حصولِ کمالات کے لئے لاتے ہیں۔ جب اس نے کمالات کا اکتساب کرلیا اس کے بعد وہ شخص مر جاتا ہے، اس کا ظاہری جسد گل سڑ جاتا ہے، مگر اس کی روح اس کے جسد کی شکل ایسی اختیار کرلیتی ہے کہ وہ شکل یا تمثیل اس سے جدا یا علیٰحدہ نہیں ہوتی۔

اسی اعتبار سے ایک ذات کہتے ہیں مثلاً مرغی کا انڈا ــــــ اس میں زردی ہے، چند روز مرغی کے نیچے رہنے کے بعد وہ انڈا خون بن جاتا ہے۔ اس کے بعد گوشت ہو جاتا ہے پھر ہڈیاں بن جاتی ہیں پھر پر و بال ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جس وقت وہ انڈا تھا روح بھی اس کے ساتھ تھی، جب خون بن گیا اس وقت بھی روح اس کے ساتھ تھی، جب گوشت پوست اور ہڈیاں بن گئیں جب بھی روح اس کے ساتھ تھی، جب پر پانکھ نکل آئے اور مرغ کا جسم بن گیا جب بھی روح اس کے ساتھ تھی۔ کسی حال میں روح اس سے علیٰحدہ نہیں۔

اقسامِ روح

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ـــــ روح چار طرح کی ہے۔

۱۔ **روح جمادی** :- یہ پتھروں اور ڈھیلوں میں ہوتی ہے۔اس کا ہر ایک ذرہ ذاکر اور تسبیح خواں ہے۔**وَ اِنْ مِّنْ شَيْئٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ** [الاسراء/۴۴] (اور کوئی بھی ایسی چیز نہیں مگر وہ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اس کی حمد کرتے ہوئے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے)۔

پیشِ تو ایں سنگریزہ ساکت است
پیشِ ما حقا فصیح و ناطق است

(تمہارے سامنے یہ سنگریزے خاموش ہیں، قسم ہے اس رب کی میرے سامنے تو فصاحت کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں)۔

۲۔ **روح نباتی** :- جو نباتات یعنی درختوں اور پودوں میں ہوتی ہے وہ بڑھتے ہیں اور نشو ونما پاتے ہیں۔

۳۔ **روح حیوانی** :- جو حیوانات یعنی جانوروں میں ہوتی ہے۔

۴۔ **روح انسانی** :- جو آدمیوں میں ہے۔

اور آدمیوں میں یہ چاروں روحیں موجود ہیں۔

مجلس - ۱۵

اورادہ فصلی کا درس

قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ سید بھیکن پیارا، حضرت مخدوم حُسَین قدس اللہ سرہٗ کی تصنیف اورادہ فصلی پڑھ رہے تھے، اور یہ خاکسار بندۂ بارگاہ بھی سن رہا تھا۔ اصولِ ستہ سے متعلق سبق ہو رہا تھا۔ خاکسار نے عرض کیا ___ نسئی میں سین کو تخفیف ہے یا تشدید؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ تخفیف کے ساتھ سنتے آئے ہیں۔

چند دعاؤں کی توضیح

سبق اس مقام پر پہنچا کہ ___ رکوع میں تسبیح کے بعد سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اَغْفِرْلِیْ دعاء پڑھی جائے۔

خاکسار نے عرض کیا ___ کیا اس طرح ہر نماز میں پڑھیں؟ ___

حضرت شیخ نے فرمایا ___ نفل نمازوں میں پڑھیں، فرض نمازوں میں نہیں۔

امام شافعیؒ تو فرض نمازوں میں بھی پڑھنے کو کہتے ہیں۔

جب سبق یہاں پہنچا کہ ___ امام سجدۂ تلاوت میں یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اَجْعَلْھَالِیْ عِنْدَکَ ذُخْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ بِھَا اَجْرًا وَّضَعْ عَنِّیْ بِھَاوِزْرًاوَّتَقَبَّلْھَامِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ عَبْدِکَ دَاؤدَعَلَیْہِ السَّلَامُ ۔ فرمایا ___ نماز میں اور نماز کے علاوہ جس وقت بھی آیتِ سجدہ پڑھے یہ دعاء پڑھا کرے۔

جب سبق اس مقام پر پہنچا کہ ___ پہلی چیز جو اس میں ظاہر ہوتی ہے وہ جمال و جلال کا ظہور ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ___ اس جلال سے مراد ذاکر ہے۔

اس کے بعد اسمائے حسنیٰ باری تعالیٰ یعنی ننانوے نام کا سبق ہونے لگا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ ___ اسمائے باری تعالیٰ کو ملا کر پڑھنا چاہئے یا الگ الگ؟ ___

ارشاد ہوا کہ ___ ملا کر پڑھنا بہتر و اولیٰ ہے۔

جب سبق میں یہ دعا آئی ___ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَضَلْعِ الدَّیْنِ وَقَھْرِالرِّجَالِ ۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے سوال کیا ___ لفظ رجال سے کون لوگ مراد ہیں؟ ___

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اس سے مراد استاد، مرشد، ماں باپ اور اہلِ حقوق ہیں، ان کے قہر سے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔ اور بعض لوگوں نے اس لفظ رجال سے مراد بادشاہ لئے ہیں۔

جب سبق میں یہ عبارت آئی کہ ___ نماز کے بعد یہ دعا پڑھے اور سلام پھیرے تو تین بار استغفر اللہ۔ الیٰ آخرہٖ کہے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ وہ فرض نماز جس کے بعد سنت مؤکدہ ہے ان دعاؤں کو سنت مؤکدہ ادا کرنے کے بعد پڑھے۔

خاکسار نے عرض کیا ___ اوراد کے متن میں عبارت اس طرح ہے کہ فرض نماز کے بعد جب سلام پھیرے تو پڑھے۔

حضرت نے فرمایا ___ اس کا مطلب بھی وہی ہے کہ سنت مؤکدہ ادا کرنے کے بعد پڑھے، اس لئے کہ سنت مؤکدہ فرض نماز کو مکمل کرنے والی ہے جب سنت مؤکدہ کی ادائیگی ہوتی ہے تو فرض نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ فرض نماز اور سنت مؤکدہ کے درمیان کسی

چیز سے فصل نہیں کرنا چاہئے۔ جو چیزیں فرض کے بعد پڑھنے کو کہی گئی ہیں وہ سب سنت مؤکدہ پڑھنے کے بعد پڑھے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ___ حضرت شیخ نے بھی ایک مکتوب میں اسی طرح لکھا ہے۔

حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا ___ استخارہ کی نماز میں کون سی سورہ پڑھی جائے؟

ارشاد ہوا کہ ___ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے۔

مجلس - ١٦

شیخ عظمہ اللہ تفریح کے لئے باغ تشریف لے گئے

حضرت شیخ عظمہ اللہ تفریح کے لئے باغ تشریف لے گئے تھے۔ وہیں قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ' کے عہد دولت میں خانقاہ اور وہاں کے صوفیوں کا تذکرہ ہونے لگا۔

مخدوم حُسَینؒ کے عہد میں تیس چالیس صوفیا ذکر میں مشغول رہتے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ سبحان اللہ! کیا خانقاہ تھی، تقریباً تیس چالیس صوفیا ہمیشہ باوضو، متوجہ الی اللہ اور ذکر و فکر میں مشغول رہا کرتے تھے اور ان میں چند ایسے تھے جو طے کے روزے میں ہوتے تھے۔

صوفیا کی مجلس کا حال اوراس میں شیخ عظمہ اللہ کی شرکت

ان لوگوں کی صحبت کے صدقے میں مجھے بھی دل بستگی ہونے لگی، اور خواہش ہوئی کہ میں بھی چلوں اوران کے ساتھ بیٹھوں۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو میں بھی جشن میں بیٹھنے لگا۔ نہایت خوبصورت شکلیں، طرح طرح کی خوشبوئیں، اور بڑی اچھی اچھی آوازیں غیب سے ظاہر ہوتیں۔ ایسی کہ سارادن میرا دماغ اس خوشبو سے معطر رہتااور میں ہر روز رات کے آنے کا منتظر رہتا۔

مخدوم شیخ حسینؒ نے شیخ عظمہ اللہ کو وہاں جانے سے منع کردیا

جب قاضی نعمت اللہ کو میرا یہ حال معلوم ہوا___ انہوں نے حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ' کواس کی خبردی۔

حضرت مخدوم شیخ حسینؒ نے مجھے طلب کیا___ اورفرمایا___ شیخ احمد! ابھی آپ کوان لوگوں کی صحبت میں نہیں جانا چاہیے، جب وقت آئے گا تو سب کچھ ہو جائے گا۔ اس وقت ان کاموں میں لگنے سے تحصیل علم میں رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ ابھی آپ مزید علم حاصل کیجئے۔

محبت اور دل کا رابطہ

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ محبت اور رابطہ' دل عجیب چیز ہے۔ محبوب کے وصال کی طلب میں محبّ کو جس قدر بھی مشقت و رسوائی کا سامنا ہو___ سب کو برداشت کرے گھبرائے نہیں، دل چھوٹا نہیں کرے، مشکل کو مشکل نہ سمجھے___ اگرچہ معشوق

پردے میں ہے مگر عاشق کو چاہئے ___ وہ اس کو ہمیشہ اور ہر وقت اپنے سامنے موجود جانے۔

چنانچہ مشاہدہ میں آتا ہے ___ اگر کسی کو کسی سے دلی لگاؤ ہوتا ہے اور وہ چہار دیواری یا حصار کے اندر ہو اور یہ شخص حصار کے باہر ___ اس کے باوجود اگر ایسا تصور کرے کہ وہ کھڑا ہے، یا بیٹھا ہے، یا سویا ہے، یا فلاں کام میں مشغول ہے تو اس رابطہ قلبی اور کمال غلو کی وجہ سے وہ جو کچھ دیکھتا ہے حقیقتاً بالکل صحیح و درست ہوتا ہے۔ فی الواقع وہ حصار کے اندر اسی حال میں ہوتا ہے جو اس شخص نے معائنہ کیا۔

دراصل قلبی ربط اور کمال غلو میں اسے یہ نعمت مل جاتی ہے۔

شیخ حُسینؒ کی صحبت میں آنے والا خوش نصیب ہے

کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ہمارے شیخ، مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ' کی صحبت میں آئے۔ شیخ حسین قدس اللہ سرہ' خلوت و جلوت میں یکساں شیخ ہیں۔

بی بی عروس ایک عبادت گذار عارفہ تھیں

حضرت بی بی عروس رحمتہ اللہ علیہا بہت بڑی عارفہ عورت تھیں۔ ہمیشہ باوضو مصلّٰی پر رہتیں۔ چاشت، اشراق، فی الزوال، تہجد اور ذکر ان سے کبھی بھی قضا نہ ہوا۔ اکثر شرفاء، امراء اور حکام کی بیویاں حضرت بی بی صاحبہ کے پاس آتیں اور خدمت میں رہ کر دن رات عبادت، ذکر و فکر اور مراقبہ میں مشغول رہتیں اور تربیت حاصل کرتیں۔ جب ان کے گھر میں کوئی کام ہوتا یا ان کے شوہر ان کو بلاتے تو دو چار دن کے لئے مہمان کے طور پر گھر جاتیں اور وہاں سے پھر حضرت بی بی صاحبہ کے پاس آ کر مشغول بحق ہو جاتیں۔

مخدوم شیخ حَسَنؒ ایثار اور جود وسخا کے پیکر تھے

اس کے بعد فرمایا ____ حضرت والد ماجد (حضرت مخدوم شیخ حَسَنؒ) کے اندر ایثار کی صفت بے انتہاء تھی جو کچھ بھی ملتا اپنے پاس نہیں رکھتے، یہاں تک کہ حضرت مخدوم حُسَینؒ کے یہاں سے جو مشاہرہ ملتا وہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتے دو چار دن میں سب خرچ کر ڈالتے۔

ایک دن حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا ____ میاں حَسَن کو جو ہمت ہے اگر ساری دولت سمیٹ کر ان کو دے دی جائے تو وہ سب کو خرچ کر ڈالیں۔ میاں صاحب کی سخاوت اور ہمت کا تو یہ حال ہے کہ ____ اگر ہم ان کے حوالے کر دئے جائیں تو یہ ہم کو بھی کسی کو بخش دیں۔

مخدوم حُسَینؒ نے اس طرح اپنے صاحبزادگان کا امتحان لیا

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ ایک روز حضرت مخدوم حُسَین قدس اللہ سرہٗ نے گلشکرؒ کی دو مٹکی ایک ہمارے والد ماجد حضرت مخدوم حَسَن علیہ رحمتہ کے لئے اور ایک ہمارے عم محترم حضرت میاں سلیمان علیہ رحمتہ کے لئے بھیجی۔

جس شخص کی معرفت یہ دونوں مٹکیاں بھیجی گئیں وہ شخص پہلے عم محترم کے پاس لے گئے۔ عم بزرگوار اٹھے ____ سر پر رکھا ____ اور فرمایا ____ اس کو رکھ دیا جائے۔

اس کے بعد حضرت والد ماجدؒ کے پاس لے گئے۔ حضرت والد ماجد بھی اٹھے، سر پر رکھا ____ ہاتھ میں لے کر اس کو اسی جگہ ہاتھ سے چھوڑ دیا ____ مٹکی زمین پر گری اور ٹوٹ گئی۔ اپنے رفقاء اور احباب سے کہا ____ یارو! لوٹو اور کھاؤ۔ اسی وقت سب کو کھلا دیا۔ دیکھتے دیکھتے پوری گلشکری ختم ہوگئی۔

جب وہ شخص جو مٹکی لے کر آئے تھے حضرت مخدوم حُسَینؒ کی خدمت میں واپس گئے حضرت نے حال پوچھا ___ انہوں نے سب حال کہہ سنایا کہ ___ میاں سلیمان نے رکھوا دیا ___ اور میاں حَسَن نے مٹکی توڑ دی، اپنے دوستوں اور رفقاء کو اسی وقت سب کھلا دیا۔

حضرت مخدوم حُسَین قدس اللہ سرہ‘ نے حضرت والد ماجد علیہ رحمتہ کے بارے میں فرمایا ___ ایسے ہی دل کام کے ہوتے ہیں اور چچا علیہ رحمتہ کے متعلق افسوس کا اظہار کیا۔ اور چند بار فرمایا ___ افسوس میاں سلیمان نے رکھوا دیا اور خرچ نہیں کیا۔

شیخ عظمۃ اللہ لوگوں کو کچھ دے کر رخصت کرتے

اسی وقت کچھ لوگ آ گئے، قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے۔ حضرت شیخ عظمۃ اللہ نے سب کو کچھ کچھ عطا فرمایا اور رخصت کر دیا۔

مخدوم حُسَینؒ کی بارگاہ سے کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹا

اس کے بعد فرمایا کہ ___ حضرت مخدوم شیخ حُسَینؒ کے پاس جو بھی آتا امیر ہو یا فقیر، مسلم ہو یا کافر ہر شخص کو کوئی چیز اس کے لائق دے کر رخصت فرماتے۔ شاید ہی کوئی شخص وہاں سے خالی ہاتھ واپس جاتا۔ ہاں! بات بھی یہی ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے۔

بی تکلف جگری پیش جنابی تو کشم

کار درویش ہمیں ما حضر و من حضر است

(میں جناب کی خدمت میں بغیر کسی تکلف کے اپنا جگر پیش کر رہا ہوں۔ فقیر کی روش یہی ہے کہ جو کچھ اس کے پاس حاضر ہوتا ہے پیش کر دیتا ہے)۔

جوانی میں خوف کا غلبہ ہو اور بڑھاپے میں امید کا

اس کے بعد خوف ورجا کی بات ہونے لگی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حدیث ہے **ایمان المرء بین الخوف و الرجاء** (آدمی کا ایمان خوف اور امید کے درمیان ہوتا ہے) حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ ___ جوانی میں خوف کا غلبہ ہو اور بڑھاپے میں امید کا ___ اس لئے کہ جوانی میں جب خوف کا غلبہ ہوگا تو گناہ اور منہیات سے دور رہے گا کیوں کہ وہ وقت ہوا وہوس کے غلبہ کا ہوتا ہے، اور بڑھاپے میں رجا یعنی امید کا غلبہ ہونے سے نا امیدی کی خرابیاں نہیں ہوں گی۔

اس کے بعد فرمایا کہ ___ حضرت مخدوم جہاںؒ نے بھی لکھا ہے کہ موت کے وقت رجا یعنی امید کا غلبہ ہو اور صحت کے وقت خوف کا۔

مجلس - ۱۷

آیت کریمہ کا ترجمہ

قدمبوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ کلام ربانی کی تلاوت فرمارہے تھے۔ تلاوت میں یہ آیت آئی ___ **هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ** [الاعراف/۱۸۹]۔

ازراہِ لطف کرم آیت بالا کا معنی یوں بیان فرمایا۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْھَا زَوْجَھَا لِیَسْکُنَ اِلَیْھَا :-

خالق عالم نے تم کو پیدا کیا ایک جان یعنی آدم سے۔ اور نفس آدم سے ان کی بیوی کو پیدا کیا تاکہ وہ ان کے ساتھ آرام وسکون حاصل کریں۔

فَلَمَّا تَغَشّٰھَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِہٖ ج فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللہَ رَبَّھُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ :- جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حوا کو اپنی ذات میں چھپالیا یہ کنایہ ہے جماع کی طرف (یعنی جس وقت جناب آدم علیہ السلام نے بی بی حوا سے صحبت کی) وہ حاملہ ہو گئیں، یہ حمل ان کا سبک تھا۔ حمل کی گرانی اور سختیاں نہ تھیں۔ جب حمل رہ گیا اور ولادت کا وقت قریب آیا تو جناب آدم علیہ السلام وحوا نے دعاء کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے فرزند صالح عطا فرما کہ میں آپ کا شکر ادا کروں۔

خناس اور اس کی پیدائش

خاکسار نے عرض کیا ــــــ کہتے ہیں کہ جب بی بی حوا کو لڑکا تولد ہوا خناس جسے ہمزاد کہتے ہیں، اس نے بھی بی بی حوا کے قریب ہی ایک لڑکا پیدا کر دیا۔ خناس زندگی بھر آدمی کے ساتھ رہتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے ــــــ تو پھر خناس کیا ہوتا ہے اور کہاں چلا جاتا ہے؟ ــــــ

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ تفسیر زاہدی میں ایک عجیب حکایت آئی ہے کہ ــــــ ام المؤمنین حوا رضی اللہ عنہا کو ولادت ہوئی ــــــ اور لڑکا پیدا ہوا ــــــ اس وقت ابلیس نے بھی اپنی اولاد میں سے ایک بچہ لایا اور بی بی حوا کے حوالہ کر دیا اور کہا ــــــ اپنے بچے کے ساتھ اس کو بھی رکھئے۔

ام المؤمنین بی بی حوا رضی اللہ عنہا نے کہا ___ میں نہیں رکھوں گی کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام دیکھ لیں گے اور وہ ناراض ہوں گے۔

ابلیس نے منت وسماجت کی ___ اور کہا ___ رکھ لیجئے۔

چنانچہ حضرت حوا نے رکھ لیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام آئے ___ ابلیس کے اس بچے کو ام المؤمنین حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے پاس دیکھا خفا ہوئے۔ اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر پٹخ دیا، اور ہلاک کر دیا۔

جب ابلیس آیا ___ اور اُس نے بی بی حوا رضی اللہ عنہا سے پوچھا ___ میرا بچہ کہاں ہے؟ ___

انہوں نے فرمایا ___ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو ہلاک کر دیا ___

ابلیس نے اُس کو آواز دی ___ اے خناس! ___

خناس زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا ___ اور اس نے جواب دیا۔

ابلیس نے پھر اس بچہ کو بی بی حوا رضی اللہ عنہا کے حوالہ کیا ___ وہ تیار نہیں تھیں۔ مگر وہ رکھ کر چلا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے پھر اس کو اسی طرح ہلاک کر دیا۔

پھر ابلیس نے اس کو پکارا ___ اور وہ زندہ گیا۔

دو تین بار اسی طرح ہوتا رہا ___ آخر ابلیس نے اس خناس کو ایک بکری کی شکل میں لا کر بی بی حوا رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا۔

جب حضرت آدم علیہ السلام آئے ___ انہوں نے دیکھا اور سنا کہ ___ یہ ابلیس رکھ کر چلا گیا ہے تو انہوں نے اس کو ذبح کر دیا ___ اور دونوں نے اس کو کھالیا۔

ابلیس آیا ___ اس نے بکری کے بارے میں پوچھا ___ ام المؤمنین حضرت حوا

نے فرمایا ــــــ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو ذبح کر دیا ــــــ اور ہم دونوں نے اسے کھالیا۔

ان کی یہ بات سن کر ابلیس بہت خوش ہوا ــــــ اور اس نے کہا ــــــ اب میری مراد پوری ہوگئی۔ اس کے بعد وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آیا ــــــ اور اس بچہ کو جو بکری کی شکل میں تھا اور جس کو ان دونوں نے اپنی خوراک بنالیا تھا آواز دی ــــــ اے خناس!

اس نے حضرت آدم علیہ السلام کے شکم مبارک سے جواب دیا۔ لبیک!

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ خرابی بس یہیں سے پیدا ہوئی۔ چنانچہ رسول خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ــــــ **ان الشیطان یجری علی ابن ادم یجری الدم** [بیشک شیطان اولاد آدم میں اُسی طرح چلتا پھرتا ہے جس طرح خون (انسانی جسم میں) چلتا پھرتا ہے]۔

پھر ارشاد فرمایا ــــــ شیطان کے لئے قیامت تک موت نہیں۔ جب آدمی مر جاتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیطان اس سے جدا ہو کر اپنے گروہ میں جا ملتا ہے۔ واللہ اعلم!

آدم علیہ السلام کے قالب میں ابلیس کا دخول

اس کے بعد فرمایا کہ ــــــ جب حضرت آدم علیہ السلام کا قالب تیار ہو گیا ابلیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا ــــــ ایسی شکل وصورت دیکھنے میں نہیں آئی، چلو، ذرا دیکھیں۔

پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا ــــــ اور خود حضرت آدم علیہ السلام کے قالب میں داخل ہو گیا۔ اِدھر دیکھا، اُدھر دیکھا پھر باہر آ گیا ــــــ اور کہا کہ ــــــ ہر عضو تک میں نہیں جا سکا اور مجھے اس کے بارے میں جانکاری نہیں ہو سکی، اس لئے کہ اندر خالی ہے۔ جب پُر ہو جائے گا تو مجھے معلومات ہو سکے گی ــــــ اور میں وہاں تک جا سکوں گا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا قالب دیکھنے اور معائینہ کرنے کے بعد اس کو حسد اور عداوت

پیدا ہوگئی ___ اور اپنے ساتھیوں سے اُس نے کہا ___ اگر اس شکل وصورت کو اس نے بزرگی بخشی تو میں اس کی اطاعت نہیں کروں گا۔

خاکسار نے عرض کیا ___ ابھی تک حضرت آدم علیہ السلام کے قالب میں روح نہیں پھونکی گئی تھی اوران کو ابھی زندگی نہیں بخشی گئی تھی پھر بھی اس کو حسد اور عداوت کیسے ہوگئی؟

ابلیس کی حضرت آدم علیہ السلام سے عداوت

شیخ پیارا ابراہیم انصاری حاضر تھے۔عرض کیا ___ ایک کتاب جس کا نام اخبار الملکوت ہے، اس میں دیکھا ہے کہ ___ ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام سے جو عداوت تھی اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ___ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو جان کی جاگیر میں دے دیا تھا، جان نے ایک ہزار سال کے بعد نافرمانی شروع کردی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جان بن جان کو بھیجا، کئی ہزار سال تک یہ رہا۔

اس کے بعد معلم الملکوت کو خلیفہ بنا دیا۔کئی ہزار سال تک وہ خلیفہ رہااور اتنی عبادتیں کیں کہ کوئی جگہ اور زمین کا کوئی حصہ اس کے سجدے سے خالی نہیں رہا۔

اب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا ___ تم باخبر اور آگاہ رہو کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کروں گا۔

معلم الملکوت کو یہ بات پسند نہ آئی۔اس کو غیرت ہوئی کہ میں نے کوئی گناہ تو کیا نہیں پھر میرے علاوہ دوسرا خلیفہ کیوں پیدا کیا جارہا ہے۔

اس کے بعد اس نے یہ عزم وارادہ کرلیا کہ ___ اگر مجھ کو اس کے حکم کے ماتحت رکھا جائے گا تو میں ہرگز اطاعت نہیں کروں گا۔

ابلیس کی عداوت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اسی سبب سے ہوئی۔

حسد بہت بڑی بلا ہے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ ہاں! ایسا ہی ہے، حسد بہت بڑی بلا ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ مومنین کو حسد کی اس بلائے عظیم سے محفوظ رکھے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا جملہ فرزندوں کے ساتھ بہشت میں داخلہ

اس کے بعد فرمایا ـــــ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام اپنے جملہ فرزندوں کو جلو میں لئے ہوئے شان وشوکت کے ساتھ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اس وقت آدمیوں کی اس بھیڑ کے غلغلے سے متاثر ہوکر فرشتے کہیں گے الٰہی! آپ کا یہ وہی بندہ ہے جسے تنہا بہشت سے باہر بھیجا گیا تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام سیپ ہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم درشہوار

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے بار بار فرمایا ـــــ زہے بزرگی وعظمت حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سیپ اور سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو درشہوار سے تشبیہ دی ہے، یعنی جب موتی پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس کے لئے پہلے سیپ پھر اس میں گوشت پوست پیدا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس میں موتی پیدا ہوتا ہے۔

لہٰذا! حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام اور دوسرے لوگ صدف اور اس کے گوشت پوست کی طرح ہیں۔ اور سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُرشہوار کی طرح ہیں۔ چنانچہ صدف پیدا کرنے کا مقصد دراصل درشہوار ہی کا پیدا کرنا مقصود تھا۔

مجلس - ۱۸

موت کے بعد بھی ترقی ہوتی ہے

قدمبوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ خاکسار نے عرض کیا ___ ایک جگہ لکھا ہے موت کے بعد بھی ترقی ہوتی ہے، یہ کیسے؟ ___ اس لئے کہ موت کے بعد تو تصرف نہیں رہتا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اس سے روحی ترقی مراد ہے (یعنی روح کی ترقی ہوتی ہے)۔

پھر خاکسار نے دریافت کیا ___ ایسا کس طرح؟ ___ صراحت کے ساتھ ارشاد فرمایا جائے۔

ارشاد ہوا ___ اگر کسی مرید کو اس کے پیر نے ذکر کرنے کا حکم دیا ___ اور وہ ذکر میں مشغول ہے ___ اسی مشغولی میں اس کا انتقال ہو جاتا ہے ___ پیر اس کی مدد کرتا ہے اور اس کی ترقی ہو جاتی ہے۔

روح کی امداد روح سے ہوگی

خاکسار نے عرض کیا ___ یہاں پر فرض کیا جائے کہ تربیت کرنے والے پیر بقید حیات ہوں اور تربیت پانے والا مرید مردہ ہو؟ ___

فرمایا ___ خیر اس سے کیا ہوتا ہے اگر چہ دونوں کا انتقال ہو گیا ہو، روح کی امداد روح سے ہوگی۔

جبار کا معنی

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ "جَبَّار" اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفاتی میں سے ایک ہے۔ جبار کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ ـــــ بندہ کی اطاعت میں جو کمی رہ گئی ہے اس کو کامل بنا دیتا ہے ـــــ یعنی اگر کوئی نیک کام شروع کرتا ہے اور اسی حال میں اس کا انتقال ہو جاتا ہے یا بغیر قصد وارادہ کے اس کے عمل خیر میں کسی طرح کا خلل واقع ہو جاتا ہے تو جبار اس کو کامل بنا دیتا ہے۔

جب کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے ـــــ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ الْإِفْطَارِ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ الْجَبَّارِ (روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے اور دوسری خوشی اس وقت حاصل ہوگی جب وہ جبار یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوگا)۔

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ـــــ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام جبار کا استعمال کس مناسبت سے کیا ہے؟ ـــــ جواب وہی ہے جو جبار کے معنی کے سلسلے میں اوپر بیان ہوا ہے۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ـــــ یہ خاکسار چاہ رہا تھا کہ اس کے معنی کو دریافت کرے، لیکن حضرت نے اپنی ولایت وکرامت سے اس معنی کو ظاہر فرما دیا ـــــ الحمدللہ! اس وقت بندۂ بارگاہ کی پوری تشفی ہوگئی۔

اولیاء اللہ آج بھی زندہ ہیں

اس کے بعد فرمایا ـــــ اولیاء اللہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں

قربان کر دیا وہ آج بھی زندہ ہیں، اس کا ثبوت اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے۔

یہ آیت تلاوت فرمائی ___ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ لا وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ لا اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ [آل عمران ۱۷۰]

پھر از راہ کرم خود ہی ترجمہ بیان فرمایا ___

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط :- ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں مردہ نہ سمجھو۔

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ :- بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہیں۔

يُرْزَقُوْنَ :- ان کو روزی دی جاتی ہے۔

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ :- انہیں جو ثواب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عنایت فرمایا ہے اس سے وہ خوش ہوتے ہیں۔

وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ لا اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ :- اور خوشی مناتے ہیں ان لوگوں پر جو شہادت پانے والے ہیں اور ابھی تک وہ لوگ ان کے پاس پہنچے نہیں ہیں اور ان سے ملے نہیں ہیں۔ جب شہادت پائیں گے تو ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم ہوگا۔ یعنی نہ دوزخ کا خوف نہ بہشت کے چھوٹنے کا غم۔

مجلس - ۱۹

آستانۂ عالی جناب کی زمین بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت شیخ کے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ سلطان سلمہٗ اللہ تعالیٰ اور مخدوم زادہ قاضی پیارا اعلیٰ موجود تھے۔

اصول ستّہ، صحیحین اور مفتری حدیثوں کی بحث

خاکسار بندۂ بارگاہ نے عرض کیا ___ **من احبک عیناہ فلا تکتبن بعد العصر** [جن کی دونوں آنکھیں تم سے محبت کریں (ان کے بارے میں) عصر کے بعد مت لکھنا] کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث ہے؟ ___

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ یاد تو نہیں آتا ہے کہ حدیث کی کسی کتاب میں دیکھا ہے۔ اس جیسی بہت ساری حدیثیں منسوب ہیں۔

مکہ معظمہ اور عدن میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ___ وہ حدیثیں جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آئی ہیں انہیں پر اعتماد کرتے ہیں اور صحیح سمجھتے ہیں۔ ان کے علاوہ پر ویسا اعتماد نہیں رکھتے بلکہ مفتری سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد خاکسار نے دریافت کیا ___ اصول ستّہ کی حدیثوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ___

فرمایا ___ اصول ستّہ کی حدیثوں کو صحیح کہتے ہیں لیکن شہرت اور استعمال جو صحیحین کو حاصل ہے وہ اصول ستّہ کو نہیں ہے۔

پھر بندۂ بارگاہ نے عرض کیا ــــــ جس زمانے میں مَیں جونپور میں تھا مخدوم قاضی شہاب الدین مرحوم کے میرِ رقبات قاضی یوسف کے شاگرد قاضی خویدن مدرس مدرسہ ملک خالص کہتے تھے کہ ــــــ **من احبک عیناہ** ــــ الیٰ آخرہٖ حدیث ہے اور شرح کافیہ میں یہ حدیث آئی ہے۔ اور اس کے اوپر قال رسول اللہ بھی موجود ہے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ ہوسکتا ہے ایسا ہی ہو ــــــ

پھر خاکسار بندۂ بارگاہ نے عرض کیا ــــــ میرے والد اکثر تہدید کے طور پر کہا کرتے تھے کہ ــــــ **بعد عصر** لکھتے ہو، حدیث میں ممانعت ہے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ ہوسکتا ہے انہوں نے کسی کتاب میں دیکھا ہو، یا کسی باوثوق و مستند ذریعہ سے سنا ہو۔

پھر ارشاد ہوا ــــــ کسی سے سنی ہوئی یا کسی کتاب میں دیکھی ہوئی حدیث کی صحت کی تحقیق بہت مشکل ہے ــــــ جب تک کسی حدیث کی کتاب میں نظر نہ آجائے تشفی اور پوری تشفی حاصل نہیں ہوتی۔

ایک جگہ لکھا ہے کہ ــــــ امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ہر سورہ کے پہلے جو حدیث نقل کی ہے کہ اس سورہ کے پڑھنے کا یہ ثواب ہے، وہ سب مفتری حدیثیں ہیں۔

امام زاہدؒ کے جیسا کوئی مصنف کہاں ہوسکتا ہے۔ انہوں نے تو مفتری حدیثوں کو اپنی کتابوں سے الگ کردیا ہے۔

تفسیر زاہد سے متعلق خوانِ پُرنعمت کا حوالہ

خاکسار نے عرض کیا ــــــ حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کے ملفوظ خوان پرنعمت میں تحریر ہے کہ تفسیر امام زاہد کی شروع سے آخر تک خواجہ خضر نے اصلاح فرمائی

ہے اور جگہ جگہ قلم زد کر دیا ہے۔ پوری عبارت اس طرح ہے ____

جب امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے چار جلدوں میں یہ تفسیر مرتب فرمائی ____ تو اُن کے دل میں خیال آیا کہ ____ یہ میں نے کیسی جرأت کر لی جو یہ تفسیر لکھ ڈالی۔ ایک شاگرد کو بلایا ____ اور فرمایا ____ چاروں جلدیں لے جاؤ ____ اور دجلہ میں ڈال دو۔

شاگرد چاروں جلدیں لے کر وہاں سے نکل آئے اُن کے ساتھیوں نے کہا ____ ایسا نہیں کرو، ایسی تصنیف کو ضائع کرنا ٹھیک نہیں ہے ____ معلوم نہیں اس وقت کس کیفیت میں ایسا حکم دے دیا ہے۔ دریافت فرمانے پر کہہ دینا کہ ڈال دیا ہے۔

جب وہ شاگرد واپس آئے ____ اور امام صاحب نے پوچھا ____ ڈال دیا؟ ____

کہا ____ جی ہاں!

سوال ہوا ____ جس وقت تم نے ڈالا اس وقت کیا دیکھا؟ ____

کہا ____ کچھ بھی نہیں ____

فرمایا ____ تم نے نہیں ڈالا ہے ____ جاؤ، ڈال آؤ ____

ساتھیوں نے کہا ____ ضرور اس میں کوئی راز ہے، اس لئے اب ڈالنا ضروری ہے، جاؤ ____ ڈال دو۔ چنانچہ وہ شاگرد گئے ____ اور تفسیر کی ان چاروں جلدوں کو دجلہ میں ڈال دیا۔ اسی وقت ایک صندوق ظاہر ہوا ____ اور وہ کتابیں صندوق میں چلی گئیں ____ اور صندوق پانی میں ڈوب گیا۔ شاگرد امام صاحب کے پاس واپس آئے ____

امام زاہدؒ نے پوچھا ____ ڈال دیا؟

انہوں نے کہا ____ جی ہاں! جو کچھ دیکھا تھا وہ بھی عرض کیا۔

امام زاہدؒ نے فرمایا ____ ہاں! اب تم نے ڈال دیا

دوسرے دن فرمایا ____ جاؤ ____ اور چاروں جلدیں لے آؤ۔

وہ شاگرد گئے ___ دیکھا ___ چاروں جلدیں دجلہ کے کنارے موجود ہیں۔

بحفاظت لاکر حضرت امام زاہد کی خدمت میں پیش کیا۔

امام صاحب نے جب مطالعہ فرمایا ___ تو دیکھا کہ جابجا سبز روشنائی سے قلم زد ہے اور اس کی تصحیح کردی گئی ہے۔ امام صاحب نے فرمایا ___ لے جاؤ ___ اس کو صاف کرلو اور نقل کرلو ___

حضرت کے رفقاء نے اس راز کو دریافت کیا ___

فرمایا ___ مسودہ تیار کرلینے کے بعد میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ___ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کی مراد کیا ہو ___ اور میں نے کیا تفسیر کردی ہے۔ اسی وجہ سے خواجہ خضر کے پاس بھیج دیا۔ جب انہوں نے اصلاح فرمادی اس کے بعد مجھے اطمنان ہوگیا۔

خواجہ خضر تفسیر امام زاہد کی اصلاح کردیں، اس پر قلم چلادیں تو پھر اس میں مفتری حدیثیں کیسے رہ سکتی ہیں۔

اصول واسنادِ حدیث

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ علمائے حدیث کے یہاں حدیث کی روایت اور اس کی صحت کے لئے الگ الگ اصول، اسناد اور طریقے متعین ہیں۔ علمائے حدیث، حدیث کے اسناد کو اس طریقے اور اصول پر پاتے ہیں تو اسے تسلیم کرلیتے ہیں اور اگر اس اصول وطریقے پر نہیں پاتے تو اسے مفتری کہتے ہیں۔ اگرچہ وہ حدیثیں اہلِ سنت و جماعت کے مذہب کے موافق ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ حدیثیں جو امام زاہد نے نقل کی ہیں اسی قبیل کی ہیں۔ اگرچہ وہ سب کی سب اہلِ سنت و جماعت کے موافق ہیں۔ اصحاب حدیث کسی حدیث کے اسناد کو اصول حدیث کے طریقہ پر نہیں پاتے ہیں تو اس کو مفتری کہتے ہیں۔ اور خواجہ

حضر نے ان حدیثوں کو اہلِ سنت و جماعت کے مذہب کے مخالف نہیں پایا اس لئے انہوں نے دور نہیں کیا (اور رہنے دیا)۔

اس موقع پر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے مخدوم زادہ قاضی پیارا کی طرف رخ کیا اور فرمایا ___ جواب ہو گیا؟ ___

مخدوم زادہ نے عرض کیا ___ جواب ہو گیا اور خوب ہوا ___

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ویسے اسناد جو صحیحین کی حدیثوں میں ہیں احادیث کی دوسری کتابوں میں نہیں ہیں۔ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے ان کا التزام کیا ہے۔

ہر وہ حدیث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے ___ اور جس کے دو یا دو سے زیادہ راوی ان کو ملے ہیں ___ اسی حدیث کو انہوں نے روایت کی ہے، اور اسی کو اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے۔ اور ہر وہ حدیث جس کے اسناد حدیث کے اصول و طریقے پر نہیں ہیں اس کو ان دونوں کتابوں میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

صحاح و حسنان کی تعریف

پھر فرمایا ___ مصنف مصابیح نے اپنی کتاب کی حدیثوں کو دو حصوں پر تقسیم کی ہے.

صحاح اور حسنان ؛ وہ حدیثیں جو صحیحین میں ہیں ان کو صحاح کہتے ہیں۔ اور جو ان دونوں کتابوں کے علاوہ ہیں جیسے اصولِ ستہ وغیرہ ان کو حسنان کہتے ہیں۔

اصولِ ستہ کون ہیں؟

خاکسار نے عرض کیا ___ اصولِ ستہ کون ہیں؟ ___

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ وہ جو حضرت مخدوم شیخ حُسین قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف اورادہ فصلی میں مذکور ہیں وہی اصولِ ستّہ ہیں۔ جیسے سنن ابوداؤد، نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن بیہقی، ابن سنی، جامع ابوعیسیٰ ترمذی، مستدرک حاکم ابی عبداللہ وطبرانی۔

اس کے بعد فرمایا ___ احادیث متواتر کو جس مریض پر پڑھ کر دم کیا جائے اُس کے لئے شفا کی امید ہے۔

مجلس - ۲۰

آستانۂ عالی مآب کی خاک بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ خاکسار کے ہاتھ میں صحاح[9] لغت کا نسخہ تھا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے وہ نسخہ اس خاکسار کے ہاتھ سے لے لیا اور اسے مطالعہ فرمانے لگے ___ اُس میں امراء القیس کندی کا ایک شعر نظر آ گیا۔

فرمایا ___ امراء القیس عرب کا ایک بہت بڑا شاعر تھا۔

عربی شاعر امراء القیس کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی بددعاء

خاکسار نے عرض کیا ___ سنتے ہیں کہ امراء القیس قصیدے لکھتا، اور کعبہ کے دروازے پر اس کو لٹکا دیتا (اس اعلان کے ساتھ) کہ ہے کوئی جو ایسا قصیدہ لکھ دے۔ فصاحت و بلاغت کی جو آخری صلاحیت اس کو حاصل تھی ویسی صلاحیت بہت کم لوگوں کو تھی لیکن جس روز سورۂ اقراء نازل ہوئی ___ اس روز انصاف کے پیشِ نظر وہ فصاحت و بلاغت کے

دعویٰ سے باز آ گیا ____ اور اپنے قصیدوں کو اپنے ہی ہاتھ سے پھاڑ کر ٹکرے ٹکرے کر دیا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ سننے میں تو ایسا ہی آیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا ____ جب اُس کا یہ شعر ؎

انا فی صوغ بغیات وجفان

کالجواب وقدور راسیات

(میں بڑی نیک نامیوں، سخاوتوں کے حصول میں لگا ہوا ہوں اور بڑے حوضوں کی طرح بڑے بڑے لگنوں اور بھاری بھاری دیگوں جو چولہوں پر جمے ہوئے ہیں ان میں کھانے کی طرح طرح کی چیزیں بنانے میں مشغول ہوں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا ____ چہرۂ انور پر ناخوشی کے آثار نمایاں ہو گئے اور اس کے حق میں یوں بددعاء کی ____ مَلاءَ اللّٰہ قلبہ و قبرہ ناراً کیف قرأ القرآن قبل نزولہ ۔ یعنی بھر دے اللہ تعالیٰ اس کے دل اور اس کی قبر کو آگ سے، کس طرح اس نے قرآن کو پڑھ لیا قرآن کے نزول سے پہلے۔

اس گفتگو کے بعد مجلس برخاست ہوئی ____

مجلس - ۲۱

پچوڑی ندی کے کنارے مجلس

پچوڑی کی ندی کے کنارے قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____

ہر چیز دوسری چیز سے ممیز و متفرق ہے

حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ ___ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں بے مثل ہیں یعنی ایک جیسی نہیں ہیں۔ مثلاً ایک درخت ہی کو لے لیجئے اس میں ہزاروں پتے ہیں لیکن ایک پتہ دوسرے پتہ سے نہیں ملتا، اسی طرح لاکھوں آدمی ہیں لیکن ایک آدمی دوسرے آدمی کے جیسا نہیں ___ یعنی ہر چیز دوسری چیز سے متفرق و ممیز ہے۔ یہ فرق اور تمیز ہر چیز میں ہے ___ اور ہر چیز کا بے مثل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام ذراتِ عالم کے ساتھ بے مثل ہے اور اسی کو معیتِ رابعہ کہتے ہیں، چنانچہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ فلاں کے جیسا ہے اور فلاں کے جیسا نہیں ہے تو اس سے تباہی سامنے آئے گی، اور یہ روا نہیں ہے۔

دو موجود کا اثبات کفر ہے

علمائے شریعت کہتے ہیں ___ دو معبود کا اثبات شرک ہے ___ اور اہلِ وحدت کہتے ہیں ___ دو موجود کا اثبات کفر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ لبید کے قول کی تصدیق

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ___ ان اصدق ما قالت العرب قول لبید الا کل شئیٍ ما خلا الله باطلاً یعنی عربوں کے قول میں نہایت ہی سچا قول لبید کا ہے جیسا کہ اس نے کہا ___ یہ اچھی طرح جان لو کہ ہر وہ چیز جو خدا کے علاوہ ہے وہ باطل ہے ___

سوال - اس کے بعد حضرت شیخ نے یہاں پر یہ سوال اٹھایا کہ بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جیسے پیغمبران علیہم السلام، ان کی شریعتیں، آسمان، زمین، آفتاب، ماہتاب، ستارے اور قرآن وغیرہ یہ سب حق ہیں باطل نہیں ___ تو پھر لبید کا یہ قول کیسے صحیح ہوگا؟ ___ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ ہے وہ باطل ہے۔

جواب ؛ اس سوال کا حضرت نے خود ہی جواب دیا کہ ___ حق ثابت کے معنی میں ہے اور باطل معدوم کے معنی میں۔

شرح عقیدۂ حافظیہ کے حوالے سے حق وباطل کی تشریح

اس کے بعد فرمایا ___ حضرت شیخ مظفر رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عقیدۂ حافظیہ میں لکھا ہے کہ ___ حق دو طرح کے ہیں اور باطل بھی دو طرح کے ہیں۔

ایک حق مطلق ہے بہمہ وجوہ ___ اور وہ ذات پاک باری تعالیٰ ہے، اس لئے کہ اس کی ہستی واجب ہے بالذات ___ نیستی اس کے لئے محال ہے۔

اور باطل بھی دو طرح پر ہے۔ ایک باطل مطلق ہے بہمہ وجوہ ___ اور وہ اللہ تعالیٰ کا شریک ہے، نیستی اس کے لئے واجب ہے بالذات، ہستی اس کے لئے محال ہے۔

اب رہی بات ممکنات کی ___ تو وہ ایک وجہ سے حق ہے اور ایک وجہ سے باطل، اس لئے کہ وہ اصل میں نیست ہے اور اس کی ہستی عاریتاً ہے دراصل وہ نیست تھا، وجود میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو وجود بخشا تو وہ وجود میں آیا۔ چنانچہ وہ اصل میں نیست ہے، اور اس کی ہستی عارضی ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے **مازاغ البصر** کی صفت کی وجہ سے اپنی نگاہِ حق بین سے جو چیز اپنی ذات اور اپنی اصلیت میں جیسی ہے ویسی ہی دیکھی۔ اس چیز کے عارضی ہونے اور عاریتاً ہونے پر نگاہ نہیں فرمائی۔ اللہ رب العزت کے سوا سب کو نیست دیکھا اور لبید شاعر

کے قول کی تصدیق فرمادی۔ یہ جملہ اسی معنی میں کہا گیا ہے۔

دیہات میں سکونت سے افضل شہر کی سکونت ہے

اسی مجلس میں حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ــــ فلاں بزرگ آج اپنے بال بچوں کے ساتھ دیہات چلے گئے ہیں، اب وہیں رہیں گے۔

حضرت شیخ نے فرمایا ــــ ایسے لوگوں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ شہر چھوڑ کر دیہات میں سکونت اختیار کرلیں۔ دیہات میں رہنے سے بہت ساری چیزیں چھوٹ جاتی ہیں جیسے جمعہ اور عیدین کی نمازیں، وعظ و علمی مجلسوں کی حاضری، قبروں کی زیارت وغیرہ۔

نقل ہے کہ ــــ شہر کے کنارے پر ایک فرشتہ مقرر ہے جب کوئی شخص دیہات سے شہر میں منتقل ہوتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے ــــ نَجَا اس نے نجات پائی اور جب کوئی شہر سے دیہات چلا جاتا ہے یعنی دیہات میں اپنی رہائش بنالیتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے ــــ هَلَکَ یہ ہلاک ہوا۔

خاکسار نے عرض کیا ــــ ایک کتاب میں یہ حدیث آئی ہے ــــ قَالَ النَّبِی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمُ عَلَیکُمْ بِالسِّرِ وَ اِنْ غَالَبَ وَ عَلَیکُمْ بِالبَلدَۃِ وَ اِنْ حَارَث وَ عَلَیکُمْ بِالحَاد وَ اِنْ طَالَتَ وَ عَلَیکُمْ بِالبَکر وَاِنْ عَالَتَ (نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خاموشی تم پر ضروری ہے اگر خموشی پر قدرت پاسکو، شہریت تم پر ضروری ہے اگر وہاں کھیتی بھی ہوتی ہو، غصہ بھی ضروری ہے اگر بات لمبی ہوجائے اور نوخیز لڑکی سے شادی ضروری ہے اگر تم بچوں لی کفالت اور ذمہ داری ادا کرسکو) شاید کہ نبی کریم ﷺ نے فضائل کے حصول کے لئے فرمایا ہو۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ جی ہاں! اور ایک دوسری حدیث بھی اسی کے

موافق ہے ـــــ قَالَ صَلَّی اللهُ عَلَیہِ وَسَلَّمُ عَلَیکُم بِالسَوَادِالاَعظَمُ [ابن ماجہ کتاب الفتن] (تم لوگوں کے لئے سواداعظم کی اقتداء ضروری ہے) شہر میں قیام کرنے سے بہت سارے فائدے ہیں۔

اشعار مخدوم شیخ حسینؒ

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ـــــ حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز کے اشعار مجھے یاد ہیں جو کم لوگوں کو یاد ہوں گے۔ اور وہ حضرت کے دیوان میں بھی نہیں ہیں۔ اپنی نوازش وکرم سے وہ اشعار حاضرین کو سنائے۔

چنیں گوید حکیمِ خوب گفتار ﴿ کہ پندم را چودُر در گوش پندار
صلاح وفسق را خلوت بباید ﴿ وگرنی شرم بر خیزد بیکبار
ہر آں کو بادہ در مجلس بنوشد ﴿ رود آخر دواں در کوئے خمار
خردمنداں نصیحت پاس دارند ﴿ خراں اندر خلاب افتند ہر بار

(اچھے انداز میں گفتگو کرنے والے عقلمند کہتے ہیں کہ میری اس نصیحت کو موتی سمجھ کر اپنے کان کی زینت بنالو،
عمل صالح ہو یا گناہ کا کوئی کام اس کے لئے خلوت یعنی پوشیدگی ضروری ہے اگر پوشیدہ نہیں رکھا جائے تو حیاء وشرم کا خاتمہ ہو جائے گا،
جو عام مجلسوں میں شراب نوشی کرتا ہے وہ کھلے عام لوگوں کے سامنے دوڑ کر شراب خانہ جانے لگے گا،
جو عقلمند ہیں وہ اس نصیحت کو گرہ باندھ لیں گے اور جو بے وقوف ہیں وہ گدھے کی طرح بار بار کیچڑ میں گرتے رہیں گے)۔

وہ شخص بخیل ہے جو پانی کے قریب جائے
اور وضو کر کے دو رکعت نماز نہ پڑھے

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ندی کے کنارے وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا ـــــ وہ شخص بخیل ہے جو پانی کے قریب جائے اور وضو کر کے دو رکعت شکرانہ ادا نہ کرے۔

مجلس - ۲۲

سید جلال الدین بخاریؒ کے پوتے
سید کبیر مجلس میں حاضر تھے

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت امیر سید جلال الدین بخاری قدس اللہ سرہ العزیز کے پوتے سید کبیر مجلس میں تشریف فرما تھے۔

منصور حلاج دن رات میں ہزار رکعت نمازیں پڑھتے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ جس زمانہ میں حضرت خواجہ منصور حلاج انا الحق کہہ رہے تھے اس وقت رات اور دن میں ہزار رکعت نمازیں پڑھ رہے تھے۔

لوگوں نے پوچھا ـــــ حضرت! اگر انا الحق کہتے ہیں تو پھر اتنی نمازیں کیا ہیں اور

اگراتنی نمازیں پڑھتے ہیں تو پھر انا الحق کیا ہے؟___

حضرت نے جواب دیا کہ___ ہم اپنی قدر جانتے ہیں___

منصور حلاجؒ اور قید خانہ

جب ان کو قید خانہ میں ڈال دیا تو___ پہلی رات لوگوں نے دیکھا___ قید خانہ میں نہیں ہیں___ دوسری رات نہ قید خانہ ہے نہ وہ خود ہیں___ اور تیسری رات قید خانہ میں موجود ہیں۔

لوگوں نے عرض کیا___ کہاں تھے؟___

فرمایا___ پہلی رات حضور میں تھا___ دوسری رات وہ خود یہاں تھے اسی لئے لوگوں نے نہ مجھ کو دیکھا اور نہ قید خانہ کو___ اور تیسری رات مجھ کو پھر واپس بھیج دیا تاکہ دادِ شریعت دے سکوں۔

ایک روز خواجہ منصور حلاج نے تمام قیدیوں سے فرمایا___ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ___ اس کے بعد ایک دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور سب لوگ باہر نکلنے لگے___

حضرت سے لوگوں نے کہا___ آپ خود کیوں نہیں نکل جاتے؟___

فرمایا___ میں تو شریعت کی قید و بند میں ہوں___ تم لوگ چلے جاؤ۔

مخدوم جہاںؒ اور جلال الدین بخاریؒ کے درمیان جوتی اور دستار کا تبادلہ

پھر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز

نے ایک جوڑا جوتی حضرت امیر سید جلال الدین بخاریؒ کے پاس بھیج دی۔ اور حضرت امیر سید جلال الدین بخاریؒ نے حضرت مخدوم جہاںؒ کی خدمت میں اپنی دستار بھیج دی۔

حضرت امیر سید صاحب کے مریدوں نے پوچھا ___ حضرت مخدوم جہاںؒ نے جوتی بھیجی اور آپ نے دستار بھیجی آخر اس میں راز کیا ہے؟ ___

حضرت نے فرمایا ___ مخدوم جہاںؒ کے جوتی بھیجنے کا مفہوم یہ تھا کہ ___ میں آپ کا خاکِ پا ہوں اور جب میں نے یہ دیکھا کہ مخدوم جہاںؒ کی اس طرح نوازش و کرم ہے اور انکسار کا یہ عالم ہے تو میں نے اپنی دستار بھیج دی کہ نہیں مخدوم! آپ تو ہمارے سرتاج ہیں۔

حضرت سید کبیر موصوف نے فرمایا کہ ___ ان بزرگوں کے درمیان ایسا قلبی لگاؤ تھا اور ان لوگوں کی زبان یہی لوگ جانتے ہیں۔ " زبانِ مرغاں ھمی مرغاں دانند "

قُطُبِیَّت ملنے سے مخدوم جہاںؒ کا تردد

حضرت شیخ عظمۃ اللہ نے ارشاد فرمایا ___ ایک روز حضرت مخدوم جہاںؒ گھر کے صحن میں دونوں ہاتھ پشتِ مبارک پر باندھے ٹہل رہے تھے، اس وقت اس درجہ متردد تھے کہ چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد پانی طلب فرمایا ___ وضو کیا ___ اور دو رکعت نماز ادا کی ___ اور فرمایا ___ الحمدللہ! قطبیت رسول اللہ ﷺ کے خاندان میں پہنچی اور ان کے طفیل شرف الدین کو نجات ملی۔

مولانا عز کاکویؒ اور احمد بہاریؒ کی شہادت

اسی درمیان مولانا عز کاکوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ جب مولانا احمد بہاری اور مولانا عز کاکوی رحمتہ اللہ علیہما دہلی گئے ___ اور اُن لوگوں نے توحید کے ایسے کلمات بیان کیے جن کو علمائے شریعت نے قبول کرنے سے انکار کردیا ___ اور اُن دونوں پر کفر کا فتویٰ صادر کردیا۔ جب یہ شکایت سلطان محمد کو پہنچی تو اس نے علماء کو حکم دیا کہ ___ آپ لوگ قتل کا فتویٰ دیجئے۔

چنانچہ یہ دونوں قتل کردیے گئے ___ اور دہلی کے دروازے پر لکھ کر آویزاں کردیا گیا ___ احمد بہاری اور عز کاکوی جنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا ہماری بارگاہ سے سزا کو پہنچے۔

جب یہ خبر حضرت مخدوم جہاںؒ تک پہنچی تو فرمایا ___ جہاں ایسے پاکبازوں کا خون بہایا جائے تعجب ہے کہ وہ شہر آباد رہے۔ چنانچہ دہلی کی تباہی و بربادی کا یہی سبب ہوا۔

شیخ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے،
مخدوم شیخ احمد چرمپوشؒ کی کرامت

اس کے بعد فرمایا ___ ایک شخص حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے ___ اور عرض کیا ___ کہتے ہیں کہ **الشیخ یحیی و یمیت ہے** ”یعنی شیخ مارتا ہے اور جلاتا ہے“ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ حضرت اس مشکل کو حل فرمادیتے۔

حضرت مخدوم جہاںؒ نے فرمایا ___ میں شیخ نہیں ہوں اور نہ میں اس کام کے لائق ہوں۔ میرے بھائی شیخ احمد کے پاس چلے جاؤ ___ اور اس مشکل کو انہیں سے حل کرلو ___

وہ شخص حضرت مخدوم شیخ احمد چرم پوش قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں پہنچے اور وہی درخواست ان کے سامنے بھی رکھی۔

حضرت نے فرمایا ___ یہ کون سا خیال تمہارے دماغ میں آیا ___ چھوڑو اِن

باتوں کو ___ اور جا کر اپنے کام میں لگو۔

لیکن ___ وہ شخص باز نہیں آئے ___ پھر اسی بات کو دہرانے لگے۔

جب حضرت مخدوم شیخ احمد قدس اللہ سرہ العزیز نے دیکھا کہ ___ یہ مانتا نہیں اور تکلیف دہ ہو گیا ہے تو فرمایا ___ جاؤ ایک مکھی مار کر لے آؤ ___

وہ آدمی گئے ___ اور مری ہوئی مکھی لے آئے ___ حضرت کے ہاتھ پر رکھ دی۔

حضرت نے اس مکھی کی طرف اشارہ کیا ___ اور فرمایا ___ اڑ جا، وہ مری ہوئی مکھی اسی وقت زندہ ہو کر اڑ گئی۔

اس شخص نے جب یہ سب کچھ دیکھ لیا ___ تو عرض کیا ___ **الشیخ یحیی** (شیخ زندہ کرتا ہے) کا مفہوم سمجھ میں آ گیا، اب **الشیخ یمیت** (شیخ مارتا ہے) بھی دکھلا دیجئے۔

حضرت نے فرمایا ___ یہاں سے جب واپس جاؤ گے تو راستے میں دیکھ لو گے۔

وہ شخص وہاں سے رخصت ہو کر جیسے ہی دروازہ سے باہر ہوئے، دیکھا ___ ایک پاگل چوپایہ دوڑتا چلا آ رہا ہے، یکا یک وہ سامنے آ گیا اور اُس نے ایسی سینگ ماری کہ اس شخص کا وہیں انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ حکایت بیان فرمائی ___ کسی بادشاہ کے پاس ایک مست ہاتھی تھا ___ وہ گرا ___ اور مر گیا۔ بادشاہ کی توجہ اس مردہ ہاتھی کی طرف ہوئی۔

اُس نے شہر کے درویشوں کو بلایا ___ سب کو جمع کیا اور اُن سے کہا ___ آپ سب درویش ہیں اور اپنے کو شیخ کہلواتے ہیں، شیخ کی صفت **یحیی و یمیت** ہے۔ اگر آپ لوگوں میں یہ صفت ہے تو دعاء کیجئے تا کہ یہ ہاتھی زندہ ہو جائے۔

سب فکر مند ہو گئے۔ اُن میں سے ایک درویش نے کہا ___ میں اس کو زندہ کر دیتا ہوں ___ کھڑے ہوئے ___ وہ جو بازو بند باندھے ہوئے تھے اس میں ان کے پیر کا

دانت تھا۔ بازو بند سے اُس کو نکالا اور اُس مردہ ہاتھی کے سر پر رکھ دیا ___ اور کہا ___ اُس پیر کی حرمت کے طفیل جن کا یہ دندان مبارک ہے ___ زندہ ہو جا ___

اسی وقت وہ مردہ ہاتھی زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔

بادشاہ نے کہا کہ ___ اب اس ہاتھی کو کہیے کہ مر جائے ___

اسی درویش نے وہ بازو بند ہاتھی کے سر پر رکھا ___ اور کہا ___ اس پیر کی حرمت کے طفیل جن کا یہ دندان مبارک ہے مردہ ہو جا۔

اسی وقت ہاتھی گرا ___ اور مر گیا ___

بادشاہ نے کہا ___ اب پھر زندہ کر دیجئے۔

درویش نے کہا ___ اس سے پہلے وہ اللہ تعالیٰ کا مارا ہوا تھا، اس لئے فقیروں کی دعاء سے زندہ ہو گیا ___ اور اب یہ فقیروں کا مارا ہوا ہے اس لئے زندہ نہیں ہو گا۔

اس کے بعد فرمایا ___ **الشیخ یحیی و یمیت** کا مفہوم یہ بھی ہے کہ شیخ (مرید کے) صفاتِ ذمیمہ کو مارتا ہے اور صفاتِ حمیدہ کو زندہ کرتا، یعنی بری صفتوں کو دور کر کے اچھی صفتوں کو پیدا کرتا ہے۔ شیخ کو اس درجہ تصرف کا حق حاصل رہتا ہے ___

وقتِ خاص میں شیخ مظفرؒ سے دعاء کی درخواست

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ایک شخص نے حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا ___ حضرت مخدوم! خاص وقتوں میں اس بندہ کو یاد رکھیں اور دعاء فرمائیں۔

حضرت مخدومؒ نے جواب دیا ___ لعنت ہو اس وقت پر جس میں تو یاد آئے ___

مجلس - ۲۳

مکتوبات مخدوم شیخ حُسَینؒ

قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ بندۂ بارگاہ کے ہاتھ میں حضرت شیخ الاسلام مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز کے مکتوبات کا مجموعہ تھا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے وہ نسخہ میرے ہاتھ سے لے لیا ___ اور پڑھنے لگے ___ مکتوبات قدیم کا ایک سو تینتالیسواں (۱۴۳) مکتوب تھوڑا مطالعہ فرمایا ___ اور جب اس عبارت پر پہنچے ___ اگر عشق کا سودا سر میں ہے تو جان کی بازی لگا دو اور یہ تھوڑی سی زندگی جو ہے اگر اسی پر نازاں ہو تو پھر ایسا کرو کہ فاحشہ اور بدکار عورتوں کی طرح ہر جگہ ایک نیا شوہر بناتے پھرو، لیکن یہ سمجھ لو کہ آخر گلے میں رسی باندھ کر لے جائیں گے اور سوال ہوگا کہ ___ رات کس کے ساتھ بسر کی، دن کس کے ساتھ گذارا، اور کہاں ہیں وہ تیرے دوست احباب؟ الھذا خلقت باطلا (کیا اسی لئے تو بے کار پیدا کیا گیا تھا)۔ اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___

سلطان ابراہیم ادہمؒ اور غیبی آواز

جس زمانہ میں حضرت ابراہیم ادہم قدس اللہ سرہ العزیز کے دل میں مولیٰ کی طلب پیدا ہوئی، اسی زمانہ میں شکار کے لئے ایک دن نکلے ___ ہرن کا شکار کیا ___

ہرن نے زبان حال سے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے عرض کیا ___ اے ابراہیم! کمزور و ناتواں جانوروں کو آپ شکار کرتے ہیں ___ اور قیدی بناتے

ہیں۔ کسی دوسرے (اہم) کام میں نہیں لگتے۔

ہرن کی اس بات کا حضرت سلطان ابراہیمؒ پر ایسا اثر ہوا ___ اور اس بات نے حضرت کو ایسا گھیرا کہ اپنے گھوڑے کی زین سے بھی اسی آواز کو سننے لگے۔ اس کے بعد حضرت نے ڈور کھول دیا ___ اور ہرن کو آزاد کر دیا۔

شکار سے واپس آ کر رات کو اپنے محل میں آرام فرما رہے تھے کہ ___ کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ حضرت نے پوچھا کہ کون ہو اور کیوں آئے ہو؟ ___

آواز آئی کہ ___ میرا اونٹ گم ہو گیا ہے اسی کو تلاش کرنے آیا ہوں۔

حضرت سلطان ابراہیمؒ نے فرمایا ___ عجب بے وقوف ہو! چھت کے اوپر اونٹ تلاش کر رہے ہو؟ ___

اس آدمی نے کہا ___ عجب نادان ہو! اس شہر عزت میں بادشاہت کے تخت پر رہ کر اللہ تعالیٰ کو پانا چاہتے ہو؟ ___

اس جملے نے حضرت سلطان ابراہیمؒ کے دل میں ایسی آگ لگائی کہ ___ اُسی وقت سلطنت و حکومت چھوڑ کر باہر نکل آئے، جنگل کی راہ لی ___ اور مشغول بحق ہو گئے۔ پھر تو حضرت کے معاملات ایسے ہوئے کہ شہرت دور دور ہونے لگی، آپ کے مناقب سے کتابیں بھری ہیں۔

ایک فارسی شعر کا مفہوم

خاکسار نے ''معشوق بجام خوردن'' کا معنی دریافت کیا ___ جو اس شعر میں آیا ہے۔

گرہست شراب خوردن آئین کسے
معشوق بجام خوردن آئین من است

(اگر شراب پینا کسی کا اصول ہے تو رہا کرے، میرا اصول تو یہ ہے کہ میں معشوق ہی کو جام کے ذریعہ گھونٹ جاتا ہوں)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ جب کُل وہی ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں تو عاشق بھی معشوق ہوگیا۔ خودی و دوئی درمیان سے اٹھ گئی، اس کے لئے معشوق کے سوا نہ کسی کا وجود ہوتا اور نہ کوئی اس کی نظر میں ہوتا۔ پھر تو ایسا ہو جاتا کہ معشوق کو جام سے اپنے اندر نوش کر لیتا۔

مجنوں کی فنائیت

ایک روز مجنوں بیٹھا تھا، لیلیٰ اس کے قریب آئی۔

لوگوں نے کہا ــــ مجنوں! تمہاری معشوقہ یعنی لیلیٰ تمہارے پاس آ کر کھڑی ہے۔

مجنوں نے اپنی طرف دیکھا ــــ اور کہا ــــ **انا لیلیٰ و لیلیٰ انا** میں لیلیٰ ہوں اور لیلیٰ میں ہوں! ــــ

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ شعر پڑھا۔

ہمیشہ لیلیٰ و لیلیٰ ز مجنوں بر زبان رفت
چو مجنوں جملہ لیلیٰ شد کہ لیلیٰ بر زبان آرد

(مجنوں کی زبان پر ہمیشہ لیلیٰ لیلیٰ رہتا ہے چوں کہ مجنوں خود فنا فی اللیلیٰ ہو چکا اسی لئے اس کی زبان پر ہر وقت لیلیٰ کا نام رہتا ہے)۔

مجلس - ۲۴

دنیا سے کس قدر تعلق رکھا جائے

زمین بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ حضرت والد ماجد علیہ رحمتہ (مخدوم شیخ حَسَن) فرماتے تھے کہ___ لوگوں کو چاہئے کہ جب کسی پھل دار درخت کے نیچے آئیں___ اور کوئی پھل گرا ہوا نظر آئے___ تو اسے اٹھالیں___ اور وہاں سے روانہ ہو جائیں۔ اِس انتظار میں درخت کے نیچے بیٹھے نہ رہیں کہ پھل گرے گا اور اٹھائیں گے۔ دنیا سے بھی اتنا ہی تعلق رکھیں **لا رد ولا کد**۔ جو مل جائے اسے ردّ نہ کریں اور جو نہیں ملا اس کے لئے بھاگ دوڑ نہ لگائیں۔

شیخ عظمہ اللہ پر مخدوم شیخ حُسَینؒ کی شفقت

پھر ارشاد فرمایا کہ___ جب میں چھوٹا تھا حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز کی خوب خدمت کرتا___ اور حضرت شیخ بھی مجھ پر بے انتہا شفقت فرماتے۔ مجھ سے کہتے___ تھوڑی عَرَبِیّت حاصل کرلو تاکہ عبارت فہمی آجائے___ باقی کام تو میرا ہے۔

مخدوم شیخ حُسَینؒ سے ایک اہم سوال اور اس کا جواب

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ ایک دن میں نے حضرت شیخ سے پوچھا ان **القصعة تستغفر للاعقتها** یعنی پیالہ چاٹنے والوں کی مغفرت و بخشائش کی درخواست پیالہ

کرتا ہے ___ آخر ایسا کیسے ہوسکتا ہے اس لئے کہ پیالہ تو جمادات میں سے ہے، وہ استغفار کیسے کرے گا۔ اس جملہ کا مفہوم کیا ہوگا؟ ___

حضرت شیخ حسین قدس اللہ سرہٗ میرے اس سوال سے بہت خوش ہوئے ___ اور فرمایا ___ اللہ کا شکر ہے اتنی سمجھ تو آگئی ___ اس کے بعد فرمایا یہ اسناد مجازی ہے، یعنی کھانے والا جب برتن کو چاٹتا ہے تو وہ دراصل کھانے کی تعظیم کرتا ہے اور کھانے کی تعظیم حقیقت میں کھانا دینے والے کی تعظیم ہے۔ اس لئے برتن، کھانا دینے والے سے برتن چاٹنے والے کے لئے مغفرت خواہ ہوتا ہے، اور یہ مجاز کے طور پر ہے۔

اس کے بعد فرمایا ___ **من لعق الاناء وترک الزناء یورث الغناء** جو شخص اس برتن کو چاٹتا ہے جس میں کھانا کھایا ہے اور زنا سے پرہیز کرتا ہے وہ خوش حال اور غنی ہوجاتا ہے۔

مخدوم شیخ حسینؒ کے ذریعہ عقیدۂ حافظ کا درس

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ جب حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہٗ نے یہ محسوس کیا کہ ___ عربیت کی تھوڑی فہم پیدا ہوگئی ہے تو ایک دن مجھ سے فرمایا ___ عقیدہ مجھ سے پڑھ لو، میں نے عقیدۂ حافظ پڑھنا شروع کردیا، روزانہ پڑھنے لگا۔

اس زمانہ میں خانقاہ میں بہت سارے صوفی رہتے تھے۔ وہ لوگ آپس میں اتنی بحث کرتے کہ حضرت شیخ کو گراں گذرنے لگا ___ تنگ آگئے ___ ایک روز اندر میں تھے، مجھ کو وہیں بلالیا ___ اور فرمایا ___ صوفیوں کے بحث ومباحثہ میں پڑھائی تیزی کے ساتھ نہیں ہورہی ہے اس لئے یہیں پڑھئے، میں چاہتا ہوں عقیدہ میرے سامنے مکمل کرلیجئے۔

میں ویسا ہی کرنے لگا ___ اندر ہی پڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ پورا عقیدہ ختم اور مکمل کرلیا ___

مخدوم حسینؒ نے اٹھارہ دنوں تک کچھ نہیں کھایا تھا

پھر ارشاد ہوا___ ایک بار حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ' اٹھارہ دنوں سے فاقہ میں تھے__ فرمایا___ کمزوری اب بڑھ رہی ہے، طبیعت پھول کی طرف مائل ہے۔

یہ سنتے ہی تقریباً دس بارہ آدمی پھول لانے کے لئے دوڑ پڑے___ میں بھی باہر نکلا، ایک باغ میں گل سادہ یعنی چنپہ [1] کا پھول ملا۔ دو پھول مالی سے مول لے کر حاضر کیا۔

حضرت شیخ قدس اللہ سرہ' ان دونوں نوشگفتہ پھولوں کو دیکھ کر خوش ہوئے___ اور فرمایا___ یہ پھول نازک ہیں۔ مٹی کے دو کچے کوزے منگوائے، حکم ہوا___ اِسے دھو کر لائیے___ اور ان پھولوں کو اس میں ڈال کر لائیے۔

میں نے ویسا ہی کیا۔

حضرت شیخ قدس اللہ سرہ العزیز اسے سونگھنے لگے___ کچھ قوت حاصل ہوئی۔ فرمایا___ مجھے اٹھائیے اور اٹھا کر بیٹھا دیجئے۔ اس کے بعد اٹھے، تکیہ کے سہارے بیٹھے، اس پھول کو کچھ دیر تک سونگھتے رہے___ پھر فرمایا___ خداوندا! جس طرح تو نے اس پھول کو خوشبو دی ہے___ اسی طرح شیخ احمد کو بھی دنیا و آخرت میں خوشبو عطا فرما۔

شیخ عظمہ اللہ کے لئے مخدوم حسینؒ کی دعائیں

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اپنا روئے مبارک حضرت سید بھیکن پیارا کی طرف کیا اور بہت نوازش و کرم، شفقت و مرحمت کے ساتھ فرمایا___ جس طرح میں ان سے (یعنی شیخ احمد سے) خوش ہوں___ اُسی طرح اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ بھی ان سے خوش رہیں۔

جہاں بھی پھول ہے وہاں کانٹا ہے___ لیکن___ یہ ایسے پھول ہیں جہاں کانٹا نہیں۔

اس کے بعد حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز کا یہ شعر اپنی زبان مبارک سے سنایا۔

جہاں گویند چوں خاراست باگلشن تعال اللہ
کہ من از آیت معکم ہمہ گلزار می بینم

مخدوم شیخ حُسَینؒ کی غزل

پھر حضرت شیخ عظمۃ اللہ نے پوری غزل سنادی۔

ازاں جامی کہ از ساقی رواں درکار می بینم ☆ بریں بادہ بہر سوئے سرو دستار می بینم
کساں در مصحف رویت یکی قراں نمی خوانند ☆ من اندر نون ابرویت گل پر خار می بینم
بدور چشم میگونت روا جی نیست تقویٰ را ☆ تماشی رند ہر سوئے دریں بازار می بینم
جہاں گویند چوں خاراست باگلشن تعالی اللہ ☆ کہ من از آیت معکم ہمہ گلزار می بینم

حسیؔن از سر بروں افگن ہمہ پندار وحدت را
کہ در تو ہر سر موئے دوصد زنار می بینم

(۱) جو جام ساقی کی طرف سے رقص میں ہے اس جام کی شراب پر سرو دستار کو نثار ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

(۲) کوئی ایک بھی آپ کے مصحف رخسار کو بطور قران نہیں پڑھتا اور میرا یہ حال ہے کہ میں آپ کے ابرو کے نون میں خاردار پھول دیکھ رہا ہوں۔

(۳) آپ کے چشم میگوں کے دور میں تقویٰ کا اصول نہیں ہے، اس بازار میں ہر طرف رندی کے اسباب نظر آرہے ہیں۔

(۴) اس دنیا کو کچھ لوگ کانٹا کہہ رہے ہیں اور کچھ لوگ گلشن سمجھ رہے ہیں اللہ جانے کیا ہے آیت معکم کی وجہ سے میری نظر میں سب گلزار ہیں۔

(۵) اے حسین! وحدت کے تمام گمان وخیال کو سر سے نکال دو اس لئے کہ تمہارے ہر بال میں سینکڑوں زنار نظر آرہے ہیں۔

ہر شعر پڑھنے کے وقت حضرت شیخ عظمہ اللہ کو لطف آرہا تھا۔اور تمام حاضرین بھی لطف اندوز ہو رہے تھے۔

محبت کا بیان

اسی دوران بعض لوگوں کی مخالفت کا تذکرہ ہونے لگا۔حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ **المرء مع من احب** [ترمذی شریف باب الزھد] یعنی انسان اپنے دوست کے ساتھ ہوتا ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ آج اس کا محبوب کون ہے اور اس کا دل کس کی زنجیر محبت سے بندھا ہے۔

پھر ارشاد ہوا کہ___ دنیا کا معاملہ عقبیٰ والوں سے عناد، دشمنی اور وحشت کے سوا اور کچھ نہیں۔لیکن___ عقبیٰ والوں میں یہ بات نہیں ہوتی، ان کا معاملہ تو یہ ہوتا ہے___

تا ذوق درونم خبرے می دہد از دوست

از طعنۂ دشمن بخدا بے خبر ستم

(دوست کی باتوں اور اس کی یادوں سے میرے دل میں ذوق کی ایسی کیفیت رہتی ہے کہ خدا کی قسم! دشمن کے طعنوں کی مجھے خبر ہی نہیں ہوتی)۔

چندروزہ دنیا کے لئے دشمنی بے کار ہے

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ___ **کن فی الدنیا کانک غریب او عابری سبیل** [بخاری شریف باب رقاق] (دنیا میں اس طرح رہو جیسے اجنبی یا پل پار کرنے والا مسافر ہوتا ہے) **وَعُدّ نفسک من اصحاب القبور** [ترمذی شریف باب الزہد، ترمذی شریف میں **اصحاب القبور** کی جگہ **اھل القبور** ہے۔مترجم] (اپنے نفس کو قبر کے لئے تیار کرلو) جو چیز بھی ہے چندروزہ ہے، آخر ختم ہونا ہے۔زمین ومکان کوئی بھی قبر میں لے کر نہیں گیا ہے اور نہ لے کر جائے گا۔لہٰذا عداوت اور دشمنی فضول اور بے مقصد ہے۔

مجلس -۲۵

مخدوم شیخ حُسَینؒ کے ایک مکتوب کی تشریح

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔خاکسار نے عرض کیا ___ حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز کے مکتوبات قدیم میں ایک جگہ آیا ہے ___ کسی نے پوچھا تھا کہ جب محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے محبوب ہیں تو پھر آپ ﷺ کے دندانِ مبارک کے شہید ہونے اور محبوب پر جوروستم کے کیا معنی؟ ___

اور حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ العزیز نے اس مکتوب میں اتنا اور لکھا ہے ___ عشق کا اطلاق ذات پر ہوتا ہے عاشقی اور معشوقی اس کی صفت ہے ___ باقی مضمون کو کسی دوسرے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے۔

حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز کی اس عبارت کا معنی ذرا وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا جائے ــــ

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ عشق خداوند جل جلالہٗ کی ذات سے عبارت ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ مصدر الموجود ہے (یعنی تمام موجودات سے مقدم واوّل ہے اور سب اسی سے وجود میں آئے ہیں) جس طرح مصدر کہ ماضی، مستقبل، امر و نہی سب اس سے مشتق ہیں، مصدر اپنی ذات سے کوئی عمل نہیں کرتا مگر فعل اور مفعول کے معنی دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کمال تنزیہہ و تقدیس کی بنا پر حقیقت میں اس کا کوئی نام نہیں ہوتا جیسا کہ کہا ہے ــــ نیست حق را در حقیقت ہیچ نام ــــ (حقیقت میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا کوئی نام نہیں) عالمِ لاہوت اسی سے عبارت ہے۔ جب اس نے چاہا کہ خود کو ظاہر کرے تو یوں فرمایا کُنْتُ كَنْزاً مَخْفِياً فَاَحْبَبْتُ اِنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ (میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا چنانچہ میری خواہش ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوقات کو [اپنے] پہچانے جانے کے لئے پیدا کیا)۔

جب جبروت کی صورت میں نزول کیا تو موجود اور عشق نام ہوا۔ اس کے بعد عالم جبروت دو صفتوں میں ظاہر ہوا۔

(۱) لطیف (۲) کثیف

لطیف کو ملکوت سے موسوم کیا اور کثیف کا نام ملک و ناسوت ہوا۔

عشق دو چیزوں سے موصوف ہے محبی اور محبوبی سے۔ جب محبی کی صفت سے موصوف ہوا تو ملکوت کہلایا ــــ اور جب محبوبی کی صفت سے موصوف ہوا تو ملک نام پڑا۔ لہٰذا عشق کا اطلاق ذات پر ہے، محبی و محبوبی اس کی صفات ہیں۔ عشق اپنی ذات سے بے باک ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اپنی صفات پر کرتا ہے۔ کبھی سلطنت و استغناء کا معاملہ محبّ کے ساتھ کرتا ہے اور کبھی محبوب کے ساتھ ــــ اور کبھی دونوں سے اپنی مراد اٹھالیتا ہے۔ جب استغناء کا

معاملہ محبوب کے ساتھ ہوتا ہے تو یونس علیہ السلام کی طرح مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیتا ہے، اور محمد رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں کے درمیان آرام کا حکم ہوتا جو اس دنیا سے رحلت کر گئے ہیں۔ جب استغناء کا معاملہ محبّ و عاشق کے ساتھ کرتا ہے تو آپ ﷺ کی عمر کی قسم **لعمرک** سے کھاتا ہے اور **لو لاک لما خلقت الافلاک** کے خطاب سے نوازتا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ بھی محبوبی و استغناء کی بنا پر فرماتے ___ **انا النبی لا کذب** اور **من رانی فقد رای الحق و اٰدم و من دونه تحت لوائی** (میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا، آدم اور ان کے علاوہ جو بھی ہیں سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے) آپ کا یہ فرمانا آپ کے شایانِ شان ہے اور آپ کو زیب دیتا ہے۔

یہ گفتگو اس مناسبت سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو محبّ فرض کریں۔ اگر محبوب فرض کریں تو اس وقت یہی گفتگو برعکس ہو جائے گی۔ یہیں سے اس سوال کا جواب محقق ہو جاتا ہے یعنی اگر محبّ کے ساتھ استغناء کا معاملہ ہو تو محمد رسول اللہ ﷺ کو جو محبوب ہیں رحلت کرنے والوں کے درمیان لیٹنے کا حکم دیتا ___ اور جب محبوب کے ساتھ استغناء کا معاملہ ہوتا **لعمرک** کے ذریعہ آپ کی عمر کی قسم کھاتا اور **لو لاک لما خلقت الافلاک** فرماتا۔

مخدوم شیخ مظفرؒ کا مخدوم جہاںؒ سے کمال عشق

اس کے بعد فرمایا ___ محبت بھی عجیب چیز ہے۔ حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمتہ اللہ علیہ کو جب کوئی حاجت ہوتی یا کوئی مشکل پیش آجاتی تو جہاں بھی ہوتے وہیں سے حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ حضرت مخدوم جہاںؒ اس مشکل کو حل فرما دیتے۔

ایک دفعہ حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمتہ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں تھے کوئی حاجت پیش

آ گئی۔ حضرت مخدوم جہاںؒ کی طرف متوجہ ہوئے، حاجت پوری نہیں ہوئی۔ رسول اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ___ مولانا مظفر! یہ انبیاء کی زمین ہے اور مولانا شرف الدین جوادب کی نعمت سے سرفراز ہیں اس سرزمین پر کوئی تصرف نہیں کر سکتے۔ اگر آپ چاہیں تو اپنی حاجت مجھ سے بیان کریں میں آپ کی حاجت پوری کر دوں اور اگر مولانا شرف الدین ہی سے کہنا ہے تو یہاں سے باہر نکلنا ہوگا ___

حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی حاجت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش نہیں کی۔ وہاں سے اٹھ گئے، مکہ سے چند کوس باہر نکل آئے۔ وہاں حضرت مخدوم جہاںؒ تشریف لائے، ان کی مشکل حل کر دی اور مولانا مظفرؒ واپس آ گئے۔

تجلی خداوندی بصورت شیخ

خاکسار نے عرض کیا ___ ایسا کہا جاتا ہے ___ ایک روز حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ فرما رہے تھے ___ اگر کل قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کی) تجلی مخدوم شیخ شرف الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی صورت میں ہوگی تو میں دیکھوں گا۔ کیا اس طرح کی بات صحیح ہے؟ ___

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ یہ بات اس طرح نہیں ہے بلکہ یوں ہے کہ ایک روز ہمارے شیخ حضرت مخدوم شیخ حُسین قدس اللہ سرہ العزیز بچپن میں اپنے احباب کے ساتھ حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہہ دیا ___ اگر کل قیامت کے دن مخدوم شیخ مظفرؒ کی صورت میں تجلی ہوگی تو ادھر دیکھوں گا ورنہ نہیں دیکھوں گا۔ یہ بات حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نے سن لی ___ اور فرمایا ___ یہ بات کس نے کہی ___ پکڑو، پکڑو۔ جب حضرت مخدوم شیخ حُسینؒ نے حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ کا یہ جملہ سنا ___ وہاں سے نکل گئے اور کہیں جا کر چُھپ گئے۔

شیخ معین الدین سنجریؒ کا عزیز واقارب کے لئے دہلی کا سفر

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی ___ حضرت شیخ معین الدین سنجری رحمتہ اللہ علیہ جس زمانہ میں عالم عشق کی شیفتگی میں تھے۔ آپ کے رشتہ داروں نے آپ کو اجمیر سے دہلی لایا تا کہ ان لوگوں کے لئے اسبابِ معاش کا انتظام کرا دیں۔ اس زمانے میں حضرت شیخ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ کی دہلی میں شہرت تھی۔ حضرت شیخ معین الدینؒ حضرت شیخ قطب الدینؒ کے یہاں تشریف لائے۔

آپ نے شیخ کی خوب تعظیم وتکریم کی ___ اور عرض کیا ___ حضور نے کیسے زحمت فرمائی؟ ___

شیخ معین الدینؒ نے فرمایا ___ رشتہ دار لوگ جمع ہوئے اور وہی آپ کے یہاں لے کر آ گئے ہیں، تا کہ ان کے لئے اسبابِ معاش یعنی جاگیر وغیرہ کا بندوبست ہو جائے۔

جب شیخ قطب الدینؒ نے یہ بات سنی ___ اسی وقت اٹھے ___ اور پیادہ پا بادشاہ کے یہاں پہنچ گئے۔

لوگوں نے بادشاہ کو بتایا ___ حضرت قطب الدینؒ تشریف لائے ہیں۔ اس نے عزت وتکریم کے ساتھ استقبال کیا، اندر لے گیا، اور سوچنے لگا کہ ___ میں نے بارہا حضرت کی بارگاہ میں حاضری دی ہے، لیکن شیخ نے کبھی التفات نہیں فرمایا اس وقت کیا معاملہ پیش آ گیا جو حضرت اس طرح پیدل ہی تشریف لے آئے۔

بادشاہ کے مقربین نے بتایا ___ حضرت فرما رہے ہیں کہ شیخ معین الدینؒ اجمیر سے اس لئے تشریف لائے ہیں کہ ان کے رشتہ داروں کے لئے اسبابِ معاش (جاگیر وغیرہ) کا نظم کر دیا جائے۔

بادشاہ نے اسی وقت عملوں کو بلایا اور سارا اجمیر حضرت شیخ معین الدینؒ کے عزیز و

اقارب کے لئے بطور وظیفہ دے دیا۔ اور زمین کے تمام کاغذات ایک دن میں تیار کروا کے حوالہ کر دیا۔

حضرت شیخ قطب الدینؒ تمام کاغذات لے کر حضرت شیخ معین الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

یہ دیکھ کر شیخ نے فرمایا ____ بابا قطب الدینؒ! آپ نے اپنی دکان خوب لگائی ہے کہ ایک ہی دن میں تمام دستاویز بھی حاصل کر لیا ____

دہلی کے سارے مشائخ، علماء اور اشراف شیخ معین الدینؒ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوتے رہے اور قدم بوسی کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ مگر حضرت شیخ فرید الدینؒ نہیں آئے۔

مولانا شیخ فریدالدینؒ مرد صادق تھے

ایک دن حضرت شیخ معین الدینؒ نے حضرت شیخ قطب الدینؒ سے پوچھا ____ بابا قطب الدین! اور بھی کوئی ہے جو میری ملاقات کو نہیں آیا ہے؟ ____

شیخ قطب الدینؒ نے عرض کیا ____ مولانا فرید الدینؒ کے سوا سارے لوگ آ چکے۔

اس کے بعد شیخ قطب الدینؒ خود ہی شیخ فرید الدینؒ کے پاس چلے گئے اور ان سے کہا ____ سارے لوگ شیخ معین الدینؒ سے ملنے آئے اور آپ کیوں نہیں آئے؟ ہاں! آپ کے صدق کا حال معلوم ہے مگر القادم یزار بھی تو ہے، یعنی آنے والے کی زیارت کی جاتی ہے اس لئے آپ آئیں اور حضرت سے ملاقات کریں۔

شیخ فرید الدینؒ نے عرض کیا ____ اگر آپ کی خوشنودی اسی میں ہے تو زہے قسمت! ابھی چلتا ہوں ____ دونوں بزرگ شیخ معین الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

شیخ معین الدینؒ اور بابا قطب الدینؒ
کے ذریعہ شیخ فریدالدینؒ کی تکمیل

شیخ معین الدینؒ نے فرمایا ـــــ بابا قطب الدین! یہ مرد صادق ہیں۔ آیئے! ہم اور آپ دونوں مل کر ان کو بزرگ بنا دیں۔ اس کے بعد ایک طرف شیخ معین الدینؒ کھڑے ہو گئے اور دوسری طرف شیخ قطب الدینؒ ـــــ شیخ فریدالدینؒ کو بیچ میں کھڑا کیا اور دونوں بزرگوں نے شیخ فریدالدینؒ کا ایک ایک کان پکڑ لیا۔ اٹھایا اور عرش و فرش سب سے گذار دیا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ کا ترتیب کردہ درود شریف

خاکسار نے حضرت شیخ عظمہ اللہ کی خدمت بابرکت میں ایک کاغذ پیش کیا جس پر وہ درود شریف مرقوم تھا جو حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ترتیب دیا تھا، عرض کیا ـــــ حضور اس کو دیکھ لیتے اگر کچھ غلطی ہو گئی ہو تو اصلاح فرما دیں۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اس درود شریف کو اپنی زبان مبارک سے ادا فرمایا اور ایک دو جگہ جو نقص تھا اس کو درست کروا دیا۔ وہ درود شریف یہ ہے ـــــ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ عَدَدَ اَقْطَارِ الْاَمْطَارِ

وَعَدَدَ اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ وَعَدَدَ الْاَزْھَارِ وَالْاَثْمَارِ

وَعَدَدَ اَمْوَاجِ الْبِحَارِ وَعَدَدَ رِمَالَ الْقِفَارِ

وَعَدَدَ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ فِیْ آنَاءِ اللَّیْلِ وَاَطْرَافِ النَّھَارِ

وَعَدَدَ اَنْبِیَائِہِ الْکِبَارِ وَاَصْحَابِہِ الْخِیَارِ

وَسَلِّمْ تَسْلِیْماً کَثِیْرًا o

(اے اللہ تعالیٰ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ اور آپ کی آل پر بارش کے قطروں کی تعداد کے مطابق،
درختوں کی پتیوں کی تعداد کے مطابق، پھولوں، کلیوں اور پھلوں کی تعداد کے مطابق،
سمندروں میں اٹھنے والی موجوں کی تعداد کے مطابق، ریگستان کے بالوؤں کی تعداد کے مطابق،
تیری مخلوق دن اور رات میں جو سانسیں لیتی ہے ان کی تعداد کے مطابق،
اپنے پیغمبرانِ عظام اور آپ ﷺ کے صحابۂ کرام کی تعداد کے مطابق۔
اور خوب خوب بکثرت صلوٰۃ وسلام پہنچا)۔

درود حُسَینی اور اس کی ترتیب

اس کے بعد فرمایا ــــــ ایک روز رسول اللہ ﷺ اشراق کے بعد مسجد سے اٹھے اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت جویریہؓ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں ہیں۔

دیکھا کہ ــــــ ام المؤمنین حضرت جویریہؓ فجر سے اشراق تک مصلّٰی پر بیٹھی کچھ پڑھ رہی ہیں۔

سرکار ﷺ نے پوچھا ــــــ اے جویریہ! کیا پڑھ رہی ہو؟ ــــــ
انہوں نے عرض کیا ــــــ یارسول اللہ! میں تسبیح پڑھ رہی ہوں۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا ــــــ میں یہ چار کلمے پانچ بار پڑھتا ہوں۔ اگر میرے ان کلمات کو ان تسبیحات سے موازنہ کرو جن کو تم پڑھتی ہو تو میرے کلمات کا وزن بڑھ جائے سنو! وہ کلمات یہ ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ ○

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ

سرہ العزیز نے ان کلمات سے درود شریف بھی ترتیب دے دیا ہے اور وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ عَدَدَ خَلْقِکَ وَرِضَا نَفْسِکَ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ ٥

پھر اس درود شریف کا معنی بیان فرمایا ____ حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے کسی رسالہ میں اس درود شریف کا معنی تحریر فرمایا ہے کہ ____

اے خدا! حضرت محمد صلی ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما اپنی تمام مخلوقات کی تعداد میں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی تعداد کسی کو معلوم نہیں کہ کتنی ہے ___ محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت فرما اپنی ذات پاک کی خوشنودی کی مقدار میں اور جب اس کی ذات پاک کی کوئی انتہا نہیں تو پھر محمد ﷺ پر اس کی رحمت بھی بے انتہا ہوگی۔ محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما اپنے عرش کے وزن کے مقدار میں اور عرش کا وزن و وسعت لوگوں کے علم سے بالاتر ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما اپنے کلمات کی مقدار میں، اور اللہ کے کلمات کا علم کسی کو نہیں ____

خاکسار نے عرض کیا ____ شیخ جنید محمود کہتے تھے کہ حضرت مخدوم شیخ حُسَینؒ نے یہ درود شریف مکہ معظمہ میں ترتیب دیا تھا۔

پورا واقعہ اس طرح سے سننے میں آیا ہے کہ جب حضرت شیخ حُسَینؒ وہاں صحیح بخاری کی سند لے رہے تھے اور حدیث مذکور الصدر پر پہنچے تو ایک رات حضرت شیخ کے دل میں یہ بات آئی کہ یہ وہ تسبیحات ہیں جو کثیر المعانی ہیں، کیوں نہیں ان سے درود ترتیب دے دوں۔ اسی کے بعد حضرت نے یہ درود شریف مرتب فرمایا۔

اس زمانہ میں حضرت شیخ مظفر رحمۃ اللہ علیہ وہیں موجود تھے۔ آدھی رات کو حضرت شیخ مظفرؒ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔

سرکار ﷺ نے فرمایا ــــــ اے مولانا مظفر! آج رات تمہارے بھتیجے نے میرے پاس ایسا تحفہ بھیجا ہے جیسا بہت کم لوگوں نے بھیجا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے وہ درود شریف حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ کو سنایا۔ حضرت نے سن کر یاد کر لیا۔ اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ــــ اب سے پہلے ایک حُسَین میرے محبوب تھے یعنی حُسَین بن علی کرم اللہ وجہ اب دو حُسَین میرے محبوب ہو گئے ایک حُسَین بن علی اور دوسرے حُسَین بن معز تمہارے بھتیجا ــــ

حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نیند سے بیدار ہوئے اور اسی وقت حضرت مخدوم شیخ حُسَینؒ کے حجرے پر تشریف لے گئے، دروازہ کھٹکھٹایا۔ سب سے پہلے سلام کیا پھر بہت زیادہ تعظیم و تکریم کی ــــ اور خواب کا واقعہ بیان کیا۔

حضرت مخدوم شیخ حُسَینؒ نے بتایا کہ ــــ رات دل میں ایسا خیال آیا اور یہ درود شریف ترتیب پا گیا۔

اسی زمانہ میں بہت سارے قافلے حج کے لئے اطراف سے آئے ہوئے تھے۔ تقریباً تیس چالیس اولیاء اللہ نے رسول اکرم ﷺ کو اسی رات خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا ــــ مولانا مظفر کے بھتیجے نے ایک درود ترتیب دیا ہے اور مجھے ہدیہ کیا ہے ان سے لے کر یاد کر لیجئے۔

صبح سویرے وہ لوگ حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ کے پاس آئے ــــ اور اپنا اپنا خواب بیان کیا ــــ ان سے وہ درود شریف لکھ لیا اور اپنے اپنے ملک لے گئے۔

یہ پوری بات سن کر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ مولانا، صادق اور محقق ہیں، اور بہت ساری باتیں ان کو یاد ہیں ــــ

مجلس - ۲۶

آدمی جب تک زندہ ہے رزق ملتا رہے گا

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی، رزق کی بات ہونے لگی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ آدمی جب تک زندہ ہے اس کو بے شک رزق ملتا رہے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے لوگوں کے رزق کو اپنے اوپر واجب کرلیا ہے۔

جیسا کہ فرمایا ___ **وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا** [سورہ ھود/۶] اللہ تعالیٰ اتنی مقدار میں رزق دیتا رہے گا جس سے آدمی اور جانوروں کی زندگی باقی رہے۔ ہر شخص کی روزی اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی تقسیم اور معین کردی گئی ہے۔ جیسے ہی اس کی مقدار پوری ہوتی ہے موت آجاتی ہے، اور وہ اس دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ نے یہ حدیث پڑھی ___ **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو ان ابن آدم لیفر من الرزق کما یفر من الموت لادرکہ رزقہ کما یدرکہ الموت** ۔ یہ سچ اور درست ہے کہ اگر آدمی رزق سے بھاگتا ہے جیسے موت سے بھاگتا ہے تو یقیناً رزق اس تک اسی طرح پہنچ جاتا ہے جس طرح موت ___ آدمی کی روزی کسی خاص شہر یا کسی خاص جگہ ہی میں معین ومقرر نہیں ہے بلکہ کہیں بھی مل سکتی ہے۔ اس لئے کہ رزق مختلف جگہوں پر مقرر ہے۔

شیخ الشیوخؒ کا حصول رزق کے لئے ارادۂ سفر

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ ایک روز حضرت شیخ الشیوخ (شہاب

الدین سہروردیؒ) قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے خادم سے فرمایا___ میں نے سفر کا ارادہ کرلیا ہے، اس لئے سامانِ سفر تیار کرو___

خادم نے شیخ کے حکم کے مطابق تمام سامانِ سفر تیار کرلیا، تیاری مکمل ہوگئی اور حضرت شیخ ایک دو روز میں نکلنے والے ہی تھے کہ اسی اثناء میں کسی بزرگ نے ایک بوریا حضرت شیخ کی خدمت میں بھیج دی۔

شیخ الشیوخ نے بوریا کا بندھن کھولنے کا حکم دیا___ جب بوریا کو کھولا تو گیہوں کے چند دانے اس میں سے لئے تناول فرمایا___ اور اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا۔ پھر خادم سے فرمایا___ میں جس چیز کے لئے سفر کر رہا تھا وہ یہیں پہنچا دیا گیا۔ اس شکرانے میں سفر کے تمام سامان فقیروں کو دے دو۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ بزرگوں نے اسی طرح عرضی لگائی ہے کہ___ اے اللہ تعالیٰ! ہماری روزی ہم تک پہنچا دے___ یہ نہیں کہتے کہ جہاں میری روزی ہے وہاں مجھے پہنچا دے۔ اس لئے کہ ایسا کہنے میں تفرقہ بہت ہے۔

مجلس - ۲۷

اعتبار آخری زندگی کا ہے

آستانہ عالی جناب کی خاک بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی اچھے کاموں میں لگا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس

کے اور بہشت کے درمیان ایک بالشت دوری رہ جاتی ہے___ لیکن___ ازل میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ آخر عمر میں اس سے ایسا کام صادر ہو جائے گا جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا___

اسی طرح اگر کوئی زندگی بھر برے اعمال میں ایسا پڑا رہا کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک بالشت دوری رہ جاتی ہے___ لیکن___ ازل میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ آخر عمر میں ایسا کوئی کام کر جائے گا جس کی وجہ سے بہشت کا مستحق قرار دے دیا جائے گا___ اس سے معلوم ہوا کہ اعتبار اسی آخری زندگی کا ہے۔

ہر دس آدمی میں ایک آدمی ولی ہوگا

اس کے بعد فرمایا___ حدیثوں میں پڑھا ہے کہ رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا___ میری امت کے ہر دس آدمی میں ایک آدمی ولی ہوگا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ___

☆ دنیا میں ہمیشہ چالیس آدمی ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی طرح ہوتے ہیں۔

☆ چند لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کی طرح ہوتے ہیں۔

☆ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دل کی طرح ہوتے ہیں۔

☆ اور ایک شخص ایسا ہوتا ہے جس کا دل میرے دل کی طرح ہوتا ہے۔

اور قیامت تک ایسے لوگ ہوتے رہیں گے۔ دنیا ان کے دم قدم کی برکت سے قائم

رہے گی۔ جب دنیا ایسے لوگوں سے خالی ہو جائے گی اور ایسا ایک آدمی بھی باقی نہیں رہے گا اس وقت قیامت آجائے گی۔

کافرِ زناردار کے نام قطبیت

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ حکایت بیان فرمائی ___ ایک کافر اپنے زنار کو خشک کر رہا تھا اسی درمیان اس کے دل میں ایک سر ظاہر ہوا، عالمِ شیفتگی میں جنگل کی طرف نکل گیا اور پھر کوہِ لبنان پر پہنچ گیا جو اولیاء کی جگہ ہے ___ دیکھا ___ وہاں چھ آدمی کھڑے ہیں اور ایک جنازہ رکھا ہے۔ اس زناردار نے پوچھا ___ آپ لوگ کون ہیں اور یہ جنازہ کس کا ہے؟ ___

ان لوگوں نے کہا ___ پہلے نماز پڑھایئے پھر سوال کیجئے گا۔

وہ زناردار آگے آئے ___ امامت کی ___ اور نماز پڑھائی۔

جب نماز سے فارغ ہوئے تو ان لوگوں نے کہا ___ ہم لوگ اوتاد ہیں اور جن کا یہ جنازہ ہے ہم لوگوں کے درمیان قطب تھے۔ جب ان کی رحلت کا وقت قریب آیا انہوں نے وصیت کی کہ ___ جب میرا انتقال ہو جائے تو جنازہ تیار کر کے رکھنا ایک شخص آئیں گے ان سے کہنا کہ نماز پڑھائیں۔ نماز پڑھانے کے بعد اُن سے کہنا ___ اب آپ ہی قطب ہیں۔

عہدِ رسالت ﷺ سے دوری کے اثرات

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ رحمتِ عالم حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے ___ خَیرُ الْقُرُونِ قَرْنِی ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَھُم ثُمَّ الَّذِینَ

يَلُونَهُم ثُمَّ يَفشُوا الكِذب [ترمذی شریف ابواب الفتن ۔ ابن ماجہ کتاب الاحکام] یہ زمانہ نہایت جھوٹ کا زمانہ ہے کہیں بھی سچائی نظر نہیں آتی ۔ الا ماشاء اللہ ۔

یہ سب جو کچھ ہو رہا ہے سرکارِ دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ پاک (زمانہ) سے دوری کی وجہ سے ہو رہا ہے ۔ آپ کے عہدِ مبارک کے اثرات و برکات کا کیا کہنا ۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ ایک درویش جوان اور حَسین وجمیل تھے وہ ذکر و شغل میں مشغول رہتے ۔ ایک مالدار عورت اُن پر عاشق ہو گئی ___ لیکن ___ درویش تک اُس عورت کی رسائی نہیں ہوتی ۔ وہ درویش گھر سے باہر نکل آئے اور ایک باغ میں پہنچ گئے ، وہیں مشغول رہنے لگے ۔ وہ عورت باغ کے پاس پہنچی ___ باغ کے مالی کو چند سِکّے دے کر راضی کر لیا اور باغ کے اندر چلی گئی ۔

جب درویش کو معلوم ہوا کہ وہ عورت باغ تک پہنچ گئی ہے تو وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے ، باغ کی دیوار پر چڑھ گئے اور وہاں سے باہر کود گئے ___ پاؤں ٹوٹ گیا ، زخمی ہو گئے ۔ بہت تکلیف جھیلنے کے بعد آرام ملا ، پھر اُسی طرح مشغولیت اختیار کر لی ۔

عالمِ ضعیفی میں خیال آیا کہ ___ وہ عورت اِس درجہ میری طرف مائل ہوئی اور میں اُس کی طرف سے رخ موڑتا رہا ، اب اگر میں اُس کی طرف مائل ہو جاؤں ، اُس کے دل کو خوش کر دوں اور اُس کی مُراد پوری کر دوں تو کیا ہرج ہے ، پھر توبہ کر لوں گا ۔

اس خیال کے آتے ہی درویش کو اپنے اوپر افسوس ہوا ___ غمزدہ ہو گئے اور سوچنے لگے کہ آخر ایسا کیوں ہوا ، یہ کیا معاملہ ہے ۔ جب میں جوان تھا اور وہ خواہشمند تھی اس وقت ایسی بات دل میں پیدا نہیں ہوئی ___ اور اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور اس نے بھی اپنی خواہش ترک کر دی ہے ایسے وقت میں دل کی کشش اس کی طرف ہو رہی ہے ۔

وہ اسی سوچ وفکر میں تھے کہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا کی زیارت نصیب ہوئی۔

آپ ﷺ نے فرمایا ___ اے درویش! تمہارے دل میں جو خطرہ پیدا ہوا اُس کی فکر نہ کرو۔ انکار کی وہ کیفیت نہ تمہاری طرف سے تھی اور نہ یہ کیفیت تمہاری طرف سے ہے۔ جوانی میں جو اِس طرح کا خیال تمہارے دل میں پیدا نہیں ہوا اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ وقت ہمارے بابرکت عہد سے قریب تھا ___ اور اِس وقت جو خیال تمہارے دل میں آیا ہے وہ ہمارے زمانے سے دوری کی وجہ سے ہے ___ درویش یہ بشارت سن کر خوش ہو گئے۔

مخدوم جہاںؒ کی خدمت میں جوگی کا دانۂ اکسیر پیش کرنا

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ ایک جوگی حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر آیا ___ اور دانۂ اکسیر (جس سے سونا بنتا ہے) پیش کیا۔

اُس جوگی کے رخصت ہونے کے بعد حضرت مخدوم جہاںؒ نے ایک حجام سے جو سامنے کھڑا تھا فرمایا ___ اسے لے جاؤ اور فلاں کنواں میں ڈال دو۔

حجام نے اس دانۂ اکسیر کو لیا اور اُسی وقت کنواں میں ڈال دیا۔ حضرت مخدوم جہاںؒ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد اس حجام کے دل میں خیال آیا ___ میں نے یہ کیا کر دیا کہ اِس کیمیا کو ضائع کر دیا۔ اگر رکھ لیتا تو بال بچوں کے لئے قیامت تک کافی ہوتا۔

غیر اللہ پر طالب کی نظر، دوری کا سبب ہے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ جب تک طالب کی نظر غیر اللہ پر ہے وہ اللہ

تعالیٰ سے ہزار کوس دور ہے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی ــــ ایک شخص حضرت خواجہ جعفر صادق ﷺ کی خدمت میں حاضر آیا ــــ اور اس نے عرض کیا ــــ اے رسول خدا ﷺ کے فرزند! مجھے اللہ تعالیٰ کو دکھا دیجئے ــــ

حضرت خواجہ نے فرمایا ــــ اس شخص کو دجلہ کے کنارے لے جاؤ اور ہاتھ پاؤں باندھ کر دجلہ میں ڈال دو ــــ

لوگوں نے ایسا ہی کیا ــــ

وہ شخص ڈوبنے لگا اور اس نے فریاد کی ــــ اے رسولِ خدا ﷺ کے فرزند! میں ڈوب جاؤں گا میری مدد کیجئے۔

حضرت خواجہ جعفر صادق ﷺ خاموشی کے ساتھ دیکھتے رہے۔ وہ شخص پانی میں ڈوبتا اور ابھرتا رہا۔ اور ہر بار اسی طرح فریاد کرتا رہا۔

آخر کار جب وہ پانی میں بالکل نیچے چلا گیا تو اس نے التجا کی ــــ اے اللہ! میں ڈوب رہا ہوں میری مدد فرما۔

حضرت خواجہ نے اس کی زبان سے یہ جملہ سن کر حکم دیا کہ ــــ اسے باہر نکال لاؤ۔ اسے باہر لایا گیا، حضرت نے اس سے پوچھا ــــ اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا؟ ــــ

اس نے کہا ــــ جی ہاں! دیکھ لیا۔

حضرت خواجہ نے اس سے فرمایا ــــ جب تک غیر اللہ سے تمہارا تعلق رہا تم حجاب میں رہے اور جب تمہارا تعلق غیر اللہ سے بالکل منقطع ہو گیا اس وقت تم نے اس کو دیکھ لیا اور یہ معرفت حاصل کر لی کہ اس کے سوا نہ کوئی دستگیر ہے اور نہ کوئی معاون و مددگار ــــ

اس حکایت کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ شعر پڑھا

تعلق حجاب است و بے حاصلی

چو پیوند را بگسلی و اصلی

(تعلق ایسا حجاب ہے جس کا نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ حاصل۔ جب تعلقات منقطع کروگے تو وصل کی نعمت سے سرفراز ہو جاؤ گے)۔

مجلس - ۲۸

باطن اسرار کا محل ہے

زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک دیوانہ جو چرمی لباس میں تھا اور جس نے اپنا جسم جلا رکھا تھا حاضری دی ـــــ اور قدم بوس ہوا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ ظاہری جسم کو کیوں جلایا باطن کو جلا کر پاک کرو، اللہ تعالیٰ کی نگاہ باطن پر ہوتی ہے، اور باطن ہی اسرار کا محل ہے، ظاہر کو جلانے سے کوئی فائدہ ہونے والا نہیں۔

فسلک کے باشندوں کی طرزِ رہائش

اس کے بعد فرمایا ـــــ حجاز کے سفر میں ایک ایسے مقام پر پہنچے جس کو فسلک کہا جاتا ہے۔ وہاں کا شاہزادہ میرے پاس آیا، وہ چرمی پوشاک میں تھا۔ وہ جگہ ایسی ہے جہاں کپڑا، غلہ اور کھانے پینے کے برتن کا رواج نہ تھا۔ وہاں کی عورتیں بھی چمڑا ہی پہنتیں جو ناف سے زانو کے

نیچے تک ہوتا، اوپر کا حصہ کھلا رہتا۔ اپنے کاروبار اور دوسرے کاموں کے لئے بھی اسی طرح باہر نکلا کرتیں۔

میں اس شاہزادے کے ساتھ شفقت سے پیش آیا ___ اسے کپڑا دیا، چاول اور مشنک (ایک طرح کا غلہ) بھی پیش کیا ___ لیکن اسے غلہ کی طرف رغبت نہیں ہوئی۔ کہنے لگا درہ لاؤ، پھر اس نے عنبر کے چند ٹکرے پیش کئے اور کہا ___ اسے لے لیجئے اور مجھے لوہا دے دیجئے۔ میں نے اسے کچھ کپڑے دیئے اس نے بڑے بڑے بکرے پیش کئے۔

اس جگہ شہد بہت ہوتا ہے اور جس میں شہد رکھتے ہیں اس برتن کو گھانس سے ایسا بناتے ہیں کہ اس سے شہد ٹپکتا نہیں۔ میں نے تھوڑا شہد مول لیا اور اسی گھانس کے برتن میں رکھا، کچھ بھی نہیں ٹپکا۔

اللہ تعالیٰ اس حال میں ان لوگوں کو رکھتا ہے۔ انہیں دیکھ کر ہم لوگوں نے رب تعالیٰ کا ہزاروں شکر ادا کیا۔

دانت کی تکلیف کا علاج

خاکسار نے عرض کیا ___ ایسا سنا ہے کہ ایک روز حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہٗ فرما رہے تھے کہ جب میرے دانت رخصت ہو گئے تو اس کا علاج معلوم ہوا ___ کسی نے عرض کیا ___ حضرت! اس کی دوا کیا ہے؟ ___ حضرت مخدوم حُسَینؒ نے فرمایا ___ جو وتر کی پہلی رکعت میں سورہ والتین پڑھتا ہے وہ دانت کی تکلیف سے محفوظ رہتا ہے ___ کیا یہ بات تحقیق شدہ ہے یا نہیں؟ ___

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ایسا ہی ہے ___ لیکن ___ بقیہ رکعتوں میں کیا پڑھا جائے؟ ___

خاکسار نے عرض کیا ___ اس کے متعلق کچھ سنا نہیں ہے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ پہلی رکعت میں **والتین** دوسری رکعت میں **الھکم التکاثر** اور تیسری رکعت میں **قل ھو اللہ** پڑھیں۔

ناسور کی تکلیف کا علاج

خاکسار نے پھر عرض کیا ___ یہ بھی حضرت مخدوم حُسَین قدس اللہ سرہٗ سے منقول ہے کہ اگر کوئی فجر کی سنت میں پہلی رکعت میں **الم نشرح** اور دوسری رکعت میں **الم ترکیف** پڑھتا ہے تو وہ ناسور کی تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔ ___ کیا یہ صحیح ہے؟ ___

ارشاد ہوا ___ ہاں! ایسا ہی ہے اور صحیح ہے۔

ایک رکعت والی نماز کی تردید

خاکسار نے عرض کیا ___ مولانا گدائی مجاور میران گنگن جو حضرت مخدوم حُسَین قدس اللہ سرہٗ کے مرید تھے کہتے تھے ___ حضرت شیخ نے فرمایا ہے ___ جس کو کوئی اہم کام پیش آجائے وہ شب جمعہ کو مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد ایک رکعت نماز ادا کرے اور اس میں **سورۂ فاتحہ** کے بعد اکیس (۲۱) بار **قل ھو اللہ** پڑھے ___ کیا حضرت نے بھی ایسا سنا ہے؟ ___

ارشاد ہوا ___ ایسا سننے میں نہیں آیا ہے اور مولانا گدائی کوئی فقیہہ بھی نہیں تھے۔ لہٰذا ایسے شخص کا کیا اعتبار ___ اور اگر ہو بھی تو امام شافعیؒ کے قول کے مطابق ہوگا کہ وہ ایک رکعت کی نماز کو جائز کہتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ کے یہاں دو سلام سے بھی آیا ہے۔

مجلس - ۲۹

رسول اللہ ﷺ کا کمالِ فقر و تجرید

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی جو تمام سعادتوں کا سرمایہ ہے۔ فقر و تجرید پر گفتگو ہونے لگی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اہل و عیال کے نان و نفقہ سے زیادہ جو کچھ ہوتا جب تک اسے فقراء اور مستحقین میں تقسیم نہیں کر دیتے گھر کے اندر تشریف نہیں لے جاتے۔ اگر کبھی ایسا ہوتا کہ کوئی نہیں ملتا جسے وہ چیز عطا فرمائیں تو اس رات گھر کے اندر ہی نہیں جاتے۔

خاکسار نے عرض کیا ___ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حجروں کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ کے لئے کوئی الگ حجرہ تھا جہاں تنہا رہا کرتے۔

ارشاد ہوا ___ ازواجِ مطہرات کے نو حجروں کے علاوہ اور کوئی حجرہ نہیں تھا۔

پھر خاکسار نے سوال کیا ___ جب کوئی فقیر یا مستحق نہیں ملتا جسے وہ چیز دیں تو اس رات کہاں تشریف رکھتے؟ ___

فرمایا ___ شاید اس رات مسجد میں ہی رہ جاتے ہوں واللہ اعلم۔ لیکن ایسا بہت کم ہوتا اور ایک جگہ تو یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی دنیاوی چیز نبی کریم ﷺ کے پاس ہوتی اور کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا جسے عنایت فرمادیں تو اس چیز کو کسی کے نام کر دیتے اور اسی کے نام پر رکھ دیتے، پھر اندر تشریف لے جاتے۔

بارگاہِ نبوت ﷺ میں اشرفیوں کی تقسیم

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ____ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر بادشاہت قربان تھی۔ بہت سارے ملکوں اور علاقوں سے آپ کے پاس خراج (ٹیکس) آتا۔ ایک بار کسی ملک سے سونے کے سکے بہت زیادہ آگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ____ مسجد میں رکھ دو۔ تین روز تک وہ اسی طرح مسجد میں پڑا رہا۔ تیسرے دن اللہ کے بندوں میں تقسیم کرنے لگے۔ امیر المؤمنین حضرت عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے عرض کیا ____ اے اللہ کے رسول! میں قرض دار ہوں، جس زمانہ میں جعفر کو کافروں نے قید کر رکھا تھا اس وقت میں نے مال دے کر ان کو کافروں سے آزاد کرایا تھا اور وہ مال ابھی تک ادا نہیں کر سکا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ____ اے عباس! جتنا چاہئے اٹھا لیجئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سکوں کو کپڑے میں باندھا اور اٹھانے لگے۔ لیکن وزن اتنا ہو گیا کہ ان سے اٹھ نہ سکا۔ عرض کیا ____ یارسول اللہ! کوئی آدمی دیجئے جو ان سکوں کو میرے گھر پہنچا دے۔ حضور ﷺ کو اس وقت کوئی آدمی نظر نہیں آیا جس سے یہ کام لیا جائے۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ مجبور ہو گئے تو اس میں سے تھوڑا سکہ نکال دیا لیکن پھر نہ اٹھا سکے، اس کے بعد تھوڑا اور کم کیا مگر پھر نہ اٹھا سکے۔ اس طرح کئی بار کرتے رہے، جب تھوڑا رہ گیا تو کاندھے پر رکھ کر روانہ ہو گئے۔ سکوں کے وزن سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاؤں کئی بار لڑکھڑائے۔

آپ ﷺ دیکھتے اور مسکراتے رہے، فرمایا ____ اے میرے چچا! آپ مال و دولت کو پسند کرتے ہیں؟ ____

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جتنا مال اٹھا لیا تھا اس میں سے کم کرتے جا رہے تھے۔ اس میں راز یہ تھا کہ انہوں نے قرض سے زیادہ اٹھا لیا تھا۔ آخر میں اتنا رہ گیا جتنا قرض تھا اس وقت ان سے اٹھ گیا۔

سنتِ رسول ﷺ کی اتباع قربتِ رسول ﷺ کا ذریعہ ہے

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا___ جہاں تک ہو سکے اس کوشش میں لگے رہے کہ صبح سے شام تک کسی سے کینہ، نفرت اور کدورت نہ ہو اور اچھے اخلاق سے آراستہ رہے۔ هٰذَا سُنَّتِی وَ مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِی کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّة یہ میری سنت ہے اور جس کو میری سنت سے محبت ہوگی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

نماز میں حضوری

حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا___ نماز میں حضوری کیا ہوتی ہے؟___

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ اتنا تو ہو کہ یہ معلوم رہے کہ کس وقت کی نماز پڑھ رہا ہے ظہر کی، فجر کی یا کسی اور وقت کی___

مجلس - ۳۰

شیخ ابراہیم انصاریؒ کے فاتحہ سوم میں حضرت شیخ کی شرکت

حضرت شیخ ابراہیم انصاری رحمتہ اللہ علیہ کے سوم کی تقریب میں حضرت شیخ عظمہ اللہ ان کے گھر تشریف فرما تھے۔ وہیں قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔

خاکسار نے عرض کیا___ آیت کریمہ فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تَکُنْ

كَصَاحِبِ الْحُوْتِ [القلم/۴۸] (انتظار کیجئے اپنے رب کے حکم کا اور نہ ہو جایئے مچھلی والے کی مانند) میں کس باب میں ممانعت آئی ہے؟____

حضرت یونس علیہ السلام کا تفصیلی واقعہ

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ اس کی تفصیل اس طرح ہے____

حضرت یونس علیہ السلام کو حکم ہوا____ فلاں شہر جایئے اور وہاں کے لوگوں کو ایمان کی دعوت دیجئے۔ حضرت حکمِ خداوندی کے مطابق اس شہر میں پہنچے تقریباً چالیس پچاس دن رہ کر وہاں کے لوگوں کو ایمان کی طرف بلاتے رہے، مگر کسی نے بھی ایمان قبول نہیں کیا۔

یونس علیہ السلام کو ان لوگوں پر غصہ آ گیا۔ فرمایا____ میں نے اپنا کام کر دیا، اپنی ذمہ داری ادا کر دی۔ اب کسی نے قبول نہیں کیا اس لئے عذاب آنے ہی والا ہے۔ لہٰذا میں ان لوگوں کے درمیان سے نکل جانے پر معذور ہوں۔ اس طرح کا معاملہ اگلے پیغمبروں کے ساتھ بھی ہوا ہے کہ انہوں نے ایمان کی دعوت دی، ان کی قوم نے ایمان نہیں لایا اور جب ان پر عذاب نازل ہونے لگا تو وہاں سے نکل گئے اور یہ ان کی مجبوری رہی۔

حضرت یونس علیہ السلام نے یہاں پر اجتہاد سے کام لیا اور اپنی قوم کو چھوڑ کر وہاں سے نکل گئے، لیکن ان کے اجتہاد میں غلطی ہوگئی۔ اس لئے کہ اگلے پیغمبران جو اپنی قوم کو چھوڑ کر نکلے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکلے ہیں، اور یونس علیہ السلام اللہ کے حکم کے بغیر نکلے اور یہ گمان کر لیا کہ میرے جانے سے کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔ لیکن ان کا یہ گمان فاسد ہو گیا اور پکڑ میں آ گئے۔

بہر حال! حضرت یونس علیہ السلام کے سوار ہونے سے پہلے ہی ان کی قوم کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی اور حضرت یونس علیہ السلام تنہا رہ گئے۔ انہوں نے دوسری کشتی لی اس پر سوار ہوئے اور اس کشتی کے پاس پہنچ گئے جس کے ذریعہ ان کی قوم روانہ ہوئی تھی۔ جیسے ہی اپنی قوم کی کشتی

پر بیٹھے، کشتی طوفانی ہوا اور بھنور میں پھنس گئی۔

ملاحوں نے کہا____ ہم لوگوں کے درمیان کوئی نافرمان آگیا ہے اس لئے کہ جب کوئی نافرمان کشتی پر بیٹھ جاتا ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ جب تک وہ باہر نہیں ہوتا کشتی بھنور سے نہیں نکلتی۔ ایسی صورت میں کسی کا بھی شک یونس علیہ السلام کی طرف نہیں گیا۔ پھر قرعہ اندازی کی بات ہوئی۔ قرعہ میں بھی کسی کا نام نہیں نکلا۔ آخر میں حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا____ لاؤ مجھے دو۔ حضرت نے قرعہ ڈالا، ان ہی کا نام نکل آیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ [الصافات/۱۴۱] (پھر قرعہ اندازی میں شریک ہوئے اور ڈھکیلے ہوؤں میں ہو گئے)۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ____ میں نے نافرمانی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر یہاں آگیا ہوں۔ اب میں اپنے کو دریا میں ڈال رہا ہوں، دریا میں جس جگہ کودنا چاہتے وہیں دیکھتے کہ مچھلی منہ پھاڑے موجود ہے____ آخر خود کو دریا میں ڈال ہی دیا اور مچھلی اُن کو نگل گئی۔

جیسا کہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ [الصافات/۱۴۲] (پس نگل لیا انہیں مچھلی نے دراں حالیکہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے)۔

مچھلی نے جب ان کو اپنا لقمہ بنالیا تو وہ اللہ کی تسبیح میں لگ گئے اور اسی تسبیح کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو تاریکیوں سے نجات بخشی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ مقدس میں فرمایا فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ [الصافات/۱۴۴] (پس اگر وہ اللہ کی پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو پڑے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک) یعنی حضرت یونس علیہ السلام اللہ کی تسبیح نہیں کرتے تو اتنی دیر ہو جاتی کہ وہ قیامت تک مچھلی

کے پیٹ میں پڑے رہتے۔

تفسیر میں آیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس روز رہے یا تین سال رہے اور ایک روایت کے مطابق سات سال رہے۔ اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

آیت مذکورہ میں لفظ تسبیح جو آیا ہے اس سے مراد دعاء ہے یعنی حضرت یونس علیہ السلام نے پروردگار سے دعاء کی اور ان کو اس بلا سے نجات مل گئی۔ تسبیح سے دعاء مراد ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ تسبیح کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ کہہ کر قبولیت دعاء کی خبر دی ہے۔ استجابت، دعاء کے بعد ہی ہوتی ہے۔ بہر حال! اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء کو شرفِ قبولیت بخشا اور نجات عطا فرمائی۔

جیسا کہ اپنے بزرگ کلامِ قدیم میں ارشاد فرمایا فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ [الانبیاء/۸۷-۸۸] (پھر اس نے پکارا اندھیروں میں کوئی معبود نہیں سوائے تیرے، پاک ہے تو۔ بیشک میں ہی قصورواروں میں ہوں۔ پھر ہم نے ان کی پکار کو قبول کرلیا اور نجات بخش دی انہیں غم سے۔ اور یوں ہی ہم نجات دیا کرتے ہیں مومنوں کو)۔

یعنی حضرت یونس علیہ السلام نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تو اس بات سے منزہ و پاک ہے کہ بغیر گناہ کئے کسی کو عذاب میں مبتلا کرے۔ بے شک و یقیناً میں نے ہی اپنے آپ پر ظلم کیا جو تیری نافرمانی کر بیٹھا۔ بارگاہِ خداوندی سے جواب ملا کہ میں نے ان کو قبول کرلیا اور ان کو مچھلی کے پیٹ سے رہا کر دیا۔ اور ہم تو اسی طرح پریشانیوں کے وقت مومنوں (کی دعاؤں) کو قبول کرلیا کرتے ہیں۔

اس کے بعد مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا کے کنارے اپنے پیٹ سے باہر کر دیا۔اس وقت ان کا جسم مبارک ایسا ہوگیا تھا کہ اگراس پر مکھی بیٹھتی تو زخم ہو جاتا۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان پر کدو کا درخت اُگا دیا تا کہ مکھی ان کے جسم پر نہ بیٹھ سکے۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی۔

جیسا کہ اپنے کلامِ مجید میں فرمایا ہے فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝[الصافات/۱۴۶] (اور پھر ہم نے ڈال دیا انہیں کھلے میدان میں، اس حال میں کہ وہ بیمار تھے، اور ہم نے اگا دی ان پر کدو کی بیل۔) کدو کی بیل اس لیے اُگائی کہ مکھی ان پر نہیں بیٹھے۔ چونکہ کدو کے پتے بڑے بڑے اور چوڑے ہوتے اس لئے دھوپ سے بھی محفوظ رہے۔

اس کے بعد فرمایا____ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ کی تفسیر میں آیا ہے____ حضرت یونس علیہ السلام تین تاریکیوں میں پڑ گئے تھے۔ایک رات کی تاریکی، دوسری دریا کی تاریکی اور تیسری شکمِ ماہی کی تاریکی۔

خاکسار نے عرض کیا____ ایک کتاب میں آیا ہے کہ ظہر کی نماز سب سے پہلے حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی تھی۔ جب آپ کو چاروں تاریکیوں سے نجات ملی تو اس شکرانے میں ظہر کی چار رکعتیں ادا کیں____ تین تاریکیاں تو وہی ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا آخر چوتھی تاریکی کیا ہے؟____

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ کی تفسیر میں آیا ہے کہ جب مچھلی نے حضرت کو اپنا لقمہ بنالیا اور وہ مچھلی دریا کے اندر چلی گئی تو اس مچھلی کو دوسری مچھلی نے نگل لیا۔شاید چوتھی تاریکی سے یہی تاریکی مراد ہو واللہ اعلم۔

حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا____ حضرت یونس علیہ السلام نے خود کو دریا میں

ڈال دیا یہ تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہوا ___ اور اس سلسلے میں ممانعت و نہی کی آیت موجود ہے وَلَاتُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ [البقرہ/۱۹۵] (اور نہ پھیکوا پنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی اجازت سے تھا اور جو کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو وہ اس ممانعت کے تحت نہیں آتا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے جلدی کی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر اپنی قوم کے درمیان سے نکلنے کی وجہ سے عتاب میں پڑ گئے۔ لہٰذا اللہ رب العزت نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے فرمایا ___ فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَ لَا تَکُنْ کَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۝ اے میرے محبوب! صبر سے کام لیجئے، اس وقت تک کہ ان کی ہلاکت کا وقت نہ آ جائے۔

اس کی مثال حضرت یونس پیغمبر سے دی گئی کہ انہوں نے صبر نہیں کیا اور میرے حکم کے بغیر قوم کے درمیان سے نکل گئے یہاں تک کہ مچھلی کے پیٹ میں ڈال دئے گئے اور اس طرح ابتلاء میں پڑ گئے۔

مجلس - ۳۱

ایثار اور شورش کا بیان

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت استاد لا دصوفی سلمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت شیخ پیارا ابراہیم انصاری حاضر تھے۔ ایثار اور شورش کے موضوع پر گفتگو ہونے لگی۔

مخدوم شیخ مظفرؒ کی غزل

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمتہ اللہ علیہ کے یہ چند اشعار اپنی زبان گوہر نثار سے سنائے۔

سرد چو یخ چہ ماندۂ جوش برآر چوں شراب ☆ بادۂ عاشقی بنوش نُقل کن از دلت کباب

تو بدر آ ز پوست خود مغز تو دوست دوست تست ☆ دوست کنار گیر و بس روی ز دوست وامتاب

اندوہ و غم شما روید ہجر بہ بست رخت خود ☆ دور وصال می رسد راحت و شادی و شراب

عقل و خرد نگاہ دار خانہ باغیار بند ☆ باد جنون عاشقی خانۂ عاشقاں خراب

شرفِ حق جمالِ خود از سوئے لامکاں نمود

گفت ز بیخودی بما از رہِ بے خودی شتاب

(برف کی طرح کب تک ٹھنڈے پڑے رہو گے شراب کی طرح جوش میں آ جاؤ، عاشقی کی شراب پی لو، اور دل کو کباب بنا کر نُقل کی جگہ استعمال کرو۔

تم اپنے پوست سے نکل آؤ، اصل مغز ہی تمہارا دوست ہے، دوست کو گلے لگا لو اور اس سے رخ نہ پھیرو۔

ہجر و فراق نے بستر لپیٹ لیا وصال کا زمانہ آنے ہی والا ہے تمہارا رنج و غم دور ہو رہا ہے، اب راحت، خوشی اور شراب ملنے والی ہے۔

عقل و خرد پر نظر رکھو، غیر کے لئے اپنا دروازہ بند کر لو، عشق کی جنونی ہوا عاشقوں کے گھر کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔

[مخدومِ جہاں شیخ] شرف الحق نے لامکاں کی طرف سے اپنے جمالِ جہاں آرا کی جلوہ نمائی کی اور کہا کہ بے خودی کے راستے سے دوڑتے ہوئے مجھ تک آ جاؤ)۔

اس کے بعد فرمایا ___ اس غزل کے لکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت مخدوم شیخ مظفر

رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں [12] میں سے ایک صوفی جو بہت زیادہ شورش رکھتے تھے گوشہ نشیں اور چلّہ کش تھے اور ان کے چلّہ کی تکمیل میں صرف چند روز باقی رہ گئے تھے، حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نے ان کے لئے یہ غزل لکھی اور حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز کی معرفت ان کے پاس بھیج دی۔

جب اس صوفی نے ان اشعار کو پڑھا تو طاقتِ برداشت اور قوتِ ضبط جاتی رہی۔ آہ، آہ کا نعرہ لگاتے اور رقص کرتے ہوئے چلہ سے باہر نکل آئے، پورے راستہ ان کی یہی کیفیت رہی۔انہیں اشعار کو بار بار پڑھتے ہوئے حاضرِ خدمت ہوگئے اور حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمۃ اللہ کے قدموں پر گر پڑے۔

مخدوم شیخ مظفرؒ نے چالیس بار گھر لٹایا

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ حضرت شیخ مظفرؒ نے خانپور [13] میں قیام کے دوران تقریباً چالیس بار اپنے گھر کو لٹایا۔ جب بھی گھر میں کچھ جمع ہوتا اسے لٹا دیتے۔

حضرت استاد علامہ شیخ لاد صوفی سلمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا ــــــ سنا ہے کہ حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ اپنا گھر لٹایا کرتے میں کم سن تھا کبھی ایسا ہوتا کہ حضرت میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے باہر نکال لیتے اور کبھی مجھ کو بھی بھول جاتے۔ دوسرے لوگ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ہجوم سے باہر لاتے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ ہاں! ایسا ہی ہے۔ کبھی تو ایسا بھی ہوتا کہ لوگ کتابیں بھی لوٹ کر لے جاتے اور حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہٗ قیمت دے کر لوگوں سے واپس لے لیتے۔

ایک روز کوئی سائل آیا اور حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نے حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز کی گٹھری جو سامنے رکھی تھی اٹھا کر اس سائل کو دے دی۔ اس گٹھری میں قیمتی سامان تھے۔ جب دو تین روز کے بعد حضرت نے اپنی گٹھری تلاش کی اور نہیں ملی تو حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب آپ کو معلوم ہے کہ میں اس قدر بددیانت ہوں تو پھر میرے پاس کیوں رکھتے ہیں؟____

حضرت مخدوم شیخ حُسَینؒ نے عرض کیا____ اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا خوش قسمتی ہوگی اگر آپ مجھے بھی کسی کو بخش دیں۔

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اس کے بعد آداب کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ ادب حضوری اور مشاہدہ کے اعتبار سے ہے اور بے ادبی غفلت وحجاب کی وجہ سے____ ایک بزرگ نے فرمایا____ اپنے علم کو نمک کی طرح بناؤ اور ادب کو آٹا کی طرح____ یعنی علم تھوڑا ہو اور ادب زیادہ____

ادب بزرگوں نے ایسا کیا ہے کہ تیس سال یا چالیس سال تک ایک بزرگ نے پاؤں نہیں پھیلایا۔

جب لوگوں نے پوچھا کہ____ آپ اپنا پاؤں کیوں نہیں پھیلاتے؟____

فرمایا____ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اس کے سامنے بے ادبی کیسے کروں۔

اس کے بعد فرمایا____ حضرت خواجہ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز نے آداب المریدین میں لکھا ہے____ **قیل من حرم الادب فقد حرم جوامع الخیرات و قیل من لم یتادب الوقت فوقتہ مقت** (جو ادب سے محروم ہوا وہ یقیناً تمام بھلائیوں

سے محروم رہااور جس نے وقت کاادب نہیں کیااس کاوقت اس کے لئے مقت یعنی اللہ کا غضب ہے)۔اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

ہر کہ او را ادب مجلس شاہاں نبود
گو درین در مگذ ارید کہ سلطان اینجاست

(جو بادشاہوں کی مجلس کے آداب نہیں جانتااس سے کہہ دو کہ یہیں در پر پڑار ہےاس لئے کہ بادشاہ یہیں ہے)

پھر فرمایا____ ایک مرید کو حضوری حاصل تھی اور اس کو پیشاب کی حاجت ہوگئی۔وہ پیشاب کرنے جہاں بھی جاتا اللہ رب العزت کو وہیں پاتا،بغیر پیشاب کئے واپس ہو جاتا۔ پیشاب کی تکلیف اتنی بڑھی کہ اب وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔پیر کی خدمت میں حاضر ہوا، سارا حال بیان کیا۔

اس کے پیر نے فرمایا____ اس حال میں اپنے آپ کو کیوں دیکھ رہے ہو۔مرید کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور پیشاب کھل کر ہو گیا۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی____ ابو عمرو قاری جو قراء سبعہ میں سے ایک ہیں کی نگاہِ غلط کسی شاگرد پر پڑگئی اور یہ بات ایک بزرگ پر افشاء ہوگئی۔اس بزرگ نے فرمایا کہ اس بےادبی کی سزا تو مل کر رہے گی۔

ابو عمرو نے فرمایا کہ____ اس بے ادبی کی سزا یہ ملی کہ بیس (۲۰) سال بعد میں قرآن بھول گیا۔پھر میں نے ایک بزرگ کی طرف توجہ کی اور ان کو شفیع لایا۔

اس بزرگ نے فرمایا____ خواجہ حسن بصریؒ کے پاس جاؤ اور انہیں کو شفیع لاؤ۔

میں نے ویسا ہی کیا اور خواجہ حسن بصریؒ کی حرمت سے مجھے دوبارہ قرآن یاد ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ بے ادبی کی سزا تو ملتی ہے اگرچہ دیر ہی سے کیوں نہ ملے۔

شیخ پیارا ابراہیم انصاری نے عرض کیا____ خواجہ ضیا بخشی رحمتہ اللہ علیہ نے سلک سلوک میں لکھا ہے کہ خواجہ بازار سے ایک لونڈی خرید کر لائے جب رات ہوئی اور اس لونڈی کو حکم دیا کہ____ بستر لگاؤ، میں اب سوؤں گا۔

اس لونڈی نے عرض کیا____ مالک! آپ کا بھی کوئی آقا ہے؟

مالک نے کہا____ ہے تو۔

اس لونڈی نے پوچھا____ کیا وہ سوتا بھی ہے؟

مالک نے کہا____ نہیں۔

لونڈی نے کہا____ اے مالک! یہ تو تعجب کی بات ہے کہ جس کا آقا سوتا نہیں اس کا بندہ سو جائے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ سبحان اللہ! کیا وہ لونڈی تھی۔ وہ لونڈی نہیں تھی بلکہ آقا تھی۔

اس کے بعد فرمایا____ شاہ شجاع کرمانیؒ چالیس سال تک سوئے نہیں۔ رات آتی اپنے سامنے نمکدان رکھ لیتے۔ نیند کا غلبہ ہوتا تو آنکھوں میں نمک ڈال لیتے اور رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے۔

حضرت سے لوگوں نے پوچھا____ آپ سوتے کیوں نہیں؟

فرمایا____ یہ کیسی بے ادبی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بلائے اور میں اس سے غافل ہو کر سویا رہوں۔

عبداللہ خفیفؒ سے دو آدمیوں کے بدعقیدہ ہونے کی سزا

پھر یہ حکایت بیان فرمائی ___ ایک روز دو درویش مرید ہونے کے لئے حضرت خواجہ عبداللہ خفیف رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں پہنچے اس وقت حضرت خواجہ صاحب بادشاہ سے ملنے گئے تھے۔ یہ دونوں درویش خانقاہ میں حاضر ہوئے لیکن شیخ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ معلوم ہوا کہ دربار تشریف لے گئے ہیں۔ یہ سن کر وہ دونوں درویش بدعقیدہ ہو گئے، حضرت سے ان کا اعتقاد اٹھ گیا اور یہ کہہ کر وہاں سے نکل آئے کہ جو بزرگ امیروں اور بادشاہوں کے دربار میں جائے اس کے پاس کیا نعمت ہوگی۔

پھر یہ دونوں بازار آئے ایک درزی کی دکان پر بیٹھ گئے۔ اسی درمیان درزی کی قینچی گم ہوگئی اور چوری کا الزام ان درویشوں کے سر آ گیا۔ دونوں گرفتار ہو کر حاکم کے پاس پہنچے۔

حاکم نے دونوں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر کر دیا۔

حضرت خواجہ عبداللہ خفیفؒ کی نگاہ ان پر پڑی، فرمایا ___ ٹھہر جاؤ، سنو، ان لوگوں نے چوری نہیں کی ہے، اور واقعی وہ قینچی کسی دوسری جگہ سے مل گئی۔ اس طرح درویشوں کو الزام اور تہمت سے نجات ملی۔

اس کے بعد حضرت خواجہ عبداللہ خفیفؒ نے فرمایا ___ دیکھا ___ دربار میں میرا آنا اسی طرح کے کاموں کے لئے ہوتا ہے۔ کس طرح آپ لوگوں کے ہاتھ کو بچالیا۔

درویشوں نے جو بے ادبی کی تھی اس سے توبہ کی اور حضرت خواجہ کے مرید ہو گئے۔

شبِ معراج، براق کی شوخی کا سبب

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اس راہ میں اس قدر نزاکت اور باریکی ہے

جس کو بیان کرنا ممکن نہیں ___ اسی واقعہ کو دیکھئے کہ معراج کی رات جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بہشت سے براق لے کر آئے اور آنحضرت ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی درخواست کے مطابق براق پر سوار ہونے لگے ___ اس وقت براق اچھلنے لگا اور سوار ہونے نہیں دیا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے براق سے فرمایا ___ تو رسول اللہ ﷺ کو سوار ہونے کیوں نہیں دیتا۔ آپ ﷺ سے افضل و برتر کوئی دوسرا شخص تجھ پر سوار نہیں ہوا ہوگا ___ اور تجھے رسول اللہ ﷺ کی سواری بننے کی آرزو برسوں سے تھی۔ اس کے بعد بھی براق اسی طرح اچھلتا اور شوخیاں کرتا رہا۔

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ___ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے آج کسی دنیاوی چیز کو چھو دیا ہے؟

مہمانِ رب تعالیٰ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ___ ایسی بات تو نہیں ___ لیکن یہ ضرور ہوا ہے کہ جب میں کعبہ پہنچا ایک بت پر نظر پڑی جو وہاں پڑا تھا۔ میں نے اس کو اپنے پاؤں سے ہٹا دیا۔ اور باہر پھینک دیا۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا ___ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے ابھی عرض کیا نا کہ کسی دنیاوی چیز کو سرکار ﷺ نے چھو دیا ہے۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ سبحان اللہ! جب ایک بت کو اپنے پاؤں سے اہانت وحقارت کے ساتھ ہٹانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا تو وہ لوگ جن کا دل دنیا کی محبت سے بھرا ہے ان بیچاروں کا کیا حال ہوگا۔

معراج کا ایک مقصد فرشتوں کو ادب سکھانا بھی تھا

حضرت استاد علامہ نے عرض کیا ___ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کی شب آسمان سے اوپر لے جانے میں ایک راز یہ بھی تھا کہ فرشتے آپ سے ادب سیکھ لیں۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے علامہ استاد کے اس قول کی خوب تعریف کی۔

مجلس - ۳۲

آیت کریمہ کی فرحت بخش تفسیر

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے اس آیت کا معنی دریافت کیا ___ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ [الزلزال/۷-۸] (جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ظاہری تفسیر تو معلوم ہی ہے لیکن میرے دل میں یہ مفہوم پیدا ہوتا ہے کہ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه ای ربه رؤفا رحیما وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ای ربه عفواً غفورا۔ یعنی جو ذرہ برابر بھی نیک عمل کرتا ہے وہ دیکھ لے گا اللہ تعالیٰ کو مہربان اور جو ذرہ برابر بھی برا عمل کرتا ہے وہ دیکھ لے گا اپنے پروردگار کو معاف کرنے والا اور گناہوں کو بخشنے والا۔

بندہ اللہ کی رحمت ومغفرت کا امیدوار رہے

اس کے بعد فرمایا ــــــ ہر وہ صفت جس سے لوگوں کی تحسین کی جائے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب اور متعلق کرنا سب سے بہتر ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص کسی کے گھر کو منہدم کرتا ہے اور طرح طرح سے اس کو ستاتا ہے، تکلیفیں دیتا ہے۔ لیکن ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہی مظلوم شخص اس ظالم پر غالب آجاتا ہے اور اس پر اتنا بھاری پڑ جاتا ہے کہ وہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا بدلہ لے سکتا ہے اور اس کو قتل کر کے برباد کرسکتا ہے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ اس کو درگذر اور معاف کردیتا ہے تو سارے لوگ اس کی تعریف وتحسین کریں گے۔

لہٰذا بندے کو بھی پوری امید رکھنی چاہئے کہ وہ غفورٌ رحیم جو مجھ پر پوری طرح قادر ہے وہ اتنے سارے گناہوں اور معاصیت کے باوجود معاف کردے گا اور بخش دے گا۔ وہ بہت بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ عذاب، عذب سے بنا ہے اور عذب کا معنی میٹھا واچھا ہوتا ہے و فیه سرها لا یکشف (اس میں راز ہی راز ہے جو پوشیدہ ہے)۔

رسول اللہ ﷺ کی چادر مبارک کی برکت

اس کے بعد فرمایا ــــــ ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف فرما تھے، اس حجرے میں مسجد کی طرف ایک کھڑکی تھی۔ آپ ﷺ نے بی بی عائشہؓ سے فرمایا ــــــ دیکھو مسجد میں کون لوگ ہیں؟

ام المؤمنین نے جب کھڑکی سے مسجد کی طرف دیکھا، عرض کیا ــــــ یارسول اللہ! کچھ تو آدمی ہیں اور کچھ گائے اور گدھے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا ___ اے عائشہ! تمہارے سر پر کیا ہے؟

عرض کیا ___ آپ کی چادر مبارک ہے۔

فرمایا ___ چادر سر سے اتار دو اور اب دیکھو۔

ام المومنین نے دوبارہ کھڑکی سے مسجد کی طرف نظر کی دیکھا وہاں سب کے سب آدمی بیٹھے ہیں۔

اس کو بیان کرنے کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ سبحان اللہ! جن کی چادر مبارک میں یہ تاثیر ہو کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سر پر رکھ لیں تو اس کی برکت سے ساری چیزوں کی حقیقت نظر کے سامنے آجائے اور وہ رسول ﷺ ان کمالات سے متصف ہونے کے بعد بھی یہ دعاء فرمائیں ___ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ اے میرے اللہ! مجھے دکھا دیجئے اشیاء کی حقیقت جیسی کہ وہ ہے۔

اخلاقِ نبوی

ہر شخص کو یہ جاننا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کیا تھے۔ کسی کو آپ ﷺ سے تکلیف نہیں پہنچی۔ کسی کو برا نہیں کہا۔ اگر کسی سے بے ادبی ہو جاتی تو اسے معذور سمجھتے اور ڈانٹتے نہیں۔

مجلس - ۳۳

قوتِ آدم خاکی

زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ملتفط

احیائے علوم میں آیا ہے کہ لوحِ محفوظ میں جو حروف تحریر ہیں ان میں سے ہر حرف کا وزن کوہِ قاف کے برابر ہے۔ اگر تمام جن وانس اس کو اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکتے۔ لیکن آدمی کے سینے نے ان کو اٹھالیا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ___ مجتہدوں نے جتنے مسائل وضع کئے ہیں جب تک وہ سب واقع نہیں ہو جاتے قیامت نہیں آئے گی۔

مخدوم حُسَینؒ کے سامنے سارا عالم پانی کے ایک پیالے کی طرح تھا

حضرت شیخ عظمۃ اللہ نے فرمایا ___ مخدوم شیخ حُسَینؒ فرماتے تھے کہ لوگ سمجھتے ہیں میں چہار دیواری کے اندر رہتا ہوں (یعنی میں کچھ نہیں جانتا) ___ لیکن ___ سارا عالم میرے نزدیک پانی کے ایک پیالے کی طرح ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے، وہ میری نظر کے سامنے ہے۔

مخدوم حُسَینؒ کی پُر شکوہ عظمت اور پُر نور صورت

حضرت شیخ عظمۃ اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ ___ صورت وعظمت اور دبدبہ وحشمت میں حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز جیسے درویش اور بزرگ بہت کم دیکھنے میں آئے ہیں۔ حضرت کا چہرۂ انور ایسا پُر عظمت اور پُر نور تھا کہ کسی کو دیکھنے کی تاب نہیں ہوتی۔ جب کسی دوسری طرف دیکھتے یا چہرۂ مبارک نیچے کی طرف ہوتا تو لوگ جی بھر کے دیکھ لیتے۔

مخدوم حُسَینؒ سے متعلق قاضی علاءالدین کی رائے

پھر فرمایا ___ ایک دن میں نے مخدوم قاضی علاءالدین سے پوچھا ___ آپ نے

حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا ہے، حضرت مخدوم جہاںؒ کو ان کے کلمات کے ذریعہ جانا ہے، اور حضرت مخدوم شیخ حُسَینؒ کی خدمت میں خوب رہے ہیں اور خدمت کی ہے۔
یہ تو بتایئے کہ ان تینوں بزرگوں کو کیسا پایا؟____

انہوں نے فرمایا____ اپنا عقیدہ بتائیں یا جو کچھ مجھ پر روشن ہوا ہے وہ سنائیں؟

میں نے کہا____ جو آپ پر روشن ہوا ہے وہی کہئے۔

انہوں نے کہا____ تینوں بزرگ تھے لیکن مخدوم حُسَینؒ میں جو کچھ پایا اس کا تعلق دیکھنے سے ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اُن دونوں مخدوموں میں کس طور پر تھا؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ کا ایک خواب

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام زاہد رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر مجھے پڑھا رہے ہیں، جب سبق اس آیت پر پہنچا کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ [العنکبوت/۵۷] حضرت امام زاہد نے فرمایا____ ہر ایک کے لئے موت ہے چاہے وہ امیر ہو یا فقیر، مسلمان ہو یا کافر، بڑا ہو یا چھوٹا۔

اس خواب کو دیکھنے کے چند ہی روز بعد حضرت مخدوم شیخ قدس اللہ سرہ العزیز کا انتقال ہو گیا۔

میں اس زمانہ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اور مصباح پڑھ رہا تھا۔ ایک روز مدرسہ جانے میں دیر ہو گئی، اسی روز میں نے اپنا خواب حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز کو سنایا____ اس وقت ایک صوفی حضرت شیخ کے پاس بیٹھے تھے، حضرت نے اس صوفی سے فرمایا____ دیکھتے ہیں اس بچے کو، کیسی قابلیت رکھتا ہے۔

مخدوم شیخ حُسَینؒ کی تنبیہ

اس کے بعد چہرۂ مبارک میری طرف کیا____اور فرمایا____ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم شیخ زادے ہیں جب گھوڑا آراستہ ہوگا، خدام جمع ہوں گے، پوری تیاری ہوگی اس کے بعد ہی پڑھنے کے لئے جائیں گے۔ اس طرح علم حاصل نہیں ہوتا۔

اس دن سے میں نے گھوڑے پر مدرسہ جانا چھوڑ دیا اور ہمیشہ پیدل جانے لگا۔

مصباح یاد کرنے کے لئے مخدوم حُسَینؒ کی تحریص وترغیب

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ____ جب پوری مصباح سن لوں گا تو آپ کو اپنی چادر دے دوں گا اور اس وقت مجھے بہت خوشی ہوگی۔ حضرت شیخ قدس اللہ سرہ العزیز کی خوشنودی حاصل کرنے کے خیال سے چھ مہینے تک دن رات محنت کر کے مصباح کا پورا متن، اعراب کی وجہ، احکام ومقصود کے ساتھ سب کچھ زبانی یاد کر کے سنا دیا۔

حضرت شیخ نے مختلف مقامات سے احکام واعراب کی وجہ دریافت فرمائی____ اور میں نے حضرت کی خواہش ومطلب کے مطابق سب کا جواب دے دیا۔

حضرت بہت خوش ہوئے، اپنے سر سے چادر اتار کر مجھے عنایت فرمائی، گود میں لے کر بہت ساری دعائیں دیں اور فرمایا____ ہم تو کچھ نہ ہو سکے، اگر آپ نے پڑھا، محنت و مشقت کی اور معرفت حاصل کر لی تو ایک چیز ہو جاؤ گے، آپ سے میرا اور میرے پیروں کا نام قائم رہے گا۔

حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر میرا ایمان ہے اور یہ ناممکن ہے کہ انہوں نے جو فرما دیا اس سے میں تجاوز کر جاؤں۔

شیخ عظمہ اللہ کو شکار کا بھی شوق تھا

بچپن میں مجھے شکار کا بہت شوق تھا، بغیر شکار کھیلے نہیں رہتا۔ ایک دن شکار کے لئے گیا اور بہت سارے چھوٹے چھوٹے پرندے لے کر آیا حضرت شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز کے سامنے رکھ دیا۔ شیخ نے فرمایا ___ یہ بیچارے آپ کے ڈر سے جنگل میں چھپ گئے تھے مگر وہاں بھی رہنے نہ دیا۔ اُس روز سے میں نے شکار میں جانا ترک کر دیا اور پھر کبھی شکار نہیں کیا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے صاجزادے پر خلیفۂ وقت کی تنقید

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ ___ ایک روز حضرت عبداللہ ابن عباس کے صاجزادے رضی اللہ عنہما خلیفۂ وقت کے یہاں تشریف لے گئے۔

صاجزادے کے پاس علم کی فراوانی نہیں تھی۔ خلیفہ نے ان کی خوب تعظیم وتکریم کی، اس کے بعد کہا ___ ضیعتک سیادتک آپ کو جو سیادت (خاندانی فضیلت و برتری) حاصل تھی اس کو ضائع کر دیا اور آپ نے اپنے دل میں یہ خیال کر لیا کہ ہم تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاندان سے ہیں ہم کو اب کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

مخدوم شیخ مظفرؒ کا علم حاصل کرنا اور بہار میں ان کی آمد

اسی درمیان حضرت شیخ مظفر رحمۃ اللہ علیہ کی دہلی میں علمی مشغولیت اور بہار میں ان کی تشریف آوری کا تذکرہ ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مخدوم جہاںؒ کی خدمت میں آنے سے پہلے ہی بہت بڑے عالم اور دانشمند تھے، اور آپ کے علم

کا شہرہ دہلی میں ہو چکا تھا۔ سلطان فیروز نے کشک لعل میں پانچ ہزار تنکہ تنخواہ پر بطور مدرس
بحال کر لیا تھا، کچھ روز درس و تدریس میں مشغول رہے۔

ایک روز درس دے رہے تھے کہ اچانک قوالوں کی جماعت آ گئی اور گانا شروع کر
دیا۔ حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ پر کیفیت طاری ہوئی، ذوق پیدا ہوا اور اسی حال میں اپنے کو مدرسہ
کی عمارت سے نیچے گرا دیا۔ درس و تدریس کو ترک کر کے بہار آ گئے اور حضرت مخدوم جہاں
قدس اللہ سرہ العزیز کے دستِ مبارک پر توبہ کی یعنی مرید ہو گئے۔

چند روز کے بعد (پیر و مرشد کی طرف سے) حکم ہوا کہ ــــ مولانا مظفر! آپ نے
فراغت و اطمنان کی حالت میں علم حاصل کیا ہے اور جو مہارت حاصل کی ہے وہ علم، دین کی راہ
میں مفید و کار آمد نہیں۔ اس لئے پھر جایئے اور فقر کی حالت میں پڑھئے۔ ایک چیتل خرچ کے
لئے دلوا دیا، ایک پائے جامہ جو پرانا تھا اور جس میں ازار بند کی جگہ رسی تھی عنایت فرمایا۔

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ مظفرؒ روانہ ہوئے، ابھی دو تین کوس ہی گئے تھے کہ پاؤں
میں چھالے پڑ گئے ایک سایہ دار درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ اتنے میں ایک زنار دار وہاں
پہنچا، اُس کی نظر آپ کے پائے مبارک پر پڑی۔ اُس نے کہا کہ ــــ اس پاؤں میں ایسی
علامت ہے جس سے پتا چلتا ہے، یہ ہرگز پیدل نہیں چل سکتے، یہ کہا اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک ملک زادہ جو حضرت مخدوم جہاںؒ کے مریدوں میں تھے
وہاں پر پہنچے۔ یہ اپنی مقرری کے لئے دہلی جا رہے تھے۔ یہ بھی اسی درخت کے نیچے ٹھہرے۔
اُن کے نوکروں نے چاہا کہ حضرت شیخ مظفرؒ کو وہاں سے اٹھا دیں، لیکن ملک زادہ نے پہچان لیا
کہ یہ حضرت مخدوم جہاںؒ کے مرید ہیں۔ قدموں پر گر پڑے، اور پوچھا ــــ کہاں تشریف
لے جا رہے ہیں؟ ــــ

حضرت شیخ مظفرؒ نے سارا حال بیان کیا ــــ ملک زادہ خوش ہو گئے۔ ایک اچھا سا

قد آور گھوڑا سواری کے لئے پیش کیا ـــــ اور ہزاروں اعزاز واکرام کے ساتھ دہلی تک پہنچایا۔ وہاں پہنچنے کے بعد حضرت مولانا تحصیلِ علم میں لگ گئے اور ملک زادہ اپنی مقرری کے لئے دربار چلے گئے۔

دو سال کے بعد حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ سندِ علوم لے کر بہار کے لئے روانہ ہوئے۔ واپسی میں تھوڑی دور پر اسی ملک زادے سے ملاقات ہوگئی ـــــ اُس نے پوچھا ـــــ کہاں کا سفر ہے؟ ـــــ فرمایا ـــــ بہار جا رہا ہوں۔

یہ سن کر وہ خوش ہوئے اور تعظیم وتکریم کے ساتھ حضرت کو بہار لے کر آئے۔ حضرت شیخ مظفرؒ اپنے پیر و مرشد حضرت مخدومِ جہاںؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مخدومِ جہاںؒ نے ان کے ساتھ خوب خوب نوازش وکرم کا معاملہ فرمایا اور ایک حجرہ عنایت کیا۔

مجلس - ۳۴

قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ٥ [الرحمٰن ۲۹] (ہر روز وہ ایک نئی شان میں تجلی فرماتا ہے) آیت کریمہ ہے، اس سے کون سا کام مراد ہے؟ ـــــ

آیت کا مفہوم

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ اس سے اللہ تعالیٰ کے وہ تین کام مراد ہیں جن

کو وہ ہمیشہ جاری رکھتا ہے۔

۱۔ وہ باپ کے نطفہ سے ماں کے رحم میں لاتا ہے۔

۲۔ وہ ماں کے رحم سے دنیا میں لاتا ہے۔

۳۔ وہ دنیا سے زمین کے اندر منتقل کر دیتا ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے مخدوم مولانا رکن الدین بزرگ رحمتہ اللہ علیہ کے یہ دو اشعار سنائے۔

جاں چیست چنیں نطفہ صلب قضا ☆ دنیا رِحم است مشیمہ است ورا
تلخی نزعش درد زہ مادر طبع ☆ ایں مردن زادن است در دارِ بقا

(جان کیا ہے، یہ صلب قضا کے نطفہ کی طرح ہے، دنیا رِحم یعنی بچہ دانی ہے، جسم بچہ کے اوپر کی جھلی ہے نزع کی تلخی دراصل طبعی ماں کے لئے درد زہ ہے اور یہ موت دار بقا میں ولادت ہے)۔

خاکسار نے عرض کیا ___ مشیمہ کے معنی کیا ہیں؟

فرمایا ___ ماں کے رِحم میں بچہ کی وہ جھلی جس میں بچہ لپٹا ہوا باہر آتا ہے۔

جاں کنی کا عالم

اس کے بعد ارشاد ہوا ___ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ___ مجھے اور کہیں کی اتنی فکر نہیں ہوتی جتنی مومن کے قبر کی ہوتی ہے یعنی جاں کنی کے وقت مومن کا قلب قبر کی طرح ہوتا ہے، موت کے وقت اسے جو پریشانی ہوتی ہے جب میں اس کی شدت و پریشانی کو سمجھتا ہوں تو پھر وہ شخص کیوں نہیں سمجھ سکتا جو جاں کنی سے دوچار ہے۔ اس پر جو گذرتی ہے اس کو وہی سمجھ سکتا ہے۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ ـــــ جاں کنی کا عالم ایسا ہوتا ہے جیسے ریشمی کپڑا سوکھے کانٹوں میں الجھ جائے اور کھینچنے پر کچھ کپڑا کانٹے میں پھٹ کر رہ جائے اور کچھ نکل آئے۔

پھر فرمایا ـــــ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مومن کی جاں کنی ایسی ہوتی ہے جیسے خمیر سے بال نکال لیا جائے اور کافر کی جاں کنی ایسی ہوتی ہے جیسے آٹا سے نمک الگ کیا جائے۔

ضغطۂ قبر

اس کے بعد فرمایا ـــــ ضغطۂ قبر ایسا ہوتا ہے کہ دایاں پہلو بائیں میں اور بایاں پہلو دائیں میں مل جاتا ہے۔ جیسے کوئی شخص زمین و آسمان کے درمیان ہو اور زمین، آسمان میں مل جائے اور ایک ہو جائے۔

جاں کنی سے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد

ارشاد ہوا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحلت کے وقت حضرت عزرائیل صلوٰۃ اللہ علیہ نے عرض کیا ـــــ اے اللہ کے رسول! میں آپ پر اتنے ہلکے سے ہاتھ لگاؤں گا جیسے مہربان ماں اپنے سوتے ہوئے بچے کے منہ سے اپنا پستان ہلکے اور آہستہ سے نکال لیتی ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نبوت کی قوت و طاقت کے باوجود اپنے وقتِ آخر کے بارے میں فرماتے ہیں ـــــ حضرت عزرائیل صلوٰۃ اللہ علیہ نے مجھ پر جب ہاتھ رکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا روئے زمین کے تمام پہاڑ ہمارے اوپر رکھ دیئے گئے ہیں اور آپ ﷺ نے اسی حال میں دعاء کی ـــــ اللھم ھون علینا سکرات الموت (اے اللہ! سکراتِ موت کو ہمارے اوپر آسان کردے)۔

ایک شہر کا واقعہ جہاں اس طرح موت آتی ہے

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ ایسا بھی ایک شہر ہے جہاں موت کو لوگ اس طرح نہیں جانتے ہیں، بلکہ اس شہر کے نزدیک ایک پہاڑ ہے اس پہاڑ سے جیسے ہی یہ آواز آتی ہے___ اے فلاں___ ویسے ہی وہ شخص (جس کا نام پکارا جاتا ہے) بے قرار ہو جاتا ہے، وہاں پر اس کا مزید ٹھہرنا دشوار بن جاتا ہے۔ اگر کسی کے احباب اسے بزور روز بردستی روکنا چاہتے ہیں وہ اس قدر شور و ہنگامہ اور گریہ وزاری کرنے لگتا کہ دوستوں کو اس پر رحم آجاتا، اسے چھوڑ دیتے ہیں اور وہ چلا جاتا ہے۔ لیکن کسی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں ۔

دل از دیار خلائق بشد بشہر حقائق
خدای داند کیں دل دراں دیار چہ شد

(دل لوگوں کے شہر سے حقیقی شہر کی طرف چلا گیا۔ اب اللہ ہی جانتا ہے کہ اس شہر میں دل کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا)۔

ایک بار لوگوں نے یہ طئے کیا کہ اب ہمارے درمیان سے اگر کوئی جائے گا تو ایک خط لکھ کر اس کے حوالہ کر دیں گے۔ جس کا جواب وہاں جا کر وہ لکھ دے گا۔

لوگوں نے ویسا ہی کیا___ اور جس کے جانے کی باری آئی خط اس کے حوالہ کر دیا___ وہ چلا گیا۔ لوگ دوسرے روز اُدھر گئے___ دیکھا کہ___ پہاڑ کے دامن میں جواب لکھ کر رکھا ہے اور جواب یہ تھا___ ''میں یہاں آیا، ایک مشکل در پیش تھی وہ حل ہو گئی، تم لوگ بھی یہاں آجاؤ، تاکہ تمہاری مشکل بھی حل ہو جائے''۔

اس موقع پر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ شعر پڑھا۔

از عشق تو صد کشتہ واز کشتہ دو صد پشتہ

خود کشتہ وخود پشتہ ایں راتو بداں خوانند

(تیرے عشق میں سینکڑوں شہید ہو گئے اور مقتولوں کے دوسو تودے لگ گئے، حقیقت تو یہ ہے کہ تو ہی مقتول بھی ہے تو ہی تودہ بھی ہے اس بات کو اہلِ حقیقت اسی طرح پڑھتے اور سمجھتے ہیں)۔

سفید بال موت کی یاد دلانے کے لئے کافی ہے

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ___ حضرت امیر المؤمنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے دو شخص کو اجرت پر ملازم رکھا۔ ان دونوں کا کام یہ تھا کہ روزانہ حاضر خدمت ہوتے اور کہتے الموت حقٌ، الموت حقٌ موت برحق ہے، موت برحق ہے۔ کچھ دنوں کے بعد ایک حجام آئینہ لے کر حاضر خدمت ہوا۔ حضرت امیر المؤمنین نے آئینہ میں دیکھا کہ ریش مبارک کے چند بال سفید ہو گئے ہیں۔ آپ نے ان دونوں آدمیوں کو بلایا اور ان سے فرمایا ___ اب تمہاری ضرورت نہیں رہی، یہ سفید بال موت کی یاد دلانے کے لئے کافی ہیں۔

اس کے بعد حضرت شیخ نے یہ شعر سنایا۔

موئے سپید از اجل آرد پیام

پشتِ خمت مرگ رساند سلام

(سفید بال موت کا پیام لاتے ہیں اور تیری جھکی ہوئی پیٹھ موت کو سلام کر رہی ہے)۔

مجلس - ۳۵

ایک لمحہ کی غفلت

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔

خاکسار نے عرض کیا___مَنْ غَابَ عَنِ الْحَق طُرفَةَ عَيْنٍ لَم يَهد اِلَيه اَبَد اس عبارت سے کیا مراد ہے؟___

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___اس کا معنی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جس وقت بندہ اللہ تعالیٰ سے محجوب ہوا اُس کا وہ وقت فوت ہوگیا۔اب اگر برسوں مشغولیت اختیار کرتا ہے تب بھی اُس زائل شدہ وقت کا تدارک کسی طرح بھی نہیں ہوسکتا۔لہٰذا اُس فوت شدہ وقت میں ابد تک ہدایت نہیں ملے گی۔اگر اس طرح معنی نہیں کہیں گے تو لم یھد الیه ابداً صحیح معنی نہیں ہوسکتا۔

اس کے بعد یہ دو اشعار اپنی زبان مبارک سے سنائے۔

ہر یک نفس کہ می رود از عمر گوہر است ☆ کانرا خراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند کہ ایں خزانہ دہی رایگاں بباد ☆ وانگہ روی بخاک تہی دست و بے نوا

(زندگی کی ہر ایک سانس جو چل رہی ہے جواہرات ہیں۔جن کی قیمت دونوں جہان کا محصول ہے دیکھو اس خزانہ کو برباد نہ کرو۔اگر برباد کروگے تو خالی ہاتھ مفلس بن کر زمین کے نیچے جاؤ گے)۔

دوعید سے مراد

خاکسار نے عرض کیا ــــــ "دوعید" سے کیا مراد ہے جو اس شعر میں آیا ہے ۔

عاشقاں در دمے دو عید کنند
عنکبوتاں مگس قدید کنند

(عشاق ایک سانس میں دوعید مناتے ہیں۔اور مکڑے مکھی شکار کرتے ہیں)

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ اس عید سے خوشی مراد ہے۔
جب بری صفتوں سے نکلتے ہیں تو ایک عید ہوتی ہے اور جب اچھی صفتوں میں داخل ہوتے ہیں تو دوسری عید ہوتی ہے۔

یا ان دوعیدوں سے مراد یہ ہے کہ ــــــ جب ایک حالت سے نکلتے ہیں تو ایک عید ہوتی ہے اور جب دوسرے حال میں جو پہلے حال سے بہتر ہے داخل ہوتے ہیں تو اس کو دوسری عید سمجھتے ہیں۔

یا پھر اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ ــــــ جب ہماری اپنی مراد پوری ہوتی ہے تو یہ ایک عید ہوئی اور جب اللہ تعالیٰ کی مراد پوری ہوئی تو یہ دوسری عید ہوئی۔

اس کو یوں سمجھا جائے کہ بندہ سے ہمیشہ صبر وشکر کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔جب بندہ کی مراد پوری ہوئی تو شکر کرے اور جب مراد پوری نہیں ہوئی تو اس وقت صبر سے کام لے۔ دونوں عید یہی ہے۔جیسا کہ شاعر کہتا ہے ۔

سرِ ارادات ما آستانۂ حضرت دوست
کہ ہر چہ بر سر ما می رود ارادۂ اوست

(میرا سرِ ارادت ہے اور دوست کا آستانہ،میرے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اسی دوست کے ارادے سے ہو رہا ہے)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ کو بہت پسند آئے اور خود بھی بار باران اشعار کی تکرار فرماتے رہے۔

چو دم پیش نماند بدم خویش کند پر ☆ تو بہ بیں کیں دم یزدان بکجا رساند
بمثل گفتم این را وگر نہ کرم او ☆ نکشد ہیچ کسے را وز کشتن بر ہاند

مجلس - ۳۶

ذکرِ صحابہ

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ صحابہ کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ حضرت معاذ جبل رضی اللہ عنہ نے ایک روز فرمایا___ تعالوا نومن باللہ ساعۃ آؤ ہم لوگ ایمان لائیں اللہ پر تھوڑی دیر۔

صحابہ نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا___ یارسول اللہ! کیا ہم لوگ مومن نہیں ہیں جو معاذ ایسی بات کہتے ہیں؟

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی تعریف

نبی اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا___ دعوہ فانہ رجل یحب اللہ ورسولہ۔ معاذ کو چھوڑ دو، معاذ تو وہ ہیں جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتے ہیں۔

اس کے بعد اصحابِ صفہ کے مناقب بیان ہونے لگے۔ فرمایا ____ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تو کافروں نے راستے میں پھانسی کے تختے لگا دیئے اور کہنے لگے کہ ____ جو کوئی **محمد** (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جائے گا اس کو پھانسی پر لٹکا دیں گے، اس کے بیٹوں کو قیدی بنا لیں گے، اس کے مال واسباب اور جائداد کو ضبط کر لیں گے۔

صحابہ کرام کی بیویاں اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو لے کر اپنے اپنے شوہر کے پاس آئیں اور ان سے کہنے لگیں اگر تم لوگ چلے گئے تو کفار ہم کو اور ہمارے بیٹے اور بیٹیوں کو لے بھاگیں گے اور پھر ان کا دل جو چاہے گا وہ کریں گے۔

مہاجر وانصار

بعض صحابہ، سلاطینِ ہمت تھے اور ان کے دلوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اس طرح غالب تھی کہ ان باتوں کی طرف ہرگز توجہ نہ دی اور مدینہ کے لئے روانہ ہو گئے، بعض لوگ سلامتی وحفاظت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور بعض لوگوں کو کافروں نے پکڑ کر ہلاک کر دیا۔ مہاجر یہی لوگ کہے جاتے ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ کے وہ صحابہ جو مدینہ میں تھے انہوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کو جو ہجرت کر کے مدینہ آئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے ہر ایک کو اپنا بھائی بنا لیا، اپنے مال و دولت، اسباب و جائداد اور اپنی ساری پونجی وسرمایہ کو تقسیم کر کے نصف حصہ مہاجر کو دے دیا۔ یہاں تک کہ اگر کسی کے پاس دو مکان تھے تو ایک مکان اپنے پاس رکھا اور دوسرا مکان مہاجر کے نام کر دیا، اسی طرح جن کے پاس دو بیویاں تھیں ان میں سے ایک کو طلاق دے کر مہاجر بھائی کی زوجیت میں دے دیا۔ انہیں کو انصار کہتے ہیں اور انہیں کے حق میں یہ آیت نازل

ہوئی ـــــ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ [الحشر/۹] (ترجیح دیتے ہیں انہیں اپنے آپ پراگرچہ خود انہیں اُس چیز کی شدید حاجت ہو)۔

جب مہاجر اور انصار نے آپس میں اس طرح ایثار و جاں بازی دکھائی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ قدیم میں اِن دونوں جماعتوں کی یوں تعریف کی ـــــ اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [التوبہ/۱۰۰] (اور سب سے آگے آگے سب سے پہلے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور انصار سے اور جنہوں نے پیروی کی ان کی عمدگی سے، راضی ہوگیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہوگئے وہ اس سے، اور اس نے تیار کر رکھے ہیں ان کے لئے باغات، بہتی ہیں ان کے نیچے ندیاں، ہمیشہ رہیں گے ان میں ابد تک، یہی بہت بڑی کامیابی ہے)۔

اصحابِ صفہ

بعض صحابہ ایسے تھے جو نہ کسی کام میں مشغول تھے اور نہ ان کی کوئی کمائی تھی اس لئے فقر و فاقہ میں زندگی گذرتی۔ یہی لوگ اصحابِ صفہ ہیں، اور یہ تقریباً ستر ۷۰ افراد تھے جو مسجد میں رہتے تھے۔ تصفیۂ باطن اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغولیت ہی ان کا کام تھا۔ دن میں کھجور کی گٹھلی چنتے، اس کو کوٹتے اور بیچ کر اپنی روزی روٹی کا انتظام کرتے۔

دیکھنے میں آتا کہ امراء کھجور کھاتے اُس کی گٹھلیاں پھینک دیتے بعض فقراء اُن کو چن لیتے۔ جن کے پاس اونٹ ہوتے ان کے ہاتھ ان گٹھلیوں کو فروخت کر دیتے اور وہ لوگ اونٹ کے چارہ کے لئے اس کو لے لیتے۔ اصحابِ صفہ اس طرح دن گذارتے اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے معمور رکھتے، اپنے احوال کو گدڑی میں چھپائے رکھتے، خرقہ اور کمبل پر

اکتفا کرتے۔ ہر ایک کے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا۔

فقراء نے اونی لباس کیوں پہنا

فرمایا کہ ___ فقراء نے جو پشمینہ (اونی لباس) پہنا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ باطنی صفائی اور جِلاء اِن حضرات کو مطلوب ہے وہ اِس کو حاصل کرتے ہیں اور اِن کا دل آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہوتا ہے۔ آئینہ کے لئے غلاف چاہئے، آئینہ کے غلاف کا کام اونی کپڑا سے لیتے ہیں تا کہ زنگ لگنے سے محفوظ رہے۔ اِسی طرح درویش حضرات پشمینہ کا استعمال کرتے تا کہ لوگوں کی آہ اور نظرِ بد سے محفوظ رہیں۔ اِس لئے یہ اونی لباس اِن کے لئے بہت مناسب ہے۔

اس موقع پر قاصمہ صوفی نے یہ شعر پڑھا۔

درویش از صفاء خود اندر گلیم شد
ایں رَوِش است کز نمد آئینہ داں کند

(فقیر اپنی صفائی کی خاطر خود کو کمبل میں چھپالیتا ہے اور یہ کوئی حیرت کی بات نہیں اس لئے کہ آئینہ کے غلاف کے لئے اونی کپڑے ہی کا استعمال ہوتا ہے)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ خدا کی رحمت ہو! کیا برمحل شعر ہے۔ برمحل بات کی ادائیگی بھی خاص صفت ہوتی ہے۔

مجلس - ۳۷

دنیا کی چیزیں معدوم ہونا چاہتی ہیں

آستانۂ عالی مآب کی خاک بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ بذاتِ خود معدوم ہونا چاہتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو اپنی قدرت سے باقی رکھے رہتا ہے، جیسے ذوامہ چوبیں جس کو ہندوستان میں بھونرہ[1] کہتے ہیں۔ جب تک اِس میں قوت رہتی ہے چکر لگاتا ہے اور جیسے ہی اس کی قوت ختم ہوتی ہے گر جاتا ہے۔ یعنی وہ بذاتِ خود گرنا چاہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ایک حد تک اس کو باقی رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ولی کی نظر کے سوا کسی کو نظر نہیں آتا۔

اس موقع پر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی ــــــ وَ تَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ [النمل/۸۸] (تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو اور سمجھتے ہو کہ یہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہ پہاڑ بادل کی طرح چکر لگا رہے ہیں) انتہائی تیزی اور سرعت کے ساتھ گھومنے کی وجہ سے دیکھنے میں ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے ہوئے ہیں جیسے کمہار کا چاک اور آٹا پیسنے کی بڑی چکی۔

جھانک تاک سے متعلق ایک فقہی مسئلہ

اسی درمیان حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ــــــ اگر کوئی آدمی کسی کے گھر میں قصداً جھانک تاک کرتا ہے تو اس کی آنکھ نکال لیں اور ایسا کرنے پر کوئی جرم تو عاید نہیں ہوگا؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر کے اندر سرِ مبارک میں کنگھی کر رہے تھے اور مانگ نکالنے والی کنگھی سے مانگ ٹھیک کرنے ں مشغول تھے، اور ایک شخص راستہ سے گذرتے ہوئے کھڑکی سے جھانک کر دیکھ رہے تھے۔

جب آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے تو اُس شخص نے کہا ___ یارسول اللہ! جب پ کنگھی سے مانگ ٹھیک کر رہے تھے تو میں کھڑکی سے دیکھ رہا تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا ___ اگر اُس وقت مجھے یہ بات معلوم ہو جاتی تو نگ نکالنے والی کنگھی تمہارے جسم پر چلا دیتا۔

ست درازی سے متعلق ایک فقہی مسئلہ

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا ___ یارسول اللہ! رات کے وقت ہمارے گھر میں یک شخص آتا ہے اور ہماری اہلِ خانہ پر دست درازی کرتا ہے، اس کے ثبوت میں دو گواہ پاہئے۔ اب اگر میں گواہوں کو لانے جاتا ہوں تو اتنی دیر میں وہ اپنا کام کر کے بھاگ جائے گا۔ ایسی صورت میں آخر مَیں کیا کروں؟

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جواب دینے سے پہلے ہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو وہاں پر موجود تھے کہنے لگے ___ قسم خدا کی، اگر مَیں ہوتا تو تلوار سے اُس کا سر الگ کر دیتا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر صحابۂ کرام حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنے لگے، آخر انہوں نے یہ بے ادبی کیسے کی کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں فیصلہ دینے لگے۔

جب آپ ﷺ نے دیکھا ___ میرے صحابہ سعد کو تیز نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں، اور اندر اندر ان پر غصہ ہو رہے ہیں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تسکین خاطر کے لئے فرمایا اَتَعجِبُونَ

مِن غَیرَۃِ سَعُد اِنَّ سَعداً لَغیُورٌ وَّ اَنَا اَغیَرُ مِنهُ وَاللّٰہُ اَغیَرُ مِنِّی وَ مِنْ غَیرَتِہٖ حَرَّمَ الُفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنھَا وَ مَا بَطَنَ (سعد بے شک غیرت مند ہے اور میں اس سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے اور اللہ نے اپنی غیرت کی وجہ سے تمام کھلی وڈھکی بدکاریوں کو حرام قرار دے دیا ہے)۔

بُروں کے ساتھ حُسنِ سلوک

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا کہ ___ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے۔ ایک شخص دروازے کے سامنے آئے، رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا ___ وہ شخص جو آرہا ہے وہ برا آدمی ہے ___ لیکن ___ جب وہ سامنے آیا تو آپ ﷺ نے خوب خاطر تواضع کی۔

اُس آدمی کے واپس جانے کے بعد حضرت عائشہؓ نے پوچھا ___ یارسول اللہ! پہلے تو آپ نے فرمایا کہ ___ وہ برا آدمی ہے، لیکن جب سامنے آیا تو آپ نے اس کی خوب خاطر تواضع کی؟ ___

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ___ اگر میں اس کے ساتھ اِس طرح پیش نہیں آتا تو وہ گالی گلوج کرتا، برا بھلا کہتا اور اِس جرم میں گرفتار ہو جاتا۔ لہٰذا بروں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا بھی صدقہ ہے۔

جونپور میں قحط کی پریشانی

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جونپور سے ایک شخص آئے۔ قدم بوسی کے شرف سے مشرف

ہوئے اور عرض کیا ___ اُس طرف سخت اکال پڑ رہا ہے۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی ___ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا [ھود/٦] روئے زمین پر کوئی ذی روح ایسا نہیں جس کی رزق اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر نہ لے لی ہو۔

اس کے بعد فرمایا ___ اگر آسمان سے پتھر برسے یا زمین لوہا بن جائے اور اس طرح کی ہریالی نہ ہو تو بھی بندوں کی رزق بند نہیں ہوگی۔

قہر الٰہی کا سبب بداعمالی ہے

عہدِ موسیٰؑ کا ایک اہم واقعہ

اللہ تعالیٰ کا قہر بداعمالی کے سبب ہی ہوتا ہے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی ___ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عورت نے روٹی کے ٹکڑے پر اپنے بیٹے سے پیشاب کرا دیا۔ اس بداعمالی کا ایسا افلاس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شہر میں قحط (اکال) لا دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ صَمَدیت میں عرضی لگائی۔

حکم ہوا کہ ___ اُس عورت سے کہئے کہ روٹی کے جس ٹکڑے پر اپنے بیٹے سے پیشاب کروایا ہے ___ وہ روٹی فلاں جگہ پڑی ہے ___ پہلے اس کو کھائے اس کے بعد ہی اکال ختم کروں گا ___ لہٰذا عورت نے ویسا ہی کیا ___ اس کے بعد ہی قحط کی مصیبت دور ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ___ خداوندا! یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ غلطی ایک عورت نے کی اور قحط کی سزا سب لوگوں کو ملی۔

جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سوال کیا ___ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاؤں پر چیونٹیوں کو بھیج دیا ___ اور جیسے ہی ایک چیونٹی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاؤں میں کاٹا،

موسیٰ علیہ السلام نے ادھر اپنا ہاتھ پھیرا اور تقریباً پچاس ساٹھ چیونٹیاں ان کے ہاتھ سے پس گئیں۔
حکم خداوندی آیا ــــ اے موسیٰ! آپ کو اپنے سوال کا جواب مل گیا۔

ایک آتش پرست کا خواجہ بایزیدؒ کو وسیلہ بنانا

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ــــ کسی شہر میں قحط پڑا۔ شہر کے لوگ اِستسقاء کے لئے باہر نکل آئے۔ دعاء کر کے واپس ہوئے ــ لیکن ــ دعاء کی قبولیت کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔

اس جگہ ایک گبر (آتش پرست) بھی تھا۔ اس نے کہا ــــ اب میں جاتا ہوں اور میں کچھ عرض کرتا ہوں ــ وہ نکلا ــ اور اُس نے کہا ــــ الٰہی! اُس راز کے صدقے میں بارش بھیج دیجئے جو راز میری آنکھوں میں پوشیدہ ہے ــ آتش پرست کی اس بات میں ایسا اثر ہوا کہ فوراً بارش ہونے لگی۔

لوگوں نے اس آتش پرست سے پوچھا ــــ اچھا یہ تو بتاؤ کہ تمہاری آنکھوں میں وہ کون سا راز پوشیدہ ہے، جس کے طفیل بارش ہونے لگی؟

اُس نے کہا ــــ میری آنکھوں نے حضرت خواجہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا ہے۔

خواجہ شفیق بلخیؒ کے توکل پر خواجہ بایزیدؒ کا تبصرہ

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ حضرت خواجہ شفیق بلخیؒ کے ایک مرید حضرت خواجہ بایزید قدس اللہ سرہ العزیز کے پاس گئے۔ حضرت خواجہ شفیق بلخیؒ نے اپنے مرید سے کہہ دیا تھا ــــ اگر حضرت پوچھیں کہ تمہارے پیر کس کام میں مشغول ہیں تو کہنا ــــ توکل میں

اپنا قدم مضبوط کر رہے ہیں۔

جب وہ مرید حضرت خواجہ بایزیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو خواجہ نے ان کے پیر کا حال دریافت کیا۔

مرید نے وہی کہا ____ جو پیر نے کہا تھا۔

خواجہ بایزیدؒ نے فرمایا ____ اگر بایزید زاغ لعینی کو ابھی ہو جائے تو اُس مشرک کے دروازے پر نہ جائے جو اللہ تعالیٰ کو دو روٹیوں سے آزمارہا ہے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ حَسَنَاتُ الْاَبْرَار سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنُ یہی ہے۔

عشقِ الٰہی میں خواجہ شبلیؒ کا حال

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ____ حضرت خواجہ شبلیؒ کا ابتدا میں یہ حال تھا کہ جس سے بھی اللہ تعالیٰ کا نام سنتے اس کے منہ کو شکر سے بھر دیتے۔ اور پھر انہیں کا آخر میں یہ حال ہو گیا کہ جس سے اللہ تعالیٰ کا نام سنتے اس کو پتھر سے مارتے۔

پھر فرمایا ____ ایک شخص حضرت خواجہ جنید قدس اللہ سرہ العزیز کی مجلس میں حضرت خواجہ شبلیؒ کی تعریف کر رہے تھے اور حضرت شبلیؒ بھی اس مجلس میں حاضر تھے۔

حضرت خواجہ جنیدؒ نے فرمایا ____ اس زندیق (مشرک) کا نام نہ لو۔

حضرت نے یہ بات اس لئے فرمائی کہ حضرت شبلیؒ کو عُجب پیدا نہ ہو۔ عُجب (غرور و تکبر) سالک کے لئے بہت بڑی مصیبت ہے۔

مجلس - ۳۸

عوارف کا درس

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ شیخ زادہ حضرت شیخ سلطان بلغہ اللہ الیٰ منازل الآباء ومراتب الاولیاء عوارف پڑھ رہے تھے ___ جب سبق اس عبارت پر پہنچا تربة الشخص مدفنه (جس کی مٹی جہاں کی ہوتی ہے وہ وہیں مدفون ہوتا ہے) تو حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ___ یہ حدیث ہے یا کسی بزرگ کا قول ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بزرگ کا قول ہے واللہ اعلم۔

جہاں کی خمیر ہوتی ہے وہیں مدفون ہوتا ہے

اس کے بعد ارشاد ہوا ___ جہاں کی مٹی ہوتی ہے وہیں اس آدمی کا مدفن ہوتا ہے، جب ایسی بات ہے تو یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدفن مکہ ہوتا اس لئے کہ آپ ﷺ کی مٹی مکہ کی تھی۔

اس سوال کا جواب یہی ہے کہ یہ بات ثابت ہے کہ جس کی خمیر جہاں کی ہوتی ہے وہ اسی جگہ دفن ہوتا ہے۔ لیکن جب طوفانِ نوح آیا سارا عالم پانی سے بھر گیا تو رسول اکرم ﷺ کا خاکِ جوہر سیلابی پانی کے ساتھ مکہ سے مدینہ چلا گیا۔ اور جہاں پر اب آنحضرت ﷺ کا مزار مبارک ہے، وہاں وہ مٹی جا کر ٹھہر گئی۔ اسی لئے آپ ﷺ مکی بھی ہیں اور مدنی بھی۔

رسول اللہ ﷺ کے عمل کو اللہ نے اپنا عمل بتایا

اس کے بعد فرمایا ___ عوارف میں آیا ہے ___ اِنَّ اللہ مَسَحَ آدَمَ وَ اَخْرَجَ ذُرِّیَّتَهٗ.......... الیٰ آخرہ یعنی جس دن عہد و پیمان ہوا اُس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا ___ اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد پیلی مکھیوں کی طرح نکل آئی۔

ظاہراً تو آدم علیہ السلام کی پیٹھ پر فرشتوں نے ہاتھ پھیرا تھا، اللہ تعالیٰ نے ہاتھ نہیں پھیرا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے عمل کو اپنی طرف منسوب کرلیا۔ جس طرح جنگ حنین میں جب کفار بھاری پڑ رہے تھے اُس وقت رسول اللہ صلی علیہ وآلہٖ وسلم اپنی سواری سے نیچے اتر آئے اور ایک مٹھی خاک لے کر کافروں کی طرف پھینک دیا۔ کوئی کافر بھی ایسا نہیں رہا جس کی آنکھ میں وہ مٹی نہیں پڑی، سب کے سب اندھے مجبور اور پست ہوگئے، یہ کامیابی سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے لئے فرحت و شادمانی اور مالِ غنیمت کا سبب بنی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھیجی ___ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی [انفال/۱۷] (نہیں پھینکی آپ نے جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی) یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ نے نہیں پھینکی مٹی کافروں کی طرف جس وقت آپ نے پھینکی، لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ گرچہ بظاہر آپ ﷺ نے پھینکی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اپنی طرف منسوب کرلیا اور اس کی اضافت اپنی طرف کرلی ___ اس طرح کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں۔

یومِ میثاق

اس کے بعد عہد و پیمان کا تذکرہ ہونے لگا جس کو میثاق کہتے ہیں۔ حضرت شیخ عظمہ

اللہ نے فرمایا ـــــ ایک بزرگ کا قول ہے کہ میثاق کے دن جو عہد و پیمان ہوا وہ مجھے پورا یاد ہے۔ اس روز میرے دائیں بائیں آگے پیچھے کون کون لوگ تھے میں سب کو جانتا اور پہچانتا ہوں۔

قوتِ حافظہ کرامت کی حد تک

پھر ارشاد ہوا ـــــ مخدوم قاضی قطب الدین قاری سبعہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے عقیقہ کے دن کون کون عورتیں آئی تھیں اور آج بھی میں ان سب کو پہچانتا ہوں۔ یاد رکھنے اور پہچاننے کا معاملہ تو یہاں تک ہے کہ میرے عقیقہ کے دن ایک عورت اپنا سامان طاق میں رکھ کر بھول گئی۔ اور میں نے چند سال کے بعد اُس کو یاد دلا دیا کہ میں یہ دیکھ رہا تھا کہ فلاں طاق میں رکھ رہی ہے، جب اس نے تلاش کیا تو واقعی اس کی چیز اسی طاق میں مل گئی یہ دیکھ کر سب کو تعجب ہونے لگا۔

اِس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ یہ تو کرامت کا معاملہ ہے ـــــ

مجلس - ۳۹

آداب المریدین کا درس

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ قاصمہ صوفی، آداب المریدین پڑھ رہے تھے۔ سبق اس عبارت پر پہنچا ـــــ سئلت عائشہ رضی اللہ عنھا عن خُلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم قالت کان خُلُقُہُ الْقُرْاٰن۔

اخلاقِ نبوی

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ جب حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق کے متعلق پوچھا گیا تو رسول خدا کی عظمت جس حد تک ام المؤمنین بی بی عائشہ کے دل میں تھی اس اعتبار سے انہوں نے کہنا چاہا___ خلقہ خلق اللہ (رسول کا اخلاق اللہ کا اخلاق ہے)۔

مگر ادب کے پیش نظر انہوں نے اپنی بات کو کان خلقہ القران کی حسین عبارت میں ادا کر دی کہ ہر وہ اچھا اخلاق جو قرآن میں بیان ہوا ہے وہ سب کا سب ہمارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں موجود تھا۔

جس کا اخلاق اچھا ہوگا وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوگا

آداب المریدین کا سبق اس حدیث نبوی پر پہنچا___ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ اَلا اخبرُکُم بِأَحَبِکُمْ اِلٰی وَاَقْرَبِکُمْ مِنِیَّ مَجْلِساً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالُوْ بَلٰیٰ یَا رَسُوْلَ اللہ قَالَ اَحْسَنُکُمْ اَخلَاقاً اَلْمُوْطُوْنَ اَکْنَافاً الَّذِیْنَ یَالِفُوْنَ وَیُوْلَفُوْنَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا___ جانتے ہو اور باخبر ہو یا میں تمہیں بتاؤں کہ تم لوگوں میں میرا سب سے زیادہ محبوب اور دوست کون ہے اور قیامت کے دن میری ہمنشینی میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب کون ہوگا؟

صحابہ نے عرض کیا___ یا رسول اللہ! فرمایا جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا___ تم میں جس کا اخلاق سب سے اچھا ہوگا جو لوگوں کے لئے اپنے کو بچھا دے گا، جو لوگوں سے الفت رکھے گا اور جس سے لوگ الفت رکھیں گے۔

حُسنِ اخلاق اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ___ **لا خیر لمن لا یالف ولمن لا یولف** اس شخص میں خیر اور بھلائی نہیں جو نہ دوسروں سے الفت رکھے اور نہ اس سے دوسرے لوگ الفت رکھیں۔ یعنی جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ وحشت اور سختی سے پیش آئے اور اچھی زندگی نہ گذارے اس شخص میں کچھ خیر اور بھلائی نہیں۔ لہٰذا حُسنِ اخلاق اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

شیریں زبان اللہ تعالیٰ کا دوست ہے.

اس کے بعد فرمایا ___ ارشاد نبوی ﷺ ہے **اذا احب اللہ عبدا عسلہ علی الناس** جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دوست بناتا ہے تو اس کو لوگوں کے سامنے شیریں بنادیتا ہے، یعنی اس کی زبان کو میٹھی اور اس کے اخلاق کو شیریں بنا دیتا ہے۔

آپس میں ملاقات کے وقت خندہ روئی کا اظہار ہو

آداب المریدین کا سبق **ومن اخلاقهم الحلم والتواضع**............ **الی** ..... **والالفت والبشاشة** پر پہنچا تو حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ کسی درویش کی ایک بزرگ سے چند سال کے وقفہ کے بعد ملاقات ہوئی۔ اس بزرگ نے سنت کے مطابق خندہ روئی اور بشاشت کا اظہار نہیں کیا۔

درویش نے کہا ___ اتنی مدت کے بعد آپ سے ملاقات ہو رہی ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ ___ جو اپنے مومن بھائی سے ملاقات کے وقت بشاشت، خوشی

اور خندہ روئی کا اظہار کرتا ہے اس کے لئے یہ سب ثواب ہیں تو پھر آپ نے خوشی کا اظہار کیوں نہیں کیا اور سنت کو کیوں ترک کر دیا؟

اس بزرگ نے فرمایا ـــــ میں نے ایثار کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے، میں جانتا ہوں کہ ملاقات کے وقت بشاشت اور خوش خلقی سے پیش آنے کے کیا کیا ثواب ہیں، اس کے باوجود ترک کر دینے میں نیت یہ رہی کہ میں اس کو آپ کے لئے چھوڑ دوں تاکہ سارا ثواب آپ کے حصہ میں آجائے۔

امام احمد غزالیؒ اور امام محمد غزالیؒ

اسی اثناء میں حضرت امام احمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ امام احمد غزالیؒ اور امام محمد غزالیؒ دونوں بھائی تھے۔ امام احمد شروع ہی سے دانشمند اور درویش صفت تھے اور امام محمد نے بعد میں درویشی اختیار کی۔

امام احمد غزالیؒ حضرت ابونجیب سہروردیؒ کی خانقاہ میں

اس کے بعد فرمایا کہ ـــــ حضرت امام احمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کی خانقاہ میں حاضر ہوئے تاکہ وہاں کی خدمت انجام دیں۔ لیکن اس خانقاہ میں جو صوفیاء تھے وہ پہلے سے ہی الگ الگ کاموں پر مقرر تھے۔ اور سب اپنے اپنے کام پر لگے تھے، کوئی عہدہ خالی نہیں تھا۔ امام احمد غزالیؒ نے کلوخ مہیا کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لے لی اور صوفیاء کے لئے کلوخ مہیا کرنے میں لگ گئے۔

ایک روز حضرت خواجہ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز احیاء العلوم

کا درس دے رہے تھے، جو امام احمد غزالیؒ کی تصنیف ☆ ہے۔ اس کتاب میں ایک مشکل عبارت آ گئی جس کو حل کرنے میں دقت ہو رہی تھی۔ حضرت خواجہ کا ارادہ ہوا کہ حضرت امام احمد کے یہاں جائیں اور انہیں سے اس مسئلہ کو حل کر لیں۔ حضرت خواجہ ضیاء الدینؒ کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ امام احمد غزالیؒ ان کی خانقاہ میں موجود ہیں۔ چنانچہ اپنے خادم کو بلایا ___ اور ان سے فرمایا کہ ___ سفر کی تیاری کرو۔ مجھے عراق جانا ہے۔

جب امام احمد غزالیؒ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت خواجہ ضیاء الدین مجھ سے ملنے کے لئے عراق جا رہے ہیں اور جدائی ہونے والی ہے تو حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ___ اور عرض کیا ___ میں نے امام احمد غزالیؒ کی خانقاہ میں رہ کر اس عبارت کا معنی و مفہوم انہیں کی زبانی اس طرح سنا ہے۔

اس کے بعد حضرت خواجہ کی وہ مشکل حل ہو گئی اور عراق جانے کا ارادہ ترک فرما دیا۔

ایک فارسی شعر کا مفہوم

خاکسار نے عرض کیا ___ اس شعر کے کیا معنی ہیں؟

سہ شراب حقیقی بخوریم
چہار تکبیر بر مجاز کنیم

شیخ صدر محمود وہاں پر موجود تھے۔ انہوں نے عرض کیا ___ حضرت مخدوم شیخ حُسین قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ "سہ شراب" سے سہ ترک مراد ہے۔ ترکِ دنیا، ترکِ آخرت اور ترکِ خود۔

یہ سن کر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ خوب شرح فرمائی ہے۔ جب یہ تینوں ترک کسی کو حاصل ہو گیا تو موتوا قبل ان تموتوا اس کو حاصل ہو گیا اور اس نے مجاز پر چار تکبیر پڑھ دی یعنی حیاتِ مجازی پر نماز (جنازہ) ادا کر دی۔

مخدوم شیخ حُسَین ؒ کی خانقاہ کے صوفیاء

اس کے بعد حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز کی خانقاہ کے صوفیاء کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ہمارے شیخ بزرگوار کی خانقاہ میں جتنے صوفیاء تھے وہ درجہٗ ولایت پر فائز تھے۔

خاکسار نے عرض کیا ___ لوگ بتاتے ہیں کہ شیخ نور غوری اور خواجہ فضل اللہ کے درمیان کوئی خاص واقعہ ہو گیا تھا۔

فقر و تجرید پر مخدوم حُسَین ؒ کی گفتگو کا خواجہ فضل اللہ فخر پر اثر

فرمایا ___ اس واقعہ کی پوری تفصیل اس طرح ہے ___ ایک روز خواجہ فضل اللہ فخر جو کسی دوسری جگہ مرید تھے حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت حضرت شیخ فقر و تجرید پر گفتگو فرما رہے تھے، حضرت کی گفتگو سُن کر خواجہ فضل اللہ کے دل میں رِقّت پیدا ہو گئی۔

یہاں سے رخصت ہونے کے بعد کسی سے کہنے لگے جس وقت حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز فقر و تجرید پر گفتگو کر رہے تھے میرے دل میں ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ اپنا کپڑا پھاڑ دوں اور فقر اختیار کر لوں۔ لیکن اس وقت ایسا لگا کہ ایک شخص اپنی انگلی دانتوں

میں دبائے مجھے ایسا کرنے سے منع کر رہے ہیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ وہ میرے پیر تھے۔

شیخ نور غوری، حضرت خواجہ فضل اللہ کی مجلس میں موجود تھے، ان کی یہ بات سُن کر انہوں نے کہا ___ وہ تمہارے پیر نہیں تھے بلکہ شیطان تھا۔ اس لئے کہ جوان باتوں سے منع کرے وہ یقیناً شیطان ہوگا۔

شیخ نور غوری کی اس بات سے خواجہ فضل اللہ غضبناک ہو گئے اور اتنا ڈانٹا کہ ان کو کافی تکلیف پہنچ گئی۔ وہ اٹھے، تین مقام پر سجدہ کیا اور روانہ ہو گئے اور فرمایا ___ قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِاللّٰهِ فَاَیْنَمَا تَوَلّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰه (کہہ دیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام احکام اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں چنانچہ جس سَمت بھی وہ لوگ رخ کر کے نماز ادا کریں گے وہاں اللہ کی ذات موجود ہے۔

مجلس ۔ ۴۰

ایک فارسی شعر کا مفہوم

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ خاکسار نے اِس شعر کا معنی دریافت کیا۔

میلِ خلقِ جملہ عالم تا ابد
گر باشد ورنہ باشد سوئے تست

(سارے جہان کے لوگوں کا میلان ہر حال میں ابد تک تیری ہی طرف رہے گا)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ موجودات کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ واجب الوجود

۲۔ ممکن الوجود

جب فعل کی اضافت واجب الوجود کی طرف کریں گے تو اس کی طرف میلان کا ہونا ظاہر ہے اور جب فعل کی اضافت ممکن الوجود کی طرف کی جائے گی تو ظاہر ہے کہ اس کی طرف امید نہیں ہوگی۔

لیکن حقیقتاً جب ممکن کا وجود ہے تو گویا اس کا میلان واجب کی طرف ہے اگرچہ ظاہر میں نہیں ہے۔لہٰذا ہر حال میں سارے جہان کی مخلوق کا میلان اسی کی طرف ہوگا اگرچہ ظاہر میں ہو یا نہ ہو حقیقت میں تو اسی کی طرف ہوگا۔لیکن یہ نظر سب کو حاصل کہاں۔اور جس کو یہ نظر حاصل نہیں اس کو کچھ حاصل نہیں۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ شعر پڑھا۔

از جمالِ ہو معکم جلوہ ھاست

لیک ہر کس لائق دیدار نیست

(وہ تمہارے ساتھ ہے اس کے جمال کی جلوہ آرائی ہر جگہ ہے۔لیکن ہر شخص اس لائق کہاں جو اس کا دیدار کر سکے)

پھر ارشاد فرمایا ___ ایک بزرگ کا قول ہے ___ اپنا محکوم ہونے سے بہتر ہے بلی کا محکوم ہونا ___ اور یہ شعر پڑھا۔

مشو چوں سگ بخواب و خور و خورسند

اگرچہ گربہ باشد دل بروبند

(کتے کی طرح کھانے پینے اور سونے میں مست نہ رہو اگر بلی مل جائے تو اسی سے دل لگا لو)۔

اس کے بعد فرمایا ـــــــ عالم میں جتنی چیزیں ہیں وہ واجب (الوجود) کا آئینہ و عکس ہیں۔لہٰذا جو کچھ اس واجب کا عکس و آئینہ ہے وہ بلا واسطہ جان کا متقاضی ہے جیسے آدمی اللہ تعالیٰ کا عکس و پرتو ہے اور وہ جان کے ساتھ ہے۔

صد ہزار آئینہ دارد شاہد مہ روئے ما

رو بہر آئینہ آرو جاں درو پیدا شود

(میرا چاند جیسا محبوب لاکھوں آئینہ رکھتا ہے جس آئینہ کے سامنے جاؤ اسی میں جان پیدا ہو جائے)۔

جو ممکن (الوجود) کا عکس و پرتو ہے وہ جان کا متقاضی نہیں۔جیسے آدمی کے عکس و پرتو کا کوئی اثر نہیں،ممکن کے عکس و پرتو کے لئے جان نہیں ہے۔یہاں واسطہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

مکتوبات دوصد کے ایک شعر کی تشریح

مولانا ابدال صوفی ساکن قصبہ جونپور حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کے مکتوبات جدید[15] کا درس لے رہے تھے۔اس میں یہ شعر آ گیا۔

پیر ہم ہست ایں زماں پنہاں شدہ

ننگ خلقاں دیدہ در خلقان شدہ

(اس زمانہ میں پیر نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں،لوگ ان کی گدڑی کو حقارت سے دیکھتے ہیں اس لئے وہ گدڑی میں چھپ جاتے ہیں)۔

مولانا مذکور نے اس شعر کا معنی دریافت کیا____

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ پہلے مصرع کا معنی تو واضح ہے۔ دوسرے مصرع ''ننگ خلقاں دیدہ در خلقاں شدہ'' کا معنی یہ ہوگا کہ لوگوں کا ننگ زندہ کی آنکھ میں ہے۔ ''خلقاں'' خا کے پیش کے ساتھ خلق کی جمع ہے اور زبر کے ساتھ پرانا کپڑا کے معنی میں ہے۔ یا دونوں جگہ ''خا'' کے زبر کے ساتھ پڑھیں تو معنی یہ ہوگا کہ لوگوں کا ننگ لوگوں کے درمیان آنکھ میں ہے اور ان میں سب ایک ہی طرح کے ہیں تاکہ کوئی تمیز نہ کر سکے۔

خاکسار نے عرض کیا____ ان کو اچھا اخلاق منظور ہے ایسی صورت میں ''نیک خلقاں دیدہ در خلقاں شدہ'' کا معنی کیا ہوگا؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ ان کو لوگوں کے ننگ و نام سے کیا مطلب۔ اسی کو ننگِ خلق دیکھتے ہیں اور اپنے کو ان سے پوشیدہ رکھتے ہیں تاکہ یہ لوگ عیب میں نہ پڑ جائیں اور گنہگار نہ ہوں۔ جب کسی میں عیب اور نقص کو دیکھتے ہیں تو معذور سمجھتے ہیں اور اس وجہ سے اندوہ گیں ہو جاتے ہیں۔

عید کے دن حضرت شبلیؒ کے رونے کی وجہ

نقل ہے کہ____ عید کے دن حضرت خواجہ شبلی قدس اللہ سرہ العزیز رو رہے تھے، لوگوں نے پوچھا____ حضرت! آج عید کا دن ہے، رونے کا دن تو نہیں؟

فرمایا____ میں دیکھ رہا ہوں کہ آج ہر شخص خوشی منا رہا ہے اور فرحت و شادمانی سے ہمکنار ہے مگر اپنی حقیقت سے غافل ہے۔ مجھے انہیں پر رحم آ رہا ہے اور اسی وجہ سے رو رہا ہوں۔

اپنے کو فرعون سے بہتر سمجھنا فرعون سے بدتر ہونے کی علامت ہے

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ یہ لوگ اپنے کو ساری مخلوق سے بدتر سمجھتے ہیں، ایک بزرگ نے فرمایا ___ جس نے اپنے کو فرعون سے ذرہ برابر بھی بہتر سمجھا وہ فرعون سے بدتر ہے۔

دوسرے کو کمتر سمجھنے پر خواجہ حسن بصریؒ کی آزمائش

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی ___ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ___ میں نے کبھی بھی اپنے کو کسی سے بہتر نہیں سمجھا، مگر ایک بار ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا دجلہ کے کنارے ایک شخص بیٹھا ہے۔ اس کے سامنے ایک گھڑا رکھا ہے، اس کے پہلو میں ایک عورت بیٹھی ہے۔ وہ شخص ہر تھوڑی دیر پر گھڑا سے کچھ نکالتا ہے اور اسے پیتا ہے۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ گھڑے میں شراب ہے اور یہ کوئی اَوباش عورت ہے۔ میں ابھی اسی خیال میں تھا کہ دیکھا دجلہ میں ایک کشتی ٹوٹ گئی اور پانچ آدمی ڈوبنے لگے۔

اس شخص نے جس کے متعلق میں نے بدگمانی کی تھی انگلی سے اشارہ کیا اور ان پانچ میں سے تین کو باہر نکال لیا۔ اس کے بعد کہا ___ اے حَسَن بصری! بقیہ دو آدمی کو تم نکال دو۔

خواجہ نے کہا ___ مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا، میں اس کام میں معذور و مجبور ہوں۔

پھر اس شخص نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں کو بھی ڈوبنے سے بچا لیا۔ اس کے بعد کہا ___ اے حسن بصری! میں تو تم ہی کو دیکھنے آیا تھا۔ دیکھ لیا کہ تم ابھی تک ظاہر ہی

میں پڑے ہو باطن کی خبر نہیں۔ ارے سنو، جس گھڑے میں تم نے شراب سمجھا اس میں پانی ہے اور یہ عورت میری ماں ہیں۔

صحابہ ہمیں شیطان سمجھتے اور ہم لوگ ان کو دیوانہ کہتے

پھر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ارشاد فرمایا ـــــ کسی نے حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے پوچھا کہ ـــــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کیسے تھے؟

انہوں نے فرمایا ـــــ وہ ایسے ہی تھے کہ اگر تم ان کو دیکھتے تو یہی کہتے کہ یہ سب دیوانے ہیں اور اگر وہ تم لوگوں کو دیکھتے تو کہتے یہ سب شیطان ہیں۔

مجلس - ۴۱

خاموشی بہت بڑی ریاضت ہے

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ کل حضرت شیخ نصیر الدین سنامی رحمتہ اللہ علیہ کے نواسا میاں منگن یہاں موجود تھے۔ ان کی موجودگی میں عوارف کا درس ہو رہا تھا۔ سب لوگ کچھ نہ کچھ بول رہے تھے۔ لیکن وہ خاموش تھے، کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔ یہ خاموشی تو بہت بڑی ریاضت ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے کو وصیت کی تھی کہ تم جس مجلس میں بھی جاؤ وہاں لوگوں کی گفتگو سنو، لیکن خود خاموش رہو۔

یہ بہت بڑی ریاضت ہے کہ جانتے ہوئے بھی خاموش رہا جائے۔ ہر شخص سے یہ نہیں ہو سکتا۔ چونکہ بولنے اور گفتگو کرنے سے غرور اور شان میں اضافہ ہوتا ہے، اسی لئے بزرگوں نے اس سے ہمیشہ پرہیز کیا ہے۔

عشق متاعِ بے بہا

شیخ زادہ حضرت شیخ سلطان **بلغہ اللہ الیٰ منازل الآباء و مراتب الاولیاء** عوارف کا درس لے رہے تھے۔ جب اس عبارت پر پہنچے **الا طال شوق الا برار الیٰ لقائی وانی الیٰ لقائھم لاشد شوقاً** (مگر ابرار کا اشتیاق میری ملاقات کے لئے بڑھا اور میرا شوق بھی ان کی ملاقات کے لئے خوب بڑھا)۔

پیر اپنے مریدوں کو بہت مانتے ہیں

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ یہی وجہ ہے کہ پیر اپنے مریدوں کو بہت مانتے ہیں۔ شوق غایت دوستی اور عشق کا نام ہے۔

اقسامِ عشق

اس کے بعد فرمایا کہ ـــــ حضرت قاضی عین القضاۃ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق کی تین قسمیں ہیں۔

- ☆ عشق اصغر - یہ عشق بندے کو خدا سے ہوتا ہے۔
- ☆ عشق اکبر - یہ عشق خدا کو بندے سے ہوتا ہے۔
- ☆ عشق میانہ - اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا ___ حضور! بتایا جائے کہ ''عشق میانہ'' کیا ہے؟

ارشاد ہوا ___ وہ عشق جو ایک کو دوسرے سے ہو (یعنی بندے کو خدا سے اور خدا کو بندے سے)۔

قبر میں بھی تربیت ہوتی ہے

ایک دوسرے شخص نے عرض کیا ___ قبر میں بھی تربیت ہوتی ہے؟

فرمایا ___ ہاں، ہوتی ہے! اس کے بعد یہ دو اشعار پڑھے ۔

کدام دانہ فرورفت برزمیں کہ نرست ☆ چرا بدانہ انسانیت ایں گماں باشد

کدام دلو فروشد کہ پُر بروں نہ آمد ☆ ز چاہ یوسف جاں را چرا فغاں باشد

(وہ کون سا دانہ ہے جس نے زمین کے اندر جانے کے بعد باہر نکل کر نشو ونما نہیں پائی پھر انسان کے لئے ایسا گمان کیوں کیا جائے کہ وہ قبر میں جانے کے بعد کوئی کرشمہ نہیں دکھا سکتا۔

جو بالٹی بھی کنواں کے اندر جاتی ہے وہ پانی سے لبریز ہو کر باہر آتی ہے تو پھر یوسف کے کنواں سے باہر آنے پر ہنگامہ کیسا)۔

تبصرہ کا درس

خاکسار حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ قدس اللہ سرہ العزیز کا تبصرہ پڑھ رہا تھا۔ اس میں تذکرہ آ گیا کہ ایک شخص حضرت ابن سیریں کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے رات خواب دیکھا ہے کہ صبح صادق کا وقت ہے، میرے ہاتھ میں ایک مہر والی انگوٹھی ہے، میں اس سے عورتوں اور مَردوں کے منہ پر اور شرم گاہوں پر مہر لگا رہا ہوں (اس کی تعبیر کیا ہو گی؟)۔

ابن سیرین کے ذریعہ اس خواب کی بہترین تعبیر

ابن سیرین نے فرمایا___ آپ مؤذن ہیں، رمضان کے مہینے میں وقت سے پہلے اذان دے دیتے ہیں۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ سبحان اللہ! ایسی تعبیر تو کسی دوسرے نے نہیں کی ہے کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے کہ وقت سے پہلے اذان دے دیتے ہیں اور اذان سُن کر لوگ سحری نہیں کھاتے، اپنی بیویوں کے پاس نہیں جاتے۔ وقت سے پہلے اذان دے کر گویا روزہ داروں کے منہ اور شرم گاہوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔

ابن سیرین کے ذریعہ ملکۂ وقت کے ایک خواب کی تعبیر

اس کے بعد اسی مناسبت سے یہ حکایت بیان فرمائی___ ایک بار خلیفہ کی بی بی نے خواب دیکھا کہ خلیفہ کی بیٹی پڑی ہوئی ہے اور سارا جہان اس سے مستفید ہو رہا ہے۔ نیند سے بیدار ہونے کے بعد وہ اس خواب کی تعبیر کے لئے پریشان ہونے لگی۔ مشکل یہ تھی کہ ایسے خواب کی تعبیر کیسے پوچھی جائے۔ آخر اس نے اپنی دائی کو بلایا، اس سے خواب بیان کیا اور کہا کہ ابن سیرین کے پاس جاؤ اور اپنے بارے میں کہنا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے۔ تعبیر کیا ہوگی؟___

وہ دائی ابن سیرین کے پاس پہنچی اور___ خواب بیان کیا۔

انہوں نے دائی کی طرف دیکھا___ اور فرمایا___ یہ خواب تمہارا نہیں ہو سکتا۔ تم نے نہیں دیکھا ہے اس لئے کہ اس کی تعبیر یہی ہے کہ جس نے یہ خواب دیکھا ہے اس سے ایسا کوئی کام ہوگا جس سے سارے جہان کو فائدہ پہنچے گا۔

مجلس - ۴۲

مخالفتِ نفس کے ذریعہ خدا تک پہنچنے کا طریقہ

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ مخالفتِ نفس کے موضوع پر گفتگو ہونے لگی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ ایک زاہد حضرت خواجہ بایزید قدس اللہ سرہ العزیز کے پاس آئے___ اور کہا___ مجھے خدا تک پہنچا سکتے ہیں؟

حضرت نے فرمایا___ میں تو پہنچا سکتا ہوں___ لیکن___ جو حکم دوں گا اس پر آپ عمل نہیں کر سکتے۔

اس زاہد نے کہا___ حکم دیجیے تا کہ میں عمل کر سکوں___ میں برسوں سے اس بات کا طالب ہوں اور اسی طلب میں لگا ہوں۔

حضرت خواجہ نے فرمایا___ ایک تھیلا آخروٹ لے کر اُن محلوں میں چلے جایئے جہاں آپ معزز سمجھے جاتے ہیں۔ وہاں کے بچّوں سے کہیے کہ___

جو مجھے ایک طمانچہ مارے گا اُس کو میں ایک آخروٹ دوں گا،

جو دو طمانچہ مارے گا اُس کو دو آخروٹ دوں گا،

جو تین طمانچہ مارے گا اُس کو تین،

یہاں تک کہ جو دس طمانچے لگائے گا اُسے دس آخروٹ ملے گا۔

یہ سُن کر اُس زاہد نے کہا___ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔

خواجہ بایزید نے فرمایا___ سُبْحَانَ اللّٰه ! اگر یہ کلمہ کوئی کافر پڑھتا تو مسلمان

ہو جاتا اور آپ اِس کلمہ کو پڑھ کر مشرک ہو گئے۔

زاہد موصوف نے پوچھا____ ایسا کیوں؟

خواجہ نے فرمایا____ ایسا اس لئے کہ آپ نے اپنے کو بزرگ سمجھا اور بزرگ سمجھتے ہوئے یہ کلمہ پڑھا۔

زاہد نے کہا____ بات دراصل یہ ہے کہ جو کام آپ نے فرمایا____ وہ مجھ سے نہیں ہو سکتا ہے۔

خواجہ بایزیدؒ نے فرمایا____ آپ کا علاج تو یہی ہے اور مَیں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ میرے حکم پر عمل نہیں کر سکتے ہیں۔

قاضی نصیر الدین ایک صاحبِ ہمت مرد تھے

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ قاضی نصیر الدین عجب ہمت کے آدمی تھے۔ان کی ہمت کا یہ حال تھا کہ ایک بار اچانک ان کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑ گئی جس کے بدن سے خون اور ریم ٹپک رہا تھا۔ان کے دل میں کراہیت پیدا ہوئی مگر فوراً ہی اس کے قریب بیٹھ گئے۔اس کے ساتھ کھانے لگے بلکہ اس کا جوٹھا بھی کھالیا۔

قاضی نصیر الدین ایسے باہمت شخص تھے کہ علم وفضل میں کمال حاصل کرنے کے بعد اپنی علمی صلاحیت وقابلیت کو لات مار کر ایک روز اپنے ہی خانوادے میں کشکولِ گدائی لے کر نکل پڑے۔اس روز کئی تولے سونا چاندی اور موتی ملے،اس کے بعد باہر نکلے۔گلی کوچوں میں دستِ سوال دراز کرنے لگے۔یہاں تک کہ ایک روز صرف ایک دانہ ملا۔

دولتِ زوال ترک کر کے نعمتِ لازوال حاصل کی جائے

اس کے بعد فرمایا ـــــ اگر اللہ تعالیٰ ایسی توفیق عطا فرمائے کہ جو چند روزہ ہے اس کو ترک کر کے جو ہمیشہ رہنے والا ہے اس کو حاصل کرنے میں انسان لگ جائے تو یہ بہت بڑی دولت ہے۔

پھر فرمایا ـــــ هَلَکَ الْمُثْقِلُون وَ نَجا الْمُخَفِفُون جو بارِگراں ہیں وہ ہلاک ہوئے اور جو ہلکا بوجھ والے ہیں انہوں نے نجات پائی۔ دنیا کے کاموں میں حاجت کے مطابق کمی بہتر ہے اس لئے کہ فرصت غنیمت ہے۔

اس کے بعد یہ دو اشعار اپنی زبان گوہر فشاں سے سنائے ؎

کارِ عالم درازی دارد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

تا کارِ جہاں راست کنی دیر شود
چوں دیر شود دولت زما سیر شود

(دنیا کے معاملات طویل اور دراز ہیں جہاں تک ہو سکے مختصر اختیار کرو۔
جتنی دیر تک دنیا کے معاملات کو سجانے میں لگے رہو گے ہمارے وصل کی نعمت کے حصول میں اتنی دیر ہوتی جائے گی)

ایک صاحبِ توفیق بزرگ کا عملِ خیر

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ـــــ ایک خواجہ تھے جو روزانہ عصر کے وقتِ آخر میں چند سکّے لے کر بازار چلے جاتے۔ وہ سامان جو دکان میں پڑا رہتا جسے کوئی نہیں لیتا جیسے سبزی یعنی بیگن، کھیرا، ککری، مولی وغیرہ زیادہ قیمت دے کر خرید لیتے اور اپنے محلّہ کے لوگوں میں اور

فقیروں میں تقسیم کر دیتے۔ ان کا روز یہی کام تھا۔ سبحان اللہ! کیسی توفیق اس بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔

مجلس - ۴۳

تذکرہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا

آستانۂ عالی جناب کی خاک بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت سلیمان پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کا تذکرہ ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی ___ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ [ص/۳۵] (عطا فرما مجھے ایسی حکومت جو کسی کو میسّر نہ ہو میرے بعد)

ان کے ملک کا حال معلوم ہے اور مشہور ہے کہ وہاں بڑے بڑے لگن جیسے حوض تھے اور پہاڑ جیسے دیگ۔ ہر دیگ میں کئی کئی سیر کھانا بنتا جیسا کہ اللہ رب العزت نے اپنے کلام مقدس میں خبر دی ہے ___ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ [السبا/۱۳] (بڑے بڑے لگن جیسے حوض ہوں اور بھاری دیگیں جو چولھوں پر جمی رہتیں) اور ایسا تخت بنایا تھا جو میلوں میل پھیلا ہوا تھا، اس میں چار سو کرسیاں لگتی تھیں جن پر علماء بیٹھتے تھے۔ یہ تخت ہوا کے دوش پر اس طرح چلتا کہ ایک مہینے کی مسافت ایک دو روز میں طے ہو جاتی اور اس کی رفتار ایسی ہوتی کہ اگر اس پر بیٹھ کر کوئی کچھ لکھتا تو اس کا ہاتھ نہیں کانپتا۔ انسان، جن، شیاطین اور پرندے

سب حضرت کے حکم کے پابند تھے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ___ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اتنی قدرت وطاقت حاصل تھی اور کروفر تھا لیکن جب موت کا وقت آیا تو ساری چیزیں دور ہوگئیں۔

اگر جاوید بودے ملک مقصود
سلیمان دیو را خاتم ندادے
(اگر ملک مقصود ہمیشہ رہنے والا ہوتا تو حضرت سلیمان دیو کو انگوٹھی نہیں دیتے)

ایک رات رسول اللہ ﷺ نے شیطان کو پکڑ لیا

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ___ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک رات میں نے شیطان کو پکڑ لیا، اور کہا کہ ___ اس کو مسجد کے پائے میں باندھ دیا جائے تاکہ صبح جب بچے آئیں تو اس کا مذاق اڑائیں، لیکن پھر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ بھائی سلیمان نے رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ کی دعاء کی تھی، اور شیاطین ان کے ملک میں داخل تھے۔ لہٰذا ان کے ملک میں کیا تصرف کروں، چھوڑ دیتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت سے بے پناہ محبت کی مثال

پھر فرمایا ___ ایک روز رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ حالتِ نماز ہی میں ایک دو قدم آگے بڑھے اپنا ہاتھ آگے کی طرف پھیلایا اور پھر اپنی جگہ اور اپنی حالت پر لوٹ آئے۔

صحابہ نے آپ ﷺ سے اس عمل کے بارے میں دریافت کیا۔

فرمایا ــــ بہشت کو میرے سامنے کیا گیا، انگور کے خوشے نظر آئے۔ میں نے انگور کھانا چاہا ــــ اور جیسے ہی انگور کی طرف ہاتھ بڑھایا، دل میں خیال آیا۔

" اکیلے کیا کھاؤں اپنی امت کے ساتھ کھاؤں گا "۔

دوسری بار پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں تھے، ایک دو قدم آگے بڑھے۔

لوگوں نے اس عمل کے بارے میں پھر دریافت کیا۔

فرمایا ــــ مجھے دوزخ دکھایا گیا، بندگی کی ہیبت بہت زیادہ ہونے لگی۔

شیخ عظمہ اللہ کا پھول سونگھ کر درود شریف پڑھنا

اسی گفتگو کے درمیان ایک شخص پھول لے کر آئے ــــ اور حضرت شیخ عظمہ اللہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضرت نے پھول سونگھا ــــ اور یہ درود شریف پڑھا ــــ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّد.

پھر فرمایا ــــ میں ایک روز حرم شریف میں طواف کر رہا تھا اور یہ درود پڑھ رہا تھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّد۔

ایک شخص میری طرف دیکھ رہے تھے۔

دوسری بار پھر اسی طرح پڑھا ــــ اس شخص نے پھر مجھے دیکھا۔

جب تیسری بار پڑھا تو اس شخص نے کہا ــــ اس طرح نہیں پڑھئے بلکہ یوں پڑھئے ــــ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّد.

اُس روز سے مجھے اسی طرح پڑھنے کی عادت ہوگئی۔

عرب کا بچہ بچہ فصاحت و بلاغت کا مالک ہوتا

اس کے بعد فرمایا ـــــ ملکِ عرب بھی کتنا اچھا ملک ہے۔ اس ملک کا بچہ بچہ فصاحت و بلاغت کا مالک ہے۔ ایک دن ایک بچے کو دیکھا جو اپنی ماں سے کہہ رہا تھا ـــــ یَا اُمَّا بَطْنِیْ جَوْعَانُ وَثَدْیَکِ مَلْآنُ اَمَا تَخَافِیْنَ الرَّحْمٰنَ اے ماں! میرا پیٹ خالی ہے، تیرے پستان دودھ سے بھرے ہیں، کیا خدا سے تجھے ڈر نہیں لگتا کہ مجھے دودھ پلا دے۔

مجلس - ۴۴

عوارف کا درس

زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ کے صاحبزادے شیخ سلطان سلمہ اللہ تعالیٰ عوارف پڑھ رہے تھے۔ سبق اس عبارت پر پہنچا وحیث لم یُؤَهِّل لاحوالهم السنیه یخدم من اهل لها۔

اہل اللہ کی خدمت

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ جب اپنے کو روشن اور بلند احوال کے شایانِ شان نہیں دیکھتے تو اہل اللہ کی خدمت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

نیست آن دولت کہ بوسم پائے میمونت ولیک

پائے او بوسم کہ در کوئے تو گاہے بگذرد

(میری ایسی قسمت کہاں کہ آپ کے قدم مبارک کو بوسہ دوں، اس لئے میں اسی کا قدم چوم لیتا ہوں جو آپ کی گلی سے گذرا کرتا ہے)۔

لیلیٰ کی گلی کے کتے کو مجنوں کا سجدہ کرنا

پھر ارشاد ہوا کہ ___ ایک دن مجنوں جنگل میں گھوم رہا تھا۔ اچانک ایک سیاہ کتا نظر آ گیا، اس نے کتے کو سجدہ کرلیا۔

لوگوں نے پوچھا ___ یہ کیا! کالے کتے کو سجدہ کر رہے ہو؟

مجنوں نے کہا ___ میں نے ایک دن لیلیٰ کی گلی میں کالے کتے کو دیکھا، اس دن سے میرا یہ حال ہے کہ میں جہاں بھی سیاہ کتے کو دیکھتا ہوں اسے سجدہ کرتا ہوں۔

مجنونِ عشق را دگر امروز حالت است
کاسلام دین لیلیٰ و دیگر ضلالت است

(عشق کے مجنوں کی اس وقت حالت ہی دوسری ہے، اس کی نظر میں لیلیٰ کا دین ہی اسلام ہے باقی گمراہی ہے)

شیخ عظمہ اللہ کی کیفیتِ قلبی اور عقیدت و محبت میں ڈوبی ہوئی ایک دعاء

اسی درمیان قوال آ گئے اور دہلیز کے سامنے گانا شروع کر دیا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ روز بروز اس طرف سے لگاؤ کم ہو رہا ہے اب آخرت کی طرف تعلق بڑھ رہا ہے۔

اس کے بعد پوری عاجزی وانکساری کے ساتھ یوں دعاء کی___

" الٰہی بحرمت میمنتِ منیری و میمنتِ بلخی دنیا بکلی از ما ساقط گرداں و چند دمے کہ باقی است در رضائے خویش مصروف دار "

(اے اللہ تعالیٰ! حضرت شرف الدین منیریؒ اور حضرت مظفر بلخیؒ کی برکت کے طفیل دنیا کو پورے طور پر ہم سے دور فرمادے اور زندگی کے جو چند لمحے باقی ہیں ان کو اپنی رضاء میں مصروف کردے)۔

غزوۂ تبوک میں جو صحابہ شریک نہ ہو سکے ان پر رحم وکرم کی بارش اور بے انتہا نوازش

اس کے بعد عوارف کا سبق اس عبارت پر پہنچا___ لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْک فَدَ نا مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ اِنَّ قَوْمًا مَآ سِرتُمْ مِنْ مَسِيْرٍ وَلَا قَطَعتُم وَادِيًا اِلَّا كانُوا مَعَكُمْ فِيْهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَهُوَ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَة حَبَسَهُمُ الْعُذْر [ابن ماجہ باب من حبسہ العذر عن الجہاد]

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک میں تشریف لے گئے اس وقت بعض صحابہ اپنی کمزوری اور سواری مہیا نہ ہونے کی وجہ کر معذور رہے اور آپ ﷺ کے ساتھ نہیں جا سکے___ لیکن___ دل وجان سے جانے کا ارادہ رکھتے۔ عذر کی بنا پر رکے رہے، اور دن رات اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح و کامیابی کی دعائیں کرتے رہے۔

آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا___ تم لوگوں نے جن منزلوں کی سیر کی اور جن

وادیوں سے گذرے اس سفر میں وہ لوگ بھی تمہارے ساتھ ساتھ تھے جو عذر اور مجبوری کی بنا پر اپنے اپنے گھروں میں رہ گئے تھے۔

صحابہ نے عرض کیا ـــــ یارسول اللہ! ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ مدینہ میں رہیں اور ہم لوگوں کے ساتھ بھی رہیں؟

فرمایا ـــــ ہاں! ایسا ہی ہے۔ وہ عذر کی وجہ سے نہیں جا سکے۔ لہٰذا وہ حُسنِ نیت کی وجہ سے ہمارے ساتھ ہوگئے۔ **فشر کونا بحسن النیت۔**

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سارے مالِ غنیمت کے ساتھ واپس آئے وہ لوگ جو ساتھ نہیں گئے تھے اور معذور تھے شرمندگی محسوس کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے کو مجرم و خطاوار سمجھتے ہوئے درختوں سے باندھ دیا کہ اللہ کے رسول جو چاہیں سزا دیں۔

ان کا یہ حال دیکھ کر دریائے رحمت کو جوش آ گیا۔ شفقت مآب آقا ﷺ اُن لوگوں کے قریب گئے اور اپنے دستِ مبارک سے اُن کی رسیوں کو کھول دیا اور مالِ غنیمت میں اُن کو بھی حصہ دار بنا دیا۔

شیخ جلال تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کی شفقت علی الخلق سے متعلق ایک کرامت

اس کے بعد حضرت شیخ جلال تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ لکھنوتی کی طرف ایک جگہ پہنچے۔ وہاں کا فرحکمراں تھا۔ ایک شخص کے یہاں قیام فرمایا۔

اس شہر میں ایک بت خانہ تھا، جہاں خطرناک سانپ رہتا تھا اور وہ سانپ ہر رات

ایک آدمی کو کھا جاتا تھا۔ شہر میں اعلان کر دیا جاتا اور اعلان کے مطابق کوئی شخص بت خانہ بھیج دیا جاتا۔ سانپ اس کو اپنی خوراک بنالیتا اور صبح اس کی ہڈیاں باہر پھینک دی جاتیں۔

شیخ جلال تبریزیؒ جس شخص کے گھر پہنچے اُس کو دیکھا بہت رو رہا ہے اور گریہ وزاری کر رہا ہے۔ شیخ تبریزیؒ نے دریافت فرمایا____ آخر رونے کی وجہ کیا ہے؟

اس میزبان نے بتایا____ یہاں ایک ایسی بلا ہے جو ہر رات ایک آدمی کو کھا جاتی ہے اور آج کی رات میرے بیٹے کی باری ہے۔ میرے پاس اتنا مال بھی نہیں کہ رقم دے کر اور کسی دوسرے شخص کو خرید کر اپنے بیٹے کی جگہ پر وہاں بھیج دوں۔

شیخ نے فرمایا____ مجھے بھیج دو۔

اس شخص نے کہا____ آپ کو کیسے بھیج دوں، آپ تو ابھی آئے ہیں اور میں نے ابھی آپ کی کچھ خاطر تواضع بھی نہیں کی۔

شیخ تبریزیؒ نے فرمایا____ تجھے اس سے کیا مطلب، مجھے بھیج کر تو دیکھ۔

اس شخص نے ویسا ہی کیا۔

جب شیخ اس بت خانہ میں پہنچے، سانپ نے ان پر حملہ کرنا چاہا۔ حضرت نے اسے مار دیا اور نماز میں مشغول ہو گئے۔

صبح ہوئی اور ہڈی نکالنے والے حسبِ دستور اس بت خانے میں پہنچے تاکہ شیخ تبریزیؒ کی ہڈیاں باہر نکال دیں۔

دیکھا کہ شیخ مصلیٰ پر بیٹھے ہیں اور وہ خطرناک سانپ مردہ پڑا ہے۔ ایک ہنگامہ ہو گیا بادشاہ کو بھی خبر ہوئی۔ وہ بھی آیا شیخ تبریزیؒ کے سامنے ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔ ساری حکومت اور اپنا ملک شیخ کی خدمت میں نذر کر دیا۔

شیخ بہاءالدین ذکریاؒ کو دنیاوی نعمت
شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے ملی

اس کے بعد حضرت شیخ بہاءالدین ذکریاؒ کی طاقت وقدرت کا تذکرہ ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ شیخ بہاءالدین ذکریاؒ کو جو دنیا ملی وہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے ملی۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے صاحبزادے کا نام شیخ بہاءالدینؒ تھا۔ ایک رات شیخ شہاب الدینؒ نے مشغولیت اختیار کر رکھی تھی اور اپنے صاحبزادے شیخ بہاءالدینؒ سے کہہ دیا تھا کہ آج تم موجود رہنا۔

لیکن اِدھر شیخ شہاب الدینؒ نے مشغولیت اختیار کی ___ اور اُدھر شیخ بہاءالدینؒ کہیں چلے گئے۔

شیخ کا جب وقتِ خاص آیا اپنے صاحبزادے کو آواز دی ___ بابا بہاءالدین!

وہاں پر شیخ بہاءالدین ذکریا موجود تھے۔ انہوں نے کہا ___ لبیک یعنی حاضر ہوا۔

شیخ نے فرمایا ___ تو کون ہے؟

عرض کیا ___ بہاءالدین غریب ہوں۔

حضرت شیخ نے فرمایا ___ تمہیں نہیں بلا رہا ہوں۔

شیخ نے پھر آواز دی" ___ بابا بہاءالدین"!

حضرت ذکریاؒ نے پھر عرض کیا ___ لبیک۔

شیخ نے پھر پوچھا ___ تو کون ہے؟

شیخ بہاءالدینؒ نے کہا ___ میں بہاءالدین غریب ہوں۔ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا۔

جب تیسری آواز پر بھی آپ کے صاحبزادے حاضر نہیں ہوئے تو بہاء الدین ذکریا سے فرمایا ___ اب میں کیا کروں! اللہ تعالیٰ تمہیں کو دینا چاہتا ہے۔ شیخ بہاء الدین ذکریا کو اپنے قریب بلایا۔ اس وقت ایک عورت سونے کے زیور سے آراستہ بناؤ سنگار کیے حضرت کا پاؤں دبا رہی تھی۔ اس عورت نے شیخ بہاء الدینؒ کو اندر آتے دیکھ شیخ کا پاؤں چھوڑا اور بھاگنے لگی۔

شیخ نے فرمایا ___ بہاء الدین! اس کو پکڑو۔

شیخ بہاء الدین ذکریاؒ دوڑے لیکن وہ بھاگتی گئی۔ آخر اس کے دامن کا ایک دھاگا حضرت ذکریاؒ کے ہاتھ آگیا، یہ اسی دھاگے کا کرشمہ ہے کہ اتنی دنیا ان کے ہاتھ آگئی۔ دولت مندی کا یہ حال رہا کہ آپ کے خیمے ریشمی تھے، سونے کے کھونٹے تھے اور کتوں کے گلے میں سونے کے پٹے تھے۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اپنے بیٹے کی شادی میں سونے کی ہزاروں شمعیں روشن کیں

پھر فرمایا ___ شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہٗ کی دولت وحشمت بھی مشہور و معروف ہے۔

شیخ صدر محمود نے عرض کیا ___ حضرت شیخ لاد کہتے تھے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اپنے صاحبزادے کی شادی کی رات سونے کی ہزاروں شمعیں روشن کی تھیں۔ جب ایک شخص نے اعتراض کیا کہ شیخ نے اسراف سے کام لیا ہے تو شیخ نے اپنے کشفِ باطن سے سمجھ لیا اور فرمایا ___ میں نے ہر شمع کو اپنی ہوا میں جلایا ہے تو اسے پھونک کر بجھا دے۔

اس شخص نے بجھانے کی کوشش کی مگر ایک شمع بھی گُل نہیں ہوئی۔

مجلس - ۴۵

تذکرہ حضرت امیر خسروؒ کا

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کا ارشاد گرامی ہے ''امیر خسرو کی جان پر اللہ کی رحمت ہو جنہوں نے کہا ہے۔

خلق گویندم بروز نار بندا ے بت پرست

درتنِ خسرو کدامی رگ کہ آں زنار نیست''

(لوگ مجھے کہتے ہیں کہ اے بت پرست جا زنار باندھ لے، خسرو کے جسم میں کون سی رگ ایسی ہے جو زنار نہیں ہے)۔

اس کے بعد فرمایا___ امیر خسرو کو جو نعمتیں حاصل تھیں معلوم نہیں کہ وہ نعمتیں ان کے بزرگوں[۲۶] کو بھی حاصل تھیں یا نہیں؟

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اسی اثناء میں حضرت شیخ عظمہ اللہ کے چند مرید کسی دیہات سے آ گئے اور شرفِ قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔

سو خون کرنے والے قاتل کو توبہ کی توفیق اور اس کی مغفرت

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ حکایت بیان فرمائی___ ایک فاسق جو ننانوے (۹۹)

خون کر چکا تھا، ہاتھ میں تلوار لئے ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے کہا ___ میں ننانوے خون کر چکا ہوں اگر میں تائب ہو جاؤں تو میری توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟

راہب کو جواب دینے میں دیر ہوئی اور اس فاسق نے راہب کا بھی صفایا کر دیا۔ اس کے بعد ایک دوسرے شخص کے پاس پہنچا، اور اس سے کہا میں سو (۱۰۰) خون کر چکا ہوں، اگر میں توبہ کروں تو میری توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟

وہ شخص عقلمند تھا اس نے کہا ___ ہاں! کیوں نہیں! ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اگر توبہ کرلوگے تو قبول ہو جائے گی، لیکن فلاں جگہ اللہ کے نیک بندے رہتے ہیں۔ وہاں چلے جاؤ اور وہاں جا کر توبہ کرلو۔

وہ فاسق توبہ کے ارادے سے اس جگہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ لیکن راستے میں اس کی موت کا وقت آ گیا اور اس کا انتقال ہو گیا۔ عذاب کے فرشتے اس کو لینے آئے تا کہ لے جا کر عذاب میں ڈال دیں، اس لئے کہ بغیر توبہ کئے اس کا انتقال ہو گیا تھا۔ ادھر رحمت کے فرشتے بھی آ گئے تا کہ اسے نجات دلائیں۔ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ توبہ کے ارادے سے نکل چکا تھا اور دل سے تائب ہو گیا تھا۔

اب فرشتوں کی دونوں جماعت میں تکرار شروع ہو گئی۔ آخر میں طئے پایا کہ جس علاقے سے یہ قریب ہے اسی کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ زمین کی پیمائش شروع ہوئی اور وہ علاقہ جو صالحین کا تھا وہاں کی زمین کو حکم ہوا کہ سمٹ جائے۔ پیمائش کے بعد یہ نتیجہ سامنے آیا کہ یہ شخص صالحین کے علاقہ سے قریب ہے۔ لہٰذا عذاب کے فرشتے دست بردار ہو گئے اور رحمت کے فرشتے اُسے لے گئے۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ اشعار پڑھے۔

گر کرمت عام شد رفت ز برہان عذاب ☆ ور بعمل حکم شد وہ کہ جہاں دیدنی است

جوانا رہِ طاعت امروز گیر ☆ کہ فردا جوانی نیاید ز پیر

(اگر اُس کا کرم عام ہو جائے تو عذاب کی تمام دلیلیں رخصت ہو جائیں۔ اور اگر کہیں عمل کے مطابق فیصلہ ہوا تو پھر معاملہ نا قابل بیان ہے۔ اسی کو یوں کہا گیا ہے کہ فضل کرے تو چھٹی اور عدل کرے تو لٹی۔

(اے جوان! آج ہی طاعت وفرماں برداری کی راہ اختیار کرلو۔ اس لئے کہ کل یہ جوانی لوٹ کر واپس نہیں آئے گی)۔

توبہ میں دیر اور کمی نہ ہو

اور یہ بھی فرمایا ـــــ توبہ میں دیر وکمی نہیں کی جائے۔ مثلاً اگر دن میں سو بار گناہ ہو جائے تو بھی اسی میں پڑا نہ رہے، بلکہ اس سے نکل آئے اور توبہ کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے۔

اعمالِ صالحہ کو نجات کے لئے وسیلہ بنانا

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ـــــ بنی اسرائیل کے تین آدمی جیسے ہی گھر سے نکلے طوفان آگیا اور بارش ہونے لگی۔ پہاڑ کے دامن میں ایک غار تھا، تینوں اسی میں داخل ہو گئے۔ اچانک ایک پتھر پہاڑ سے نیچے آیا اور غار کے منہ پر آکر رک گیا۔ باہر نکلنے کا راستہ پورے طور پر بند ہو گیا۔ یہ تینوں غار میں بند ہو گئے، نکلنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہا۔ آخر یہ لوگ ہر طرح مجبور ہو گئے۔

اس وقت کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے اگر کوئی نیک عمل خالصاً اللہ کے لئے کیا ہے تو اس پتھر کو ہٹانے کے لئے اسی عمل کو شفیع بنائیں۔شاید اللہ تعالیٰ کشادگی عطا فرمادے۔

اسی مشورے پر عمل کرتے ہوئے ایک شخص نے یوں عرض کیا ___ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور ماں باپ بھی ہیں۔میں بکریاں چراتا ہوں اور رات میں جب دودھ لے کر آتا ہوں تو پہلے اپنے والدین کو دیتا ہوں، اس کے بعد ہی اپنے بچوں کو پلاتا ہوں، میری روز کی یہ عادت ہوگئی ہے۔ایک رات جب دودھ لے کر آیا، والدین کو نیند آچکی تھی، میں نے ان کو جگایا نہیں۔بچے دودھ نہ ملنے کی وجہ سے رات بھر شور و ہنگامہ کرتے رہے، ان کے رونے چلانے کے باوجود میں نے دودھ نہیں دیا۔صبح ہوتے ہی والدین نیند سے بیدار ہوئے میں نے سب سے پہلے ان کی خدمت میں دودھ پیش کیا۔اس کے بعد ہی بچوں کو دیا۔

خداوندا! اگر میرا یہ عمل تیری رضا و خوشنودی کے لئے ہوا تو اِس قید و بند سے نجات عطا فرما، تاکہ ہم لوگ آسمان کو دیکھ سکیں۔

جیسے ہی اس کی یہ درخواست مکمل ہوئی ایک تہائی پتھر غار کے منہ سے سرک گیا۔

دوسرے شخص نے یوں عرض کیا ___ خداوندا! تو جانتا ہے کہ میں اپنی چچازاد بہن پر عاشق تھا اور جس طرح دوسرے عشاق دیوانہ و فریفتہ رہتے ہیں میرا بھی وہی حال تھا، لیکن وہ میرے قبضے میں نہیں آتی تھی۔آخر ایک دن اس نے مجھ سے سو (۱۰۰) اشرفی کی فرمائش کردی۔میں نے کچھ دنوں میں جمع کر کے اس کے حوالہ کردیا، اور جب اس کو خلوت میں لے جاکر اس پر قدرت حاصل کر لی تو اس نے مجھ سے کہا ___ اتق اللّٰہ وَ لَا تفتحِ الخَاتِمِ اِلّا بِالْحَقِّ (اللہ سے ڈرو، اور اس کی اجازت کے بغیر مہر کو نہ توڑو) جب میں نے اس کی زبان سے یہ جملہ سنا ___ اس وقت تیرا خوف ایسا دل پر بیٹھا کہ فوراً اس کو اپنے قبضے سے آزاد کر کے

اور وہیں چھوڑ کر نکل بھاگا۔

اگر میرا یہ عمل تیری رضا و خوشنودی میں ہوا ہے تو ہم لوگوں کو نجات عطا فرما۔

جیسے ہی اس کی دعا مکمل ہوئی، مزید ایک تہائی پتھر اور سرک گیا۔

اب تیسرے شخص کی باری تھی ___ اُس نے عرض کیا ___ خداوندا! تو جانتا ہے کہ میں نے مزدوروں کو کام پر لگا رکھا تھا، سارے مزدور اپنی اپنی اجرت لے کر چلے گئے، لیکن ایک مزدور نے اپنی اُجرت نہیں لی۔ بغیر اُجرت لئے واپس چلا گیا میں نے اس کی مزدوری کی رقم سے ایک مرغی خریدی۔ جب اس مرغی سے بہت ساری مرغیاں ہوگئیں تو انہیں بیچ کر ایک بکری مول لی ۔ جب اس بکری سے بہت ساری بکریاں ہوگئیں انہیں فروخت کر کے ایک گائے لی۔ جب گائے کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تو اچانک ایک دن وہ مزدور آ گیا اور اس نے اپنی مزدوری طلب کی۔ میں نے گائے کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ سب تمہاری اجرت ہیں، انہیں لو اور گھر جاؤ۔ اس شخص نے کہا ___ تو مجھ سے مذاق کر رہا ہے۔ میری اجرت تو صرف دو درہم تھی، اور تو انہیں لے جانے کے لئے کہہ رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا ___ میں مذاق نہیں کر رہا ہوں بلکہ حقیقت میں یہ سب تمہاری اجرت ہیں۔ اس کے بعد ساری باتیں اس کو بتائیں، اُس نے ساری گائیوں کو جمع کیا اور گھر لے کر چلا گیا۔

یا اللہ العالمین! اگر میرا یہ عمل تیری رضاء کے لئے ہوا ہے تو اس تنگ و تاریک جگہ سے نجات عطا فرما۔ دعاء کرتے ہی پورا پتھر اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور تینوں آدمی صحیح و سلامت اُس غار سے نکل آئے۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ شعر پڑھا۔

تقصیر مکن ہیچ تو در کردنِ طاعت
کانہا کہ بہائیست ترا جملہ بدا داست

(تم اللہ تعالیٰ کی طاعت وفرمانبرداری میں کسی طرح کی کمی نہ کرو، اس لئے کہ تم کو جو چاہئے وہ سب کچھ اس نے عطا کر دیا ہے)۔

ہر شبِ جمعہ کو سو بار درود شریف پڑھنے کا حکم

پھر ان جواں سال مریدوں سے فرمایا ــــ ہر شبِ جمعہ کو سو بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اس طرح درود بھیجا کرو ــــ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اور اگر ہر رات کو یہ عمل ہو تو بہت بہتر ہے۔

درود شریف پڑھنے کی وجہ سے ایک سود خوار کی بخشائش

اس کے بعد فرمایا ــــ خلفاء کے زمانے میں ایک سود خوار تھا اور اس کی سود خواری بہت مشہور تھی۔ لیکن اس کا یہ معمول تھا کہ بلا ناغہ ہر رات کو مونسِ بے کساں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سو بار درود شریف بھیجتا۔

جب اس کا انتقال ہو گیا اور اس کو کپڑے سے ڈھک دیا گیا تا کہ اس کی تجہیز و تکفین وقت پر کی جائے۔ چنانچہ جب اس کے لڑکے آئے اور جیسے ہی اپنے باپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا یہ دیکھ کر رنج وغم میں ڈوب گئے کہ اُس کا سر اور چہرہ گدھے کی طرح ہو گیا ہے۔ اس کے لڑکے کہنے لگے یہ تو ہم لوگوں کے لئے بڑی فضیحت و شرمندگی کی بات ہے۔ ایسا کرتے ہیں کہ لعش کو رات بھر رکھتے ہیں اور صبح سویرے ایسا غائب کر دیں کہ کوئی بھی دیکھ نہ سکے۔ رات بھر وہ لوگ اسی غم میں ڈوبے رہے۔ رات کے آخری حصے میں ان لوگوں کو نیند آ گئی۔

ایک بیٹے نے خواب میں دیکھا ــــ سرورِ کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور اس کے باپ کے چہرے پر اپنا ہاتھ پھیر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ

شخص میرا دوست تھا۔ ہر رات مجھ پر سو بار درود شریف بھیجتا تھا، آج رات جب اس کی طرف سے درود کا تحفہ نہیں ملا تو میں نے فرشتہ کلفائیل سے جو درود پہنچانے پر مامور ہے، پوچھا کہ آج رات تو نے فلاں سود خوار کی طرف سے درود نہیں پہنچایا، آخر وجہ کیا ہے؟

فرشتہ نے بتایا کہ ___ اس کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کا چہرہ گدھے کے چہرہ کی طرح ہو گیا ہے اس وجہ سے اس کے لڑکے رنج و غم میں ڈوبے ہیں اور بڑی فضیحت محسوس کر رہے ہیں ___ یہ سن کر میں چلا آیا تاکہ اس کے چہرے کو ٹھیک کر دوں۔

اس کا لڑکا نیند سے بیدار ہوا ___ اور اس نے اپنے بھائیوں سے اس خواب کو بیان کیا۔ سب جمع ہوئے اور جب چہرے سے کپڑے کو ہٹایا تو دیکھا کہ اس کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا ہے۔

مجلس - ۴۶

خواجہ منصورؒ کو اپنا قتل ہونا پسند تھا

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ شیخ صدر محمود نے عرض کیا ___ لوگ کہتے ہیں کہ خواجہ منصورؒ کو قتل ہونا پسند تھا۔

رسمِ ستی سے متعلق حضرت شیخ حُسَینؒ کی وضاحت

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہٗ سے کسی

نے پوچھا ___ کافر عورتیں اپنی خواہش سے خود کو نذرِ آتش کر دیتی ہیں، آخر یہ کیا بات ہے؟

ارشاد ہوا ___ اس وقت ان کے دل میں ایسی کیفیت ڈال دی جاتی ہے کہ جلنے کے سوا ان کو کچھ اور اچھا نہیں لگتا۔ ایسی بے قراری ہوتی ہے کہ اگر ہزاروں قید و بند میں بھی ڈال دیجئے تو ان کو سکون نہیں ملتا اور خود کو جلا کر دم لیتی ہیں۔

اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

جاں را فدائے دوست کن کم از زن ہندو مشو

کو از برائے مردہ زندہ بسوزد خویش را

(اپنی جان کو دوست پر قربان کر دو اور اپنے کو اس ہندو عورت سے بھی کم درجہ نہ بناؤ جو مردہ کے لئے اپنے کو زندہ جلا دیتی ہے)۔

خواجہ منصورؒ کے دل میں بھی اس عالم سے ایسی بات ڈال دی گئی کہ ان کو اپنا قتل ہونا پسند آ گیا۔

خواجہ منصورؒ کی شہادت کے بعد کا واقعہ

اس کے بعد فرمایا ___ جب وہ شہید کر دئے گئے تو ان کے خون کا ہر قطرہ جو زمین پر گر رہا تھا اس سے انا الحق کا نقش ابھر رہا تھا۔ جب وہ ٹکرے ٹکرے کر دئے گئے تو ان کے ہر ٹکرے سے انا الحق کی آواز آ رہی تھی۔ جب جلا دئے گئے تو راکھ سے بھی انا الحق کی صدا آ رہی تھی۔ اور جب ان کی راکھ کو دجلہ میں ڈال دیا گیا تو دجلہ کو ایسا جوش آیا کہ سارا شہر غرقاب ہونے لگا۔ لیکن خواجہ منصورؒ نے ان تمام حالات کے آنے سے پہلے ہی اپنے خادم سے فرما دیا

تھا کہ میرے قتل کے بعد جب اس طرح کے حالات آئیں اور دجلہ جلنے لگے تو میرا خرقہ دجلہ میں ڈال دینا۔

خادم نے حضرت کی وصیت کے مطابق ویسا ہی کیا اور جیسے ہی دجلہ میں آپ کا خرقہ ڈالا دجلہ کو سکون ہو گیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جب امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا قلم ڈالا، اس کے بعد دریا کو سکون ہوا۔

کاش خواجہ منصورؒ انا التراب کہتے

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا کہ ___ حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہٗ کا ارشاد گرامی ہے ___ اگر خواجہ منصورؒ انا الحق کی جگہ انا التراب کہتے تو تختۂ دار پر نہیں چڑھتے۔

خواجہ منصورؒ توحید مقید تک رہ گئے

پھر فرمایا ___ میں نے ایک روز اپنے والد بزرگوار (حضرت مخدوم حَسَن) رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا ___ جب خواجہ منصورؒ سے بے اختیاری میں یہ کلمہ نکلتا تھا تو پھر ان پر طعنہ (اعتراض) کیسا؟

حضرت والد ماجدؒ نے جواباً فرمایا ___ یہ طعنہ حضرت منصور پر نہیں تھا بلکہ ان کے حوصلے پر تھا۔ چوں کہ ان کو توحید میں کمال حاصل نہیں تھا اس لئے توحید مقید ہی تک رہ گئے۔ توحید میں کمال یہ ہے کہ بندہ توحید مطلق تک پہنچ جائے یعنی اپنے آپ میں جو دیکھے وہی پتھر د مٹی میں بلکہ سارے عالم میں بھی دیکھے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے سَنُرِیْھِمْ

ایٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیٓ اَنْفُسِھِمْ [حٰم السجدہ/۵۳] (ہم دکھائیں گے ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں اور ان کے اپنے نفسوں میں)۔ حضرت منصورؒ کو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا دیدار ولقا اپنی ذات ہی تک حاصل تھا، آفاق میں حاصل نہیں تھا۔ اس لئے ان کا حوصلہ یقیناً پست تھا۔

خواجہ منصورؒ کا جہاں مدفن ہے

اس کے بعد فرمایا ___ لوگ کہتے ہیں ___ جس شہر میں خواجہ منصور حلاجؒ کا مدفن ہے وہاں ہر سال کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو انا الحق کا نعرہ لگاتے ہیں اور قتل کر دیے جاتے ہیں۔

کاشف الاسرار کے دو اشعار کا مفہوم

یہ خاکسار، شیخ الاسلام شیخ حَسَن بن حُسَین بلخی قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف کاشف الاسرار یعنی ''حضرات خمس'' کی شرح پڑھ رہا تھا۔ اس میں یہ شعر آ گیا۔

گر بو علی مقامِ قلندر نواختی
صوفی بدی ہر آنکہ بعالم قلندر است

(اگر بوعلی، قلندر کے مقام کو بیان کر دیتے تو دنیا میں جتنے قلندر ہیں سب صوفی ہو جاتے)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ''بوعلی''، شیخ شرف الدین پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کی کنیت ہے اور ''نواختی'' بیان کرنے کے معنی میں ہے۔ اس شعر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صوفی اور قلندر ایک ہی ہیں۔

کاشف الاسرار میں یہ شعر بھی آیا ہے۔

وَحدَت ورائے کنگرۂ کبریا کشد
کو عارفی کہ منظرِ اوعرشِ اکبراست
(وحدت، کنگرۂ کبریا سے اوپر لے جاتی ہے، وہ کیسا عارف ہے جو عرشِ اکبر کے نظارے ہی تک رہ جاتا ہے)

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ وَحدَت، موحد کو کنگرۂ کبریا سے اوپر لے جاتی ہے، اور عرش اکبر سے مراد آدم اور آدمی ہیں۔ پھر فرمایا ــــــ شیخ پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ وَحدَت، وَحدَت کے اعتبار سے واسطہ کا محتاج نہیں۔ واسطہ کا حجاب، وصول کے لئے رکاوٹ ہے۔ چوں کہ اصل مقصود کی حاجت ہے اس لئے سچے عشاق، ردائے کبریائی کے پردے کو درمیان میں حائل ہونا جائز نہیں سمجھتے بلکہ وہ تو ردائے کبریائی کے بغیر محض ذات خداوند تعالیٰ کے طالب ہوتے ہیں۔ لیکن سب سے بڑا عارف وہ ہے جو ردائے کبریائی کے ساتھ خداوند تعالیٰ کو دیکھنا چاہتا ہے اور وہ اس رداء کو غیر نہیں سمجھتا۔

عزازیل (شیطان) جو مردود و مطعون ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ردائے کبریائی کے بغیر کرنا چاہتا تھا۔ اور اس ردائے کبریائی کو اس کا غیر سمجھتا تھا۔ ردائے کبریائی سے مراد آدم ہیں۔ اسی نظر کی وجہ سے اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا۔ اور مردود ہو گیا۔ چنانچہ شاعر نے کہا ہے۔

چادر چو دید آدم ابلیس کرد رد
آدم نداش کرد تو روی نہ ماروئیم
(ابلیس نے جب آدم کو ردا سمجھ کر رد کر دیا تو آدم نے آواز دی کہ اے ابلیس! مجھ چادر کو نہ دیکھ)۔

شیخ عظمۃ اللہ کے دو اشعار

اس موقع پر حضرت شیخ عظمۃ اللہ نے اپنے یہ دو اشعار سنائے جس کو بیت قدیم کی شرح میں نظم فرمایا تھا۔

آں پادشاہ اعظم یعنی حقیقتِ ما ☆ در بستہ بود محکم یعنی نبود پیدا

پوشیدہ دلق آدم یعنی بوجہ و اسما ☆ امروز بردر آمد یعنی کہ شد ہویدا

(اس بزرگ و برتر بادشاہ یعنی ہماری حقیقت نے دروازے کو مضبوطی کے ساتھ بند کر رکھا تھا یعنی ظاہر نہیں تھا۔ جب اس نے آدم کا لباس پہن لیا یعنی وجہ و اسماء میں آ گیا تو اب دروازے پر آ گیا یعنی ظاہر ہو گیا)

بیت قدیم اس طرح ہے۔

آں پادشاہ اعظم در بستہ بود محکم ☆ پوشیدہ دلق آدم امروز بر در آمد

شیخ پانی پتی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ____ ذات قدیم تک پہنچنا جیسا کہ وہ ہے ممکن نہیں۔ اس لئے کہ دیکھنے والے کی حیثیت سایہ کی ہوتی ہے اور وہ آفتاب حقیقی جب کھلے عام اپنے سایہ پر جلوہ فگن ہوتا ہے تو سایہ پر محیط ہو جاتا ہے، اس وقت سایہ کا اپنا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کو بقا حاصل ہے فَاَیْنَ الرَّائِیْ وَاَیْنَ الْمَرْئِیْ

معتزلہ کا مذہب یہیں سے نکلا ہے۔ وہ صورت، مثال اور مظہر کو سمجھتے ہی نہیں۔ اسی لئے رویت کا انکار کر بیٹھے۔

مخدوم شیخ حسنؒ نے عالمِ مثال کو سمجھنے کی تاکید فرمائی

اس کے بعد فرمایا ____ حضرت والد بزرگوار قدس اللہ سرہ العزیز (مخدوم شیخ حسن)

اکثر فرماتے تھے اے فلاں! عالمِ مثال کو اچھی طرح سمجھ لو۔

ایک روز میں نے عرض کیا حضور! یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ وضاحت فرمائی جائے۔

حضرت والد ماجد نے فرمایا ___ اسی بزرگ و برتر نے خدا بن کر وحی بھیجی، جبرئیل بن کر وحی لائے، محمد ﷺ بن کر وحی کی تبلیغ کی اور امت بن کر کسی نے قبول کیا اور کسی نے انکار کر دیا۔

پھر اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

از عشق تو صد کشتہ واز کشتہ دو صد پشتہ

خود کشتہ و خود پشتہ ایں را تو بداں خوانند

(تیرے عشق میں سینکڑوں شہید ہو گئے اور مقتولوں کے دو سو تو دے لگ گئے، حقیقت تو یہ ہے کہ تو ہی مقتول بھی ہے تو ہی تو دہ بھی ہے اس بات کو اہلِ حقیقت اسی طرح پڑھتے اور سمجھتے ہیں)۔

مجلس - ۴۷

آداب المریدین کا درس

آستانۂ عالی مآب کی خاک بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ قاصمہ صوفی، آداب المریدین پڑھ رہے تھے، جب سبق اس عبارت پر پہنچا اذا خرج من القلب وقع فی القلب واذا خرج من اللسان لم یجاوز من الاذنین

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ جب دل والے کی کوئی بات دل سے نکلتی ہے تو بلا شبہ دل تک پہنچ جاتی ہے یعنی وہ دل میں سنائی دیتی ہے۔ اور دل پر اثر انداز ہوتی ہے۔

جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ع

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم در دل

اور اگر کوئی بات صرف زبان سے کہی جاتی ہے تو وہ کان تک رہ جاتی ہے۔ کان سے آگے نہیں بڑھتی اور دل تک نہیں پہنچتی۔

پہلے خود عمل ہو پھر نصیحت

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ ایک شخص اپنے چھوٹے سے بیٹے کو لے کر ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے ___ اور اس بزرگ سے عرض کیا ___ میرا یہ لڑکا شیرینی بہت کھاتا ہے، حالانکہ شیرینی اس کے لئے بہت نقصان دہ ہے مگر کسی حال میں چھوڑتا ہی نہیں۔

اس بزرگ نے فرمایا ___ آج واپس جاؤ، چار دنوں کے بعد آؤ گے۔

اس شخص نے ویسا ہی کیا ___ چوتھے روز حاضر آیا۔

اس بزرگ نے لڑکے سے فرمایا ___ آج سے شیرینی نہیں کھاؤ گے۔

اس لڑکے نے واقعی اس دن سے شیرینی سے پرہیز کرلیا اور پھر نہیں کھایا۔

بعد میں لوگوں نے اس بزرگ سے پوچھا ___ پہلے ہی دن اس کو منع کیوں نہیں کیا؟

فرمایا ___ میں خود میٹھائی بہت کھاتا تھا، میرے دل میں یہ بات آئی کہ پہلے خود ترک کردوں (اس کے بعد نصیحت کروں گا)۔

اسی طرح کا واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ ایک روز آپ منبر سے تقریر کر رہے تھے۔

حاضرین میں سے ایک شخص کھڑے ہوئے اور ایامِ بیض کے روزے کی فضیلت کے بارے میں سوال کر دیا۔

حضرت نے فرمایا ___ اگلے جمعہ کو جواب دوں گا۔

اگلے جمعہ کو حضرت نے اس کی فضیلت بیان کی۔

لوگوں نے پوچھا ___ حضرت! آپ نے اُسی جمعہ کو کیوں بیان نہیں کیا؟

فرمایا ___ میں ایامِ بیض کا روزہ نہیں رکھتا تھا۔ اب میں نے روزہ رکھ لیا ہے اس لئے اس کی فضیلت بیان کر رہا ہوں۔

اس کے بعد فرمایا ___ ایک درویش صبر کے موضوع پر گفتگو کر رہے تھے اسی درمیان ایک بچھو نے ڈنک مار دیا۔ وہ درویش اسی طرح پُرسکون رہے۔ تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔

لوگوں نے پوچھا ___ یہ کیا معاملہ ہے؟

انہوں نے فرمایا ___ جس وقت بچھو نے ڈنک مارا اُس وقت میں صبر پر گفتگو کر رہا تھا، اس لئے مجھے شرم محسوس ہوئی کہ مَیں کس طرح تکلیف کا اظہار کروں۔

چند لوگ توبہ کے لئے حاضر آئے

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ کسی گاؤں سے چند عزیزان توبہ کرنے کے لئے حاضر آئے، ان لوگوں میں ایک بوڑھے آدمی بھی تھے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اُس ضعیف سے فرمایا ___ تمہاری عمر تو کافی ہوگئی ہے اور تمہارے اعضاء سلامت ہیں۔

اس بوڑھے نے عرض کیا ___ حضور! میں اسّی (۸۰) سال کا ہو چکا ہوں اور زیادہ تر دانت ٹوٹ چکے ہیں۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا___ کیف انت (آپ کیسے ہیں)؟

انہوں نے فرمایا___ اُمُوتُ قلیلاً قلیلاً میں تھوڑا تھوڑا کر کے مر رہا ہوں۔ یعنی کبھی آنکھ کمزور ہو رہی ہے، کبھی دانت ٹوٹ رہے ہیں اور کبھی قوتِ سماعت میں خلل پڑ رہا ہے۔ اس طرح روزانہ سارے اعضاء کمزور ہو رہے ہیں۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ چند اشعار پڑھے۔

تیرگیِ دیدہ و کریِ گوش ☆ پیری ونقصانِ عقل وضعف وہوش

ایں وصد چنداں سپاہ ولشکر اند ☆ سر بسر مر اجل را چاکر اند

روزوشب پیوستہ لشکر می رسد ☆ یعنی ازکس غیر ما در می رسد

(آنکھ کا اندھا پن، کان کا بہرا پن، بڑھاپا، عقل وہوش کی کمی اور کمزوری یہ اور اس طرح کے بہت سارے سپاہی اور سینکڑوں لشکر موت کے غلام ہیں اور رات دن بلکہ ہمیشہ ان سپاہیوں کا دستہ انسان پر حملہ کرنے میں لگا ہے)۔

پھر یہ رباعی پڑھی۔

اے پیر گنہگار درِ توبہ کشادہ است ☆ وانواع نعم بر تو آمادہ نہادہ است

بشتاب سوئے توبہ کہ از مادرِ گیتی ☆ ازکردنِ تاخیر بسے واقعہ زادہ است

(اے بوڑھے گنہگار! توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے اور تمہارے لئے طرح طرح کی نعمتیں موجود ہیں توبہ کی طرف دوڑنے میں جلدی کرو۔ اس لئے کہ توبہ میں دیر کرنے کی وجہ سے بہت سارے واقعات اس سرزمین پر رونما ہو چکے ہیں)۔

عوارف کا درس

عوارف کا سبق اس عبارت پر پہنچا وھذا من خاصیة ھذہ اللطائف لا یبیتون والبواطن مبطونة علی وحشةٍ ولا یجمعون للطعام والبواطن یضمر وحشة

صوفیا کسی سے نفرت نہیں کرتے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ جماعتِ صوفیا کے حضرات میں یہ خاص صفت ہوتی ہے کہ وہ اس حال میں رات نہیں گذارتے کہ ان کے دل میں کسی سے نفرت ہو یا کسی کی طرف سے دل میں میل بیٹھا ہو۔ اسی طرح اس وقت تک کھانے کے لئے ایک ساتھ نہیں بیٹھتے جب تک کسی کی طرف سے دل میں نفرت پوشیدہ ہو۔ یعنی یہ لوگ کسی حال میں بھی اپنے دل میں کسی کی طرف سے نفرت وکدورت نہیں رکھتے۔

نفرت کے بعد جب دو آدمی آپس میں ملنا چاہتے تو درود پڑھتے

اس کے بعد فرمایا ــــــ عرب میں یہ دستور تھا کہ جب دو آدمیوں کے درمیان نفرت ہوتی اور وہ دونوں آپس میں بات کرنا چاہتے تو ان میں سے کوئی ایک کہتا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔ اس کے بعد دونوں کھڑے ہو جاتے، ایک دوسرے کو گلے لگا لیتے اور ان کے دلوں سے نفرت وکدورت دور ہو جاتی۔

سوموار اور جمعرات کو بندے کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں

حدیث نبوی ہے سوموار یعنی پیر اور جمعرات کو بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے

ہیں۔مگر ان لوگوں کے اعمال جو کسی سے نفرت رکھتے ہیں اور تین روز تک معافی نہیں کراتے، اس وقت تک پیش نہیں کئے جاتے جب تک ان کے درمیان صلح صفائی نہیں ہو جاتی۔

مجلس - ۴۸

عوارف کا درس

آستانۂ عالی مآب میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔عوارف کے دسویں باب کا درس ہو رہا تھا۔جب سبق اس عبارت پر پہنچا باکرام اللہ تعالیٰ ایاہ ینفخ الروح التی اجودعنه فاذا سویته و نفخت فیه من روحی قال العلم والحکمة۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اس نفخ روح سے تسویہ کمال مراد ہے۔

نفخ روح سے تسویہ کمال مراد ہے

سگِ آستانہ نے عرض کیا ___ حضور! اس جملہ کی وضاحت فرمادی جائے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اس کو اس طرح سمجھئے کہ مرغی انڈا کو سیوتی ہے۔وقتِ معیَّن پر انڈے کی زردی خون میں تبدیل ہو جاتی ہے۔اس کے بعد گوشت بنتا ہے پھر پر نکل آتے ہیں، اس کے بعد لپیٹنے لگتا ہے۔یہ سب کسب روح ہے اور جب کسب روح کا عمل پورا ہوا اور ہر طرح سے وہ بچہ مکمل ہوا تو حرکت میں آگیا۔

نفخِ روح اسی معنی میں ہے۔نفخِ روح کا معنی یہ نہیں کہ کوئی چیز باہر سے انڈا کے اندر

پھونک دی جاتی ہے۔ اس میں حرکت آجاتی ہے اور وہ زندہ ہوجاتا ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے حضرت مولانا رومؒ کے یہ دو اشعار اپنی زبان مبارک سے سنائے۔

تو نطفہ بودی خوں شدی آنگہ چنیں موزوں شدی
سوئے من آ اے آدمی با زینت روشن تر کنم

اے بوالعلا اے بوالعلا مومی تو اندر دستِ ما
خنجر شوی ساغر کنم، ساغر شوی خنجر کنم

(تو نطفہ تھا پھر خون بنا۔ اس کے بعد تیرے اندر موزونیت پیدا ہوئی، اب میری طرف آجا تا کہ آرائش و زیبائش کے ساتھ تجھے پُرنور بنادوں۔
اے عزت و مرتبہ والے تو میرے ہاتھ میں موم کی طرح ہے۔ تو اگر خنجر ہے تو میں تجھے ساغر بنادوں، اور اگر ساغر ہے تو خنجر میں تبدیل کردوں)۔

مخدوم شیخ حُسَینؒ اس طرح تہجد کے عادی بنائے گئے

پھر ارشاد فرمایا____ حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جب میں کمسن تھا تو حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمتہ اللہ علیہ مجھ کو تہجد کی نماز کے لئے اٹھایا کرتے۔ اٹھانے سے پہلے ثرید[8] بھی تیار رکھتے۔ جب میں بیدار ہوتا فرماتے، پہلے نماز پڑھ لو پھر ثرید کھاؤ۔ اس طرح مجھ کو تہجد کا عادی بنایا گیا۔

استاد کو کس معیار کا ہونا چاہئے

اور حضرت شیخ حُسینؒ یہ بھی فرماتے کہ____ حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمۃ اللہ علیہ ایک روز مجھ کو مخدوم مولانا معین الدین عمرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں داخل کرانے کے لئے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس روز بارش ہوگئی تھی۔ حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نے اپنا جوتا اتار کر ہاتھ میں رکھ لیا تھا۔

جب مخدوم مولانا معین الدین عمرانیؒ نے دیکھا تو ازراہِ مزاح فرمایا کہ مولانا مظفر! کیا آپ کو اپنے پاؤں سے زیادہ جوتا عزیز ہے؟

حضرت مخدوم مظفرؒ کو ان کی یہ بات پسند نہیں آئی۔ جواباً فرمایا___ پاؤں گندہ ہو جانے پر دھونا آسان ہے لیکن جوتا گندہ ہو جائے گا تو اس کو دھونا دشوار ہے۔

مولانا عمرانیؒ کے اسی اندازِ گفتگو کی وجہ سے مجھ کو وہاں پڑھنے کے لئے داخل نہیں کیا، اس لئے کہ جو مجلس میں ہنسی مزاح کرتا ہے اس کی عظمت دل پر نہیں بیٹھتی اور جب استاد کی عظمت کا سکّہ شاگردوں کے دل پر نہ بیٹھے تو اس کے علم سے کیسے فائدہ پہنچے گا۔

شیخ صدر محمود وہیں پر موجود تھے۔ انہوں نے عرض کیا____ حضرت مخدوم مظفر رحمۃ اللہ علیہ نے جو مخدوم حُسینؒ کو وہاں پڑھنے کے لئے داخل نہیں کیا اس کی دوسری وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ مخدوم مولانا معین الدین عمرانی رحمۃ اللہ علیہ کے سینے میں درد رہتا تھا، طبیبوں نے کھانے پینے میں پرہیز بتا دیا تھا۔ مخدوم عمرانیؒ پڑھانے کے وقت اپنے شاگردوں کے سامنے کھا رہے تھے، اور کھانے میں بد پرہیزی سے کام لے رہے تھے۔ شاگردوں سے کچھ چھپایا نہیں۔ اس لئے کہ جب خدا سے کوئی پردہ نہیں تو پھر بندوں سے پردہ کیوں کیا جائے۔

حضرت مخدوم مظفرؒ کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ لہٰذا انہوں نے ایسے استاد سے پڑھانا مناسب نہیں سمجھا۔ اس لئے کہ جب کسی دانشمند اور صاحبِ علم کے ساتھ اس طرح کا معاملہ

پیش آئے اور شریعت میں بھی مانع ہو تو پوشیدہ طور پر کھانا چاہئے ورنہ شاگرد دلیر اور شوخ ہو جائیں گے۔ اور اسی کو اپنے لئے دلیل بنالیں گے۔

تہجد اور چاشت کسے کہتے ہیں

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ تہجد کے معنی رات کی میٹھی نیند کو تلخ بنانا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ___ بہترین روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے جس میں ایک روز روزہ رکھتے ہیں اور ایک دن اِفطار کرتے ہیں، اور سب سے اچھی نماز بھی حضرت داؤد علیہ السلام کی ہے کہ پہلے نماز پڑھتے، اس کے بعد سو جاتے اور پھر اٹھ کر صبح کی نماز پڑھتے۔ بعدۂ فرمایا دونوں میں مشقت بہت ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اجرک علیٰ قدر تعبد

ارشاد ہوا ___ فجر کی نماز کے بعد زوال سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ چاشت کی نماز ہے اور عشاء کی نماز کے بعد سو جاتے ہیں اور پھر اٹھ کر جو نماز پڑھتے ہیں وہ تہجد کی نماز ہے۔

اِجنّاء بھی مخدوم حُسَینؒ کے شاگرد تھے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں اجناء آتے اور آپ سے پڑھتے۔ ابھی بھی جہاں حضرت مخدومؒ کا حجرہ ہے اجناء وہاں رہتے ہیں اور وہ ان کے رہنے کی جگہ ہے۔

مخدوم حَسَنؒ کے لئے حجرے میں
ثرید رکھنے پر اَجِنّاء کی ناراضگی

پھر فرمایا ــــ میں رات کو اپنے والد بزرگوار (حضرت مخدوم شیخ حَسَن) رحمتہ اللہ علیہ کے لئے روٹی توڑ کر اور گوشت میں ملا کر ثرید بناتا اور وہاں (حجرہ میں) رکھ دیتا۔ تہجد کے بعد آپ اس سے تھوڑا تناول فرماتے۔ ایک رات میں وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جس برتن میں روٹی گوشت تھا وہ ٹکرے ٹکرے ہے اور جس برتن سے اس کو ڈھانک کر رکھا تھا وہ ایک کونے میں پڑا ہے۔ روٹی گوشت کچھ بھی نہیں ہے۔

جب حضرت والد ماجدؒ نے تحقیق و تفتیش کی تو اجناء ان کے پاس آئے اور عرض کیا ــــ یہ ہماری جگہ ہے اور آپ یہاں گوشت رکھتے ہیں۔ آپ حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ العزیز کے صاحبزادے ہیں، اس لئے ہم لوگ کیا کریں مجبور ہیں۔ ورنہ اگر کوئی دوسرا کرتا تو اس کے ساتھ وہ کرتے کہ لوگ دیکھتے۔

مجلس - ۴۹

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ سگِ آستانہ رسالہ حضرات خمس کی شرح کاشف الاسرار پڑھ رہا تھا۔

حضرات خمس کی تعریف ایک عربی بزرگ کے ذریعہ

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ شیخ سعد عدن میں ایک مرد بزرگ اور پیشوا

تھے، انہوں نے حضرت شیخ حُسَینؒ کے رسالہ حضرات خمس کو دیکھ کر فرمایا ___ کیا ہندوستان میں ایسے درویش بھی ہیں۔ اور مجھ سے دریافت کیا کہ آپ نے اس کے مصنف کو دیکھا ہے؟

میں نے کہا ___ جی ہاں! دیکھا ہے، ان کی بہت خدمت کی ہے اور ان کے سامنے پڑھا بھی ہے۔

یہ سن کر شیخ سعد عقیدت مندانہ کیفیت کے ساتھ میرا ہاتھ پاؤں چومنے لگے اور فرمایا میں اس رسالہ کو آپ سے پڑھوں گا، اس لئے کہ آپ نے اس کو خود حضرت مصنف سے پڑھا ہے۔

میں نے ان سے کہا ___ آپ کو اس کی حاجت کہاں کہ میرے سامنے پڑھے۔ لیکن انہوں نے نہیں چھوڑا، اور پورا رسالہ مجھ سے پڑھا۔ صرف درس نہیں لیا بلکہ پوری تحقیق کے ساتھ پڑھا۔ اس رسالہ میں فارسی کے جو دو اشعار آ گئے ہیں ان کے بارے میں مجھ سے کہا کہ یہ اشعار بھی مجھے سمجھا دیجئے۔ میں نے ان دونوں فارسی اشعار کے مفہوم عربی زبان میں ان کو بتائے۔

اس کے بعد حضرت شیخ سعد نے فرمایا ___ **واللہ دینی و دین شیخ حسین واحد لو علم اهل عدن بعقیدتی لرجمونی** ۔ قسم ہے اللہ کی! میرا اور شیخ حُسَین کا دین ایک ہے۔ اگر عدن والوں کو اس کا علم ہو جائے تو مجھے سنگسار کر دیں۔ وہ دونوں اشعار جو اس عربی رسالہ میں آئے ہیں یہ ہیں۔

گر یار با جواناں خواہد نشست و رنداں ☆ ما نیز توبہ کردیم از زاہدی و پیری

در بت کدہ گر خیال معشوقۂ ما است ☆ رفتن بطواف کعبہ از عقل خطا است

(اگر وہ محبوب جوانوں اور رندوں کے ساتھ آ کر بیٹھ جائے تو میں بھی زہد و تقویٰ اور شیخی و پیری سے توبہ کر لوں اگر بت خانہ میں، ہم اپنے معشوق کے خیال میں محو ہیں تو پھر طوافِ کعبہ کے لئے رختِ سفر باندھنا سراسر غلطی ہے)

نبی کریم ﷺ کی نبوت پر بی بی عائشہؓ کا شک اور اس کا تشفی بخش جواب

ایک روز ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا___ یا رسول اللہ! مجھے آپ کی نبوت میں شک ہوتا ہے۔ آخر یہ کیا معاملہ ہے؟

سرکار دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا___ **ذاک من صریح الایمان۔**

خاکسار نے عرض کیا___ صریح ایمان کیسے ہوگا؟

فرمایا___ چور کسی گھر میں اس لئے جاتا ہے کہ وہاں قیمتی اور نفیس سامان ہوگا۔ یہود و نصاریٰ کی نماز میں کوئی وسوسہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ ان کا دل مغفرت الٰہی کی دولت سے خالی ہوتا ہے۔

سفرِ حجاز میں بزرگوں سے ملاقات

اس کے بعد فرمایا___ جب میں حجاز کے سفر پر تھا تو راستے میں بزرگوں سے ملاقات ہوئی اور ان سے استفادے کا موقع ملا۔ ایک بزرگ نے اپنے قلم سے اس حدیث شریف کو تحریر فرمایا۔ **اذقال النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم احبب حبیبک ھونا ما عسیٰ ان یکون بغیضک یوماً ما وابغض بغیضک ھونا ما عسیٰ ان یکون حبیبک یوماً ما** [ترمذی شریف] (دوست رکھ تو اپنے دوست کو آسان طریقے سے کہ شاید ہو جائے وہ تیرا دشمن کسی دن، اور دشمن سے دشمنی کر آسان طریقے سے کہ شاید ہو جائے وہ تیرا دوست کسی دن) اس بزرگ نے اس حدیث کو لکھنے کے بعد فرمایا اس حدیث میں کیا بات ہے؟

ایک شخص کی بیعت اوراس کی تربیت

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اسی درمیان ایک شخص آئے قدم بوس ہوئے ___ کلاہ کی درخواست کی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ان کو توبہ کرایا، کلاہ پہنائی اور فرمایا ___ ہمیشہ باوضو رہنے کی عادت ڈالئے، وضو جب ٹوٹ جائے، دوبارہ وضو کیجئے۔ دو رکعت نماز پڑھئے، نماز کے بعد تین بار قل ھو اللہ اور ایک بار آئتہ الکرسی پڑھنے کا معمول رکھئے۔ اوراس بات کی کوشش میں لگے رہئے کہ دل کو آسودگی واطمنان حاصل رہے بس یہی کافی ہے۔

•

فقیرِ راہ کو بخشے گئے اسرارِ سلطانی

اس کے بعد فرمایا ___ حضرت خواجہ عبداللہ خفیف رحمتہ اللہ علیہ کہیں جارہے تھے، راستے میں سفید باف کے صاحبزادے خواجہ اسحاق شہریار گازرونی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوگئی جو دھاگا درست کر رہے تھے۔

خواجہ عبداللہ خفیفؒ نے ان کو وصیت کی کہ اے صاحبزادے! اپنے پاس سے کچھ نکال کر فقرا کو دے دیا کیجئے اوراس طرح ان کے دل کو خوش کیجئے ___

اِدھر عبداللہ خفیفؒ، خواجہ اسحاقؒ سے رخصت ہوئے اور اُدھر تین فقرا وہاں پہنچے۔ تینوں بھوکے تھے۔ خواجہ اسحاقؒ کے پاس دو روٹیاں تھیں۔ دونوں روٹیاں ان درویشوں کے سامنے رکھ دیں۔ تینوں روٹی کھا کر آسودہ ہوگئے۔ اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اس لڑکے نے تو اپنا کام کر دیا اب ہم لوگوں کو بھی اپنا کام کرنا چاہئے۔

چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا ___ میں اس کو دنیا دیتا ہوں۔

دوسرے نے کہا ــــ میں آخرت دیتا ہوں۔

اور تیسرے نے کہا ــــ فقراء صاحبانِ مروت ہوتے ہیں، اس لئے میں دین اور دنیا دونوں دیتا ہوں۔

اس کے بعد تینوں نے دعاء کی ــــ اور فرمایا ــــ ہم لوگوں نے دنیا اور آخرت دونوں دے دیا ــــ

حضرت شیخ اسحاقؒ کو جو مشہور و معروف ترقی ہوئی اور فروغ حاصل ہوا وہ اسی کا صدقہ ہے اور حضرت خواجہ عبداللہ خفیفؒ کی وصیت پر عمل کرنے کی برکت ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ شعر پڑھا ــ

دولتم را ہیچ دانی از کجا است
از در دلہا گدائی کردہ ام

(تم جانتے ہو میرے پاس جو یہ دولت ہے وہ کہاں سے آئی ہے۔ لوگوں کے آستانہ دل پر گدائی کرنے کا صدقہ ہے یعنی لوگوں کے دل کو خوش کیا اور یہ دولت حاصل ہوئی)۔

جو کچھ ملتا ہے اُس کے فضل و کرم سے ملتا ہے

مولانا احمد سلطان نے عرض کیا ــــ کل قیامت کے دن لوگوں کو جو مرتبے اور درجے ملیں گے وہ ان کے اعمال کے صلے میں حاصل ہوں گے یا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے گا؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عطا فرمائے گا۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ

الْعَظِيْمِ o [الجمعۃ/۴] (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے وہ عطا کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل وکرم کا مالک ہے)۔

مجلس - ۵۰

مخدوم جہاںؒ کی عظمت کا تذکرہ

آستانۂ عالی مآب کی خاک بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کا تذکرہ ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ سبحان اللہ! کیا مخدوم جہاںؒ کا حوصلہ تھا۔ آپ کو جو مقام اور حال حاصل تھا وہ لوگوں کو معلوم ہے، کسی وقت بھی سوئی کے نوک کے برابر اس حوصلہ سے باہر نہیں ہوئے۔ سبحان اللہ! کیسی قوت تھی اور کیا مقامِ تمکین حاصل تھا اس کو تو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ایک بار تو ایسا جوشِ گفتار رہا کہ بعد میں معذرت کرنی پڑی۔

قاضی شمس الدین دمشقیؒ کے سوال کا جواب اور مخدوم جہاںؒ کا اعتذار

ایک روز حضرت مخدوم جہاںؒ پر خاص حال طاری تھا۔ ایسا وقت جب بھی آتا دروازہ بند کر لیتے، کوئی شخص اندر نہیں جاتا۔ اس روز قاضی شمس الدین آئے۔ شیخ چولہائی دروازے پر موجود تھے لیکن وہ قاضی صاحب کو روک نہیں سکے۔ قاضی صاحب اندر چلے گئے۔

حضرت مخدوم جہاںؒ جس طرح ان کی تعظیم کرتے تھے اس روز حسبِ دستور سابق ان کی تعظیم نہیں کی۔

قاضی صاحب نے دریافت کیا ___ شیخی کیا ہے؟ ___

مخدوم جہاںؒ نے فرمایا ___ صوفی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ننانوے صفات سے موصوف ہو اور شیخی تو اس سے بھی اعلیٰ چیز ہے۔

قاضی صاحب مذکور حضرت مخدوم جہاںؒ کا جواب سن کر فوراً واپس ہو گئے۔

جب حضرت مخدوم جہاںؒ اپنے اس حال سے لوٹے ___ تو شیخ چولہائی سے پوچھا یہاں کوئی آئے تھے؟

شیخ چولہائی نے عرض کیا ___ قاضی شمس الدین دمشقی آئے تھے۔

پھر پوچھا ___ میری زبان سے کچھ نکلا بھی؟

شیخ چولہائی نے حضرت مخدوم جہاںؒ کی پوری گفتگو سنا دی۔

مخدوم جہاںؒ نے جب یہ سنا ڈولہ منگوایا اس پر سوار ہو کر قاضی شمس الدین دمشقی کے یہاں تشریف لے گئے اور فرمایا ___ آج کل بڑھاپے کے غلبہ کی وجہ سے کبھی کبھی تبخیر کی کیفیت سے پریشانی ہو جاتی ہے۔ معلوم نہیں کہ زبان سے کیا نکل گیا۔ اگر آپ کے سامنے کوئی ایسی بات کہہ دی ہے تو اس کی گرفت نہ فرمائیں۔ میں استغفار کرتا ہوں۔ اور نئے سرے سے ایمان لاتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

مخدوم جہاںؒ کا مخدوم شیخ مظفرؒ سے تکدر

شیخ عظمۃ اللہ نے فرمایا ___ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مخدوم جہاںؒ کو حضرت شیخ

مظفرؒ سے دو بار تکدر ہوا۔ ایک تو اس وقت جب حضرت شیخ مظفرؒ اور دانشوروں سے علم کلام کے کسی مسئلہ پر بحث ہوگئی اور دانشوروں نے حضرت شیخ مظفرؒ سے اس پر دستاویز طلب کر لیا۔ حضرت نے اسی رات بہت سارے معقول و منقول دلائل سے آراستہ کر کے ایک رسالہ لکھا اور صبح وہ رسالہ لے کر حضرت مخدوم جہاںؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اپنے شیخ کو دکھا کر دانشوروں کے پاس لے جائیں۔

اس رسالہ کو دیکھ کر اور پڑھ کر حضرت مخدوم جہاںؒ کی طبیعت مکدر ہوگئی اور فرمایا مولانا! آپ میرے پاس مسلمان ہونے کے لئے آئے ہیں یا بحث و مباحثہ کے لئے۔ آپ نے جو لکھا ہے اس کو کون سمجھے گا وہ لوگ تو کوڑھ مغزے ہیں ــــ یہ فرما کر رسالے کو ٹکرے ٹکرے کر دیا۔

دیر ہونے پر جب مولانا کو بلانے کے لئے دو طلباء پہنچے تو اس وقت تک مولانا اپنے شیخ کی بارگاہ میں تھے۔ دونوں طلباء وہیں چلے گئے زمین بوس ہوئے اور بیٹھ گئے۔ مخدوم جہاںؒ اس وقت فرما رہے تھے کہ ایک تو وہ لوگ خود نہیں سمجھتے اور اس پر دوسروں سے بحث کرتے ہیں۔

جب ان طالب علموں نے حضرت مخدوم جہاںؒ کا یہ جملہ سنا تو سمجھ گئے کہ آپ بھی اس مسئلہ میں مخدوم شیخ مظفرؒ کے ہم خیال ہیں۔ وہ دونوں واپس ہو گئے، اور محضر کا جلسہ بھی درہم برہم ہو گیا۔

تکدر کی دوسری وجہ اس وقت ہوئی جب حضرت شیخ منہاج الدین جو سات بار حج کر چکے تھے، بار بار حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ' پر اعتراض کرتے اور طعنہ دیتے کہ انہوں نے حج نہیں کیا۔

حضرت مخدوم جہاںؒ شرعی عذر پیش کرتے تھے کہ والدہ کی وجہ سے مجبوری ہے۔

اس روز شیخ منہاج الدین مذکور حضرت مخدوم جہاںؒ کی موجودگی میں اسی طرح

اعتراض کرنے لگے۔

حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ سے برداشت نہیں ہوا۔ اپنی آستین کھولی اور فرمایا___ مولانا کتنا حج حج کیجئے گا۔ آیئے! مخدوم کے غلاموں کی طرف دیکھئے___ شیخ منہاج الدین نے جب آستین کے اندر دیکھا___ تو اس میں مکہ، مدینہ، حرم شریف اور مقاماتِ مقدسہ سب نظر آرہے تھے۔

شیخ منہاج الدین نے بھی دیکھا___ اور وہاں پر ایک دو آدمی جو موجود تھے ان لوگوں نے بھی دیکھا، شیخ منہاج الدین بہت شرمندہ ہوئے۔

یہ بات حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کو پسند نہیں آئی۔ آپ کی طبیعت ایسی مکدر ہوئی کہ تین روز تک حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ سے بات نہیں کی۔

شیخ مظفرؒ سے متعلق مخدوم جہاںؒ کا قول

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز، حضرت شیخ مظفرؒ کے بارے میں فرماتے تھے کہ اگر میں نہ ہوتا تو ان کا حال منصور کے جیسا ہوتا۔

خواجہ منصورؒ سے متعلق مخدوم جہاںؒ کا ارشاد

حضرت مخدوم جہاںؒ یہ بھی فرماتے تھے کہ___ اگر میں ہوتا تو خواجہ منصور کا علاج کر دیتا۔

ایک شخص نے عرض کیا___ مخدوم جہاںؒ ان کا علاج کس طرح کرتے؟۔

فرمایا___ تزویج کرا دیتا (یعنی مقامِ توحید سے مقامِ تزویج میں لے آتے)۔

رسول اللہ ﷺ کا ناسوتی تجلیات پر شیفتہ ہونے کی وجہ

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ سلوک میں زوجیت ایک بلند مقام ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملکوتی و جبروتی تجلیات پر اس قدر شیفتہ و فریفتہ نہیں ہوئے جتنا ناسوتی تجلیات پر ہوئے۔ چوں کہ اس میں مراتب کی تجلیات ہوتی اسی لئے اس پر شیفتہ و فریفتہ ہوئے اور یوں فریاد کی ــــــ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ (اے دلوں کو پھیرنے والے! مجھے اپنے دین پر ثابت قدم رکھ)۔

خاکسار نے عرض کیا ــــــ آخر یہ کیا بات ہوئی کہ ملکوتی، جبروتی اور لاہوتی تجلیات کی طرف مائل نہ ہوئے؟

فرمایا ــــــ ناسوتی تجلیات میں سب کچھ موجود ہے۔ شیفتہ و فریفتہ ہونے کی یہی وجہ ہے۔ ذَالِکَ سِرٌّ يُعْرَفُ بِالذَّوْقِ (یہ ایسا راز ہے جس کو وہی سمجھتا ہے جس نے چکھا ہے)۔

مخدوم جہاںؒ کے غلاموں پر چھ شکر واجب ہے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ اللہ رب العزت کا لاکھوں شکر ہے کہ اس نے ہم لوگوں کو شیخ شرف الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے غلاموں میں شامل کیا۔ پھر فرمایا تمام مسلمانوں پر پانچ شکر واجب ہے۔

۱۔ پہلا شکر اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وجود بخشا۔

۲۔ دوسرا شکر اس بات کا کہ جاندار بنایا جمادات نہیں بنایا۔

۳۔ تیسرا شکر اس بات کا کہ جاندار تو بنایا لیکن آدمی بنایا۔

۴۔ چوتھا شکر اس بات پر کہ مسلمان بنایا۔

۵۔ پانچواں شکر اس بات کا کہ افضل الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی امت بنایا۔

لیکن جو حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری قدس اللہ سرہ العزیز کے غلام ہیں ان پر چھ شکر واجب ہے۔ پانچ تو وہی جو مذکور الصدر ہیں اور چھٹا شکر اس بات پر کہ مَخدُومِ جہاں حضرت شیخ شَرَفُ الدِّین قدس اللہ سرہ العزیز کے غلاموں میں داخل کیا۔

اَلحَمدُ علیٰ ذَالِکَ

مجلس - ۵۱

شیخ عظمہ اللہ پر مخدوم جہاںؒ کی شفقت

فجر کی نماز کے بعد قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ میں نے اپنی طالب علمی کے دور میں ایک روز حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہٗ سے عرض کیا ___ میں حضرت مخدوم (یعنی آپ) کی خدمت میں رہوں گا۔

فرمایا ___ ابھی کچھ دنوں حصولِ علم میں لگے رہیے، اس کے بعد خدمت کیجئے گا۔

اِس جواب سے میری بہت دل شکنی ہوئی اور میں حضرت مخدوم جہاںؒ کی بارگاہ میں چلا گیا۔ قدموں میں سر رکھ دیا، تھوڑی دیر میں نیند آ گئی ___ دیکھا ___ حضرت مخدوم جہاں

قدس اللہ سرہٗ قبر مبارک سے باہر تشریف لائے۔ مجھ سے پوچھا ـــــ اتنا شکستہ دل کیوں ہو؟

عرض کیا ـــــ میں نے مخدوم شیخ حُسَین سے درخواست کی کہ مجھے اپنی خدمت میں رکھ لیجیے مگر حضرت نے میری درخواست قبول نہیں کی۔

یہ عرض حال سن کر مخدوم جہاںؒ نے فرمایا ـــــ حُسَین مجھ سے ہیں ـــــ

میں نے عرض کیا ـــــ جی ہاں حضور!

پھر فرمایا ـــــ میری خدمت میں رہو ـــــ

میں مخدوم جہاںؒ کی خدمت میں رہنے لگا۔ اچانک حضرت مخدوم جہاںؒ پر ایک خاص کیفیت ہوئی، منہ سے جھاگ آنے لگا۔ آپ کا یہ حال دیکھ کر میں رونے لگا۔

جب آپ اپنی حالت پر واپس آئے اور مجھے روتا دیکھا تو فرمایا کیوں رو رہے ہو؟

میں نے عرض کیا ـــــ میرے مخدوم! میں نے تو ابھی آپ کی خدمت میں رہنا اختیار کیا ہے اور آپ کے ساتھ یہ معاملہ پیش آ گیا۔ اسی لئے رو رہا ہوں۔

فرمایا ـــــ فکر نہ کرو ـــــ میں مروں گا نہیں ـــــ اللہ کے دوست مرتے نہیں۔

چند روز کے بعد خواب میں پھر وہی منظر دیکھنے کو ملا کہ مخدومؒ کا وہی حال ہو گیا ہے اور میں اسی طرح رو رہا ہوں۔

مخدوم جہاںؒ نے فرمایا ـــــ کیوں رو رہے ہو؟ ـــــ میں نے کہہ دیا تھا کہ مجھے موت نہیں آئی ہے ـــــ

پھر خواب ہی میں حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہٗ سے عرض کیا ـــــ بہت دن ہو گئے، حضرت والد ماجد کو دیکھا نہیں ـــــ اگر اجازت ہو تو جا کر زیارت کر لوں۔

حکم ہوا ـــــ جایئے۔

نیند ٹوٹ گئی ـــــ گھر آیا ـــــ اور یہ خواب حضرت قاضی نعمت اللہ کو سنایا۔

انہوں نے فرمایا___ مبارک ہو۔

اللہ کے دوست مرتے نہیں

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ حضرت مخدم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کی کتابوں میں بھی دیکھا ہے کہ___ ایک بزرگ اپنے انتقال کے بعد ہنس رہے تھے، لوگوں نے کہا___ موت کے بعد یہ ہنسی کیسی؟

انہوں نے کہا___ تعجب تو اس شخص پر ہے جو اللہ کے دوستوں کو مردہ سمجھتا ہے۔

خدا کی قسم! میں زندہ ہوں اور اللہ کے سارے دوست زندہ ہیں۔

یہ حدیث اسی معنی میں ہے الاان اولیاء اللّٰہ لایموتون ولکن ینقلون من دار الی دار (اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوجاتے ہیں)۔

ایک درویش کا حال

پھر فرمایا___ ایک درویش کسی درویش کے مزار مبارک پر پہنچے۔ جو درویش مدفون تھے، اٹھ کر بیٹھ گئے اور جو درویش وہاں آئے تھے، اُن سے فرمایا___ موت ایک بار آتی ہے وہ آئی اور میں مرگیا۔ اب اگر آپ حکم دیجئے تو میں اٹھ کر باہر آجاؤں۔

زندہ درویش نے فرمایا___ ایسا نہ کیجئے، فتنہ کھڑا ہوجائے گا، چند روز اور صبر کرلیجئے۔

قاضی اشرف الدینؒ کو جبرئیل کہا جاتا

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ جب حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہٗ پرگنہ

راجگیر واپس کرنے کے لئے سلطان فیروز کے پاس جارہے تھے تو راستہ میں قاضی اشرف الدینؒ سے ملاقات ہوئی، جن کو جبرئیل کہا جاتا تھا ___ اس لئے کہ حضرت جبرئیل کا علم ان کو حاصل تھا۔ انہوں نے دریافت فرمایا ___ کہاں جارہے ہیں؟

حضرت مخدوم جہاںؒ نے جواب دیا ___ ایک ضرورت سے جارہا ہوں۔

قاضی صاحب موصوف بضد ہوگئے کہ بتایا جائے آخر کس ضرورت سے جارہے ہیں۔

مخدوم جہاںؒ کا پرگنۂ راجگیر واپس کرنا

حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ___ دل میں خیال آیا کہ پرگنۂ راجگیر واپس کردوں، اس لئے تمام دستاویز واپس کرنے جارہا ہوں۔

قاضی اشرف الدینؒ نے عرض کیا ___ اگر آپ پرگنۂ راجگیر واپس کردیتے ہیں تو اسے ترک کردینے کے بعد مزید اور کتنے عرصے تک اس عالم میں رہیں گے۔

حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ___ اگر کوئی گاؤں دیہات واپس کردینے کے بعد کچھ ہی عرصہ اس عالم میں رہتا ہے، تو یہی کافی ہے اور کیا چاہئے۔

حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہٗ کو دربار میں دیکھ کر مقربینِ بارگاہ نے بادشاہ سے عرض کیا ___ یہ کیسے حریص شیخ ہیں کہ پرگنۂ راجگیر مل گیا مگر دل نہیں بھرا ___ پھر دربار میں آگئے۔

سلطان فیروز نے کہا ___ اگر وہ اس بار پورا علاقۂ بہار طلب کریں گے تو میں پیش کردوں گا۔

بادشاہ کے اس جواب سے سب شرمندہ ہوگئے۔

حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز جیسے ہی محل کے دروازے پر پہنچے بادشاہ

نے خود بڑھ کر استقبال کیا اور پوری تعظیم و تکریم کے ساتھ اندر لے گئے، عرض کیا ___ حضور نے کیسے زحمت فرمائی اور یہ مبارک قدم یہاں آیا؟

مخدوم جہاںؒ نے فرمایا ___ ایک درخواست لے کر آیا ہوں، اگر وعدہ کیجئے کہ میری بات قبول کیجئے گا تو عرض کروں گا۔

بادشاہ نے وعدہ کر لیا کہ آپ جو فرمائیں گے وہ مجھے منظور ہے۔

اس وعدے کے بعد حضرت نے اپنی آستین مبارک سے دستاویز نکال کر بادشاہ کے ہاتھ میں دے دیا ___ اور فرمایا ___ اسے واپس لے لیجئے۔ میرے کسی کام کا نہیں۔

یہ دیکھ کر بادشاہ اور اس کے مقربین حیران رہ گئے۔ چوں کہ پہلے ہی عہد و پیان ہو چکا تھا اس لئے بادشاہ کچھ کہہ نہ سکے۔

پھر بعد میں عرض کیا ___ حضرت مخدوم ایسا کریں کہ خرچ کے لئے کچھ نقد قبول فرمالیں، اس درخواست کے ساتھ سونے کے سکے پیش کیے۔

حضرت مخدومؒ نے بادشاہ کے سامنے قبول کر لیا لیکن دروازے سے باہر آنے کے بعد فقراء میں تقسیم کر دیا اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مخدوم جہاںؒ کا ہر جمعہ کو بہار شریف آنا

اس کے بعد حضرت شیخ عظمۃ اللہ نے فرمایا ___ جس زمانہ میں حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز راجگیر میں (ریاضت و مجاہدے کے ذریعے) مشغول بحق تھے، ہر جمعہ کو نماز پڑھنے کے لئے بہار آ جاتے۔ اور نماز کے بعد اسی وقت راجگیر کے لئے واپس ہو جاتے۔

بہار شریف میں مخدوم جہاںؒ کا قیام

بعض عقیدت مندوں نے عرض کیا ___ حضرت مخدومؒ اتنی دور سے یہاں آتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں، اگر حکم ہو تو ہم لوگ کوئی جگہ ٹھیک کر دیں۔ حضور یہیں ٹھہر جائیں اور صبح کو آرام و عافیت سے راجگیر تشریف لے جائیں۔

چنانچہ جہاں پر ابھی خانقاہ ہے وہاں آبادی نہیں تھی، درخت ہی درخت تھے، وہیں دو چھپری ڈال دی گئی۔ حضرت مخدومؒ جمعہ کو وہیں رہنے لگے، کچھ عرصہ اسی طرح گذرا۔

بعض معتقدوں نے عرض کیا ___ حضور اب ضعیف ہو رہے ہیں، اتنی دور سے برابر آنا جانا ہے۔ جمعہ کو آنے کے بعد یہیں چند روز قیام کر لیں تو یہ بہت اچھا ہو۔ لوگوں کو حضور کے علم سے مستفید ہونے کا موقع بھی ملے۔ پھر آرام سے تشریف لے جائیں گے۔

حضرت مخدوم ایسا ہی کرنے لگے۔ دو دن، چار دن اور کبھی اس سے بھی زیادہ شہر میں قیام فرماتے۔

عقیدت مندوں اور دیگر احباب نے ضروری سمجھ کر عرض کیا ___ اگر حضرت مخدوم لوگوں کی بیعت لیں اور سجادہ پر جلوہ افروز ہوں تو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ ہو جائے۔ اور جو ناقص ہیں وہ کامل بن جائیں ___

اس کے بعد حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز سجادہ پر بیٹھائے گئے اور لوگ حلقۂ ارادت میں داخل ہونے لگے۔

ایک دن حضرت مخدوم جہاںؒ نے فرمایا ___ دوستو! تمہاری صحبت نے مجھے چھوڑا نہیں۔ آخر اس بت خانہ میں بیٹھا ہی دیا۔

خاکسار نے عرض کیا ___ ایک بات ایسی ہے جس کو میں نہ کہہ پا رہا ہوں اور نہ چھپا سکتا ہوں۔ اگر امان بخشا جائے تو عرض کروں۔

مرید پیر سے کچھ پوشیدہ نہ رکھے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ کہئے! اس لئے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے مرید کوئی بات پیر سے چھپا کر نہ رکھے، یہاں تک کہ گناہ ہی کیوں نہ ہو، وہ بھی عرض کردے۔

ہاں! مگر وہی بات کہئے جو حقیقتاً واقع ہوئی ہے۔ اگر واقعہ کے خلاف کوئی بات کہہ دی تو فائدہ نہیں ہوگا۔ اس کو یوں سمجھئے کہ مریض طبیب کے سامنے اپنی پوری کیفیت بیان کرے، اس کے بعد ہی طبیب دوا دے سکتا ہے۔ اگر مرض کچھ ہے اور مریض کچھ اور بیان کر رہا ہے تو ایسی صورت میں طبیب علاج کیسے کرسکتا ہے اور اگر علاج کرے گا بھی تو فائدہ نہیں ہوگا۔

مرید پیر کے نام کو اپنا وظیفہ بنالے

حضرت شیخ عظمہ اللہ کی اس اجازت کے بعد خاکسار نے عرض کیا ـــــ غلام کو چاہئے کہ ہر مشکل کام کے وقت اور ہر حال میں آپ کا نام لے بلکہ اسی نام کو اپنا وظیفہ بنالے۔ لیکن میرا یہ حال ہے کہ ہر بار بغیر کسی ارادے کے حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمتہ اللہ علیہ کا نام زبان پر آجاتا ہے۔ کیا کروں؟ میں بہت اعراض کرتا ہوں اور کافی تکلف کے ساتھ آپ کا نام لیتا ہوں۔

ہم اور شیخ مظفرؒ ایک ہی ہیں

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے کچھ دیر کے بعد اپنا سر اٹھایا اور تبسم آمیز کیفیت کے ساتھ فرمایا ـــــ ''ہم اور وہ ایک ہی ہیں، اس میں کسی تردد اور فکر کی بات نہیں ہے جو عادت بن گئی ہے اس کو رد نہیں کیجئے''۔

مجلس - ۵۲

حضرت شیخ عظمہ اللہ کے دو خواب

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ ایک دفعہ رات کے آخری حصے میں خواب دیکھا کہ خانۂ کعبہ کی زیارت کے ارادے سے نکلا ہوں۔ اچانک رہزنوں کی جماعت آگئی۔ جن میں عورت و مرد دونوں ہیں، وہ مجھے ایذاء پہنچانا چاہتے ہیں اور سامنے کھڑکی پر امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ میں نے حضرت امیر المؤمنین سے پناہ کی درخواست کی ــــــ حضرت نے ان لوگوں کو منع کیا کہ کسی طرح کی تکلیف نہ دو۔

اس کے بعد ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے، جہاں شنگرف کی عمارت تھی۔ ہر طرح کے حسن و جمال اور زینت و کمال سے وہ عمارت آراستہ نظر آئی۔ بعض مجاوروں نے بتایا کہ تم جس کی زیارت کے لئے نکلے ہو وہ کعبۂ معظم یہی تو ہے۔ میں دوڑ کر گیا اور اس سے لپٹ گیا۔ دل کو سکون ملا، طواف کرنے والوں کی طرح اس کا طواف کرنے لگا۔ جیسے ہی اوپر جانے اور اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا مؤذن نے آذان شروع کردی۔ نیند ٹوٹ گئی۔ اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا۔ والحمد للہ رب العلمین

ارشاد ہوا ــــــ دوسری رات پھر خواب دیکھا کہ ایک جگہ پڑے ہوئے ہیں۔ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ــــــ اے ابا ھریرہ! ذرا دیکھو تو اس شخص میں صادقوں کی

علامت پائی جاتی ہے یا فاسقوں کی؟

یہ سن کر ایسا لگا کہ میری جان جسم میں ہے ہی نہیں ___ معلوم نہیں میرے بارے میں کیا فیصلہ اور کیا نتیجہ سامنے آتا ہے۔

حضرت ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ ایک ڈور لے کر آئے اور میری کمر ناپنے لگے۔ اس کے بعد آپ ﷺ سے فرمایا ___ اے اللہ کے رسول! اس شخص میں صادقوں کی علامت پائی جا رہی ہے۔ حضرت ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے یہ سن کر اللہ رب العزت کا لاکھوں شکر ادا کیا۔

امیر سید اجملؒ کے یہاں مخدوم شیخ حُسَینؒ کی تشریف آوری

اس کے بعد فرمایا ___ جس زمانہ میں حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز جونپور میں قیام فرماتے ایک روز حضرت امیر سید اجملؒ کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ حضرت امیر اپنے پیروں کے کشف و کرامات اور احوال و مقامات کے مناقب بیان کر رہے تھے۔ جب بہت زیادہ بیان کر چکے تو حضرت شیخ حُسَینؒ سے کہا کہ اب آپ بھی اپنے پیروں کے کچھ مناقب بیان فرمائیں تا کہ ہم لوگ مستفید ہوں۔

عجز وانکسار اصل کرامت ہے

حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ___ میری کیا صلاحیت ہے کہ ان کے مناقب بیان کر سکوں۔ ہاں! ایک واقعہ سن لیجئے!

ایک روز خواجہ بہاء الدین شرخہ کے گھر میں مجلس تھی۔ حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز بھی وہاں موجود تھے۔

قوال یہ رباعی پڑھ رہے تھے۔

آنہا کہ خدائی من زمن می بینند ☆ گر مغ بیند بصحبتم نہ نشیند
گر قصۂ خود پیش سگے بر خوانم ☆ سگ دامنِ پوستین زمن بر چیند

(لوگ مجھ کو خدا سے قریب سمجھتے ہیں، اور میرا حال اگر آتش پرست کو معلوم ہو جائے تو وہ میرے ساتھ بیٹھنا چھوڑ دے۔ اگر میں اپنی [illegible] اد کتے کے [illegible] منے بیان کر دوں تو کتا مجھ سے اپنا دامن بچالے)۔

حضرت مخدوم جہاںؒ اس رباعی پر سر دُھن رہے تھے اور بار بار فرما رہے تھے ــــــ واللہ راست گفت۔ باللہ راست گفت۔ قسم ہے اللہ کی سچ کہا۔ قسم ہے اللہ کی سچ کہا۔

حضرت امیر سید اجمل رحمتہ اللہ علیہ اس واقعہ کو سننے کے بعد پورے کمالِ انصاف کے ساتھ خاموش ہو گئے، اور ایک لفظ بھی نہ کہہ سکے۔

حضرت مخدوم جہاںؒ کے تواجد کا ایک دوسرا واقعہ

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ ایک روز حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز جامع مسجد خواص خاں میں تشریف فرما تھے۔ مخدوم مولانا نظام الدینؒ منبر پر تقریر کر رہے تھے۔ اچانک انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

ای قوم بحج رفتہ کجائید کجائید ☆ معشوق ہمیں جاست بیائید بیائید
آنانکہ طلبگار خدائید خدائید ☆ حاجت بطلب نیست شمائید شمائید

(اے حج میں جانے والے! کہاں جا رہے ہو۔ معشوق یہیں ہے، یہیں آؤ، یہیں آؤ تم جو خدا کے طلب گار ہو سن لو کہ طلب اور تلاش کی ضرورت نہیں، وہ تو تم ہی ہو، تم ہی ہو)۔

یہ اشعار سن کر حضرت مخدوم جہاںؒ کا وقت خوش ہو گیا اور کیفیت میں اپنے سرِ مبارک کو پایہ سے اتنا ٹکرایا کہ سر زخمی ہو گیا۔

دوسرے روز جب حضرت مخدوم مولانا نظام الدینؒ حسب دستور قدیم قدم بوسی کے لئے بارگاہِ مخدوم میں حاضر آئے۔ حضرت مخدوم جہاںؒ نے فرمایا ___ مولانا! آپ کی طرف سے کوئی قصور نہیں ہوا ہے۔ یہ تو ہمارے اپنے ادبار ہیں جو چھوڑتے نہیں۔

مخدوم حُسَینؒ سے متعلق مخدوم جہاںؒ کی پیش گوئی۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ایک روز حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز فرمانے لگے ___ ''مولانا مظفر! آپ اور ہم مشقت کریں گے اور مزہ اٹھائیں گے میاں حسین''۔

مخدوم حُسَینؒ اپنے اکابرین کے نمونہ تھے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ایک روز حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کو وضو کرا رہے تھے اور حضرت مخدوم جہاںؒ نے اپنا عمامہ اتار کر مصلا پر رکھ دیا تھا۔ حضرت شیخ حسینؒ جو ابھی کمسن تھے وہاں پر آ گئے، مخدوم جہاںؒ کی دستار مبارک اپنے سر پر رکھ لی اور مصلا پر نماز پڑھنے لگے۔

حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ کی جب نظر پڑی تو زبان نکالی ا۔ر ڈانٹنے لگے۔

حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز نے یہ سب کچھ دیکھ کر فرمایا ___ مولانا مظفر! کیوں منع کرتے ہو وہ اپنے مقام کو پہچانتے ہیں۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد فرمایا ___ مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز کی بزرگی کو کوئی بیان نہیں کرسکتا۔ آپ ان دونوں بزرگوں (یعنی مخدوم جہاںؒ اور مولانا مظفرؒ) کے نمونہ تھے۔ ان کے حال ومقام کو ان ہی کے کلمات سے معلوم کرنا چاہئے۔

پھر حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز کا یہ شعر پڑھا۔

احوالِ حُسَین را چہ پرسی
اصباح تراہ فی کتابی

(حسین کا حال کیا پوچھتے ہو، روز روشن کی طرح عیاں ہے، میرا حال میری کتاب میں دیکھ لو)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ کا ولادت نامہ

اس کے بعد فرمایا ___ میرا ولادت نامہ حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے قلم مبارک سے اس طرح تحریر فرمایا تھا۔

ولد الولد الاعز المسمیٰ شیخ احمد بن حسن الملقب برھان الدین المکنی بابی القاسم انبته اللہ نباتاً حسنا فی لیلة سبع وعشرین من شھر المبارک رمضان عمت شانه فی سنة ست وعشرین ثمان مائة اللھم اجعله من احبائه وسلمه من الاسواء وافعل بناوبه ما انت له اھل ولاتفعل بناوبه ما نحن اھله یامولانا برحمتک یاارحم الراحمین ہ

(بہت معزز لڑکے کی پیدائش ہوئی ہے۔اس کا نام شیخ احمد بن حسن ہے۔
برہان الدین لقب اور ابی القاسم کنیت ہے۔اللہ تعالیٰ نے شب ستائیس
رمضان المبارک ۸۲۶ھ ہجری میں بہت اچھے طریقے پر اسے پیدا کیا۔اللہ تعالیٰ
اس کو اپنے محبوبوں میں شامل کرلے اور ہر خرابی سے اس کو محفوظ رکھ۔میرے
اور اس کے ساتھ وہی کر جس کے اہل ہیں اور میرے اور اس کے ساتھ وہ نہ کر
جس کے ہم دونوں اہل نہیں ہیں ــــ اے مولا اور اے ارحم الراحمین! اپنی
رحمت کے صدقے میں رحم فرما)۔

شیخ عظمہ اللہ کی عمر شریف

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اپنی عمر شریف کا حساب لگایا اور فرمایا میری عمر
ترسٹھ (۶۳) سال ہو چکی۔اب چوسٹھواں سال شروع ہو گیا۔مجھے شرم آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ
سے میری عمر زیادہ ہو رہی ہے۔

شیخ عظمہ اللہ کی ولادت اور مخدوم حسینؒ کی خوشخبری

پھر فرمایا ــــ میری ولادت کا وقت قریب آیا اور والدہ محترمہ کو درد زہ شروع ہوا،
اس وقت حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز دادی صاحبہ کے ساتھ تشریف لائے،
اُسی حال میں ڈولہ کر کے میری والدہ محترمہ کو اپنے گھر لے گئے اپنے ہی گھر میں میری ولادت
کروائی اور فرمایا ــــ ''یہ میرا بیٹا ہے، میرے گھر میں آج خواجہ جنیدؒ آئے ہیں'' ــــ

چالیس روز تک شیخ عظمہ اللہ کی آنکھ بند رہی

چالیس روز تک میری آنکھ نہیں کھلی، بند رہی، حضرت شیخ (مخدوم شیخ حسینؒ) روزانہ چاشت پڑھ کر اپنا لعاب دہن میری آنکھ میں لگاتے۔ آخر چالیسویں روز حضرت شیخ قدس اللہ سرہ العزیز کے صدقے میں آنکھ کھل گئی، کھلتے ہی پہلی نظر حضرت شیخ کے چہرۂ مبارک پر پڑی۔

شیخ عظمہ اللہ سے مخدوم حسینؒ کی امیدیں

پھر حضرت شیخ کی خدمت اور تربیت میں رہنے لگا۔ بارہا فرماتے ____ ''مجھے امید ہے کہ تم میرے نام سے فاتحہ پڑھا کرو گے اور میری ٹوٹی پھوٹی دیوار پر چھتی ڈال دو گے''۔

شیخ عظمہ اللہ نے عقیدہ، شرح مظفری کا درس لیا

کئی بار یہ بھی فرمایا ____ ''تھوڑی بھی استعداد (صلاحیت) پیدا کرلو تاکہ میری بات سمجھ میں آنے لگے، اس کے بعد تو پھر میرا کام ہے''۔

تھوڑی استعداد پیدا ہونے کے بعد حکم ہوا کہ میرے سامنے عقیدہ پڑھ لو، نہ صرف حکم ہی دیا بلکہ عقیدہ، شرح مظفری کے ساتھ علالت اور تکلیف کے باوجود خود مرتب کروایا۔

دوسرا حکم جو ہوا اس کو بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ اگرچہ یہ خاکسار سب سے برا ہے، اس ارشاد گرامی کے لائق تو نہیں ہے، لیکن جو بات ان کی زبان سے نکل گئی ہے اس کو تو ہونا ہے۔ انشاء اللہ۔ میں تو کچھ ہوں نہیں، لیکن ان کی نگاہوں کے سامنے پروان چڑھا ہوں اور تربیت پائی ہے۔

مجلس - ۵۳

عالی مآب جو سارے جہاں کے لئے باعثِ شرف ہیں کی بارگاہ میں خاک بوسی کی سعادت نصیب ہوئی، صلہ رحمی کا ذکر ہونے لگا۔

صلہ رحمی کی تاکید

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ جب کوئی قطع رحمی کرتا ہے نعوذ باللہ منہا تو اس کا کوئی عمل اور اس کی کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی۔

صلہ رحمی واجب ہے، اس کو پورے طور پر برتنا چاہئے اور قطع رحمی سے بہت زیادہ ڈرنا چاہئے۔ حدیث شریف ہے___ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا___ **بَلُّوْا الصِّلَةَ وَلَوْ بِالسَّلَامِ** صلہ کو تازہ رکھو اگرچہ سلام ہی تک کیوں نہ ہو۔

فرمایا___ قرابت داروں کے ساتھ اگر کچھ نہیں کر سکتے ہو تو کم از کم سلام تو بھیجتے رہو، اگر یہ بھی نہیں ہوا تو یقیناً اور بلاشبہ یہ قطع رحمی کہا جائے گا۔

اور فرمایا___ کلمات قدسیہ ہے **حکایتاً عَنِ اللہ تعالیٰ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللہ تَعَالیٰ اَنَا الرَّحْمٰنُ والرَّحْمُ مِنّی اِنَّ الصّلۃَ مُعَلَّقَۃٌ بِالْعَرْشِ وَ تَقُولُ ای رَبِّ ای ربِّ صَلْ بِمَنْ یُصِلُ مِنّیْ وَاقْطَعْ عَمَّنْ یَقْطَعُ عَنِّیْ من رحمانم** ۔ رحم مجھ سے ہے۔

یہ سچ اور درست ہے کہ صلہ عرش کے درمیان معلق رہتا ہے اور وہ صلہ کہتا ہے اے

پروردگار! تو اُس سے تعلق رکھ جو مجھ سے تعلق رکھتا ہے اور اُس سے بےزار ہو جو مجھ سے بے زار رہتا ہے۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی ___ سنا ہے کہ اگلی امت میں ایک شخص ایسا تھا جس کا نام صلاح وتقویٰ اور امانت داری میں مشہور تھا اور وہ طرح طرح کی کرامتوں سے سرفراز بھی تھا، انہیں خوبیوں کی وجہ سے وہ اپنے زمانے میں معظم ومحترم سمجھا جاتا تھا۔

اچانک ایک شخص اس کے پاس آیا اور کہا ___ یہ سونے کے چند سکے ہیں ان کو امانت کے طور پر اپنے پاس رکھ لیجئے، سفر سے واپس آنے کے بعد لے لوں گا۔

انہوں نے ایسا ہی کیا، لیکن واپس آنے کے بعد اس مرد صالح کو نہیں پایا، وہ کہیں گھومنے چلے گئے تھے۔ اُس کے لڑکے سے مطالبہ کیا، اس نے بہت تلاش کیا مگر وہ رقم نہیں ملی۔ اس شخص کو اس مرد صالح سے خوش گمانی تھی کہ میری رقم ضائع نہیں کیا ہوگا، لیکن اسے اپنی رقم نہیں ملی۔ لہٰذا اس شہر کے ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سارا حال بیان کیا۔

اس بزرگ نے فرمایا ___ تین شب جمعہ کو جامع مسجد میں رات گذارو، جب آدھی رات ہو جائے تو اس کو آواز دو۔

اس شخص نے ویسا ہی کیا ___ کوئی جواب نہیں ملا۔ پھر اُسی بزرگ کے پاس پہنچا سارا حال بیان کیا۔

انہوں نے فرمایا ___ اب تین رات بت خانے میں گذارو اور وہاں آواز دو۔

اس نے ویسا ہی کیا ___ پہلی ہی رات جواب مل گیا۔ اس شخص کو بہت تعجب ہوا اور ان سے کہا ___ یہ تو بہت حیرت کی بات ہے کہ میں آپ کو مسجد میں تلاش کر رہا تھا اور آپ بت خانہ میں ملے۔

انہوں نے فرمایا ___ میری کوئی بات قبول نہیں ہوئی تو مجھ سے کہا گیا ___ چونکہ

تم نے قطع رحمی کر لیا ہے اور میں رحمان ہوں اس لئے تم کو نکال دیا ہے ___ اِس کے بعد اُس سے کہا ___ تمہارا مال فلاں جگہ رکھ دیا ہے، جا کر لے لو۔

لوگ بھائیوں سے عداوت رکھتے ہیں اور غیروں سے محبت

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ آدمی کو چاہئے کہ شریعت نے جن لوگوں سے محبت کرنے کو جائز قرار دیا ہے، ان سے محبت کرے۔ اور آج دیکھنے میں یہ آ رہا ہے کہ زیادہ تر لوگ اپنے رشتہ داروں اور بھائیوں سے مخالفت اور عداوت کا سلوک کرتے اور غیروں کے ساتھ محبت سے پیش آتے ہیں، ہر معاملے میں غیروں کا ساتھ دیتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی کی تخلیق ہی اس بات پر ہوئی ہے کہ اُس کو جس چیز سے منع کیا جائے اور روکا جائے، وہ وہی کرنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے ___ قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لو منع الناس عدفت البعوث لفنوھا اگر لوگوں کو مینگنی توڑنے سے روکا جائے تو یقیناً وہ اس کو بھی توڑ دیں گے۔

لفظ ''بشر'' کی تشریح

اس کے بعد فرمایا ___ اس شخص پر رحمت ہو جس نے آدمی کی شان میں یہ شعر کہا ہے۔

نام بشر نگر کہ ثلثان او شر است

باآں شر بلا کہ بشر یافت اختران

مولانا احمد سلطان وہاں پر موجود تھے انہوں نے اس شعر کا معنی دریافت کیا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ شعر کا معنی تو ظاہر ہے ___ کہ لفظ بشر تین حرفوں سے مرکب ہے۔ "ب۔ش۔ر" اس کا دو تہائی شر ہے اور جب شر کے ساتھ 'ب' کو ملا دیا تو لفظ بشر بن گیا۔ لہٰذا بشر بلا اور شر کا مجموعہ ہے۔

منت پوری کی جائے

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک شخص جس نے کوئی منت مان رکھی تھی حاضر آئے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حکم ہے ___ ولیوفوا نذورھم اپنی نذر یعنی منتوں کو پوری کیا کرو۔

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی صحت کے لئے منت اور ایثار کا واقعہ

اس کے بعد فرمایا ___ نقل ہے کہ ___ ایک بار حضرت امیر المؤمنین حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بیمار پڑ گئے اور بہت کمزور ہو گئے۔ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ ان دونوں کو دیکھ کر مغموم رہتے۔ ایک روز رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا ___ منت مان لو تا کہ تمہاری منت کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو آرام و عافیت عطا فرما دے ___ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نذر مان لی کہ جب یہ دونوں صحت یاب ہو جائیں گے، تو تین روز روزہ رکھیں گے۔ حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے بھی ان کی موافقت میں یہی منت مان لی۔ اس گھر میں فضہ نام کی ایک خدمت گار بھی تھی، انہوں نے بھی یہی منت مان لی۔

چنانچہ یہ دونوں بھائی صحت یاب ہو گئے اور اُن تینوں نے روزہ رکھا۔ جب افطار کا وقت قریب آیا اور حضرت امیر المؤمنین علی ؑ نے کچھ کھانا چاہا کہ اچانک ایک مسکین نے دروازے پر آ کر سوال کر دیا۔

امیر المؤمنین علی ؑ نے اپنے سامنے سے کھانا اٹھایا اور اس مسکین کو دے دیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی دائی نے بھی اپنا اپنا حصہ اس مسکین کے حوالے کر دیا۔ اس طرح تینوں بغیر کچھ کھائے رات میں رہ گئے۔

اور دوسرے دن پھر روزہ رکھ لیا۔ جب افطار کا وقت آیا ایک یتیم نے آواز دی۔ ان تینوں نے دوسرے روز بھی اپنا اپنا حصہ اس یتیم کو دے دیا اور پھر بغیر کچھ کھائے تیسرے روز روزہ رکھ لیا۔

اس روز بھی افطار کے وقت ایک قیدی دروازے پر آیا ____ اور اس نے آواز دی کہ ____ اے مصطفیٰ ﷺ کے اہل بیت میں ایک قیدی ہوں، مجھے کچھ عطا کیجئے۔

پھر ان تینوں نے اپنا اپنا حصہ اس قیدی کو دے دیا۔ جب تین رات لگاتار ایسا ہی ہوتا رہا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ ان لوگوں کی اس طرح مدح سرائی کی۔ یُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ [سورہ الدھر ۷-۱۰] (جو پوری کرتے ہیں اپنی منتیں اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر ہر سُو پھیلا ہوگا۔ اور جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو [اور کہتے ہیں] ہم تمہیں کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کے لئے نہ ہم تم سے کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ شکریہ کے۔ ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے اس دن کے لئے جو بڑا اتُرش [اور] سخت ہے)۔

آیت مذکورہ کے شانِ نزول میں اختلاف ہے

اس کے بعد فرمایا ___ اس آیت کے شانِ نزول میں اختلاف ہے کہ یہ کس کے حق میں آئی ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں ہے اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ کسی دوسرے کے حق میں آئی ہے ___ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

توبہ میں دیر نہ کی جائے

اس کے بعد توبہ کی بات ہونے لگی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ توبہ میں کسی طرح بھی دیر نہیں کی جائے اور یہ نہیں کہنا چاہئے کہ جب تمام گناہوں سے محفوظ رہنا نصیب ہو جائے گا تو اس وقت توبہ کرلیں گے۔ یہ فضول باتیں ہیں اور شیطانی فریب ہے ___

توبۂ نصوحا سے متعلق ایک حکایت

اس وقت قاصمہ صوفی نے عرض کیا ___ توبۂ نصوحا (سچی پکی توبہ) کی کیفیت اس طریقے پر سننے میں آئی ہے کہ ملک خراسان میں ایک آدمی تھا جو حمام یعنی غسل خانے میں رہتا تھا اور بدن ملنے کے کام پر مامور تھا۔ حمام کا مالک سمجھتا تھا کہ یہ بھی حمام میں کام کرنے والوں میں سے ایک کارندہ ہے۔ اس نے حمام کے لئے چند مکان مخصوص کر دیا تھا۔ عورتوں اور مردوں کے لئے الگ الگ غسل خانے تھے، جہاں وہ الگ الگ غسل کرتے اور اپنے جسم پر روغن ملواتے۔ اِس کام پر جو مرد مامور تھے وہ مَردوں کی خدمت کرتے اور عورتوں کی خدمت عورتیں کرتیں۔

وہ مرد مذکور حمام میں آتا عورتوں کا کپڑا پہن لیتا، عورتوں کی خدمت کرتا، ان کو تیل

مالش کرتا، غسل کراتا اور بدن مالش کرنے کے وقت جب کسی عورت پر اُس کا دل آتا اس کے ساتھ بدفعلی بھی کرلیتا ــــــ اس لئے کہ جب مرد عورت کسی خالی مقام اور تنہائی کی جگہ پر یکجا ہوں گے تو فتنے سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اور یہی معاملہ بدن مالش کرنے کے وقت سامنے آتا۔

القصہ یہ کہ وہ شخص یہ کام بہت دنوں سے کررہا تھا ــــــ ایک روز شہزادی اس حمام میں آئی۔ اس شخص نے اس کے بدن پر روغن مالش کی اور مالش کرنے کے وقت اس کے ساتھ بدفعلی بھی کرلیا۔ جب شہزادی غسل سے فارغ ہوئی اور اپنا سنہرا کپڑا پہننے لگی تو اس میں ایک کپڑا غائب تھا شاید کسی لڑکی نے پہن لیا ہو۔ شہزادی کی سہیلیوں اور کنیزوں نے بہت تلاش کیا۔ لیکن نہیں ملا آخر وہ سب حمام میں بند ہوگئیں۔ حمام کا دروازہ اندر سے بند کرلیا اور کہنے لگیں اب یہاں کوئی دوسرا نہیں آئے گا۔ ہم لوگ سب ننگے ہوجائیں۔ اس طرح وہ کپڑا حاصل ہو جائے گا۔

اس شخص کے لئے یہ بات بہت مشکل نظر آئی۔ وہ اللہ رب العزت کی عنایت کا طلب گار ہوگیا اور بارگاہِ بے نیاز میں گریہ وزاری کرنے لگا کہ اے اللہ پاک! تو سارے حال سے باخبر ہے۔ میں نے پوری زندگی اس برے کام میں گذار دی اور تو میری پردہ پوشی کرتا رہا۔ مجھے بے عزتی سے بچائے رکھا اب یہ وقت ایسا آگیا ہے کہ میرا راز کھلنے جارہا ہے اور میری بے عزتی ہونے والی ہے۔ میری آبرو رکھ لے اور مجھے ذلیل ورسوا ہونے سے بچالے۔ میں اپنے تمام گذشتہ گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور پھر اس کام کی طرف رخ نہیں کروں گا۔ جب وہ سچے دل سے تائب ہوگیا تو دیکھا کپڑا اُسی جگہ موجود ہے۔ اس کا پردہ فاش نہیں ہوا۔ چنانچہ وہ آدمی اُسی وقت وہاں سے بھاگا اور ایک مقام میں پہنچ کر اس طرح مشغولیت اختیار کرلی کہ پھر دنیا کا رخ نہیں کیا۔ اور دنیا کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ یہ ایک قصہ ہے تفسیر میں توبۂ نصوح اس

خالص توبہ کو کہتے ہیں۔ جس کے بعد گناہ کا صدور نہ ہو۔ اس شخص نے اسی طرح کی توبہ کی۔ اس کے بعد پھر گناہ میں ملوث نہیں ہوا۔ اس لئے اس کو توبۂ نصوحا کہہ سکتے ہیں۔

مجلس - ۵۴

آستانۂ عالی مآب کی خاکبوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔

معراج سے متعلق آیت قرآنی کی توضیح

حضرت شیخ عظمہ اللہ کلامِ ربّی کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے سُبحٰنَ الَّذِیۡ اَسۡریٰ بِعَبۡدِہٖ لَیۡلاً [بنی اسرائیل ۱/۱] فرمایا اسریٰ کے معنی رات میں لے جانا ہے۔ اور بعض لوگوں نے اسریٰ سے مراد پانی کا لے جانا لیا ہے۔

بہر حال! پاک ہے اللہ کی ذات جو لے گیا اپنے بندے کو رات میں ____ لیکن اگر اس طریقے پر کہیں، تو زیادہ بلیغ ہوگا کہ اَسۡریٰ بِعَبۡدِہٖ لَیۡلاً ای مخفیاً لے گیا وہ اپنے بندے کو رات میں یعنی چھپا کر ____ اس لئے کہ طالبین اور عاشقین جب چاہتے ہیں کہ ان کا مطلوب اور معشوق ان کے پاس آئے تو وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ چھپ کر آئے۔ جیسا کہ اس شعر میں بھی کہا گیا ہے۔

آہستۂ آئی جاناں خلخالہ پای داری
نہ شنیدیٔ حکایت دیوار گوش دارد

(اے محبوب آہستہ آہستہ قدم بڑھاؤ اس لئے کہ تم نے پازیب پہن رکھی ہے
کیا تم نے یہ بات نہیں سنی، کہ دیوار کو بھی کان ہوتے ہیں)۔

اس کے بعد فرمایا ــــــ معراج کے واقعہ سے متعلق روایت آئی ہے کہ محبوب رب العلمین حضرت محمد ﷺ جب مقامِ قرب وکرامت میں پہنچے تو جو کچھ پایا وہ پایا، جو کچھ دیکھا وہ دیکھا اور جو کچھ سنا وہ سنا۔ اس کے بعد اتنی جلدی واپس بھی آئے کہ آپ ﷺ کی سجدہ گاہ ابھی گرم تھی اور جس برتن سے وضو کیا تھا اس میں حرکت موجود تھی۔

کافروں نے اس واقعہ کا انکار کر دیا ان کا کہنا تھا کہ اتنے کم وقت میں ہزاروں سال کی مسافت کوئی آدمی کیسے طے کر سکتا ہے، یہ ممکن نہیں ہے۔ ان لوگوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ چل کر امتحان لیا جائے اس کے بعد وہ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے اور بیت المقدس کی نشانیوں کے بارے میں سوال کرنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر کے لئے سوچنے لگے پھر جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے عرض کیا ــــــ اے اللہ کے رسول! حکم خداوندی ہوا ہے کہ آپ کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا دئے جائیں اور مخالفین جو پوچھیں آپ ان کو بتائیں۔

جب حجابات اٹھ گئے اور بیت المقدس آپ ﷺ کے سامنے آگیا تو کفار جو کچھ پوچھتے آپ ہر ایک کا جواب دیتے ان کافروں میں سے بعض نے قبول کر لیا اور بعض نے قبول نہیں کیا۔ وہ لوگ واپس ہو گئے۔

معراج کے ایک منکر کی عملی اصلاح

جن لوگوں نے قبول نہیں کیا ان میں سے ایک شخص بازار سے مچھلی خرید کر لائے، اپنی بیوی کو پکانے کے لئے دیا اور خود دجلہ میں نہانے کے لئے چلے گئے۔ وہاں جا کر کپڑا اُتارا سر پر مٹی ملی اور جیسے ہی غوطہ لگایا ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں ایک عورت نظر آئی۔ اُس شخص نے اُس سے شادی کر لی، چند بچے اُس سے پیدا ہوئے۔

کئی سال کے بعد پھر اُسی دجلہ میں غسل کے لئے آئے اور جیسے ہی غوطہ لگایا اوپر نکل آئے، دیکھا کہ کپڑا اُسی طرح رکھا ہے۔ حیرت میں ڈوب گئے۔ جب گھر آئے، دیکھا مچھلی اُسی طرح رکھی ہے۔ وہ اپنی بیوی پر غصہ ہونے لگے کہ ابھی تک مچھلی کیوں نہیں پکائی گئی، اتنی دیر ہوچکی ہے۔

اُس کی بیوی نے کہا ــــ کیا تم پاگل ہو گئے ہو، ابھی مچھلی دے کر نہانے گئے تھے۔ بیوی کا جواب سن کر وہ شخص شرمندہ ہوگئے، اُس کی تنبیہ ہوچکی تھی۔

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر آئے اور سارا حال بیان کرنے کے بعد ایمان کی دولت سے مشرف ہوگئے۔

اسلام کا ابتدائی دور

اس کے بعد فرمایا ــــ اسلام کا ابتدائی دور بھی عجب دور تھا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بعد اسلام میں قوت آئی۔ بلند آواز سے آذان دینے کا رواج قائم ہوا۔ ورنہ ان سے پہلے تو جو بھی اسلام میں داخل ہوتا اس کو بدبخت لوگ پکڑ لیتے سختیوں سے پیش آتے۔ دین اسلام سے خارج ہونے پر زور دیتے۔ اگر کوئی اسلام سے اپنے کو خارج نہیں کرتا تو اس کو مار ڈالتے۔

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ اور عشقِ رسول

نقل ہے کہ ــــ ایک شخص تھے جن کا نام حبیب تھا وہ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان ہو گئے تھے کافروں نے ان کو پکڑ لیا، مکہ والوں کے ہاتھ بیچ دیا۔ وہ لوگ ان کو

مارتے ظلم ڈھاتے اور کہتے کہ ہمارے بتوں کی تعریف کرو اور حضرت محمد ﷺ کو گالیاں دو۔ اللہ ان کے منہ میں خاک ڈالے۔ لیکن وہ اس بات پر راضی نہیں ہوتے صبر سے کام لیتے۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ یہ اپنے دینِ اسلام سے پھرنے والے نہیں ہیں۔ چنانچہ یہ طے کرلیا کہ اب ان کو قتل کردیں۔

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ اب ان کا آخری وقت آ گیا ہے، اس وقت ان کافروں سے فرمایا کہ ___ مجھے تھوڑا وقت دیجئے اور اس بات کی اجازت دیجئے کہ میں وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لوں۔

ان لوگوں نے اجازت دے دی۔

انہوں نے دو رکعت نماز بہت ہی ہلکے سے پڑھی اور فرمایا ___ میں نے نماز جو ہلکے سے ادا کی اس کی وجہ یہ ہے کہ تم لوگ یہ نہ سمجھ لو کہ میں مرنے سے ڈر رہا ہوں اور نماز کے بہانے تاخیر کر رہا ہوں۔ اس کے بعد ان لوگوں سے فرمایا ___ جب میری موت کا وقت آجائے تو مجھے پیٹ کے بل اُلٹ دینا اور اس کے بعد کھینچنا تاکہ جس وقت میری روح نکلے، اس وقت میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کی حالت میں رہوں۔

ان لوگوں نے ان کی یہ بات منظور نہیں کی۔

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ کو اوپر اٹھایا ___ آسمان کی طرف نظر کی اور عرض کیا ___ اے اللہ پاک! تو میرا حال خوب اچھی طرح دیکھ رہا ہے یہاں پر دشمنوں کے سوا اور کوئی نہیں ہے جس سے میں تیرے رسول کو اپنی طرف سے سلام کا تحفہ بھیج سکوں اس لئے اے رب تعالیٰ تو میرا سلام اپنے رسول تک پہنچا دے۔

اس کے بعد دشمنوں کے حق میں بددعاؤں کے چند جملے کہے اور یہ شعر پڑھا۔

لست ابالی حین اقتل مسلماً

علی ای حبیب کان اللہ مصرعی

(میں پرواہ نہیں کروں گا جب مسلمان ہونے کی حالت میں میں قتل کیا جاؤں گا جس پہلو بھی میری موت ہو اللہ کی خوشنودی کے لئے ہو)۔

مشرکوں نے ان کو قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا۔ اس وقت ان کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو گیا۔ جبرئیل علیہ السلام آئے اور ان کا سلام رسول خدا ﷺ تک پہنچا دیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا ___ **ھو افضل الشھداء وھو رفیقی فی الجنة** وہ تمام شہداء میں سب سے بزرگ ہیں اور جنت میں میرے ساتھ ہوں گے۔

دین کے لئے اذیت پر صبر کی تاکید

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اگر کوئی اس طرح کی بلا میں گرفتار ہو جائے تو صبر بہتر طریقہ ہے تاکہ اس کے ذریعہ شہادت کا درجہ حاصل ہو جائے۔ اس لئے کہ یہ دین کو عزت بخشنے اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے جان کی بازی لگانی ہے۔

اس کے بعد فرمایا ___ ایک روز نبی کریم ﷺ کے صحابہ مشرکوں کے ظلم و ستم کو بیان کر رہے تھے۔ کوئی کہہ رہے تھے مجھے اس طریقے سے ستایا گیا اور کوئی کہہ رہے تھے مجھ پر یوں ظلم و ستم ڈھایا گیا۔

جب گفتگو طویل ہو گئی تو خباب بن لازب رضی اللہ عنہ جو وہاں تشریف فرما تھے اٹھے، اپنا کپڑا اُتارا اور پیٹھ کھول کر دکھائی۔ لوگ یہ دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے کہ ان کی پوری پیٹھ سفید ہو رہی ہے۔ صحابہ نے پوچھا آخر ایسا کیسے ہوا۔

انہوں نے فرمایا ___ مشرکوں سے جتنا ہو سکا مجھے مارتے رہے یہاں تک کہ پیٹھ

کی کھال گر گئی، اس پر بھی ان لوگوں نے اکتفا نہیں کیا۔ چند لوگوں نے میرا ہاتھ پاؤں پکڑ لیا اور جس طرح گوشت بھونا جاتا ہے میری پیٹھ کو آگ سے بھنتے رہے، یہ اُسی کی نشانی ہے۔ ساتھیوں نے اپنی آنکھ سے یہ سب دیکھ کر جو گفتگو کر رہے تھے اس پر شرمندہ ہو گئے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ اس روایت کو بیان کرنے کے بعد رونے لگے اور فرمایا ___ ان البلاء موکل بالانبیاء ثم بالاولیاء ثم الامثل فالامثل (آزمائشیں انبیاء علیہم السلام پر بھیجی گئیں پھر اولیاء رحمھم اللہ آزمائشوں میں ڈالے گئے پھر اللہ کے خاص خاص بندوں کے ساتھ بھی یہی ہوا)۔

مجلس - ۵۵

شیخ عظمہ اللہ کے قدیم خدمت گار حاجی شہر یار کا انتقال

حاجی شہر یار کے زیارت سیوم کے دن قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ حاجی شہر یار حضرت شیخ عظمہ اللہ کے ہمسن اور قدیم خدمت گار تھے۔ برسوں سفر، حضر میں حضرت شیخ کی پلنگ کی پٹی سے لگ کر رہتے اور پوری رات قدم مبارک کو پکڑ کر گذار دیتے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ ان کی وفاداری اور خدمت گذاری کو بار بار یاد کرتے رہے۔

حاجی گوہر مخدوم شیخ حُسینؒ کے خاص خدمت گار تھے

اس کے بعد فرمایا ___ حضرت مخدوم شیخ حسینؒ کی رحلت کا وقت قریب آیا اس

سے پہلے ان کے خاص خدمت گار حاجی گوہر دنیا سے چلے گئے۔ حضرت شیخ حسینؒ ان کے انتقال سے مغموم رہتے اور فرماتے ــــ حاجی گوہر نے یہاں پر وفاداری نہیں کی ــــ ان کے فوراً بعد ہی حضرت شیخ حسینؒ بھی رحلت فرما گئے۔

یہ سن کر شیخ بدہ نوشہ نے عرض کیا ــــ حضرت شیخ کی عمر طویل ہو اور آپ کا سایہ ہمیشہ قائم رہے۔

لوگوں کی تضحیک پر مخدوم جہاںؒ کا ذوق

اسی درمیان حضرت مخدوم جہاںؒ کا تذکرہ ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ لوگ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نے حضرت مخدوم جہاںؒ سے دریافت کیا کہ ابتدائی دور میں اور مجاہدہ کے وقت کبھی آپ کو کسی بات پر ذوق بھی پیدا ہوا؟

حضرت مخدوم جہاںؒ نے فرمایا ــــ جس زمانے میں راجگیر کے پہاڑ میں قیام تھا ایک روز بہت زور کی بھوک لگی۔ رزق کے لئے التجا کی۔ پہاڑ کے دامن میں ایک شخص نظر آیا جو کھانا کھا رہا تھا اور لوگ اس کو پنکھا جھل رہے تھے۔

میں اس کے نزدیک گیا اور میں نے کہا ــــ **التوفیق شئ عزیز** (دوسروں کی مدد ایک بہترین صفت ہے)۔

اس شخص نے کہا ــــ آؤ کھانا کھاؤ، جتنی بھوک تھی میں نے اُتنے لقمے لے لئے۔

جب اُس کے لوگوں نے مجھے اُس کے ساتھ کھاتے دیکھا تو وہاں پر آئے اور اُس شخص کو برا بھلا کہنے لگے کہ اے مالک آپ کو شرم نہیں آتی کہ اس طرح کے آدمی کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔

مخدوم جہاںؒ فرماتے ہیں کہ ___ ان لوگوں کی یہ بات سن کر مجھے ایسا ذوق پیدا ہوا کہ پہاڑ پر آ کر تین روز تک اسی خوشی میں جھومتا رہا۔

...

ایک شرابی کی امامت اور مخدوم جہاںؒ کی پردہ پوشی

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ لوگ کہتے ہیں کہ ایک شرابی مخدوم جہاںؒ کی موجودگی میں آگے بڑھا اور امامت کرنے لگا۔

بعض حاضرین نے کہا کہ ___ یہ شخص جس نے امامت کی ہے شراب پیتا ہے۔

مخدوم جہاںؒ نے فرمایا ___ ہر وقت نہیں پیتا ہوگا۔

لوگوں نے عرض کیا ___ ہمیشہ پیتا ہے ___

فرمایا ___ لیکن رمضان میں نہیں پیتا ہوگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ___ سبحان اللہ! حضرت مخدوم جہاںؒ کی کیا ستاری اور پردہ پوشی ہے اور دوسروں کے ساتھ حسن ظن کا کیسا خوب معاملہ ہے۔

ظاہری معاملات میں کوئی خاص بات پوشیدہ ہوتی ہے

اس کے بعد گفتگو کا موضوع یہ تھا کہ ___ بعض چیزیں ظاہر میں حق کے خلاف اور برعکس دکھائی دیتی ہیں۔ جیسے کوئی بے گناہ قتل کر دیا جائے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ سننے میں آیا ہے کہ اسی طرح کی بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں بھی پیدا ہوئی تھی۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ___ اے موسیٰ! یہاں آؤ اور ہماری حکمتوں کو دیکھو۔

وہ حوض کے کنارے گئے۔ دیکھا کہ ایک شخص غسل کے لئے آیا ___ اُس نے کپڑا اُتارا، کپڑا اور اپنی تھیلی اُسی جگہ رکھ کر نہانے کے لئے پانی میں اُتر گیا۔ غسل کے بعد باہر آیا، کپڑا پہنا اور تھیلی وہیں بھول کر چلا گیا۔

ایک دوسرا شخص آیا ___ تھیلی لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔

اُس کے بعد ایک تیسرا آدمی غسل کے لئے آیا۔ اُس درمیان تھیلی کا مالک تھیلی لینے کے لئے وہاں پہنچا۔ تھیلی تو کوئی دوسرا لے کر جا چکا تھا۔

تھیلی کے مالک نے اُس تیسرے شخص کو جو آخر میں وہاں پہنچا تھا پکڑ لیا۔ یہ انکار کرتا رہا اور حقیقت بھی یہی تھی کہ اُس نے نہیں لیا تھا۔ لیکن تھیلی کے مالک نے اُس کی بات پر یقین نہیں کیا، تلوار نکالی اور اُس کو قتل کر دیا۔ تھیلی کوئی دوسرا لے کر چلا گیا تھا، لیکن یہ شخص ناحق اور بے قصور قتل کر دیا گیا ___ ظاہراً ایسا لگتا ہے کہ یہ بات حق اور انصاف کے خلاف ہوئی ___

حکم خداوندی آیا ___ اے موسیٰ! (میری حکمتوں کو) دیکھ لیا اور سب کچھ سمجھ لیا؟

موسیٰ علیہ السلام نے کہا ___ خداوندا! کچھ نہ سمجھ سکا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ___ اے موسیٰ! یہ شخص جو مارا گیا اُس نے قاتل (تھیلی کے مالک) کے باپ کو بے قصور مار دیا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے باپ کے قاتل کو مارا۔ اور جو شخص تھیلی لے کر چلا گیا اس نے کچھ دنوں تک تھیلی کے مالک کی خدمت کی تھی اور اس کو اجرت نہیں ملی تھی۔ اس لئے اس نے اپنی اجرت کا بدلہ لے لیا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ **ان ربی علی صراط مستقیم** ہر نقصان اور پریشانی جو ہے وہ اسی کی طرف سے ہے۔

حضرت شیخ مظفرؒ اور مولانا بہاء الدینؒ کی حضوری میں فرق

اس کے بعد فرمایا ــــــ حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ مکہ معظمہ میں غارِ حرا کے قریب ایک پہاڑ کے دامن میں مشغول بحق تھے۔ اسی زمانے مین مولانا بہاء الدینؒ نے بھی حضرت مخدوم مظفرؒ کے قریب ہی ایک جگہ مشغولیت اختیار کر رکھی تھی۔

مولانا بہاء الدین کے دل میں یہ خیال آیا کہ ــــــ مجھے اچھی طرح حضوری حاصل ہوگئی ہے۔ اب میرا دل کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

ابھی وہ اسی خیال میں گم تھے کہ پہاڑ سے پتھر کا ایک ٹکڑا الگ ہو کر حضرت مخدوم مظفرؒ کی طرف اوپر سے نیچے آنے لگا۔ اس کے گرنے کی آواز زور سے ہوئی۔ پتھر کا وہ ٹکڑا مولانا بہاء الدین کی بہ نسبت حضرت مخدوم مظفرؒ سے زیادہ قریب تھا۔

مولانا بہاء الدین کو حضوری کی جو قوت حاصل تھی وہ باقی نہیں رہی، اپنی جگہ سے اٹھے اور وہاں سے بھاگ گئے۔

ادھر حضرت مخدوم مظفرؒ کا یہ حال کہ اس پتھر کی طرف ان کی کوئی توجہ نہیں ہوئی۔

جب وہ نیچے گر گیا، حضرت مخدوم مظفرؒ مسکرانے لگے اور فرمایا ــــ مولانا بہاء الدین! آپ کو خوب حضوری حاصل ہے۔

مولانا بہاء الدین، مخدوم شیخ مظفرؒ کی بات سن کر شرمندہ ہوگئے اور توبہ کی۔

ذکر میں حضوری

خاکسار نے عرض کیا ــــ ذکر کے بارے میں کہا گیا ہے اور ذکر کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ پہلے صرف لا الٰہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول ہو اور دسویں بار میں محمد رسول اللہ

کہے۔ ایسی صورت میں تو ذکر کرنے والا ذکر کو گنتا رہے گا تا کہ دسویں بار میں محمد رسول اللہ کہہ سکے ____ حضوری کہاں حاصل رہے گی اور معاملہ یہ ہے کہ ذکر میں حضوری ہونی چاہئے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ یہ سب باتیں اس وقت تک ہیں جب تک ذکر اس پر غالب ہے اور جب بے شعوری حاصل ہوگئی تو ترتیب کہاں باقی رہے گی۔ ترتیب تو خود ہی اٹھ جائے گی۔

''ذکرِ الٰہی شرک ہے'' اس جملے کا مفہوم

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ____ ''ذکرِ الٰہی شرک ہے'' اس سے کیا مراد ہے اور اس کا کیا مفہوم ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ پہلی بات تو یہ کہ آخر یہ جملہ آیا کہاں ہے۔ اور اگر تحقیق کے بعد یہ ثابت بھی ہو جائے کہ اس طرح کی باتیں آئی ہیں تو اس کا معنی اُسی طریقے پر لینا چاہئے۔ جیسا کہ ہمارے اکابرین نے فرمایا ہے۔

ان حضرات نے پانچ مراتب مقرر کئے ہیں ____

۱۔ نفس

۲۔ دل

۳۔ روح

۴۔ سِر

۵۔ خفی

پہلے چار مراتب میں کثرت ہے۔ مرتبۂ سِر تک شیطان کی گذر ہے اور اس کے

وسوسے کو دخل ہے۔ یہاں تک ذکر کا نفاذ ہوتا ہے۔

لیکن سالک جب مرتبۂ خفی تک پہنچ جاتا ہے تو وہاں نہ کثرت ہے اور نہ شیطانی وسوسے۔ اگر ایسی صورت میں ذکر کرے گا تو یہ فضول عمل ہوگا۔ اور اسی کو شرک کہیں گے۔

ذکر، ذاکر اور مذکور

ذکر تو اس وقت ہے جب غائب ہیں جب اضافت اٹھ گئی تو اس وقت نہ ذاکر ہوتا ہے نہ ذکر ہوتا ہے (بلکہ صرف مذکور رہ جاتا ہے) بلاشبہ ایسے وقت میں اگر ذکر ہوگا تو اس کو شرک کہیں گے۔

مجلس - ۵۶

شیخ عظمہ اللہ کی بارگاہ میں تحائف کے ساتھ مریدوں کی حاضری

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ کے چند مرید کہیں سے یادگار (تحائف) کے ساتھ پہنچے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور آدابِ دعاء

حضرت شیخ نے فرمایا ــــ حضرت سلیمان صلوٰۃ اللہ علیہ ساری دنیا کے بادشاہ تھے۔ پورب سے پچھم تک ان کے علاوہ نہ کسی دوسرے کی حکومت تھی اور نہ سلطنت۔ آپ کی

ہزار بیویاں تھیں۔

ایک دن آپ کے دلِ مبارک میں یہ خیال آیا کہ اگر ان ہزار بیویوں سے بیٹے ہوتے تو وہ جہاد میں میرا ساتھ دیتے۔ اور ان کو الگ الگ مقام پر فائز کرتا۔

چونکہ آپ جہاد پر حریص تھے۔ اس لئے ایک رات ساری بیویوں کے پاس تشریف لے گئے ___ لیکن کسی کو حمل نہیں رہا۔ ہاں! صرف ایک بیوی کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہ بھی ایسا جس کے نہ دونوں ہاتھ تھے اور نہ دونوں پاؤں، محض گوشت کا ایک لوتھڑا تھا۔

اِس بچے کو تخت پر رکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ کی وہ اہلیہ جن سے ایسا بچہ پیدا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ گئے۔ اور مناجات کرنے لگے کہ اے اللہ پاک! ہم لوگوں نے تجھ سے بیٹے کی درخواست کی اور تو نے ایسا بیٹا دیا جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں ___

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا ___ میں کیا کروں؟ آپ کو مانگنا ہی نہیں آیا۔ پہلی بات تو یہ کہ جب بیٹے کی نیت سے اپنی بیویوں کے پاس گئے تو انشــــاء اللہ نہیں کہا اور دوسری بات یہ کہ جب بیٹے کے لئے درخواست پیش کی تو یوں عرض نہیں کیا کہ ___

اے اللہ! مجھے ایسا بیٹا عطا فرمایئے جو مبارک ہو، صالح ہو نیک ہو اور صحیح و سالم ہو۔

اب ایک ہی صورت ہے کہ آپ دونوں اپنے اپنے راز کو افشا کیجئے تاکہ میں اس بچے کو ہاتھ پاؤں عطا کر دوں۔

اس موقع پر حضرت استاد علامہ لا دصوفی سلمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا ___ سبحان اللہ! جب حضرت سلیمان علیہ السلام مانگنا نہیں جانتے تو دوسرا بیچارہ کس گلی میں ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___

حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا ___ خداوندا! مجھے اتنی بڑی حکمرانی اور سلطنت عطا فرمائی ہے کہ سارے عالم میں میرے سوا کوئی دوسرا بادشاہ نہیں۔ اس کے باوجود میں اپنی

کمائی سے اپنی رزق کا سامان مہیا کرتا ہوں۔ لیکن (میرے اندر یہ خرابی ہے) کہ جو میری ملاقات کے لئے آتا ہے میری نظر اُس کے ہاتھوں پر چلی جاتی ہے۔ اِس خیال سے کہ اُس نے میرے لئے کوئی چیز لائی ہوگی ___

جیسے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنا یہ راز بارگاہِ خداوندی میں ظاہر کیا، اُس بچے کے دونوں ہاتھ نکل آئے۔

اُس کے بعد آپ کی اہلیہ یعنی اُس بچے کی ماں نے عرض کیا ___ خداوندا! تو نے مجھے سلیمان پیغمبر جیسا شوہر عطا فرمایا، جو تمام عالم کے بادشاہ ہیں۔ تیرے پیغمبر بھی ہیں، صورت و سیرت والے بھی ہیں، بہادر و شجاع بھی ہیں لیکن جب میں کسی نابالغ کم عمر کو دیکھتی ہوں تو میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ حضرت سلیمان اِس نابالغ کی شکل کے ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی اہلیہ نے اپنے اِس راز کا اظہار بارگاہِ بے نیاز میں کیا تو اُس بچے کے دونوں پاؤں نکل آئے۔

مکتوبات دوصد کے ایک شعر کی تشریح

قاضی ابدال صوفی ساکن قصبہ جراند حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کے مکتوبات جدید پڑھ رہے تھے اس میں یہ شعر آیا ہے

ہر کہ او کحلے گرفت از خاکِ پیر
خواہ پاک و خواہ گو ناپاک میر

(جس نے اپنے پیر کے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنالیا وہ پاک مرے یا ناپاک کوئی نقصان نہیں)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اس کحل (سرمہ) سے اعتقاد مراد ہے۔ جس نے اپنے کو پورے طور پر کسی پیر سے وابستہ کرلیا اُس کو چاہئے کہ اپنا اعتقاد بھی مضبوط اور مستحکم رکھے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ___ اگر کوئی پتھر اور مٹی کے ڈھیلے سے دل لگا لیتا ہے اور اس سے کسی چیز کی طلب کرتا ہے تو اس سچے اعتقاد کی برکت سے وہ چیز اسے مل جاتی ہے۔ اس لئے کہ واللہ علیٰ کل شیٔ شھید [المجادلہ/۶] ثابت ہے۔

ایک پتھر سے عقیدت وخوش اعتقادی کا ثمرہ

اس کے بعد ارشاد فرمایا ___ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص بہت اچھا عقیدہ رکھتا تھا، لیکن نادان تھا۔ اس نے کہا جاتا ہوں اور کسی سے مرید ہو جاتا ہوں۔

تھوڑی دور گیا تھا کہ اسے ایک پتھر نظر آیا وہیں ٹھہر گیا اُسی پتھر کی خدمت کرنے لگا۔ اس کو صاف کرتا، جھاڑ و دیتا اور اسی پتھر سے اپنا عہد و پیمان باندھ لیا (یعنی اسی پتھر کو اپنا پیر بنا لیا)۔ اچانک سیلاب آیا پتھر کو بہا لے گیا۔ اس شخص نے اپنے دل میں سوچا جب میرا پیر ہی جا رہا ہے تو میں بھی چلوں، اُسی وقت پانی میں کود گیا۔ بہنے لگا اور ڈوبنے لگا۔

چونکہ وہ اپنے عقیدے میں سچا تھا اس لئے خواجہ خضرؑ آئے ___ اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا اور فرمایا ___ اے بے وقوف ایسا کسی نے کیا ہے؟ ___ جو تو کر رہا ہے، اپنے کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔

اس شخص نے کہا ___ اے خواجہ! اِسی کی بدولت آپ مل گئے اس لئے یہ برا کیسے ہو سکتا ہے۔

علمی مجلس میں تھوڑی دیر کی حاضری

اسی درمیان حضرت شیخ کے صاحبزادے شاہ محمد سلمہ اللہ تعالیٰ آئے، زمین بوس ہوئے اور بیٹھ گئے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ جو تھوڑی دیر بھی علمی مجلس میں حاضر ہوتا ہے وہ ایسا ہے جیسے اس نے ہزار رکعت نماز ادا کی ہو، یا ہزار جنازے کے ساتھ چلا ہو، یا ہزار مریض کی عیادت کی ہو۔

فائدہ کے عنوان سے یہ بات حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھے اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر دیا تھا۔

دو مغفور کے درمیان بیٹھنے والا بھی مغفور ہے

اسی وقت ایک شخص آئے اور صوفیوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ وہاں پر جگہ بہت تنگ تھی۔ لوگ اُن کی طرف تیز نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اس شخص کی تسکینِ خاطر (دل جوئی) کے خیال سے فرمایا ___ کہا گیا ہے کہ جو دو مغفور کے درمیان بیٹھتا ہے وہ بھی مغفور میں شمار ہوتا ہے۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز ملک خداوند نے کھانے کا انتظام کیا، لوگوں کو دعوت دی۔ شہر کے بہت سارے اشراف کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ اتنے میں ایک شخص آئے اور وہ حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ اور مخدوم مولانا نظام الدینؒ کے درمیان بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ میں نے سنا تھا کہ جو شخص دو مغفور کے درمیان بیٹھتا ہے اس کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے میں نے یہاں بیٹھنے کی جرات کی ہے۔

مجلس - ۵۷

بیعت لینے سے مخدوم شیخ حسنؒ کا احتراز
اور مخدوم شیخ حسینؒ کی ہمت افزائی

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حضرت والد ماجدؒ فرماتے تھے کہ میں نے کچھ دنوں تک بیعت لینے اور بال تراشنے کی روش کو چھوڑ دی۔ ایک رات حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز کی خواب میں زیارت ہوئی، فرمارہے ہیں ___ میرے کاروبار کو کیوں جاری نہیں رکھا؟

میں نے عرض کیا ___ میری نظر اپنے آپ پر گئی کہ جو خود آلودگی اور گندگی میں ڈوبا ہو وہ دوسروں کا ہاتھ کیسے پکڑے اور دوسروں کو کیسے توبہ کرائے۔

میری بات سن کر حضرت مخدوم شیخ حسینؒ نے اپنی آستین مبارک سے ایک کاغذ نکالا اور میرے ہاتھ میں دیا۔ میں نے اس کو کھول کر دیکھا وہ فردوسی بزرگوں کا شجرہ تھا جو سبز روشنائی سے لکھا تھا۔ حضرت نے فرمایا ___ پڑھو اور دیکھو تمہارا نام چوبیس (۲۴) پیروں کے اوپر لکھا ہوا ہے۔ اگر اور دیکھنا چاہتے ہو تو پیٹھ کی طرف دیکھو۔ پیچھے کی طرف نظر کی، دیکھا حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ کھڑے ہیں، ان کے پیچھے حضرت مخدوم جہاںؒ ہیں، ان کے پیچھے خواجہ نجیب الدین فردوسیؒ ہیں، یہاں تک کہ یہ سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک چلا گیا۔

اس کے بعد حضرت مخدوم شیخ حسینؒ نے فرمایا ___ جس کے ساتھ ایسے ایسے پیشوا ہوں، اُس کو کس بات کا ڈر؟ اجازت ملنے کے بعد حضرت شیخ کے حکم کی پیروی کرنے لگا۔

شیخ عظمہ اللہ کے لئے مخدوم حسینؒ کی دعائیں

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا۔۔۔ حضرت مخدوم شیخ حسینؒ نے میرے حق میں جیسی جیسی دعائیں کی ہیں میں اس کے لائق کہاں بن سکا لیکن جو کچھ ان کی زبانِ پاک سے نکلا ہے قسم ہے ان کی دعاؤں کا اثر پا رہا ہوں۔

خواجہ بایزیدؒ اور ماں کی دعاء

اس کے بعد فرمایا۔۔۔ حضرت خواجہ بایزیدؒ فرماتے ہیں کہ اِس راہ کے لئے ''مادرزاد دولت'' اور ''تندرست وتوانا جسم'' کی ضرورت ہے۔ اگر یہ حاصل نہیں تو پھر سمجھ لیجئے کہ اچانک موت ہے۔

''مادرزاد دولت'' سے مراد یہ ہے کہ خواجہ بایزیدؒ جب ماں کے پیٹ میں تھے اور اگر ان کی والدہ کوئی مشکوک غذا لے لیتیں اُس وقت یہ اتنا ہاتھ پاؤں مارتے کہ ماں بے قرار اور بے چین ہو جاتیں۔ اور جب تک اُس مشکوک غذا کو باہر نکال نہیں دیتیں ان کے شکم مبارک کو قرار نہیں آتا۔

''تندرست وتوانا جسم'' سے مراد یہ ہے کہ ایک رات ان کی والدہ کو پانی کی ضرورت ہوگئی، اپنے بیٹے بایزیدؒ سے پانی مانگا۔ پانی گھر میں موجود نہیں تھا وہ پیالہ لے کر پانی لانے کے لئے چشمے پر چلے گئے۔ پانی لے کر آئے اُس وقت تک والدہ کو نیند آچکی تھی۔ انہوں نے اپنی ماں کو جگایا نہیں اُسی طرح پیالہ ہاتھ میں لئے رات بھر کھڑے رہ گئے۔ والدہ کی نیند ٹوٹی جیسے ہی پیالہ اُن کے ہاتھ سے لیا بایزیدؒ کے ہتھیلی کی کھال بھی پیالے کے ساتھ نکل آئی۔ والدہ نے یہ حال دیکھ کر بہت ساری دعاؤں سے نوازا۔

حضرت خواجہ بایزیدؒ کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہوا وہ ماں کی خوشنودی اور اُن کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

امیر سید ظہیر الدینؒ کے پیر ابو مسلمہ تھے

حاضرین میں سے ایک شخص نے سوال کیا ـــــ حضرت امیر سید ظہیر الدینؒ کے پیر کون تھے؟

فرمایا ـــــ ایسا سنا ہے کہ حضرت شیخ تقی الدینؒ کے مریدوں میں ایک مرید ابو مسلمہ بھی تھے۔ حضرت امیر سید ظہیر الدینؒ کو انہیں سے ارادت تھی۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ـــــ ایک روز حضرت شیخ تقی الدینؒ کہیں جا رہے تھے، راستے میں دیکھا کہ ایک کافرہ عورت جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا وہ اپنے مردہ شوہر کے ساتھ جلنے کے لئے جا رہی ہے۔ اچانک حضرت شیخ تقی الدینؒ کی نظر اُس عورت پر پڑ گئی جو حاملہ بھی تھی۔

فرمایا ـــــ یہ عورت حاملہ ہے، اُس کے پیٹ میں بچہ ہے۔

عجب اتفاق کہ اُس عورت کی بھی نظر شیخ پر پڑ گئی اور وہ شیخ کے حُسن و جمال میں ایسا گم ہو گئی کہ جلنے کا ارادہ اُس کے دل سے جاتا رہا۔ وہ اُسی وقت شیخ کے ساتھ روانہ ہو گئی۔ ایمان کی دولت اور توبہ کی نعمت سے مشرف ہوئی۔ شیخ نے اُس کی تربیت فرمائی۔

کچھ عرصہ بعد اُس کو بیٹا پیدا ہوا۔ حضرت شیخ تقی الدینؒ نے اُس بچے کا نام ابو مسلمہ رکھا۔ بڑا ہونے کے بعد اُس نے شیخ کے ہاتھ پر توبہ کیا۔ شیخ تقی الدینؒ نے اس کو خلافت عطا فرمائی۔ حضرت امیر سید ظہیر الدینؒ اُسی شخص سے مرید ہوئے۔

مجلس - ۵۸

آستانۂ عالیہ کی خاک بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔

وہ کون سا درخت ہے جو آدمی کے جیسا ہے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا ___ وہ کون سا درخت ہے جو آدمی کے جیسا ہے؟

وہاں پر جتنے لوگ موجود تھے سب غور و فکر کرنے لگے، میں اُس وقت چھوٹا تھا میرے دل میں آیا کہ عرض کروں وہ خرمہ کا درخت ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ بزرگان بیٹھے ہیں وہ کچھ نہیں کہہ رہے ہیں اِس لئے میں نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔

اِس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ___ وہ خرمہ کا درخت ہے۔ اِس لئے کہ اگر خرمے کے درخت کا سر یعنی اوپری حصہ کاٹ دیا جائے تو اُس کی جڑ سے کوئی دوسرا درخت نہیں نکل سکتا۔ اِسی طرح اگر آدمی کا سر کاٹ دیا جائے تو اُس کی نسل بھی آگے نہیں بڑھتی۔

اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ___ میں نے اپنے دل کا حال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا ___ اکرموا ابن عمتکم۔ (اپنے پھوپھی زاد بھائی کی عزت کرو)۔

رسول اللہ ﷺ سے یہودیوں کی دشمنی

اس کے بعد اس موضوع پر گفتگو ہونے لگی کہ یہودی لوگ رسول اللہ ﷺ کا نام اپنے تلووں پر لکھ دیا کرتے تھے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اُن لوگوں کے منہ میں خاک اور اُن کے کاموں میں خاک پڑے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت شیخ محمد حضر ایک مقام پر پہنچے اور وہاں دیکھا کہ ایک یہودی سویا ہے جس کے پاؤں پر رسول خدا ﷺ کا اسم گرامی تحریر ہے۔ یہ دیکھ کر شیخ سے برداشت نہیں ہوا ایک پتھر اُٹھایا اور اُس یہودی کے سر کو پتھر سے چور کر دیا۔ وہ اُسی وقت مر گیا۔

دوسرے یہودیوں کو یہ بات معلوم ہوئی وہ شور و ہنگامہ کرتے ہوئے وہاں پہنچے دیکھا یہودی مر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بھی عجیب کرشمہ ہے اُس نے اُن لوگوں کے دل میں ایک ایسی بات ڈال دی جس کی وجہ سے شیخ محمد حضرؒ کا یہ معاملہ اُن لوگوں کو پسند آ گیا۔

اُن لوگوں کے دل میں اللہ کی جانب سے یہ بات پیدا ہو گئی کہ دشمنی میں یہ شخص (شیخ محمد حضرؒ) تو ہم لوگوں سے بھی آگے ہے۔ ہم لوگ دشمنی میں ان کا نام اپنے پاؤں پر لکھ لیتے ہیں، لیکن یہ شخص دشمنی کی اِس انتہا پر ہے کہ اِس کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام دیکھنا بھی گوارہ نہیں ہوا۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن یہودیوں کے دل میں یہ بات ڈال کر شیخ کو اُن کے ہاتھوں سے بچالیا۔

اِس کے بعد یہ حکایت بھی بیان فرمائی ___ ایک یہودی کے پاس دو بکریاں تھیں۔ اُس نے ایک بکری کا نام ابوبکر اور دوسری کا نام عمر رکھ دیا تھا۔ ایک روز اُس نے اِن دونوں بکریوں کو ذبح کرنے کے لئے قصاب کو بلایا۔ قصاب مسلمان، تندرست اور ہمت ور تھا۔

وہاں آنے کے بعد اُس کو معلوم ہوا کہ بکریوں کا نام ابو بکر اور عمر ہے (پھر تو اُس کے غصے کی آگ بھڑک اٹھی)۔ اُس نے یہودی کو اکیلا پا کر اُسی کو ذبح کر دیا اور باہر نکل آیا۔

لوہے کے ایک بُت کے معلق رہنے کی وجہ

پھر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ایک جگہ لوہے کا بُت بنا کر رکھا گیا تھا اور جس کمرے میں وہ بت رکھا گیا تھا اُس کی چاروں دیواروں میں مقناطیس لگا دیا گیا تھا۔ اسی مقناطیسی قوت کی وجہ سے وہ بت ہوا میں معلق تھا۔ جو دیکھتا وہ یہی سمجھتا کہ بت خود سے ہوا میں معلق ہے۔

ایک روز شیخ سعدیؒ وہاں پہنچے اور اِس حیرت انگیز معاملے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، ساری بات سمجھ گئے۔ اپنا ہاتھ اُس لوہے کے بت پر رکھ دیا۔ جیسے ہی بت اور مقناطیس کے درمیان شیخ کا ہاتھ حائل ہوا اُسی وقت وہ بت زمین پر گر پڑا۔ سب لوگ یہ دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئے۔

دنیا اور اُس کی مذمت

دنیا کی مذمت کا تذکرہ ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ دنیا کی مذمت میں بہت ساری حدیثیں آئی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ___ **فروا من الدنیا واللہ ان الدنیا اھون من عراف خنزیر فی ید مجذوم**۔ عراف جمع ہے، اور عراف اس ہڈی کو کہتے ہیں جس سے گوشت نکال لیا گیا ہو۔ اور بغیر گوشت کی ہو۔

اس حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ ___ دنیا سے دور رہو۔ یہ دنیا ویسی ذلیل و خوار ہے جیسے کسی جزامی کے ہاتھ میں سؤر کی ہڈی ہو۔ جزامی کے ہاتھ میں سؤر کی ہڈی جس طرح بری اور مکروہ معلوم ہوتی ہے وہی حال دنیا کا سمجھو۔

اس موقع پر مولانا تہمن فخر نے خاقانی کے یہ دو اشعار پڑھے۔

بدیں خواری کہ دنیا راست پیشِ چشم دانایاں ☆ بطیبِ نفس و قصدِ دل بگیرد جز کہ نادانش

عراف خوک آلودہ بریم دست مجذومی ☆ فتادہ در تو میرز چہ ساں بر گیرد انسانش

(دانشمندوں کی نظر میں یہ دنیا ذلیل و خوار ہے، اِس کو نفس کی خوشی اور دل کی تڑپ کے ساتھ وہی اختیار کرے گا جو بے وقوف اور نادان ہے۔

دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے سؤر کی ہڈی ایسے جزامی کے ہاتھ میں ہو جس سے ریم نکل رہا ہے، کوئی انسان بھی ایسی چیز کو ہاتھ نہیں لگا سکتا)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے بھی ان اشعار کی کئی بار تکرار فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ شاعر پر اللہ کی رحمت ہو، کیا خوب ترجمہ کیا ہے۔ اگر کسی چیز کا ترجمہ کیا جائے تو اسی اسلوب کی رعایت کی جائے۔

عناصر اربعہ کیا ہیں

حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا ___ عناصر اربعہ کیا ہیں؟

فرمایا ___ خاک و باد، آب و آتش (مٹی، ہوا، پانی اور آگ) کو عناصر اربعہ کہتے ہیں۔ حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست کو طبائع اربعہ کہتے ہیں، اور یہ سب آدمی میں موجود ہیں۔

عناصر اربعہ کا نزول

اس کے بعد فرمایا ___ نور جب نزول کرتا ہے تو نار ہوتا ہے، نار جب نزول کرتا ہے تو ہوا ہوتا ہے، ہوا جب نزول کرتی ہے تو پانی ہوتا ہے اور پانی جب نزول کرتا ہے تو خاک (مٹی) ہوتا ہے۔ یہاں پہنچ کر نزول کا معاملہ تکمیل پذیر ہو جاتا ہے، خاک میں آب کا اور باد کا مقام ہے۔ ہوا جب تک ساکن ہے، اُس کو ہوا کہیں گے اور جب وہ متحرک ہے تو اُس کو باد کہیں گے۔

پھر فرمایا ___ جب یہ معلوم ہے کہ خاک ہی آب، باد اور آتش کا مقام ہے تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ خاک ہی سب کا مجموعہ ہے۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

خاک شو خاک تا بروید گل

کہ بجز خاک نیست مظہر گل

(مٹی ہو جاؤ، مٹی ہو جاؤ تاکہ ان سے پھول نکل آئیں۔ مٹی ہی گُل کا مظہر ہے اِس کے بغیر گل کا مظاہرہ نہیں ہوسکتا)۔

مجلس - ۵۹

حضرت میران سید پیارا کا ایک نادر خواب

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ قاصمہ صوفی نے عرض کیا ___ حضرت میران سید پیاراؒ نے ایک نادر خواب دیکھا ہے ___ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ بیان کروتا کہ مجھے بھی معلوم ہو۔

قاصمہ صوفی نے کہا ___ حضرت میران سید پیارا نے بتایا کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ ___ ایک بہت بڑا میدان ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ پورا میدان نور سے معمور ہے یہاں تک کہ وہ نور آسمان کو چھو رہا ہے۔ اُس میدان میں بہت سارے لوگ جمع ہیں، اِن لوگوں میں وہ بھی موجود ہیں۔ اچانک ایک جگہ بہت سارے لوگ نظر آئے۔ لوگوں نے بتایا کہ وہاں پر نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ لوگ آپ کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں اور آپ ﷺ عابدوں کو، زاہدوں کو، نیکو کاروں کو، پرہیز گاروں کو بارگاہِ خداوندی میں بھیج رہے ہیں۔ آخر میں گنہگاروں اور خطا کاروں کی جماعت آئی۔ اِس جماعت میں میران سید پیارا بھی ہیں۔ شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ___ اِن لوگوں کو روک لو، اِن لوگوں کو میں اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا ___

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ الحمد للہ! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گنہگاروں کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ روک رکھا تا کہ اپنے ساتھ لے کر جائیں۔

پھر فرمایا ___ یہ ایسا خواب ہے اور یہ ایسی کیفیت ہے جس کو لکھ کر رکھ لینا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے پروردہ ہیں۔

مہربان اور بہادر اُس کو کہتے ہیں جو دلیروں کی صف میں گھوڑے پر سوار ہتھیار سے آراستہ ہو کر اُترے اور ایسے لوگوں سے اُس کا سامنا ہو جائے جن کے درمیان وہ اپنی دلاوری کی وجہ سے پہچانا جاتا ہو۔ جنگ کی حالت میں اگر اُس کا مد مقابل ہتھیار ڈال دے تو وہ مہربان اور بہادر اُس کو قتل نہیں کرتا بلکہ ایسے کو قتل کرنا برا سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ مد مقابل اپنی بڑائی کے غرور میں سرشار رہا ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ جو هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ہے [الذاریات/۵۸] (بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی [سب کو] رزق دینے والا، قوت والا [اور] زور والا ہے)۔

چنانچہ وہ ہم جیسے بے کار، بے عمل اور بے صلاح وتقویٰ لوگوں کو گناہوں کی وجہ سے ہلاکت میں نہیں ڈالے گا۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

برد مرغ دوں دانہ از پیش مور
کہ مردی نباشد افتادہ زور

(وہ حریص اور خسیس پرندہ ہے جو چیونٹی کے سامنے سے دانہ اٹھالے، کمزوروں پر زور آزمائی مردانگی نہیں ہے)۔

صوفی اور متصوف کی تعریف

قاصمہ مذکور نے آداب المریدین کا سبق پڑھنا شروع کیا۔ صوفی اور متصوف کا ذکر ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حضرت شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک رسالے میں لکھا ہے کہ ___ صوفی وہ ہیں جو خدا تک پہنچ گئے، اور متصوف وہ ہیں جو ابھی منزل طے کر رہے ہیں۔ علماء منتشر ہیں اور عوام چوپائے کی طرح۔

مراقبے میں آدمی کی کیفیت

اس کے بعد فرمایا ___ سبحان اللہ! ایک آدمی ہے جو کسی گوشے میں بیٹھا ہے، اپنے پاؤں دامن سے چھپائے ہے، سَر گریبان کی طرف جھکا ہے اور اس کا سر عرش وفرش سے بھی

اوپر ہے۔ یعنی جب آدمی مراقبے میں ہوتا ہے تو وہ ظاہراً اس حال میں ہوتا ہے اور باطن میں اُس کے اسرار کہیں سے کہیں ہوتے ہیں۔

قاضی عین القضاةؒ کا قول

قاضی عین القضاةؒ فرماتے ہیں کہ ــــ اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں اُن کی سات سو (۷۰۰) خاصیتیں مجھے بتا دی ہیں، اِس سے زیادہ خود اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اُسی کے علم میں ہے۔

رسولِ خدا ﷺ کا تواجد

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ قوال آ گئے اور انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

لقد لسعت حية الهوى كبدى ☆ فلا طبيب لها ولا راقى

الا حبيب الذى شغفت به ☆ فعنده رقيتى و ترياقى

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ان اشعار کے معنی بیان کئے۔

البتہ تحقیق یہ کہ محبت کے سانپ نے میرے جگر میں ڈس لیا، اِس کا نہ کوئی طبیب ہے نہ منتر پڑھنے والا۔ ہاں وہی محبوب جس پر میں شیفتہ ہوں اس کا منتر جانتا ہے اور اُسی کے پاس اس کا علاج ہے۔

کسی شاعر نے اِس کا خوب ترجمہ کیا ہے۔ اس کے بعد یہ رباعی پڑھی۔

[19] از مار غمت گزیدہ دارم جگرے ☆ کورا نکند ہیچ فسونے اثرے

جز دوست کہ من شیفتہ روئے اویم ☆ افسون و علاج من نداند دیگرے

پھر ارشاد فرمایا کہ ___ ایک روز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے یہ خوشخبری دی کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی امت کے فقراء، امراء سے نصف روز پہلے بہشت میں داخل ہوں گے، جو دنیا کا چھ مہینہ ہوگا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرحت بخش خبر سن کر بہت خوش ہو گئے اور فرمایا ___ کوئی ہے جو اس وقت کچھ سنا دے۔

ایک بدو بیٹھے تھے وہ کھڑے ہوئے، عرض کیا ___ اے اللہ کے رسول! میں کچھ سناؤں؟ ___ اس کے بعد انہوں نے عربی کے وہی مذکور الصدر اشعار سنائے۔

رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور وجد کرنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک کندھے سے گر گئی، اُس وقت تقریباً چار سو (۴۰۰) صحابہ موجود تھے۔ انہوں نے چادر کو لے لیا اور سب نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ جب وجد اور سماع سے فارغ ہوئے تو معاویہ نے عرض کیا ___ یارسول اللہ! آپ کا کھیل بہت اچھا ہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا ___ اے معاویہ! ٹھہرو اور سنو لیس بکریم من لم یھتز بذکر حبیبه یعنی اے معاویہ! دوست کا نام سن کر اگر کوئی وجد میں نہیں آتا اور اس کو انشراح نہیں ہوتا تو وہ کریم نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ یہ جو کچھ میں نے کہا حدیث کا ترجمہ ہے اور اس حدیث کو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اپنی کتاب عوارف میں ایک طویل اسناد کے ساتھ تحریر فرمایا ہے اور اس کی تصحیح بھی کی ہے۔

انہوں نے آخر میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ میرے دل میں یہ بات کھٹکتی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلالتِ نبوت اور عظمتِ رسالت پر فائز رہتے ہوئے اپنے

صحابہ کے درمیان اس طرح وجد کریں، جھومیں اور آپ کی چادر زمین پر گر جائے۔ جسے صحابہ آپس میں تقسیم کرلیں یہ آپ کے حال کے شایانِ شان نہیں۔

جانوروں کے درمیان موافقت

اور آدمیوں کے درمیان مخالفت

اسی درمیان حضرت شیخ عظمہ اللہ تفریح کے لئے باہر نکلے۔ دیکھا کہ باغ میں ایک کوّے کو پکڑ کر لوگ لے جا رہے ہیں۔ اُس وقت بہت سارے کوّے جمع ہو گئے اور شور و ہنگامہ کرنے لگے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ جانوروں کے درمیان ایسی موافقت کہ ہم جنس کے لئے اس طرح چیخ و پکار اور شور و ہنگامہ کریں، اور ایسی موافقت آدمی کے درمیان نہ ہو۔ ایسی مردمی پر لعنت ہے، بچے جس کوّا کو پکڑ کر لے جا رہے تھے وہ کوّا بھی چیخ رہا تھا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اپنے باطنی انکسار کے ساتھ یہ شعر پڑھا۔

خبرِ من برسانند بمرغانِ چمن

کہ ہم آوازِ شما در قفصے افتاد است

(چمن کے پرندوں کو میرے بارے میں یہ خبر دے دو کہ تمہارا ہم آواز بھی پنجڑے میں گرفتار ہے)۔

اس کے بعد فرمایا ــــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــــــ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ [الحجرات/۱۰] مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، اگر بھائیوں کے درمیان ایسی موافقت نہ ہو کہ ایک کی خوشی سب کی خوشی ہو، اور ایک کا غم سب کا غم۔ تو پھر بھائی چارگی کہاں رہے گی۔

سماع میں جو کیفیت ہو وہی اُس کا حال بھی ہو

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ قوال آ گئے، سماع کی محفل شروع ہو گئی۔ایک صوفی (پر کیفیت طاری ہوئی اور وہ) کھڑے ہو گئے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ جب کوئی رقص کرتا ہے، زمین پر پاؤں پٹکتا ہے، ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے، آستین جھاڑتا ہے تو اسے چاہئے کہ خودی، نفسانیت، تکبر، حسد اور اسی طرح کی دوسری چیزیں جو اس کے اندر ہیں ان کو اپنے پاؤں سے روند دے اور اپنے ہاتھ سے جھاڑ دے___ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کا آستین جھاڑنا اور پاؤں پٹکنا درست ہوگا اور اگر ان چیزوں کو اپنے سے دور نہیں کرتا ہے صرف پاؤں پٹکتا ہے تو ایسا پاؤں پٹکنا ضائع اور بے کار ہے۔اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

رقص وقت مسلمت باشد
کاستین ہر دو عالم افشانی
(جب دونوں عالم سے اپنی آستین جھاڑ لو گے تو تمہارا رقص کرنا صحیح و درست ہوگا)۔

مجلس - ٦٠

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔شیخ زادہ حضرت سلیمان کے صاحبزادے اور حضرت شیخ عظمہ اللہ کے پوتے حضرت میاں بدہ سلمہ اللہ تعالیٰ تختۂ قرآن جو وہ پڑھ رہے تھے

حضرت شیخ عظمہ اللہ کو سنانے کے لئے حاضر آئے۔ اُس تختے پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝ [اللیل/۱۹-۲۱] (اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کا بدلہ اسے دینا ہو۔ بجز اس کے کہ وہ اپنے برتر پروردگار کی خوشنودی کا طلب گار ہے۔ اور وہ ضرور [اس سے] خوش ہوگا)۔

حضرت بلال ؓ پر صدیقِ اکبر ؓ کا احسان رضائے الٰہی کے لئے تھا

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن حضرت بلال ؓ پہلے کسی یہودی کے غلام تھے، لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بے انتہا محبت رکھتے۔ یہی وجہ تھی کہ یہودی ان پر ظلم ڈھاتا اور دینِ محمدی ﷺ سے ان کو پھیرنے کی کوشش کرتا۔ ادھر حضرت بلال ؓ کا یہ حال تھا کہ یہودی ان کو جتنا مارتا وہ یہی کہتے اللہ احدو رسولہ محمد (اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں)۔ وہ یہودی حضرت بلال ؓ پر ظلم ڈھاتے ڈھاتے جب تنگ آ گیا تو اس نے کہا ــــــ اگر کوئی اس کو خرید لے تو یہ میرے پاس سے دور ہو جائے۔

امیر المومنین ابوبکر صدیق ؓ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جو محبت تھی، اسی عشق و محبت کے جذبے کی بنا پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت بلال ؓ کو یہودی سے خریدنے کی توفیق حضرت صدیق ؓ کو عطا فرمادی۔ انہوں نے حضرت بلال ؓ کو یہودی سے خرید لیا۔

یہاں پر یہ بھی معلوم رہے کہ حضرت بلال ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ کے ساتھ نہ کبھی کسی نیکی کا معاملہ کیا تھا اور نہ کوئی احسان کیا تھا جس کے بدلے میں امیر المومنین ؓ نے ان کو

یہودی سے آزاد کرایا بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے یہ کام کیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے احد ،احد کی اتنی رٹ لگائی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن مجید میں ان کو احد کے نام سے پکارا۔

اس آیت کا معنی یہ ہوگا کہ احد یعنی بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے کوئی نعمت نہیں پیش کی تھی جس نعمت کا بدلہ انہیں دیا گیا۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا گیا جو تمام نعمتوں میں سب سے اعلیٰ نعمت ہے۔

درویشوں کا امتحان لینا محرومی کو دعوت دینا ہے

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا____ بعض سلاطین اور بادشاہوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ درویشوں کے پاس اس خیال سے گئے ہیں کہ ان کا امتحان لیا جائے ،ان کو آزمایا جائے اور ان سے کشف وکرامت کا مطالبہ کیا جائے۔

اگر ان درویشوں کی جانب سے اظہار کرامت میں دیر ہو جاتی تو ان کے اعتقاد میں کمی آجاتی اور وہ معتقدین کی صف سے نکل جاتے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ ایسا نہیں کرنا چاہئے ،ایسا کرنے سے اللہ سے بھی دوری ہوتی ہے اور درویشوں کی طرف سے بھی محرومی ان کے حصے میں آتی ہے۔ چونکہ درویشوں کے طور طریقے ہی دوسرے ہیں ،اس لئے کرامت کا چھپانا ان پر واجب ہے۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ____ ایک جگہ شیخ احمد نامی بزرگ رہتے تھے، لوگ ان سے ملاقات کے لئے آتے جو شخص بھی ان سے ملنے آتا اس کو کچھ چیز ضرور دیتے اور بغیر کھلائے ہرگز واپس جانے نہیں دیتے۔

ان کے اس عمل کا بہت چرچہ ہوا چنانچہ اس ملک کے شاہزادے نے آدھی رات کو

اپنا گھوڑا تیار کروایا اور دل میں یہ سوچ کر شیخ احمد کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے کہ اگر وہ واقعی شیخ ہیں تو اس وقت مجھ کو فلاں فلاں چیز اور فلاں فلاں حلوہ کھلائیں گے۔

ادھر شاہزادہ کے پہنچنے سے پہلے ہی شیخ احمد کھتوؒ نے اپنے خادم کو بلایا اور شاہزادے کے دل میں جن چیزوں کے کھانے کی خواہش ہوئی تھی وہی چیزیں تیار کرنے کا حکم دیا۔ ساری چیزیں فوراً تیار ہوگئیں۔ جیسے ہی شاہزادہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر آیا اسی وقت کھانا اور حلوہ اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ دیکھ کر وہ محوِ حیرت رہ گیا کہ اس آدھی رات میں اتنے قسم کے کھانے اور طرح طرح کے حلوے کیسے موجود ہوگئے۔

شیخ احمدؒ نے شاہزادے سے فرمایا ــــــ میری آپ سے یہ گذارش ہے ــــــ آج کے بعد سے اس طرح کا امتحان نہ لیں۔ اس لئے کہ اگر درویش کے پاس انتظام نہیں ہوگا تو وہ آپ کی نیت کے مطابق کچھ پیش نہیں کر سکے گا۔ ایسی صورت میں فضیحت ہوگی اور آپ اس درویش کو اپنے ظلم کا نشانہ بنائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے حق کو نظر انداز نہیں کرتا

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ اللہ تعالیٰ اپنے حق کو درگذر کر دیتا ہے مگر دوستوں کے حق کو نظر انداز نہیں کرتا۔

نقل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا ــــــ اے موسیٰ! فرعون نے میری نافرمانی کی اور قارون نے آپ کی نافرمانی کی۔ میں نے قارون کو زمین میں دھنسا دیا اور فرعون کے ساتھ ایسا نہیں کیا۔ تاکہ آپ یہ جان لیں کہ میں اپنی تکلیف کو برداشت کر لیتا ہوں لیکن اپنے دوستوں کی تکلیف برداشت نہیں کرتا۔

اس کے بعد فرمایا ــــــ اللہ تعالیٰ کا اس کے دوستوں کے ساتھ اور اس کے دوستوں

کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ ہی دوسرا ہے۔

حضرت شیخ شرف الدین پانی پتیؒ جب کھڑے ہوتے تو آسمان کی طرف دیکھتے اور کہتے اللہ تعالیٰ نے اس کو کس لئے پیدا کیا ہے۔ میں جب بھی کھڑا ہوتا ہوں میرے سر کو اس سے دھکا لگ جاتا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے پھر یہ شعر پڑھا۔

بتے گر حُسن در عالم نمی گنجد نمی دانم
کہ اندر سینۂ تنگم چگونہ خانماں سازد

(اگر اُس بت کا حُسن عالم میں نہیں سما سکتا تو یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ میرے تنگ سینہ میں کیسے جگہ بنا سکتا ہے)۔

مجلس - ۶۱

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کا تذکرہ ہونے لگا۔

حضرت ہارونؑ پر حضرت موسیٰؑ کی ناراضگی کا سبب

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی ریشِ مبارک (داڑھی) پکڑ لی اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جیسے ہی

اپنا ہاتھ حضرت ہارون کے سر پر مارا، حضرت ہارون کی داڑھی ان کے ہاتھ میں آ گئی۔

خاکسار نے عرض کیا ___ حضرت ہارون پر حضرت موسیٰ کی ناراضگی اور ان کی ریشِ مبارک کو پکڑ لینے کی آخر وجہ کیا ہوئی؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ دراصل معاملہ یہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو حضرت ہارون کے سپرد کر کے کہیں چلے گئے تھے اور ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں چالیس روز میں واپس آ جاؤں گا۔ اِس مدت میں میری قوم کو تباہی سے بچا کر رکھنا۔ اس قوم میں سامری بھی تھا۔ تفسیر میں آیا ہے وہ سامری اصل میں ایک سنار تھا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کی پرورش کی تھی۔

القصہ یہ کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی روانگی کے بیس دن گذر گئے سامری ہارون علیہ السلام کے پاس آیا اور اُس نے کہا ___ بیس دن اور بیس رات ملا کر چالیس دن ہو گئے۔ وعدہ ٹوٹ گیا، اب موسیٰ نہیں آئیں گے۔ وہ تم لوگوں کو چھوڑ کر چلے گئے۔ ایسی صورت میں تم لوگوں کے پاس جو مال ہے وہ مجھے دے دو۔ حضرت ہارون کے پاس بہت سونا تھا سامری نے وہ سب لے لیا اس سے گائے کا ایک بچھڑا بنایا۔ سامری جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ برابر رہتا تھا وہ یہ دیکھتا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کا کُھر جہاں پڑتا ہے وہاں سبزہ اُگ جاتا ہے۔ سامری نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اس میں ضرور کوئی بات ہے اور خاص اثر ہے۔ لہٰذا اس نے ایک مٹھی خاک اسی مقام سے اٹھا لیا اور اس کو سونے سے بنی گائے کے پیٹ میں ڈال دیا۔ مٹی کے ڈالتے ہی وہ سونے سے بنی گائے بولنے لگی اور مستی میں اچھلنے لگی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے یہ سب کچھ اپنی نظروں سے دیکھا۔ ادھر سامری نے لوگوں سے کہا یہی تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے۔ سامری نے جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو عقیدے میں کمزور دیکھا اور چاہا کہ حضرت ہارون کو قتل کر دے۔ ہارون علیہ السلام یہ سب دیکھ کر وہاں سے

بھاگے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت ہارون علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ناراضگی اور خفگی کا سبب یہی واقعہ ہوا۔ اس وقت حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا یَابْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي [طٰہٰ/۹۴] یعنی اے میری ماں کے بیٹا میری داڑھی اور میرے سر کو مت پکڑئے۔

اس موقع پر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ یا ابن ام کہنے اور یا اخی نہ کہنے میں جو خاص بات پوشیدہ ہے وہ یہ کہ جب غصے کی حالت میں بھائی کو ماں یاد آ جائیں گی تو اس وقت شفقت امنڈ آئے گی اور بھائی کو بھائی سمجھنے لگیں گے۔

اس کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا آپ کی قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس لئے میں نے آپ کی نافرمانی کی اب مجھے فضیحت مت دیجئے اور مجھے رسوا کر کے میرے دشمنوں کو خوش ہونے کا موقع فراہم نہ کیجئے۔

دیانت داری کی تعریف

دیانت (سچائی اور ایمانداری) کے موضوع پر گفتگو ہونے لگی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اللہ تعالیٰ سارے مومنوں کو دیانت نصیب فرمائے ___ آج دیانت ہے کہاں اور متدین کون ہے۔ دیانت کا کمال یہ ہے کہ فقر اور تنگی کی حالت میں انسان مستقل مزاج رہے، اس کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی ___ کسی شہر میں ایک مالدار سوداگر تھا، لیکن رفتہ رفتہ اس کا سارا مال ختم ہو گیا اور وہ فقیر ہو گیا۔ ایک دن اس نے سوچا اس زمانے میں اگر کسی سے بطور قرض کچھ مانگیں گے تو ملنے سے رہا، اس لئے کسی پر دعویٰ ٹھوک دیتا ہوں۔ بعد میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنے اس عمل سے توبہ کر لوں گا اور جس کو دھوکہ دے کر مال لوں گا وہ واپس کر دوں گا۔

یہی سوچ کر وہ ایک بنیا کے پاس گیا اور اس پر یہ دعویٰ کر دیا کہ تیرے باپ نے مجھ سے پچاس ہزار تنکہ قرض لیا تھا اور وہ مجھے اب تک نہیں ملا ہے۔ اس لئے میری وہ رقم واپس کرو۔ اس نے اپنے دعوے کو تقویت پہنچانے کے لئے دو جھوٹے گواہ بھی پیش کر دئے۔

بنیا نے دیر نہیں کی وہ گھر کے اندر گیا اپنے باپ کے کاغذات تلاش کئے کہیں ثبوت کا کوئی کاغذ نہیں ملا۔ مگر پھر بھی اس نے پچاس ہزار تنکہ گنا اور باہر آکر اس سوداگر کے حوالے کر دیا اور ایک کاغذ پر لکھ لیا کہ فلاں تاریخ کو میں نے پچاس ہزار تنکہ فلاں سوداگر کو صدقے کے طور پر دے دیا ہے۔

الغرض سوداگر بنیا سے رقم لے کر چلا گیا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ مال بنیا کو حرفت دے کر ضرورتاً حاصل کیا ہے لیکن یہ رقم ہمارے اوپر اس کی ایک امانت ہے اور میں اس کا قرض دار ہوں۔ اس رقم سے جو منافع ہوگا وہ میں اس کو بھی بانٹ کر دوں گا۔

اس کے بعد اس نے اس رقم سے سامان خریدا اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔ وہ ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں کی زمین تانبا کی تھی، پھر ایسی جگہ پہنچا جہاں کی زمین چاندی کی تھی، پھر وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں کی زمین میں سونا ہی سونا تھا۔ سوداگر نے وہاں سے بہت سارا سونا لیا اور بہت سا قیمتی سامان خرید کر واپس آیا۔ واپس آکر بہت قیمتی تحائف کے ساتھ اسی بنیا کے پاس پہنچا، سارا سامان اس کے سامنے ڈھیر کر دیا اور کہا میں تمہارا قرض دار ہوں آؤ حساب کر لو اور اپنا منافع لے لو۔

بنیا نے کہا میری رقم کسی کے یہاں باقی نہیں ہے اور نہ میں نے کسی کو قرض دیا ہے۔

سوداگر نے یاد دلایا کہ مجھ کو فلاں تاریخ میں پچاس ہزار تنکہ تم نے دیا تھا۔

بنیا نے کہا ___ میں نے تو اسی روز صدقے کی نیت کر لیا تھا اب واپس کیسے لوں۔

سوداگر نے کہا ___ تو کافر ہے تیرا صدقہ میں کیسے لے سکتا ہوں۔ میں نے تو حرفت کے ذریعہ تجھ سے یہ رقم حاصل کیا تھا۔

دونوں فریق میں سے کوئی بھی اس مال کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ پھر وہ لوگ اس تنازعہ کو لے کر قاضی کے پاس پہنچے۔ قاضی نے دونوں کی بات سنی، ان کی ہمت پر تعجب کیا۔ اس کے بعد کہا ___ تم دونوں اس رقم سے ایک مسجد بنا دو۔ دونوں اس بات پر راضی ہو گئے، مال کا حساب کیا، رقم اتنی ہوگئی کہ اگر پوری مسجد سونے چاندی کی اینٹ سے بنا دی جاتی تو مسجد مکمل ہو جاتی۔ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر ہم لوگ ایسی مسجد بنا دیتے ہیں تو مسجد ضرور بن جائے گی لیکن وہ محفوظ نہیں رہے گی۔ اس لئے ایسی چیز سے بناتے ہیں جو قیمت میں سونے چاندی کے برابر ہو۔ اس کے بعد رنگ برنگ کا سنگ مرمر جمع کیا اور اسی پتھر سے پوری مسجد کی تعمیر کی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ دہلی شہر کا ہے۔

ایک آیتِ کریمہ کے غلط شانِ نزول پر نقد و تنقیح

حضرت میاں خوند دانشمند حاضر تھے۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ان کی طرف رخ کیا اور یہ آیت پڑھی اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ٥ [المؤمنون/١١٥] (کیا تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے)۔ معلوم ہے اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے، اور کس کے بیان میں آئی ہے؟

اس کے بعد خود ہی فرمایا کہ ___ ایک بار حضرت شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مریدوں نے اپنے پیر کا ملفوظ حضرت مخدوم جہاںؒ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اس ملفوظ

میں تحریر تھا کہ ___ ایک روز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی انگوٹھی کو جو آپ کے دستِ مبارک میں رہتی تھی گھما رہے تھے اور آپ کا دل اس انگوٹھی کی طرف مشغول تھا۔ اسی وقت یہ آیت آئی ہے ___

حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ___ ایسے بزرگ سے ایسی بات منقول نہیں ہو سکتی۔ یہ جو کچھ تحریر ہے اس کو مٹا دیجئے ___

حضرت شیخ نظام الدینؒ کے مریدوں نے عرض کیا ___ ہم لوگ اس کو نہیں مٹا سکتے حضرت مخدوم خود اپنے دستِ مبارک سے اس کو مٹا دیں۔ چنانچہ حضرت مخدوم جہاںؒ نے اپنے دستِ مبارک سے اس عبارت کو قلم زد کر دیا اور مٹا دیا۔

مجلس - ۶۲

عوارف کا سبق

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ عوارف کا سبق ہو رہا تھا۔ موضوع یہ تھا کہ سہولت، نرمی اور تکلیف کو برداشت کرنا بھی صوفیوں کے اخلاق میں شامل ہے۔

صوفیوں کے اخلاق

استاد علامہ شیخ لا دصوفی سلمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا ___ بعض بزرگوں کے بارے میں اس طرح کی روایتیں ملتی ہیں اور بعض کو نفس نے ہلاک اور تباہ کر دیا ہے۔ یہ باتیں آخر کس طرح ہوتی ہیں۔

چنانچہ حضرت شیخ فریدالدینؒ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ جمعہ کے روز جامع مسجد میں موجود تھے۔آپ کے مریدوں میں سے ایک مرید نے نعرہ مارااور بے ہوش ہوکر گر پڑے، مسجد میں شور و ہنگامہ ہوگیا۔قاضی اور قاضی کے صاحبزادے بھی وہاں موجود تھے ان لوگوں کو مرید کی یہ ادا پسند نہ آئی،نوکر کو حکم دیا کہ اس مرید کو پاؤں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مسجد سے باہر کردو۔

حضرت شیخ کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔اس وقت وہ حالت درویشی میں تھے، خاموش رہے۔جب مرید ہوش میں آیا حضرت شیخ اس مرید کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا الحمدللہ جس وقت تم نے نعرہ مارااس وقت مجھے معراج ہورہی تھی، میری اس معراج کا حصہ تم کو بھی مل گیا۔قاضی اوراس کے بیٹے نے اپنا کام کرلیااب تم کو بھی اپنا کام کرلینا چاہئے۔

اس واقعہ کے چندروز بعد قاضی کا بیٹا بیمار ہوگیااس کواس بات کا یقین ہوگیا کہ یہ اسی بدنصیبی کی وجہ سے ہے جوشیخ کے مرید کے ساتھ لوگوں نے کیا تھا۔یقیناً اس میں شیخ کی ناخوشی کا دخل ہے۔مرض غالب آجائے اس سے پہلے شیخ کی خدمت میں جاؤں اوران کوخوش کردوں۔

قاضی نے کسی شخص کوسفارش کے لئے تیار کیااور کچھ سامان وغیرہ لے کر حضرت شیخ فریدالدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا____اس بندے سے غلطی ہوگئی ہےاور گناہ سرزد ہوگیاہے،اسی کی یہ نحوست ہے کہ میرابیٹابیمار ہوگیاہے، حضرت مخدوم اسے معاف کردیں۔

قاضی نے بہت گریہ وزاری کی تاکہ شفا ہوجائے۔لیکن شیخ نے اس کی درخواست قبول نہیں کی اور فرمایا____تم لوگوں نے اپنا کام کیاہےاس نے اپنا کام کیا۔

قاضی نے پھر گریہ وزاری شروع کردی اور ہر کسی کوشفیع بنایا۔

شیخ فریدالدین نے فرمایا____اس شرط پرشفا ہوگی کہ میرے اورتمہارے درمیان قرآن کومنصف وحَکَم بنایاجائے۔قرآن کھولتے ہیں اگر رحمت کی آیت نکلتی ہے توشفا ہوگی اور اگراس کے برعکس کوئی آیت نکلتی ہے توشفانہیں ہوگی۔سب نے اس شرط کوقبول کیااور جب

قرآن کھولا گیا تو عداوت کی آیت نکلی۔

شیخ نے فرمایا ــــ اب صلح کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ قاضی واپس چلا آیا، آخراس کے بیٹے کا انتقال ہوگیا اور قاضی کا گھر بار تباہ ہوگیا۔

حضرت استاد علامہ نے جب یہ حکایت مرتب کی تو حضرت شیخ نے یہ مصرعہ پڑھا۔

خراب کردۂ خوباں گہے نشد معمور

(صاحبانِ حُسن و جمال نے جس کو برباد کر دیا وہ کبھی آباد نہیں ہوتا)۔

عدل اور فضل کی تعریف

جب کوئی ظالم کسی پر ظلم کرتا ہے اور وہ مظلوم اس ظالم سے انصاف طلب کرتا ہے تو اس کو **عدل** کہتے ہیں، اور اگر معاف کر دے اور ظلم کو برداشت کرلے تو اس کو **فضل** کہتے ہیں۔ قاضی کے ساتھ جو کچھ پیش آیا اس میں عدل ہی کا معاملہ تھا، کوئی دوسرا معاملہ نہیں تھا۔ دوسری بات یہ کہ وہ لوگ اس وقت حد سے آگے بڑھ گئے تھے۔ اس طرح کے جو بھی معاملات بزرگوں سے صادر ہوئے ہیں اُن کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔

کاغذ کی تعظیم

خاکسار نے عرض کیا ــــ لوگ کاغذ کی تعظیم کرتے ہیں، آخر اس کی اصل کیا ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا **القرطاس اسم من اسماء اللہ تعالیٰ** (قرطاس اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے) اور پھر ہر کام کا انحصار نیت پر ہے **انما الاعمال بالنیّات**

عفو و درگذر

پھر العفو عند القدرت (قدرت رہتے ہوئے معاف کرنا) کے موضوع پر گفتگو ہونے لگی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ اللہ تعالیٰ ساری مخلوقات پر قادر ہے، اس کے باوجود وہ بے حساب گناہوں اور برائیوں کو معاف اور درگذر فرماتا ہے۔ اگر وہ اس طرح معاف نہیں کرتا تو اتنے ظلم و جفا کی وجہ سے لوگوں کی بقا ممکن نہیں ہوتی۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

اگر بر جفا پیشہ بشتافتی
کہ از دست قہرش اماں یافتی

(اگر وہ ظلم و جفا کا پیشہ اختیار کرتا تو اس کے قہر سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہتا)۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ____ ایک روز خانیان کے چند لوگ سلطان فیروز کے سامنے گرفتار کر کے لائے گئے، بادشاہ ان لوگوں کو دیکھ کر غصے میں آ گیا اور وزیر سے کہا کہ____ ایسے لوگوں کو سزا دی جائے اور کانٹوں میں لپیٹ کر لٹکا دیا جائے۔

سید الحجاب سامنے کھڑے تھے۔ جب انہوں نے بادشاہ کا یہ حکم سنا تو بلند آواز سے کہا____ کیا یہ ان لوگوں کے بارے میں حکم ہوا ہے۔

سلطان، سید الحجاب سے مکدر ہو گیا اور فرمایا____ کس نے حکم دیا ہے؟ ہم نے صرف ایک کیفیت کا اظہار کیا تھا ان لوگوں کو واپس لاؤ اور ایسی جگہ ٹھہراؤ جہاں کھانے پینے کا انتظام ہو اور ان کے وضو کے لئے پانی بھی مہیا کرو۔

سخی صاحبِ دل ہوتا ہے اور بخیل صاحبِ نفس

اس کے بعد عوارف کا سبق پھر شروع ہوا، جودوسخا اور بخالت و کنجوسی پر گفتگو ہونے لگی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ سخی صاحبِ دل ہوتا ہے اور بخیل چاہے اس کا ظاہر کتنا ہی صاف ہو وہ صاحب نفس ہوتا ہے۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی ___ ایک بار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ کے پاس تجارت کے اتنے اونٹ آئے کہ گلی اور بازار میں اونٹ ہی اونٹ نظر آرہے تھے۔ جب یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوئی تو انہوں نے فرمایا ___ صدق رسول اللہ (اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا)۔

حضرت عائشہ کا یہ جملہ سن کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ نے پوچھا اے عائشہ! وہ کون سی بات تھی جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے؟

حضرت عائشہ نے کہا ___ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ___ میں نے بہشت کو خواب میں دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف اس بہشت میں گرتے پڑتے چلے جارہے ہیں۔ ان کا یہ حال اس مال کی کثرت کی وجہ سے تھا جو دنیا میں انہیں حاصل تھا۔

جب عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو بہشت میں دیکھا ہے تو شکرانے میں ستر اونٹ پر درم و دینار رکھ کر فقیروں میں تقسیم کروادیا۔

قابلیت کسے کہتے ہیں

اس کے بعد قابلیت کی بات ہونے لگی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ جس کے اندر قابلیت ہوتی ہے وہ فوراً اس چیز تک پہنچ جاتا ہے جیسے آئینہ۔ اگر اس کو سورج کے

سامنے رکھا جائے اور اس کے نزدیک روئی رکھ دی جائے تو اس آئینے کی وجہ سے روئی میں آگ لگ جائے گی۔

مجلس - ٦٣

آستانۂ عالیہ کی خاکبوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے اس شعر کا معنی دریافت کیا۔

گہر خر چہارند و گوہر چہار
فروشندہ را بافضولی چہ کار
(گوہر چار ہیں اور ان کے خریدار بھی چار ہیں بیچنے والے کو فضول باتوں سے کیا کام)۔

مناقبِ خلفائے اربعہ قرآن کی روشنی میں

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ یہ شعر خواجہ نظامی **علیہ الرحمت والغفران** کا ہے اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کی تعریف میں ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ گوہر چار ہیں پانی، دودھ، شراب اور شہد۔ ان چاروں کا ذکر اس آیت میں مذکور ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ محمد میں فرمایا ـــــ **مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ط فِیْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ج وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ج وَاَنْهٰرٌ مِّنْ**

خَمۡرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیۡنَ ۵ۚ وَ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ عَسَلٍ مُّصَفًّی ؕ [محمد/۱۵] اس کا معنی یہ ہے کہ اس کی مثال اس بہشت کی ہے جس میں نہریں ہوں گی۔

۱۔ ایک نہر پانی کی ہوگی جس کا پانی بدبودار نہیں ہوگا،

۲۔ دوسری نہر دودھ کی ہوگی جس کا مزہ تبدیل نہیں ہوگا اور اس کا دودھ دنیا کے دودھ کی طرح نہیں ہوگا کہ مزہ بدلنے پر ترشی آجائے،

۳۔ تیسری نہر شراب کی ہوگی جو شراب پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوگی اور وہ شراب دنیا کے شراب کی طرح حلق اور زبان کو تلخ نہیں کرے گی،

۴۔ چوتھی نہر صاف و شفاف شہد کی ہوگی یعنی وہ شہد موم اور ہر طرح کی کدورت سے خالی ہوگا۔

''گوہر خر'' یعنی گوہر خریدنے والے بھی چار ہیں۔ امیر المؤمنین ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم۔

پانی کی صفت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ملی ___ وَ جَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ كُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ [الانبیاء/۳۰] (اور ہم نے پیدا فرمائی پانی سے ہر زندہ چیز) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بغیر کسی معجزہ اور کسی دلیل کے سب سے پہلے ایمان لائے۔ ایمان اور دینِ اسلام کو حیات انہی سے ملی۔

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ ___ لوگوں کو ایمان کی دعوت دیجئے تو آپ فکر مند ہو گئے کہ سب سے پہلے کس کو دعوت دیں، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی بند اور قرابت دار بہت سارے تھے۔ ادھر حضرت امیر المؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ پر دو تین روز قبل سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور شوق کا غلبہ بڑھ رہا تھا۔ انہوں نے دل میں سوچا کہ اپنا حال کس سے بیان کریں۔ پھر اپنے آپ سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا ہوں اور آپ ہی سے کہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

حاضری کے ارادے سے روانہ ہوئے اور ادھر رسول خدا ﷺ ابوبکر ؓ کو دعوت دینے کے خیال سے نکلے۔ حضرت ابوبکر ؓ کی نظر جیسے ہی آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر پڑی اپنے دل میں کہا لیس هذا وجه الكذابين (یہ جھوٹوں کا چہرہ نہیں ہے) پھر عرض کیا ___ اے اللہ کے رسول ﷺ! دینِ اسلام کے بارے میں حکم دیجئے تا کہ میں قبول کروں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ___ کہو لا اله الاالله محمد رسول الله، اس طرح ایمان اور اسلام کو زندگی ابوبکر صدیق ؓ سے ملی۔

جب حضرت امیر المؤمنین عمر ؓ کی بہن نے ایمان لایا۔ اور حضرت عمر ؓ کو اپنی بہن کے ایمان لانے کی خبر ملی تو وہ یہ سوچ کر غصے میں آ گئے کہ محمد ﷺ نے عورتوں پر قبضہ کر لیا۔ اسی غصے میں انہوں نے تلوار نکالی اور لات وعزیٰ کی قسم کھائی اور رسول خدا ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکل گئے۔ آپ ﷺ ایک حجرۂ مبارک میں تشریف فرما تھے، دروازہ بند تھا۔ حضرت عمر ؓ وہاں پہنچے، دستک دی۔

آپ ﷺ نے پوچھا ___ من انت کون ہے؟

انہوں نے کہا ___ انا عمر میں عمر ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ___ اسلام قبول کرنا ہے؟

انہوں نے عرض کیا ___ دروازہ کھول دیا جائے میں اسلام قبول کرنے کے لئے آیا ہوں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے دروازہ کھولا ___ عمر ؓ داخل ہوئے ایمان لایا اور دینِ اسلام کے شرف سے مشرف ہوئے۔

زندگی پانی کی صفت ہے جب ابوبکر صدیق ؓ سے دینِ اسلام کو زندگی مل گئی تو اس کے لئے غذا لازم ہو گئی اور امیر المؤمنین حضرت عمر ؓ نے دودھ بن کر دینِ اسلام کے

لئے غذا کا کام کیا۔ چنانچہ ان کے ایمان لانے کے بعد دینِ اسلام کو تقویت ملی۔ بلند آواز سے آذان دی جانے لگی اور حضور ﷺ کے صحابہ یہ کہنے لگے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے ہم لوگ کافروں کے شر سے محفوظ ہو گئے۔

دینِ اسلام کو حیات اور غذا مل گئی اب اس کو جواں مردی چاہئے اور جواں مردی کے لئے شراب ہے۔ چنانچہ جواں مردی کی صفت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوئی۔ جس طرح بغیر سخاوت کے زندگی کی کوئی اہمیت نہیں، اسی طرح ذوق وشوق اور درباخت و برخاست کے بغیر مومن کی کوئی قدر نہیں۔

دینِ اسلام کو حیات، غذا اور جواں مردی مل جانے کے بعد اس کے لئے شفا بھی لازمی ہے اور شفا شہد میں ہے چونکہ شہد میں شفا ہے اس لئے شہد کی صفت حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو عطا کی گئی۔ اگر حیات، غذا اور جوان مردی ہی تک معاملہ رہتا اور شفا کی صفت نہ ہوتی تو پھر اس کا کوئی اعتبار نہیں تھا۔ لہٰذا ایمان واسلام کو جوان مردی بھی مل گئی اب اس کی عافیت اسی میں ہے کہ اسے شفا بھی حاصل رہے۔

اب یہ سن لو ــــــ مومنِ کامل وہی ہے جو اِن چاروں صحابہ کو قبول کرے، جیسا کہ اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ کمالِ ایمان کے لئے اِن چاروں سے محبت رکھنا بھی ضروری ہے۔

مندرجہ بالا شعر میں ''فضولی فروشندہ'' کی بات کہی گئی ہے، وہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو اپنی مرضی سے اور رسول اللہ ﷺ کے قول سے ہٹ کر اِن چاروں میں ایک دوسرے کو فضیلت دیتے ہیں۔ جو آپ ﷺ کے قول کے خلاف اِن لوگوں کے درمیان فضیلت کی بات کرتے ہیں وہ فضولی و نادانی کرتے ہیں۔

مجلس - ٦۴

قدم بوسی کی نعمت حاصل ہوئی۔ گُلرخ قوال اور پیارا کمانچی اشعار پڑھ رہے تھے۔

ناپائے دار دنیا کے لئے مکان بنانا اور باغ لگانا بد عقلی ہے

حضرت شیخ عظمہ اللہ کو ذوق اور گریہ کی کیفیت تھی۔ فرمایا____ حسبی اللہ.

پھر فرمایا____ دل میں یہ خیال آتا ہے لوگوں کی کیسی عقل ہے کہ باغات لگانے و عمارت بنانے میں محنت کر رہے ہیں اور اپنی زندگی کو اسی میں گذار رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے اپنے یہ اشعار پڑھے ۔

چوں بقائے می ندارد آدمی ☆ خانہ و باغات کردن سود چیست

مرجع مردم چو بر خاک است و باد ☆ خوب پوشیدن و خوردن سود چیست

چوں برابر می نہ خواہد رفت ہیچ ☆ سیم ستیدن و زر بردن سود چیست

(جب آدمی ہمیشہ رہنے والا نہیں تو پھر گھر بنانے اور باغات لگانے کا فائدہ کیا

جب آدمی کو مٹی اور ہوا میں لوٹ کر چلے جانا ہے تو اس بہترین لباس اور لذیذ کھانے کا فائدہ کیا

جب کوئی چیز ساتھ نہیں جائے گی تو سونا چاندی حاصل کرنے کا فائدہ کیا)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ کا ایک خواب

اس کے بعد فرمایا____ میں نے ایک رات خواب دیکھا کہ میرا انتقال ہو گیا ہے اور

لوگوں نے مجھے قبر میں دفن کر دیا ہے۔ خواب ہی میں یہ خیال بھی آیا کہ جب زندہ تھے تو موت کی کتنی فکر تھی، ہمیشہ یہ ڈر لگا رہتا کہ نہ جانے موت کس طرح ہوگی۔ لیکن اللہ کا فضل ہے کہ کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔

خاتمہ بالخیر

اس کے بعد فرمایا ـــــ اللہ کے بہت سارے بندے ایسے ہیں جن کی موت اسی طرح ہوتی ہے اور مرنے کے وقت کسی طرح کی دقت و پریشانی نہیں ہوتی۔ اپنے ربِ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ سارے مومنوں پر موت کی سختی اور روح نکلنے کی تلخی آسان فرما دے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

مخدوم شیخ حُسینؒ کے عہدِ پاک کی مجلس سماع

پھر فرمایا ـــــ حضرت مخدوم شیخ حُسین قدس اللہ سرہ العزیز کے زمانے میں کیا مجلس ہوا کرتی تھی تقریباً ساٹھ، ستر قوال ایک ساتھ جمع ہوتے صوفیاء، شرفاء اور شہزادگان اس مجلس میں موجود رہتے اور جب قوال کی ٹولی ایک ساتھ نغمہ سرا ہوتی تو ایک شور و غل مچ جاتا۔

ارغنون ایک ساز ہے

اس کے بعد فرمایا ـــــ ارغنون ایک ساز ہے، کہتے ہیں کہ جب بوڑھے اور جوان قوال ساٹھ ستر کی تعداد میں جمع ہوتے، وہ ساز ایک ساتھ بجاتے تو اس وقت نہ ہوش باقی رہتا نہ عقل کام کرتی۔

پھر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ شعر پڑھا۔

عجب نہ بود کہ باآواز صبح نالۂ عالم

اگر در گوش ایں مطرب نوائے ارغنوں افتد

(صبح کا وقت ہو نالۂ وفریاد کی آواز آرہی ہو اور اس وقت ارغنوں کی آواز اگر کانوں میں آجائے تو پھر اس وقت کے عالم کو بیان کرنا ممکن نہیں)۔

آخر یہ آواز کہاں سے نکلتی ہے

اس کے بعد پیارا کمانچی کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا ــــــ سبحان اللہ! کیا اللہ کا کمال اور اس کی قدرت ہے کہ سوکھی لکڑی سے ایسی آواز نکلتی ہے خود بجانے والا بھی یہ نہیں جانتا کہ آواز کہاں سے آرہی ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے۔

پیارا کمانچی نے عرض کیا ــــــ جی ہاں حضور! بجانے والا تو بس اتنا ہی جانتا ہے کہ جب اس طرح ہاتھ چلائے گا تو ایسی آواز نکلے گی اس کے علاوہ اس کو نہ اور کوئی جانکاری ہے اور نہ خبر۔

الحان یعنی خوش آوازی بھی ایک نعمت ہے

پھر ارشاد ہوا ــــ الحان یعنی خوش آوازی بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

بہ از روئے خوب است آواز خوش

کہ آں حظِ نفس است وایں قوتِ روح

(خوبصورت چہرے سے بہتر اچھی آواز ہے اس لئے کہ خوبصورتی نفس کی پسند ہے اور خوش آوازی روح کی غذا)۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ عوارف میں یہ حدیث آئی ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی تعریف میں فرمایا ___ داؤد علیہ السلام بہت خوش آواز تھے اور ایسے لحن کے ساتھ زبور پڑھتے کہ ہر شخص ان کی طرف متوجہ ہو جاتا آدمی، پری بلکہ پرندے بھی وہاں پر جمع ہو جاتے اور یہ عالم ہوتا کہ آپ کی مجلس سے ہزاروں جنازے اٹھنے لگتے۔

عوارف میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تعریف میں فرمایا ___ **لقد اعطی مزماراًمن مزامیر ال داؤد ای اعطی بنیامن الصواب الذی کرم اللہ داؤد علیہ السلام** یعنی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اس آواز اور الحان سے کچھ حصہ عطا فرمایا تھا جس سے حضرت داؤد علیہ السلام کو سرفراز فرمایا تھا۔

حضرت شیخ نے فرمایا ___ ال معجمہ ہے اور زائد ہے اور ال زائد کے طور پر بہت جگہ استعمال ہوا ہے۔

حامد عماد کو داڑھی رکھنے کی تاکید

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حامد عماد آ گئے۔ زمین بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اب داڑھی رکھ لیجئے، سنت کی پیروی کیجئے اور پروقار بن جایئے۔ حامد عماد نے سر جھکا لیا اور اطاعت و فرماں برداری کا اظہار کیا۔ حضرت شیخ نے اس وقت یہ شعر پڑھا

ریش بدست آر محاسن نگر
ریش دیگر داں و محاسن دیگر

(داڑھی رکھ لیجئے اور اچھے اخلاق اختیار کر لیجئے، داڑھی دوسری چیز ہے اور حسنِ اخلاق دوسری ہی چیز)۔

داڑھی کے ساتھ ساتھ حسنِ اخلاق بھی ضروری ہے

پھر فرمایا____ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی داڑھی رکھتا ہے اور حسنِ اخلاق سے آراستہ نہیں ہے تو ایسی داڑھی کس کام کی، دونوں ہو تو بہت بہتر ہے۔

فرقۂ ملامتیان کے بعض لوگ جو حسنِ اخلاق سے آراستہ ہوتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ جب اخلاق درست ہیں تو داڑھی رکھنے کی کیا ضرورت۔

شیخ عظمہ اللہ نے کسی آسیب زدہ کو تعویذ لکھ کر دیا۔

ٹھیک اسی وقت ایک شخص طشت میں شیرینی لے کر آئے اور قدم بوسی کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

حضرت شیخ اس شخص کو دیکھ کر مسکرانے لگے____ اور حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا____ جانتے ہو یہ مٹھائی کس بات پر آئی ہے؟

لوگوں نے عرض کیا____ نہیں حضور، نہیں معلوم!

فرمایا____ ایک دن اس شخص کے گھر میں کسی آدمی کو دیو نے پکڑ لیا اور وہ بہت تکلیف میں مبتلا ہو گیا۔ میرے پاس آیا اور عرض کیا کہ____ کوئی تعویذ دے دیا جائے۔

میں نے ایک کاغذ پر لکھ کر دے دیا____

”ان دیو بداند گفت ایں دیو بشنود و اورا بگذارد“

یہ کاغذ لے کر گئے اور اس بیمار آسیب زدہ کی گردن میں باندھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دیو نے اس کو چھوڑ دیا۔

یہ شیرینی اسی بات کی ہے۔

مجلس - ۶۵

پیارا کماپچی رخصت ہونے کے لئے آئے

زمیں بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ پیارا کماپچی رخصت ہونے کے لئے حاضر آئے۔اس وقت ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، ہلکی بارش بھی ہو رہی تھی۔حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ کیسی ہوا ہوگئی ہے۔

پیارا کماپچی نے عرض کیا___ حضور کو تو ساری ہوائیں زیب دیتی ہیں۔

حضرت شیخ نے فرمایا___ ہم تو اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں اور دعاء کرتے ہیں کہ ساری ہوائیں (یعنی خواہشاتِ نفس) ہم سے دور ہو جائیں۔

اس کے بعد حضرت شیخ نے اپنا یہ شعر پڑھا۔

[1] ازہا الفے بے آمد بعدہو

من ہوا بشکشتہ پس ہو ساختم

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے دستارِ مبارک پیارا کماپچی کو عنایت کیا اور یہ شعر پڑھا۔

از فقیراں نعمتے دست آر ارباری

سر چو نتواں باختن دستار باری

آپس میں ہنسی مزاح جائز ہے

مزاح کا ذکر ہونے لگا۔حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ صحابہ رضوان اللہ علیہم

بھی اپنے لوگوں کے درمیان اکثر ہنسی مزاح کیا کرتے۔ بعض صحابہ آپس میں کہتے ___ چلو پانی میں غوطہ لگاتے ہیں اور سانس روکتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ کون کتنی دیر سانس روک سکتا ہے۔

اسی طرح بعض صحابہ آپس میں خربوزے سے کھیلتے تھے، ایک دوسرے پر خربوزہ پھینکتے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی ہنسی مزاح کیا ہے مگر شریعت کی پابندی میں رہتے ہوئے۔

نقل ہے کہ ___ ایک بوڑھی عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی۔ آپ ﷺ نے مزاح کے طور پر اس سے فرمایا ___ کوئی بوڑھا جنت میں نہیں جائے گا۔

یہ سن کر وہ بوڑھی عورت غمزدہ ہوگئی۔

اس کے بعد فرمایا ___ اے عائشہ! اس ضعیفہ سے کہہ دو کہ کچھ فکر نہ کرے، اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن بوڑھوں کو جوان بنا دے گا اور جوان بنا کر بہشت میں بھیجے گا۔

اتباعِ سنت میں مخدوم حُسینؒ کا مزاح

اس کے بعد فرمایا ___ ایک روز حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز آم کے موسم میں تفریح کے لئے لکھراواں کے باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ صوفیاء، شرفاء اور گانے والے بھی تھے۔ تقریباً دس ہزار آم کم وبیش ڈھیر لگا دیا گیا۔ آم کا ڈھیر اتنا تھا کہ اِدھر کے لوگ اُدھر کے لوگوں کو دیکھ نہیں پا رہے تھے، اور لوگ آم کھانے میں مشغول تھے۔

حضرت شیخ حُسینؒ نے فرمایا ___ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے صحابہ نے آپس میں خربوزے سے کھیلا ہے اور ایک دوسرے پر خربوزہ پھینکا ہے۔ ہم لوگ بھی اس سنت کی ادائیگی کر لیں۔ اس کے بعد ایک آم اٹھایا اور حاجی معین الدین کی طرف پھینک دیا۔ آپ کا پھینکنا تھا کہ سارے لوگ ایک ایک آم حاجی معین الدین کی طرف پھینکنے لگے، یہاں تک کہ

حاجی معین سینہ تک آم میں ڈوب گئے۔

اس کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا___ اس طرح کے مزاح اکثر ہوئے ہیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی

اس کے بعد عوارف کا سبق اس مضمون پر پہنچا کہ حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے جَو کی روٹی، نمک حرس وغیرہ پیش کیا۔

ابووائل رضی اللہ عنہ نے کہا___ اگر اس کے ساتھ نمک سغر ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا___ سغر ایک گھانس کا نام ہے۔ جس کو عرب کے لوگ اجوائن ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں___ خرتوت نام کا ایک میوہ بھی ہے جو ہندوستانی خرمہ کی طرح ہوتا ہے اس کو خرمانہ ابراہیم کہتے ہیں۔ لوگ اس کو کھاتے ہیں اور اس کے شیرے کو جوش دے کر پیتے بھی ہیں۔

شیخ عظمہ اللہ کے طفیل جہاز ڈوبنے سے محفوظ رہا

اس کے بعد فرمایا___ جب میں مکہ کے سفر پر تھا اور میرا جہاز عتبہ جابر کے مقام پر ڈوبنے لگا، اس وقت لوگوں کے اضطراب اور بے چینی کا یہ عالم ہوا کہ ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ یہاں تک کہ لوگ میرے کاندھے پر چڑھ گئے۔ ایک دو روز اسی حال میں گذر گیا۔ کسی کو کھانا پینا اور پیشاب پاخانہ بھی یاد نہ رہا۔ ایک عجب ہول اور وحشت کا ماحول ہو گیا۔

اسی حال میں میری بیٹی بی بی فاطمہ کو نیند آ گئی۔ اس نے خواب میں امیر المومنین

حضرت علی کرم اللہ وجہ کو دیکھا ___ وہ فرما رہے ہیں، فکر نہ کرو، جہاز کو میں نکال دوں گا۔

شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ جب جہاز بھونچال میں آتا تقریباً ہزاروں من پانی جہاز میں گھس جاتا، میں اس وقت پانی سے بس یہی کہتا ___ شیخ شرف الدین منیری کے صدقے میں رُک جا ___ اور اپنے دل میں یہ کہتا ___ الٰہی! میں تیرے اس کام سے راضی ہوں، میری بیوی، بال بچے سب یہاں جمع ہیں کسی کو کسی کی فکر نہیں ہے۔ بہت بڑا کرم اور بہت بڑی دولت مل جائے اگر اس حال سے نجات دے دی جائے ___

اللہ تعالیٰ نے میری خواہش پوری کی اور اپنے عام کرم اور قدیم شفقت کے ذریعے ہر ایک کو اس طوفان سے نجات مل گئی۔

میں نے منت مانی ہے کہ کئی ہزار تنکہ خیرات کروں گا۔ ابھی پوری منت ادا نہیں ہوئی ہے۔ حضرت اکرم الاکرمین یعنی رب العالمین سے چند روز کی مہلت مانگ لی ہے تاکہ منت ادا ہو جائے۔

مخدوم حسینؒ لوگوں کو کچھ دے کر رخصت کرتے

اسی درمیان ایک کافر آیا ___ قدم بوس ہوا ___ اور بیٹھ گیا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اس کو کچھ چیز عطا فرمائی اور رخصت کر دیا۔

اس کے بعد فرمایا ___ حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں جو بھی حاضر ہوتا آپ اس کو کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرماتے اور اس کے ساتھ اس طرح تواضع، مہربانی اور اخلاق سے پیش آتے کہ وہ یہی سمجھتا کہ ___ شیخ ہم ہی کو مانتے ہیں، اور میرے ہی شیخ ہیں ___

خواجہ معروف کرخیؒ کا کمالِ اخلاق

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی ____ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بہتر (۷۲) مذاہب تھے۔ حضرت کا سب کے ساتھ اخلاق، ہنستے ہوئے ملنے کی ادا، اور محبت کا یہ انداز تھا کہ ہر مذہب والے یہی سمجھتے کہ یہ ان ہی کے مذہب پر ہیں۔ جب آپ کا وصال ہوا ہر قوم نے چاہا کہ جنازے کو وہ لے جائے اور اپنے مذہب کے مطابق تجہیز و تکفین عمل میں لائے۔ تنازع کھڑا ہو گیا، جب بات طول پکڑ گئی تو یہ طے پایا کہ جو جنازہ اٹھالے وہی لے جائے۔ ہر مذہب کے لوگ آتے جنازہ کو اٹھانے کی کوشش کرتے، زور لگاتے۔ مگر سوئی کے نوک کے برابر بھی جنازہ نہیں ہلتا۔ سب لوگ مجبور ہو گئے، آخر میں اہل سنت والجماعت کے لوگ آئے، اور جیسے ہی حضرت کے جنازے کو ہاتھ لگایا فوراً اٹھالیا۔ چنانچہ وہی لوگ لے گئے اور اپنے طریقے پر تدفین کی۔ اس کے بعد لوگوں کو یقین ہوا کہ حضرت معروف کرخیؒ اسلام مذہب پر تھے۔

مشغولی بحق کی تاکید

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ جس زمانے میں قرآن لکھ رہا تھا اور اس میں بہت زیادہ مشغول تھا، ایک روز حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ____ جو کام دل میں حاصل ہو چکا اس میں ظاہری مشغولیت کی ضرورت نہیں۔ مشغولیت اس میں ہو جس کا تعلق ہاتھ سے نہیں بلکہ دل سے ہے۔ ایسا کام جس کا تعلق مال و دولت سے ہو یا کسی دوسرے کام سے اس میں اتنی محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ وقت اللہ کی عبادت اور اس کے ساتھ مشغولی میں گذارنا چاہیے۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جو مال و دولت سے حاصل نہیں ہوتی۔

حضرت شیخ نے فرمایا کہ ــــــ حضرت والد ماجد کی یہ بات اس وقت سمجھ میں نہیں آتی تھی اور اس کی قدر معلوم نہیں ہوتی تھی۔ اس بات کی قدر اب معلوم ہو رہی ہے۔ لیکن اب فائدہ کیا وقت نکل چکا۔

شریعت کی پابندی لباس میں بھی ہو

اسی وقت ایک شخص لنگوٹہ باندھے ننگے بدن توبہ کرنے یعنی مرید ہونے کے خیال سے حاضر آئے، زمیں بوس ہوئے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ان کو دیکھ کر رخ پھیر لیا۔ اسی وقت چند گز کپڑا ان کو دلوا دیا انہوں نے پہنا، اس کے بعد توبہ کرائی گئی اور فرمایا ــــــ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ آپ اس حال میں رہیں۔ اور دیکھئے، پنج وقتہ نماز کی پابندی بلا ناغہ کرتے رہئے اور توبہ پر قائم رہئے۔

مجلس - ٦٦

شیخ عظمہ اللہ نے قبر میں رکھنے کے لئے جواب نامہ لکھ کر دیا

زمیں بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک شخص آئے اور عرض کیا ــــــ فلاں عورت کا انتقال ہو گیا ہے، جواب نامہ لکھ کر دے دیا جائے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ایک کاغذ پر یہ لکھ کر عنایت کیا ــــــ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیناً وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

نَبِیاً۔اس کے بعد فرمایا___ جواب نامہ اسی طرح لکھا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اعلان "جو چاہو مجھ سے پوچھو"

پھر حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا___ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک روز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا سَلُونِیْ مَا شِئْتُمْ یعنی "جو چاہو مجھ سے پوچھو"

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامنے آئے، دوزانو بیٹھ گئے۔اور عرض کیا رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبّاً وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْناً وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ نَبِیاً۔

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ بات سنی تو منبر سے نیچے آ گئے اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات یہیں پر مختصر کر دی یعنی___ میں اللہ تعالیٰ، محمد ﷺ اور اسلام سے راضی ہوں، اب کسی دوسرے سوال کی مجھے حاجت نہیں۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ دوسرے روز رسول اللہ ﷺ پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا___ سَلُونِیْ مَا شِئْتُمْ۔ پوچھو مجھ سے جو پوچھنا چاہتے ہو۔

ایک شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا___ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ بتایا جائے کہ میرا باپ کون ہے؟

سرکار ﷺ نے فرمایا___ تمہارا باپ تو فلاں ہے۔

وہ شخص گھر گیا اور اپنی ماں سے اس بات کی تحقیق کی۔ماں نے وہی بات بتائی جو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا۔

اگر وہ شخص آپ ﷺ سے اس طرح کا سوال نہیں کرتا تو اس طرح کا جواب اس کو نہیں ملتا (یعنی جو بات اب تک راز میں تھی وہ راز ظاہر ہو گیا)۔

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کی دانشمندی

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کیسے عقل مند اور دانشمند تھے کہ اپنی بات رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیناً وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نَبِیاً پر ختم کر دی۔

اس کے بعد فرمایا کہ ـــــ رسول اللہ ﷺ جب رحلت فرما رہے تھے تو حکم دیا کہ کاغذ لاؤ تا کہ وصیت نامہ لکھوا دیں۔ وہاں پر حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے صحابہ موجود تھے، انہوں نے چاہا کہ کاغذ لا کر پیش کریں۔ اس وقت حضرت عمرؓ نے منع کیا اور کاغذ لانے سے روک دیا۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ شریعت کے تمام مسائل اور دین کے تمام احکام طے پا چکے ہیں، اور ساری باتیں مکمل ہو گئی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس وقت اللہ کے رسول ﷺ کچھ اور چیزوں کا حکم دے دیں جس سے شرعی احکام میں کسی طرح کی تبدیلی واقع ہو جائے اور وہ لوگوں کے لئے الجھن کا باعث بن جائے۔

صحابہ دین کے بادشاہ تھے

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ دین کے بادشاہ تھے۔ پھر ماعز اور ایک عورت کے قصہ کو بیان کیا اور فرمایا کہ ـــــ دیکھئے ان لوگوں کو دین کی کیسی سمجھ تھی۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے، اس وقت ماعز آئے اور عرض کیا ـــــ یا رسول اللہ! زنیت فطھرنی مجھ سے زنا ہو گیا ہے مجھے پاک کر دیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ـــــ کیا تو پاگل ہو گیا ہے؟

ماغر نے کہا ــــــ خیر کچھ بھی ہو۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ــــــ کیا تو نے شراب پی لی ہے۔

اس کے بعد فرمایا ــــــ جو کچھ ہو ماغر نے اپنے دین کے پرچم کو بلند کر دیا، انصاف کی درخواست کی اور عرض کیا ــــــ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے شراب نہیں پی ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ــــــ شاید تو نے صرف بوسہ لیا ہو یا صرف چھو کر چھوڑ دیا ہو۔

ماغر نے عرض کیا ــــــ نہیں نہیں اللہ کے رسول ﷺ! ایسا نہیں ہے بلکہ میں نے اس عورت سے کھلے طور پر زنا کیا ہے۔

اس اقرار کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ سنگسار کرنے سے پہلے بشر ہونے کے ناتے ماغر وہاں سے بھاگ گئے۔ حالانکہ اس سے پہلے اپنے گناہ کے اقرار پر پوری کوشش کر رہے تھے۔ صحابہ انہیں پکڑ کر لائے اور اس کے بعد سنگسار کئے گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ ماغر بھاگ گئے تھے اور وہ پکڑ کر لائے گئے تو فرمایا ــــــ ھلا ترکوہ تم لوگوں نے اس کو چھوڑ کیسے دیا کہ وہ بھاگ گئے تھے۔

اس کے بعد اس عورت کا قصہ بیان فرمایا ــــــ ایک روز رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، اتنے میں ایک عورت قبلہ کی طرف سے آئی اور اس نے عرض کیا ــــــ اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا اور میرے پیٹ میں جو حمل ہے وہ اسی زنا سے ہے، آپ مجھے پاک کر دیجئے۔

آپ نے اس عورت کی طرف سے رخ پھیر لیا۔ آپ ﷺ نے جس طرف رخ کر لیا تھا وہ عورت اس طرف چلی گئی اور وہی بات دہرائی۔

آپ ﷺ نے پھر اس کی طرف سے رخ پھیر لیا۔ اس کے بعد فرمایا ــــــ جو چیزیں زنا کی طرف راغب کرتی ہیں شاید تو وہیں تک رہ گئی ہو۔

اس عورت نے عرض کیا ــــــ ایسی بات نہیں، بلکہ سچ یہ ہے کہ میں نے زنا کیا ہے،

اس نے اپنی بات پر زور دینے کے لئے چند بار اسی جملے کو دہرایا۔

اس وقت سرکار ﷺ نے فرمایا ___ ابھی واپس جاؤ، ولادت ہو جائے اس کے بعد آنا۔ وہ عورت واپس چلی گئی، ولادت ہونے کے بعد پھر حاضر آئی۔ آپ ﷺ نے یہ کہہ کر اس کو چلا دیا کہ ابھی بچے کو دودھ پلانے کی مدت ہے، جب یہ وقت گذر جائے اس کے بعد آنا۔ دودھ پلانے کی مدت گذارنے کے بعد وہ عورت پھر پہنچی اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا، اس بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکرا تھا جس کو وہ کھا رہا تھا۔ روٹی کھاتے ہوئے بچے کو لانے کا مقصد یہ تھا کہ اس بچے نے دودھ چھوڑ دیا ہے اور اناج کھانے لگا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کو سنگسار کر دینے کا حکم صادر فرما دیا۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ان حالات میں گناہ کو چھپا دینا بہتر تھا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ستار یعنی گناہوں کی پردہ پوشی فرمانے والا ہے۔ مَنْ سَتَرَ علٰی نفسہ سَتَرَ اللّٰہُ عَلَیہِ جو اپنے گناہوں کو چھپا لیتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ پردہ پوشی کا معاملہ فرماتا ہے۔ ان سب کے باوجود ماعز ہوں یا وہ عورت، دونوں نے جو اپنے اپنے گناہوں کا اظہار کیا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان لوگوں کے اندر دین کی سمجھ بہت پختہ تھی اور دین کو ہمیشہ سامنے رکھتے تھے، اسی وجہ سے پردہ نہیں ڈال سکے۔

مجلس - ٦٧

اسلام، ظاہر و باطن کی یکسانیت کا نام ہے

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اسلام

ظاہر و باطن کی یکسانیت کا نام ہے۔یعنی جو دل میں ہو وہی زبان پر بھی ہو۔اگر ایسا نہیں ہے اور ظاہر و باطن میں فرق ہے تو اس کو نفاق کہتے ہیں۔اور نفاق بہت ہی بری صفت ہے۔اللہ تعالیٰ تمام مومنوں کو نفاق سے محفوظ رکھے اور اخلاص عطا فرمائے۔

اس کے بعد یہ اشعار پڑھے۔

اے کہ بدل زہر و زبانت شکر ☆ کارِ تو شایاں نشود زیں بہتر

بر نیاید ز دلش در جگر ☆ آں کہ زبانش دگر و دل دیگر

(ایسا شخص جس کے دل میں زہر ہے اور زبان پر شکر ہے وہ کسی لائق نہیں اس کا کوئی کام بہتر نہیں۔
جس کی زبان پر کچھ ہو اور دل میں کچھ اس سے اچھے کاموں کا صدور نہیں ہوتا۔)

اس کے بعد حضرت شیخ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ دہلی کے شیخ الاسلام ایک سچے مسلمان تھے، کسی سے ان کا جھگڑا ہو گیا۔ایک روز ان دونوں کی ملاقات ہوئی۔اس شخص نے شیخ الاسلام کو سلام کیا۔

شیخ الاسلام نے کہا ___ **لا علیک السلام** تجھ پر سلامتی نہ ہو۔

اس شخص نے کہا ___ آپ ایسا کیوں کہتے ہیں؟

انہوں نے کہا ___ تو نے میری بہت ساری زمین غصب کر لی ہے۔اس لئے تجھ سے میرا سلام کلام نہیں ہے۔

اس شخص نے کہا ___ اپنی زمین لے لیجئے، میں چھوڑ دیتا ہوں۔

شیخ الاسلام نے کہا ___ آؤ اب میں تم کو سلام کرتا ہوں۔اس کے بعد اس کو گلے سے لگا لیا، اپنے پاس بیٹھایا، اور دل سے کدورت دور ہو گئی۔

سب سے زیادہ حریص کون ہے؟

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ جتنے جاندار ہیں ان میں آدمی سب سے زیادہ حریص ہے۔

خاکسار نے عرض کیا ــــ عجائب البلدان میں لکھا ہے کہ تمام جاندار میں تین جانور حریص ہیں مکھی، چوہا اور چیونٹی۔ چیونٹی کے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ وہ رات میں اپنے سے دوگونا بوجھ اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا ــــ جی ہاں! مکھی کو تمام جانوروں میں سب سے زیادہ بہادر کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس کو جتنی بار بھگایا جاتا ہے وہ پھر چلی آتی ہے۔ یُسَمّٰی الذُّبَابُ ذُبَابًا لِاَنَّہٗ کَلِمَا ذَبَّ اٰبَ (ذباب [مکھی] کا نام ذباب اس لئے ہے کہ وہ ذب، اب کے دو کلمے سے مرکب ہے) یعنی جتنی بار اس کو بھگایا جاتا ہے وہ پھر واپس آجاتی ہے۔

مرید پیر کے سامنے کیا کرے، ذکر یا مشاہدۂ پیر؟

قاضی محمد معروف نے عرض کیا ــــ اگر مرید، پیر کے سامنے بیٹھا ہے اس وقت وہ کیا کرے، ذکر میں مشغول رہے یا پیر کو دیکھتا رہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ذکرعوام - ایک ذکر تو یہ ہے کہ اللہ یا لاالٰــــہ الا اللہ پڑھنے میں مشغول رہے۔ یہ عوام کا ذکر ہے۔

۲۔ ذکرخواص- ذکر کی دوسری قسم یہ ہے کہ طالب جس چیز کو بھی دیکھے اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو غور کرے۔ اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، حرکت وسکون بلکہ اپنے ہر فعل

میں اس ذاتِ باری تعالیٰ کی وحدانیت کو تصور کرتا رہے۔ طالب کی نظر اس کے سوا نہ کسی اور کو دیکھے اور نہ کسی دوسرے کو جانے۔ یہ خواص کا ذکر ہے۔

اگر ایسا ذکر حاصل ہو جائے اور ذکر کی یہ کیفیت نصیب ہو جائے تو طالب اس وقت ساری چیزوں سے دست بردار ہو جائے گا اور پھر اس مقام میں پیر کے مشاہدہ کی حاجت ہی کہاں رہے گی، اس لئے کہ اس ذکر میں سب کچھ حاصل ہو گیا۔

دو بیوی والا شوہر

حاضرین میں سے ایک شخص نے ایسے آدمی کی پریشانیوں کا ذکر کیا ___ جس کی دو بیویاں تھیں۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ **صاحب القميصين لا يجد حلاوة الايمان** (دو قمیص والے ایمان کی مٹھاس نہیں پائیں گے)۔

اور فرمایا کہ ___ میں خوب جانتا ہوں کہ جس کی دو بیویاں ہوتی ہیں اس کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے وہ قبر کے عذاب میں مبتلا ہے۔

شرک نہ خدا کو پسند ہے، نہ انسان کو

اس کے بعد فرمایا ___ عورت، شوہر کے تمام ظلم وستم برداشت کر لیتی ہے۔ مگر وہ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کا شوہر کسی دوسری عورت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے اور کسی دوسری عورت کی طرف اس کا دل مائل ہو۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ ایک روز خواجہ حسن بصریؒ اپنی چھت پر تشریف فرما تھے۔ اس وقت ہمسائے کے مکان سے آواز آ رہی تھی، اور ایک بیوی اپنے شوہر

سے کہہ رہی تھی کہ آپ نے میرے ساتھ جو کچھ کیا یا نہ کیا، اور مجھے آپ کے ذریعہ جو ذلت و مشقت اٹھانی پڑی اس کو میں اتنے عرصے سے صرف اس لئے برداشت کرتی رہی کہ آپ کی نظر میں میرے سوا کوئی دوسری نہیں تھی، اور آپ میرے علاوہ کسی اور کو نہیں چاہتے تھے۔اب آپ کا دل کسی اور پر آ رہا ہے اور آپ میرے علاوہ کسی دوسرے سے محبت کر رہے ہیں۔تو یہ بات مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی۔

خواجہ حسن بصریؒ یہ بات سن کر فکر میں ڈوب گئے اور سوچنے لگے کہ آخر اس کی سند کہیں ہے یا نہیں۔چنانچہ قرآن سے یہ آیت نکالی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ___ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ [النساء/۴۸] یہ سچ اور درست ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو معاف نہیں کرتا ہے یعنی جو اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کرتا ہے وہ اسے معاف نہیں کرتا۔شرک کے علاوہ جسے چاہے گا معاف کر دے گا۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ شرک کہیں بھی پسندیدہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی اور لوگوں کی نظر میں بھی شرک بری چیز ہے۔

مجلس - ۶۸

زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___

طالب کو اپنی طلب کی خبر نہیں ہوتی

عالَم میں جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ کا طالب ہے۔یہ اور بات ہے کہ اس کو اپنی طلب کی خبر نہیں ہوتی۔

خاکسار نے عرض کیا ــــ یہ کیا بات ہوئی کہ طالب کو طلب کی خبر نہیں ہوتی ؟

حضرت شیخ عظیمہ اللہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ــــ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ [بنی اسرائیل ۴۴] کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم اس کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو۔

اس کے بعد اپنی زبان گوہر فشاں سے یہ شعر پڑھا

پیشِ تو ایں سنگریزہ ساکت است
پیشِ ماحقا فصیح و ناطق است

(تم کو یہ کنکری خاموش نظر آتی ہے لیکن قسم ہے حق تعالیٰ کی مجھے تو یہ نہایت فصاحت کے ساتھ بولتی نظر آرہی ہے)۔

انسان تسبیح کے لئے مجبور نہیں بلکہ مختار ہے

اس کے بعد فرمایا ــــ جتنی مخلوق ہے وہ تسبیح پڑھنے یعنی اللہ کی پاکی بیان کرنے پر مجبور ہے۔ اس کی تخلیق ہی اِس طرح ہوئی ہے کہ وہ تسبیح کرتی رہے اور بے اختیاری کے ساتھ اُس سے تسبیح ہوتی رہے۔ ہاں! مگر انسان اس کام پر مجبور نہیں ہے وہ مجبور پیدا نہیں کیا گیا بلکہ وہ مختار ہے، اس لئے کہ وہ بشر ہے۔ ذالک بشرٌ۔

آدمی اللہ کی ذات وصفات کا مظہر ہے

پھر فرمایا ــــ اس کی اصل یہ ہے کہ جتنی مخلوق ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی نہ کسی صفت کا مظہر ہے اور یہ معلوم ہے کہ صفت ذات کا محکوم ہے۔ اس کا اپنا کوئی اختیار نہیں۔ لیکن آدمی اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی تمام صفات کا مظہر ہے۔

قاضی، شریعت کا مذبوح ہوتا ہے

اسی درمیان قاضی کا ذکر ہونے لگا۔فرمایا____ حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے ایک مکتوب میں قاضی کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ تو معلوم ہی ہے۔بیچارہ قاضی تو شریعت کا مذبوح ہوتا ہے۔مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا فَكَاَنَّمَا ذُبِحَ بِلَا سِكِّيْنٍ (جو قاضی بنا وہ بغیر چھری کے ذبح ہوگیا) اس لئے قاضی کی بات کا کیا اعتبار۔

ایک باغ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتباہ

اس کے بعد فرمایا____ میں نے حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک انصاری نے خرمہ کا باغ لگایا تھا اس کی خوب دیکھ بھال کی اور بہت محنت کی۔لیکن باغ نے ان کے ساتھ وفا نہیں کیا، یعنی پھل نہیں آیا۔آخر وہ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فریاد لے کر حاضر ہوئے، عرضی پیش کی اور اپنا سارا حال بیان کیا۔

حضرت امیر المؤمنین نے کاغذ طلب کیا____ اور اس پر لکھا____ اے باغ! دو سال ہو گئے، فلاں انصاری تمہارے پیچھے محنت و مشقت کر رہے ہیں اور دیکھ بھال میں لگے ہیں، لیکن تو ان کے ساتھ وفا نہیں کر رہا ہے۔اس لئے یہ خط ملتے ہی تو انہیں دو سال کا پھل دے دے۔اگر تو نے میرا حکم نہیں مانا تو میں یہ فرمان جاری کر دوں گا کہ جب قاضی کا انتقال ہو تو ان کو تمہارے ہی بیچ میں دفن کر دیا جائے۔

وہ انصاری یہ کاغذ لے کر گئے اور باغ میں ڈال دیا۔باغ پر اس تنبیہ کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ پھل سے بھر گیا۔انصاری کو دو سال کا پھل مل گیا۔اس معاملہ کا خوب شور

ہوا، لوگ اپنا اپنا حصہ مانگنے کے لئے آگئے اور پھر لے کر وہاں سے ہٹے۔

جس وقت یہ گفتگو ہو رہی تھی اس وقت ایک شخص اپنے باغ کا چند لیمون لے کر آئے اور باغ میں تشریف لے جانے کے لئے عرض کیا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ اب تو میرا یہ حال ہے کہ یہ عالم مجھے بے رونق نظر آتا ہے، اور روز بروز دل اس کی طرف سے ٹوٹتا جا رہا ہے۔ اور یہی حقیقت بھی ہے۔

ایک ضعیف کا باغ لگانا

اس کے بعد فرمایا ـــــ ایک بادشاہ کہیں جا رہا تھا، راستے میں دیکھا کہ ایک ضعیف آدمی باغ لگا رہا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا ـــــ اے بوڑھے! کیا تجھے امید ہے کہ اس درخت کا پھل کھائے گا آخر کس توقع پر یہ باغ لگا رہا ہے؟

اس ضعیف نے جواب دیا ـــــ مجھ سے پہلے والوں نے جو درخت لگایا اس کا پھل میں نے کھایا، اب میں لگا رہا ہوں، میرے بعد جو لوگ آئیں گے وہ اس کا پھل کھائیں گے۔ بادشاہ اس ضعیف کے جواب سے خوش ہو گیا اور اس کو خلعت عطا فرمایا۔

اس حکایت کو بیان کرنے کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ اشعار پڑھے ۔

تفرح کناں در ہوا وَ ہوس ☆ گذشتیم بر خاک بسیار کس

کسانیکہ از ما بغیب اندرند ☆ بیایند و بر خاک ما بگذرند

بتابد بسی ماہ و پروین و ہور ☆ کہ سر بر ندارم زبالین گور

بروید بسی باغ وصحرا وکشت ☆ کہ درخاک افتادہ باشیم خشت

(میں خواہشاتِ نفسانی اور ہوس میں تفریح کرتے ہوئے بہت سارے لوگوں کی خاک یعنی قبر کے اوپر سے گذرتا رہا

وہ لوگ جو اس عالم میں ابھی آئے نہیں ہے وہ جب آئیں گے تو اسی طرح میری قبر کو بھی روندیں گے
بہت سارے چاند، سورج اور ستارے چمکتے رہے لیکن میں قبر سے سر باہر نکال نہ سکا
بہت سارے باغ، جنگل اور کھیت لہلہاتے رہے اور میں اسی طرح اینٹ اور مٹی میں پڑا رہا)۔

نادان دوست سے بہتر دانا دشمن ہے

اس کے بعد ان لوگوں کا تذکرہ ہونے لگا ــــــ جو نادانی میں کوئی کام کر جاتے ہیں اور ان کے کام سے نقصان پہنچ جاتا ہے، ایسے لوگوں کو نادان دوست کہتے ہیں۔ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے۔ اس کے بعد حضرت نے یہ شعر ارشاد فرمایا۔

دشمن دانا کہ پی جاں بود
بہتر ازاں دوست کہ ناداں بود
(وہ دانا اور عقل مند جو آپ کی جان کا دشمن ہے اس دوست سے بہتر ہے جو نادان ہے)

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بندر کسی بادشاہ کی خدمت میں رہتا تھا، جب بادشاہ خوابِ استراحت میں ہوتا تو بندر تلوار لے کر پہرہ داری کرتا۔
ایک رات کوئی چور شاہی محل میں داخل ہو گیا اور بادشاہ کی خواب گاہ میں پہنچ گیا۔ دیکھا کہ بادشاہ کے جسم پر سانپ ہے اور بندر سانپ کو مارنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ اپنی نادانی سے یہ نہیں جانتا کہ جب وہ سانپ پر تلوار چلائے گا تو اس کی تلوار سے بادشاہ ہلاک ہو جائے گا۔ چور نے اس معاملے کو اپنی انکھوں سے دیکھا اگر چہ وہ دشمن تھا لیکن دانا تھا۔ اس لئے سوچا یہ بندر اپنی نادانی سے بادشاہ کو ہلاک کر دے گا۔ چنانچہ اس نے فوراً بندر کے ہاتھ سے تلوار لے کر

بندر کو قتل کر دیا، اور دیوار پر لکھ دیا کہ میں یہاں چوری کے لئے آیا تھا جب اس معاملہ کو دیکھا بندر کو قتل کر دیا۔ اس چور نے دیوار پر یہ شعر بھی لکھ دیا۔

دشمن دانا کہ پی جاں بود
بہتر از اں دوست کہ ناداں بود

جیسے ہی چور نے بندر کو قتل کیا ___ سانپ بادشاہ کے اوپر سے بھاگ گیا اور بادشاہ سلامت ومحفوظ رہ گیا۔

بادشاہ نیند سے بیدار ہوا۔ اس نے دیکھا کہ بندر کا قتل ہو چکا ہے اور دیوار پر مندرجہ بالا عبارت اور شعر تحریر ہے۔ بادشاہ نے اس چور کو تلاش کروایا اپنے پاس بلایا اور حکم دیا کہ اس چور کو شاہی خلعت سے نوازا جائے۔

مجلس - ٦٩

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ جماعت خانہ میں تشریف فرما تھے۔

سید میران کے لئے دعائے صحت کی درخواست

سید محمد زین العابدین کے نوکر روتے ہوئے پہنچے ___ اور عرض کیا ___ سید میران پر باد (ریاحی بواسیر) کا ایسا حملہ ہوا ہے کہ زندگی کی امید باقی نہیں رہی ہے۔ اِس وقت حضور کی دست گیری کی ضرورت ہے۔ کرم فرمائیں۔

آستانہ مخدوم پر دعاء کے لئے حاضری

حضرت شیخ ساری بات سننے کے بعد پورے طور پر متوجہ ہوئے، اور حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کے روضۂ انور کی طرف روانہ ہوگئے۔ دونوں پوتے یعنی حضرت شیخ سلیمان کے صاحب زادے اور سید میران کے بھانجے ساتھ میں تھے۔

راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا

خاکسار بھی حضرت کے ساتھ ہوگیا۔ حضرت شیخ بڑے پل کے پاس پہنچے، راستے میں اینٹ پڑی تھی، ایک شخص نے اس کو اٹھا کر کنارے کی طرف پھینک دیا۔ حضرت نے یہ دیکھ کر فرمایا ــــــ تکلیف دہ چیز کو ہٹانا اور دور کرنا یہی ہے۔ حدیث شریف ہے اَلْاِیْمَانُ بِضْعُ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً اَعْلَاهَا كَلِمَةُ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اَمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ یعنی ایمان کی ستر اور چند شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے بلند شاخ کلمہ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے، اور سب سے کم درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے۔

تکلیف دہ چیز ہٹانے سے مراد

پھر ارشاد فرمایا ــــــ تکلیف دہ چیز کا ہٹانا حقیقت میں یہ ہے کہ اگر کوئی مومن بھائی دین کی راہ میں کسی حجاب میں پڑ جائے تو اس حجاب کو ہٹا دیا جائے۔ اصل مراد یہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا آپس میں یہ معاملہ تھا کہ جب ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی اور کسی ایک میں کوئی دینی خرابی دیکھتے تو ایک صحابی دوسرے صحابی کو اس عیب سے باخبر اور متنبہ کرتے اور جن میں وہ دینی برائی ہوتی اس تنبیہ کے بعد اپنی

اس برائی کو دور کر لیتے۔

اگر ایک صحابی دوسرے صحابی کے پاس جاتے اور ان کی برائی کو ان کے سامنے بیان نہیں کرتے تو وہ دوست ناراض ہو جاتے اور کہتے، میرے یہاں آئے مگر کوئی ہدیہ لے کر نہیں آئے۔

سید میران کے لئے اس طرح دعاء کی گئی

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یوں دعاء کی ـــــ اے الـٰـه الـعـالمین! جس طرح تو نے سید میران کی بہن کو صحت عطا فرمائی اور ہلاک ہونے سے بچالیا، اسی طرح سید میران کو بھی اپنے فضل و کرم سے شفائے عاجل عطا فرما۔

اس کے بعد فرمایا ـــــ جس زمانے میں سید میران کی ہمشیرہ بیمار تھیں اور حالت اتنی خراب ہو چکی تھی کہ ایک روز طبیبوں نے علاج سے انکار کر دیا۔ یعنی ظاہری کوئی امید باقی نہیں رہی اس وقت میں حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کے روضۂ مبارک پر گیا، شیخ زادہ شیخ سلیمان کے دونوں صاحبزادے میران بدہ اور میاں مجو کو ساتھ لے لیا۔ حضرت مخدوم جہاںؒ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور عرض کیا ـــــ اے خدا! یہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے ماں سے جدا ہونے کے لائق نہیں ہیں، اور مجھ سے بھی ان معصوم اور کم عمر بچوں کی نگہداشت و دست گیری نہیں ہو سکتی ہے۔ تو کرم کرنے والوں میں سب سے زیادہ کریم اور رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحیم ہے۔ تجھ سے امید ہے کہ اس ضعیفہ کو شفا عطا فرما دے اور صحت یاب کر دے۔

اس دعاء کے بعد ابھی سر بھی نہیں اٹھایا تھا اور دعاء ہو ہی رہی تھی کہ دل میں ایسا لگا جیسے حکم ہو رہا ہے کہ جاؤ صحت ہو گئی۔ حضرت مخدوم جہاںؒ کی ولایت کی برکت سے وہ اس

مصیبت و پریشانی سے نکل آئیں اور صحت ہوگئی۔ اب اللہ تعالیٰ سے پھر دعاء گو ہوں کہ وہ اسی طرح سید میران کو بھی صحت یاب کردے۔

بارگاہِ مخدوم میں شیخ عظمہ اللہ نے اس طرح حاضری دی

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ حوضچہ کے پاس پہنچے، تازہ وضو کیا، پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ روضۂ مبارک کے دروازے پر کھڑے ہوئے ___ تجدید ایمان کیا (یعنی کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت پڑھا)۔ پھر چند بار **لَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ** پڑھا ___ اس کے بعد **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ** کی تکرار فرمائی، دو رکعت نماز ادا کی۔

اس کے بعد روضۂ مبارک میں داخل ہوئے۔ تین مقام پر زمیں بوس ہوئے، اور مزارِ مبارک سے پچھم بیٹھ گئے، قرآن سے کچھ پڑھا، اس کے بعد فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھا۔ اب حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز اور حضرت بی بی رحمۃاللہ علیہا کی زیارت کرکے واپس ہوئے۔

اس کے بعد حضرت مخدوم مولانا معز حافظ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں بھی فاتحہ پڑھا، پھر وہاں سے حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز کے روضے کی طرف روانہ ہوگئے۔

ایک غلط بات کی تردید

خاکسار نے عرض کیا ___ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز، مخدوم مولانا معز حافظ کے شاگرد تھے۔ اور مخدوم جہاں نے فرمایا تھا کہ مجھے مخدوم معز حافظ کی پائتیں میں دفن کرنا ___ کیا یہ بات صحیح اور تحقیق شدہ ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ نہیں! ایسی بات نہیں ہے، بلکہ بات یہ ہے کہ.....

مخدوم احمد چرم پوشؒ کے جنازے میں مخدوم جہاںؒ کی شرکت

جب حضرت مخدوم شیخ احمد چرم پوش قدس اللہ سرہ العزیز نے رحلت فرمائی، حضرت مخدوم جہاںؒ بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت کی قبر کے لئے زمین کھودی گئی، وہاں انگشت نکلی۔ اسی وجہ سے حضرت مخدوم جہاںؒ نے اپنے لئے شہر سے باہر کی زمین پسند فرمائی، جہاں آبادی نہیں تھی۔

مخدوم جہاںؒ نے اپنی جگہ کی نشاندہی فرمائی

حضرت مخدوم جہاںؒ، حضرت مخدوم شیخ احمد چرم پوشؒ کی تجہیز وتدفین سے فارغ ہوکر اسی وقت سب لوگوں کے ساتھ اس جگہ تشریف لے گئے جہاں ابھی روضۂ انور ہے۔ نہ صرف اپنے مزارِ مبارک کے لئے جگہ کی نشاندہی کی بلکہ جو احباب ساتھ تھے ان سب کی قبر کے لئے بھی جگہ مقرر کردی۔

(حضرت مخدوم جہاںؒ کے آستانے سے رخصت ہوکر) شیخ عظمہ اللہ، حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز کے روضہ پر پہنچ کر مزارِ مبارک کے قریب کھڑے ہوگئے۔

مخدوم شیخ حَسَنؒ کا مزار مخدوم شیخ حُسَینؒ کے پائنتی میں ہے

خاکسار نے عرض کیا ___ میاں مرحوم یعنی حضرت شیخ الاسلام شیخ حَسَن قدس اللہ سرہ العزیز کا مزار شریف، حضرت شیخ حُسَینؒ کے مزار اقدس کی پائنتی میں ہے۔ کیا حضرت نے

اپنی حیاتِ طیبہ میں یہ جگہ مقرر فرما دیا تھا ــــــ یا حضور نے یہاں پر تدفین فرمائی ہے؟

مخدوم شیخ حسنؒ اور آپ کی اہلیہ کی علالت و رحلت

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ اس کا معاملہ یہ ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ علیل ہوگئیں، ان کی بیماری روز بروز بڑھتی گئی، کئی بار تو ایسا ہوا کہ زندگی کی امید باقی نہیں رہی۔ ایک روز حضرت والد بزرگوار جو کئی دنوں سے پہاڑی کے اوپر تشریف فرما تھے جب وہاں سے آئے تو دیکھا کہ میں، میرے بھائی بہن اور سب لوگ حضرت والدہ محترمہ کے پلنگ[۲۲] کے چاروں طرف بیٹھے ہیں اور رو رہے ہیں۔

حضرت والد بزرگوار نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا، آپ کا دل بہت مضطرب اور بے چین ہوگیا، اور فرمایا ــــــ میں ان بچوں کی بے مادری نہیں دیکھ سکتا۔ میرا ہاتھ پکڑا اور یہاں آگئے۔ حضرت مخدوم شیخ حُسَین قدس اللہ سرہ العزیز کے پائینتی میں سر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور جہاں پر آپ کا مزار شریف ہے اپنے دست مبارک سے اس جگہ کی نشاندہی کی۔ والدہ صاحبہ پہلے ہی کہہ چکی تھیں کہ میری جگہ آپ کے پائینتی میں ہے۔

حضرت والد بزرگوار کو وہیں بخار آنے لگا، بخار اتنا تیز ہوگیا کہ گھر جانا مشکل تھا۔ آخر ڈولہ کر کے گھر لائے گئے، دو تین دن کے بعد یعنی ۲۱ / شعبان ۸۵۵ھ ہجری (مطابق ۱۸ / ستمبر ۱۴۵۱ء سنیچر) کو آپ کا وصال ہوگیا، اور والدہ ماجدہ سے سبقت لے گئے، بچوں کی بے مادری نہیں دیکھی۔ اسی سال ۲۹ / شعبان (مطابق ۲۶ / ستمبر ۱۴۵۱ء اتوار) کو والدہ ماجدہؒ بھی رخصت ہوگئیں۔

عوارف کا درس

آستانہ کی حاضری کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ گھر آ گئے۔ یہاں آنے کے بعد عوارف کا سبق شروع ہو گیا۔ طلب پر گفتگو ہونے لگی۔

طالب کو مطلوب کی دیدار کے وقت کیسی لذت ہوتی ہے

فرمایا ــــــ جو طالب ہیں وہی جانتے ہیں کہ مطلوب کی دیدار کے وقت ان کو کیسی لذت اور راحت حاصل ہوتی ہے، اور اگر یہ دیدار فوت ہو جائے تو کیسی بے چینی اور تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ ــــــ درج ذیل شعر حضرت مخدوم شیخ حُسین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک پر اکثر رہتا تھا اور میں نے حضرت سے سُن کر یاد کر لیا ہے۔

لو کان ھٰذا الدمع یجری صبابۃً
علیٰ غیر لیلیٰ فھو دمع مضیعٌ

(اگر یہ آنسو لیلیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے جاری ہو جائے تو یہ آنسو ضائع اور برباد کر دیا گیا)۔

شرابی کی کیفیت

اس کے بعد یہ حکایت بیان کی ــــــ ایک شرابی شراب خانہ پہنچا، شراب طلب کی۔
لوگوں نے کہا ــــــ شراب ختم ہو چکی ہے اب نہیں ہے۔
اس شرابی نے کہا ــــــ مجھے شراب کے مٹکے تک پہنچا دو، میں اسی کو سونگھ لوں گا، اور

اس کی خوشبو پا کر ایسی مستی کروں گا کہ دوسروں کو ویسی مستی شراب پی کر ہوتی ہے۔

پھر یہ مصرع پڑھا۔

من بہ بوئے مست و ساقی بر دہد پیمانہ را

(میں خوشبو ہی سے مست ہو رہا ہوں، ساقی جام کا دور چلانے میں لگا ہے)

سچ بولنے والے اور مظلوم کے ساتھ رعایت

اس کے بعد سچ بولنے اور مظلوم کے ساتھ رعایت کرنے کی بات ہونے لگی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اگر کوئی مظلوم کسی سے حمایت یعنی مدد طلب کرے اور جس سے مدد کا طالب ہے اُس کو صلاحیت بھی ہے تو اس مظلوم کے ساتھ رعایت اور ہمدردی کا معاملہ کر دے۔ اُس مظلوم کو ظالم و قاتل کے حوالے نہ کرے۔

خواجہ حسن بصریؒ کی مظلوم پر نوازش

اسی کی مناسبت سے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ ایک روز چند ڈاکوؤں نے ایک شخص کو پکڑ لیا، لیکن وہ آدمی حیلہ کر کے وہاں سے بھاگ گیا اور حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے حجرے میں پہنچ گیا۔ وہ لوگ بھی اُس شخص کا پیچھا کرتے ہوئے وہاں آ گئے۔

اُن لوگوں نے خواجہ سے پوچھا ___ فلاں آدمی یہاں آیا ہے؟

حضرت نے فرمایا ___ ہاں! حجرے میں ہے۔

وہ لوگ حجرے میں داخل ہوئے پورے حجرے میں تلاش کیا مگر وہ آدمی کہیں نہیں ملا۔ اُن لوگوں نے کہا ___ آپ جھوٹ بولتے ہیں۔

خواجہ نے فرمایا ___ وہ وہیں ہے، اگر تم لوگوں کو نظر نہیں آتا تو میں کیا کروں؟

اُن ڈاکوؤں کے واپس چلے جانے کے بعد وہ آدمی حجرے سے باہر آیا ____ اور خواجہ سے کہا ____ آپ نے تو سچ بات بتادی، اُن کی طرف سے کمی ہوئی جو میں نظر نہ آیا۔

حضرت خواجہؒ نے فرمایا ____ میرے جھوٹ بولنے سے تو مصیبت میں گرفتار ہو جاتا اور میں بھی گنہگار رہوتا۔ یہ تو سچ بولنے کی برکت ہے جو تو اُن کے ہاتھ سے محفوظ رہ گیا اور میں بھی گنہگار ہونے سے بچ گیا۔

اسی لئے کہا گیا ہے کہ سچائی بہت بڑی بات ہے۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

راستی آور کہ شوی رستگار

راستی از تو ظفر از کردگار

(سچائی اختیار کرو تا کہ تم چھٹکارا پاتے رہو تمہارا سچ بولنا اللہ تعالٰی کی طرف سے بہت بڑی کامیابی ہے)

اس کے بعد یہ شعر بھی پڑھا۔

از راستی است جائے الف درمیان جان

او از کزی ہمیشہ بود درمیان خوان

(راستی میں جو الف ہے وہی اس کی جان ہے جو اس سے منحرف ہوتا ہے وہی خون وخرابہ کا شکار ہوتا ہے)

پھر فرمایا ____ اس شعر میں شاعر نے کیا لطافت پیدا کی ہے

مجلس - ۷۰

آستانۂ عالیہ کی خاک بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔

حجاز کے بدوؤں اور ملاحوں کا ظلم

حضرت شیخ عظمہ اللہ سفر حجاز کی پریشانیوں، بدوؤں اور ملاحوں کے ظلم وستم کو بیان فرمارہے تھے اور کہہ رہے تھے لَا دِیْنَ لِلْجَمَالِ وَلَا لِلْجَاز ملاحوں اور اونٹ بانوں کے پاس دین نہیں ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں پر شفقت نہیں کرتے۔ حالانکہ حدیث شریف موجود ہے کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ یَدِہٖ وَلِسَانِہٖ (مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور جس کی زبان سے مسلمان محفوظ رہے) ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ اگر موقع ملے تو کوئی چیز نہیں چھوڑیں، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسا جابر، ظالم اور سنگ دل بنادیا ہے۔

سورۂ اخلاص کی تلاوت کے اثرات

سورۂ اخلاص کی فضیلت کا ذکر ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ایک صحابی تھے جو ہمیشہ سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے، نماز میں بھی اور نماز کے علاوہ بھی ان کی زبان پر ہمیشہ سورۂ اخلاص ہوتا۔ یہاں تک کہ جب فرض نمازوں کی امامت کرتے اس میں بھی سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے کوئی دوسری سورہ نہیں پڑھتے۔ اسی وجہ سے مقتدیوں نے ان کو عہدۂ امامت سے معزول کر دیا اور کسی دوسرے کو امامت پر بحال کرلیا۔ ابھی چند ہی روز گذرے تھے کہ مقتدیوں کو نماز میں جو حضوری حاصل رہتی تھی وہ حضوری باقی نہیں رہی۔

وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر آئے اور عرض کیا ___ فلاں شخص ہم لوگوں کی امامت کرتے تھے مگر ان کا یہ حال تھا کہ ہر نماز میں سورۂ اخلاص کے سوا کوئی دوسری سورہ نہیں پڑھتے، اسی وجہ سے چند روز ہوئے کہ ان کو امامت سے ہٹادیا ہے لیکن جس روز سے

ان کو ہٹایا ہے اُس روز سے نماز میں حضوری حاصل نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ___ سورۂ اخلاص نے ان کو بہشت میں پہنچا دیا۔

اہلِ جنت کی مدہوشی اور دیدارِ الٰہی

اس کے بعد فرمایا ___ جب جنتی لوگ بہشت میں آئیں گے اور شرابِ طہور پئیں گے ہزار سال تک بے ہوش پڑے رہیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں میں اپنا نور ودیعت فرمائے گا۔ اُس نور سے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونے کے لائق ہو جائیں گے اور پھر اُس کو اُس نور کے ذریعہ دیکھیں گے۔

مولانا سلماء ضیا کا ایک اہم سوال

مولانا سلماء ضیا نے عرض کیا ___ پہلے معنی تھا پھر صورت بن کر نمودار ہوا ___ اس کے بعد کیا ہوگا؟

فرمایا ___ پہلے معنی تھا پھر صورت میں آیا پھر معنی ہو جائے گا۔ یہاں پر میری سمجھ میں یہی بات آتی ہے۔ بلکہ اِس کو تو اُسی سے پڑھنا اور سمجھنا چاہئے۔

اس کے بعد یہ شعر اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا۔

از عشق تو صد کشتہ و از کشتہ دو صد پشتہ
خود کشتہ و خود پشتہ ایں را تو بداں خوانند

(تیرے عشق میں سینکڑوں شہید ہو گئے اور مقتولوں کے دو سو تودے لگ گئے، حقیقت تو یہ ہے کہ تو ہی مقتول بھی ہے تو ہی تودہ بھی ہے اِس بات کو اہلِ حقیقت اسی طرح پڑھتے اور سمجھتے ہیں)۔

مسئلہ توحید کی عملی مثالیں

ایک آدمی خواجہ شفیق بلخیؒ کے پاس آئے اور مسئلہ توحید کے بارے میں سوال کیا___

خواجہ نے فرمایا	:	جاؤ شکر لے کر آؤ۔
سائل	:	شکر لے آیا
خواجہ	:	یہ کیا ہے؟
سائل	:	یہ شکر ہے۔
خواجہ	:	اس شکر سے گھوڑا، ہاتھی، آدمی اور گدھا بناؤ۔
سائل	:	خواجہ کے حکم پر عمل کیا
خواجہ	:	یہ سب کیا ہیں؟
سائل	:	یہ گھوڑا ہے، یہ ہاتھی ہے، یہ آدمی ہے، یہ گدھا ہے۔
خواجہ	:	سب کو توڑ دو
سائل	:	سب کو توڑ دیا
خواجہ	:	اب یہ کیا ہے؟
سائل	:	یہ شکر ہے۔
خواجہ	:	جاؤ___ مسئلہ توحید بتا دیا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ ایک بار دریا کی مچھلیاں جمع ہوئیں اور سب بڑی مچھلی کے پاس گئیں اور کہا___ مجھے مسئلہ آب میں مشکل پڑ گئی ہے۔ تو اِس کو حل کر دے، اور ہم سب کو آب دکھا دے۔

بڑی مچھلی نے کہا___ تم سب ساری زندگی پانی میں رہتی ہو، پانی ہی میں تمہاری

نشوونما ہوتی ہے۔ تم ایسا کرو مجھ کو غیرِ آب (پانی کے علاوہ پانی) دکھادو، میں تم کو پانی دکھادوں گی۔ مچھلیوں کی سمجھ میں بات آگئی اور وہ سب واپس ہوگئیں۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اس موقع پر یہ مصرع پڑھا۔

غرق آبیم و آب می طلبم

(پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور پانی مانگ رہے ہیں)۔

دفع آسیب کا تعویذ

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک شخص آئے اور عرض کیا فلاں آدمی پر آسیب آ گیا ہے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے (سورۃ الحشر کی) یہ آیت لکھ کردی اور فرمایا ـــــ اس کے گلے میں ڈال دو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ٥

لَوۡ اَنۡزَلۡنَا ھٰذَاالۡقُراٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیۡتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ ؕ وَتِلۡکَ الۡاَمۡثَالُ نَضۡرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ٥بِرَحۡمَتِکَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ٥

عہدِ رسالت میں نظرِ بد کا واقعہ

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ـــــ رسول اللہ ﷺ کے عہدِ پاک میں ایک

شخص کپڑا اتار کر اپنا بدن دھونے میں مصروف تھے کہ ٹھیک اُسی وقت ایک آدمی کی ادھر سے گذر ہوئی۔ اُن کی نظر جیسے ہی ان کے جسم پر پڑی کہا ــــــ آپ کا بدن کتنا خوبصورت ہے۔

جیسے ہی اس آدمی نے یہ تعریفی جملہ کہا اُس شخص کو بخار آ گیا۔ ان کی اہلیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں۔ سارا حال بیان کیا۔

سرکار ﷺ نے فرمایا ــــــ اِس شخص کے بدن کو دھو کر اس پانی کو اُس آدمی کے اوپر ڈال دو جس نے اِس کو دیکھ کر تعریف کی ہے۔ جیسا آپ ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی کیا گیا۔ وہ شخص فوراً ٹھیک ہو گئے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ اس طرح کا منتر بعض وقت کام آ جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کے منتر کی اجازت دی ہے۔

مجلس - ۷۱

خواجہ ضیاء نخشبیؒ کی سلکِ سلوک کا اقتباس

آستانہ معظم کی خاک بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔

خاکسار نے عرض کیا ــــــ سلکِ سلوک ضیاء نخشبی میں آیا ہے "اَجْعَلْ ظَاھِرَکَ لِلْحَقِّ وَبَاطِنَکَ لِلْحَقِّ (اپنے ظاہر و باطن خدا کے لئے بنالو) جسم کو قارون کی صفت پر ہونا چاہئے اور دل کو حضرت عیسیٰ کی صفت پر" اس عبارت کا مفہوم کیا ہے؟

جسم قارون کی صفت پر ہو اور دل حضرت عیسیٰ کی طرح

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ قارون بادشاہ تھا اُس کے پاس مال و اسباب کی فراوانی تھی۔ چنانچہ صوفی کو چاہئے کہ وہ لوگوں کے درمیان اس طرح رہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ سکے کہ یہ محتاج اور فقیر ہے۔ وہ اپنے فقر کو لوگوں کی نظر سے چھپائے رکھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُس فقیر کو دوست رکھتا ہے جو اپنے کو لوگوں کے سامنے دولت مند بنا کر پیش کرتا ہے۔ اور صوفی کا دل عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہو، یعنی ہمیشہ اللہ کی طرف متوجہ رہے۔ دنیا کی کوئی چیز اختیار نہ کرے۔

پھر فرمایا ـــــ قارون کا حال مشہور ہی ہے، لیکن عیسیٰ علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ جب تک زندہ رہے کہیں بھی اپنا گھر نہیں بنایا۔ جنگلوں میں رہتے جب رات آتی کسی درخت کے نیچے گذر کر لیتے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ کئی روز تک دن رات لگاتار بارش ہوتی رہی اور حضرت عیسیٰ اس وقت جنگلوں میں تھے وہاں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جو بارش سے پناہ لیتے اچانک ایک بھیڑیا پر نظر پڑی جو اپنے سوراخ سے باہر دیکھ رہا تھا، عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ رب العزت میں فریاد کی ـــــ لابن مریم ماویٰ ابنِ مریم کی پناہ گاہ کہاں ہے؟

حضرت عیسیٰ نے اپنی زندگی اس طرح گذاری کہ دنیاوی سامان میں سے صرف کنگھی اور ایک پیالہ اپنے پاس رکھتے۔

ایک روز فرشتے کو حکم ہوا ـــــ آدمی کی شکل میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اس طرح جاؤ کہ وہ تمہیں دیکھ لیں۔ وہ فرشتہ آدمی کی شکل میں زمین پر آیا ندی کے کنارے وضو کرنے لگا۔ وضو کے بعد اس نے اپنی انگلیوں سے داڑھی میں خلال کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھ کر اپنے دل میں سوچا ـــــ اب مجھے کنگھی کی حاجت نہیں رہی، انگلیوں سے یہ کام لیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ کنگھی کو پھینک دیا۔

پھر دیکھا کہ وہی آدمی ندی کے کنارے چُلّو سے پانی پی رہا ہے۔ یعنی اپنے دونوں

ہاتھ ملا کر پانی پی رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ کے دل میں خیال آیا کہ اب پیالہ کی بھی ضرورت نہیں رہی، پیالہ بھی پھینک دیا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اور عصا کے لئے کیسی تنبیہ ہوئی تھی۔ اس کے بعد اپنی زبان گوہر فشاں سے یہ شعر پڑھا۔

نعلین و عصا ترا حجاب است

با موسیٰ ازیں سبب عتاب است

(چپل اور چھڑی تمہارے لئے حجاب ہے، موسیٰ پر اسی وجہ سے عتاب ہوا)۔

دین و دنیا ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ اگر دنیا کی قدر و قیمت ہوتی اور دنیا، دین کے ساتھ جمع ہوتی تو یہ لوگ اس کو اس طرح نہیں چھوڑ دیتے۔

حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے___ آپ فرماتے تھے کہ___ اگر دین و دنیا دونوں ایک ساتھ کسی کے پاس جمع ہوتی تو میرے پاس جمع ہوتی۔ اس لئے کہ مجھ میں سب سے زیادہ قوت ہے۔ چنانچہ جب میں نے ایسا ویسا دیکھا تو دنیا کو ترک کر دیا اور دین کو اختیار کر لیا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ لوگوں نے کہا ہے___ دین اور دنیا دونوں دو چوپائے کی طرح ہیں۔ اگر ایک کو پکڑتے ہیں تو دوسرا بھاگ جاتا ہے ضل ان یجتمعا (دو کو ایک ساتھ جمع کرنا گمراہی ہے)۔

حضرت بہلول دیوانہ کی حکایت

اسی کی مناسبت سے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ ایک روز حضرت بہلول دیوانہ کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا، وہ چاہ رہے تھے کہ ڈنڈا کے دونوں سرے کو ایک ساتھ پکڑ لیں، مگر جب ایک طرف پکڑتے تو دوسری طرف کا سرا ہاتھ سے چھوٹ جاتا۔

سلطان سنجر کی اُدھر سے گذر ہوئی۔ اس نے سارے معاملے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ___ اور پوچھا ___ اے بہلول! یہ کیا کر رہے ہو؟

بہلول نے کہا ___ آج صبح سے اسی کوشش میں لگا ہوں کہ اس ڈنڈے کو ایک ساتھ دونوں طرف سے پکڑ لوں، لیکن یہ کام نہیں ہو پا رہا ہے۔

سلطان سنجر نے کہا ___ تم بھی عجب دیوانے ہو دونوں سرا ایک ساتھ کیسے پکڑا ئے گا۔

بہلول نے کہا ___ تم بھی عجب بے وقوف بادشاہ ہو کہ دنیا کی سلطنت بھی چلا رہے ہو اور دین کی طلب بھی رکھتے ہو، دونوں کام ہرگز ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔

سلطان سنجر بہلول دیوانہ کے جواب سے شرمندہ ہو گئے اور خاموشی اختیار کر لی۔

عشق و محبت میں دوئی نہیں

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ جب کسی کو کسی سے دوستی ہو جاتی ہے اس وقت دل میں اپنے اس محبوب کے سوا کسی اور کو نہ چاہتا ہے نہ کسی اور کو یاد کرتا ہے۔ یہ حدیث شریف اسی حقیقت کی تائید کرتی ہے۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئاً کَثُرَ ذِکْرَہٗ (جو جس سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ بکثرت اس کو یاد کرتا ہے) بلکہ وہ یہاں تک چاہتا ہے کہ اس کے محبوب کے سوا کسی اور کا وجود ہی نہ ہو اور کوئی موجود ہی نہ ہو۔

چنانچہ ایک شخص اپنی معشوقہ سے کہتا تھا___ میں چاہتا ہوں کہ صرف تو رہے اور میں رہوں، باقی سارے لوگ مر جائیں۔ یہ غیرت کا کمال ہے اور کمالِ غیرت میں وہ یہ چاہتا ہے کہ میری معشوقہ میرے علاوہ کسی اور کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھے۔

مکتوبات شیخ مظفرؒ کا درس

یہ خاکسار حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات پڑھنے لگا___ اس میں یہ شعر آگیا۔

از یک قدم ز ہر دو جہاں پاک بگذرند

مرداں بر آورند بہ ہمت چو گامِ عشق

(یہ مردانِ حق جب ہمت کے ساتھ عشق کا قدم بڑھاتے ہیں تو ایک ہی قدم میں دونوں جہان سے پاک وصاف گذر جاتے ہیں)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ یہ شعر حضرت مخدوم مظفر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کی ہمت کے بیان میں ہے۔

مولانا توامہؒ نے مخدوم جہاںؒ کا طواف کیا

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ___ جب حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز تحصیلِ علم کے لئے مخدوم مولانا شرف الدین توامہؒ کے یہاں گئے، تمام علوم دینیہ حاصل کر کے علامہ اور دانشمند (scholar) بن گئے۔

ایک روز استاد نے فرمایا ___ میرے پاس کیمیا، سیمیا، ہیمیا اور تسخیر وغیرہ جیسے چند نادر علوم اور ہیں ان کو بھی سیکھ لیجئے اور پڑھ لیجئے۔

حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز نے عرض کیا ___ میں نے فقہ اور علمِ اصول وغیرہ کی تحصیل میں جو وقت لگایا اس کی وجہ سے اپنے اوپر ندامت کر رہا ہوں کہ ان چیزوں میں کیوں اتنا وقت لگا دیا، اپنے پروردگار کی خدمت کیوں نہیں کی، اب مزید مجھے کسی علم کی ضرورت نہیں۔

مخدوم مولانا شرف الدین رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کی یہ بات سن کر اور ہمت کے بلند ترین مقام پر ان کو فائز دیکھ کر اپنے شاگرد یعنی حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کا سات بار طواف کیا ___ اور فرمایا ___ قربان جاؤں اِس ہمت پر۔

اسماء میں مشغولیت بت پرستی ہے

پھر دعوتِ اسماء پر گفتگو ہونے لگی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک مکتوب میں لکھا ہے ''اسماء میں مشغول رہنے والے بت پرستوں کے جیسے ہیں''۔

مستجاب الدعوات ہونے کی شرط

اس کے بعد فرمایا ___ اس زمانہ میں صاحبِ دعوۃ (یعنی جن کی دعائیں مقبول ہوں) کہاں ہیں۔ اس کے لئے اکلِ حلال اور صدقِ مقال کی شرط ہے اور اکلِ حلال یعنی

حلال رزق اس زمانہ میں سخت مشکل ہے۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا بہتر طریقہ یہ ہے کہ قرض لے کر کھائے۔

حضرت شیخ نے فرمایا ـــــ قرض کو بہتر کہا گیا ہے لیکن قرض اسی سے لینا اچھا ہے جس کے بارے میں غالب گمان یہ ہو کہ اس کا زیادہ تر مال حلال ذریعہ سے حاصل ہوا ہے۔ اس زمانہ میں کافروں سے اور سود خواروں سے قرض لے لیتے ہیں ایسے قرض کا کیا فائدہ۔

مستجاب الدعوات بننے کی ترکیب

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ـــــ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی دعاء قبول ہو جائے اور وہ مستجاب الدعوات بن جائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پانی میں جا کر غوطہ لگائے اور غوطے کی حالت میں تجدید ایمان کرے اور استغفار کرے (یعنی کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے) پھر پانی پیئے، اس کے بعد دعاء کرے امید ہے کہ اس کی دعاء قبول ہو جائے گی۔

پھر فرمایا ـــــ ساری عمر کھانے، پینے اور پہننے کی فکر میں گذر گئی اور پوری زندگی اسی میں لگے رہے کہ یہ کریں اور وہ کریں۔ افسوس ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے نجات اور رہائی کی امید بنتی۔

جسم سواری ہے اور روح سوار

جسم سواری کی طرح ہے اور روح سوار ہے۔ افسوس ہے آدمی کی نادانی پر جو ہر وقت سواری کی دیکھ بھال اور نگہداشت میں لگا ہے۔ اس کو سوار کا ہرگز ہرگز خیال اور فکر نہیں۔

اس کے بعد یہ دو اشعار اپنی زبان گوہر فشاں سے ادا کیے۔

بارِ تو بر پشت حماری بارِ او بر جانِ تست ☆ بار یفگن خر رہا کن اینک منزل است
بس خدمتِ خر کردی کاہ و علف دادی ☆ در خدمتِ عیسیٰ ہم باید مددے کردن

(تمہارا بوجھ گدھے کی پیٹھ پر، اس کا بوجھ تمہاری جان پر۔ بوجھ کو پھینک دو، گدھے کو چھوڑ دو، دیکھو، یہی تمہاری منزل ہے
تم نے گدھے کی خوب خدمت کی، خوب گھانس اور چارہ دیا۔ حالانکہ تم کو عیسیٰ کی خدمت میں بھی رہ کر مدد کرنی چاہیے تھی)

روح عیسیٰ ہے، جسم خر ہے۔ پوری زندگی خر کی خدمت میں گذر گئی، سوار کو کسی وقت اپنی فکر نہیں ہوئی۔ افسوس ہے گدھے کی خدمت گذاری میں وقت برباد کرنے اور نقصان اٹھانے پر۔

مجلس - ۷۲

معدن المعانی کی ایک عبارت کی تشریح

زمیں بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔

جونپور کے ایک طالب علم کاغذ پر کچھ لکھ کر لائے، اور حضرت شیخ عظمہ اللہ کے دست مبارک میں دے دیا ___ اور عرض کیا ___ معدن المعانی کی یہ عبارت سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔

دررسالہ قشیری رحمتہ اللّٰہ علیہ آوردہ است هر کہ پیر از او خشنود باشد تا آن پیر زندہ باشد مکافاتِ آن بدو نرسد تا تعظیمِ آن شیخ از دلِ او زائل نگردد و چون آن شیخ نقل کند آنچہ جز او رضائے پیر بود بدو رسیدن گیرد و هر کہ دلِ پیر ازوے متغنیر بود بنوعے اورا نیز در حالِ حیات آن پیر مکافات نکند تا شفقت و رافت دل پیر مر او را در نیاید کہ ایشان مخلوقند بر کرم پس چون آن پیر نقل کرد مکافات آن بدو رسیدن گیرد

حضرت قشیری رحمتہ اللہ علیہ کے رسالہ میں ہے کہ پیر جب مرید سے خوش ہوتے ہیں اور جب تک پیر با حیات ہیں مرید کو پیر کی خوشنودی کا بدلہ نہیں ملتا تا کہ اس شیخ کی تعظیم دل سے زائل نہ ہو جائے اور جب پیر کا انتقال ہو جاتا ہے تو پیر کی رضا اور خوشنودی کا اجر ملنے لگتا ہے۔اسی طرح جس پیر کا دل مرید کی طرف سے برگشتہ ہو جاتا ہے پیر کی حیات تک کسی طرح کا بدلہ نہیں ملتا تا کہ پیر کے دل میں جو شفقت و محبت ہے اس میں کوئی کمی نہ ہو اس لئے کہ کرم نوازی ان کی فطری صفت ہے۔ہاں! جب پیر کا وصال ہو جاتا ہے تو اس کا بدلہ ملنے لگتا ہے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____اس عبارت کے پہلے جملے کا مفہوم واللہ اعلم! یہ ہو کہ جب پیر مرید سے خوش ہو اور اپنی حیات میں اس کے اسبابِ خوشی کا بدلہ اپنی شفقتوں اور نوازشوں کے ذریعہ دینے لگے تو اس بات کا احتمال پایا جاتا ہے کہ وہ مرید مغرور ہو جائے گا اور کہیں گھمنڈ کا شکار ہو کر ترقی اور سلوک سے رک نہ جائے۔اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ شیخ کی عظمت ہی اس کے دل سے نکل جائے وہ اس خیال میں مبتلا ہو جائے کہ ہم کو بھی مقام اور نعمتیں حاصل ہیں۔اسی لئے پیر اپنی حیات میں اس خوشنودی کا اجر دینا نہیں چاہتے۔

اور دوسرے جملے کا مفہوم واللہ اعلم! یہ ہو سکتا ہے کہ مرید کی بے ادبی اور غلطیوں کی وجہ سے اگر پیر ناراض ہو جائے تو وہ پیر جب تک زندہ ہیں اس کا بدلہ نہیں دیتے۔اور اس بے ادبی کی

جزا کا اظہار ہونے نہیں دیتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ پیر کو جو تکلیف پہنچی ہے کہیں اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس مرید کی گوشمالی نہ کردے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حق کو درگذر کر دیتا ہے مگر اپنے دوستوں کے حق کو نظر انداز نہیں کرتا (یعنی دوستوں کی دل آزاری اللہ معاف نہیں کرتا)۔

اللہ کو اپنے دوستوں کی تکلیف پسند نہیں

خاکسار نے عرض کیا ___ سلک سلوک نخشبی میں اسی طرح کی بات کہی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ سے کہا ___ اے موسیٰ! فرعون نے میری نافرمانی کی اور قارون نے آپ کی نافرمانی کی۔ میں نے قارون کی فوراً گرفت کی اس لئے کہ مجھے اپنے سے زیادہ اپنے دوستوں کو تکلیف دینا ناگوار گذرتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا ___ ایک شخص یہ حکایت بیان کرتے تھے کہ ___ ایک مرید کہیں جا رہے تھے۔ انہوں نے اپنی بیٹی کو اپنے پیر کے یہاں چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ پیر نے مرید کی بیٹی کے ساتھ ہمبستری کی اور اس سے اولاد ہوئی۔ جب مرید سفر سے واپس آئے اپنی بیٹی کو بلایا ___ پیر نے ان کی بیٹی کو اس کے دونوں بیٹوں کے ساتھ حاضر کر دیا۔ جب مرید کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے توبہ کیا۔ معلوم ہونا چاہئے کہ پیر مرید کے اسرار سے واقف ہوتا ہے۔ پیر کو پورا یقین تھا کہ وہ مرید واپس آئے گا۔ اس کے باوجود معنوی باپ ہونے کی حیثیت سے پیر نے مرید کے مال میں تصرف کر لیا، جو معنوی بیٹا ہوتا ہے۔

بیٹا اور بیٹے کا سارا مال باپ کی مِلک ہے

چنانچہ منقول ہے کہ ___ ایک روز ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

خدمت میں حاضر آئے اور فریاد کی ___ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس لڑکے کی میں نے بچپن سے بہت مشقت کے ساتھ پرورش کی ہے۔ اب میں بوڑھا اور نادار ہو گیا ہوں۔ اس کو میری ذرا بھی فکر نہیں ہے۔ اس نے مجھے اپنے مال و دولت سے محروم کر دیا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے لڑکے سے فرمایا ___ اَنْتَ وَ مَالُکَ لِاَبِیْکَ یعنی تو بھی اور تیرا جو کچھ مال ہے وہ سب بھی تیرے باپ کا ہے، اور اُس کی مِلک ہے۔ اسی حدیث کو بعض علماء نے تمسک کے ثبوت میں لیا ہے۔

مولانا معزالدینؒ کے نام مولانا مظفرؒ کا مکتوب۔

خاکسار مکتوباتِ حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمۃ اللہ علیہ پڑھنے لگا ___ ایک مکتوب میں تحریر تھا ___ ''برادر مولانا معزالدین......... الی آخرہ۔''

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ یہ مکتوب حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نے اپنے بھائی اور حضرت مخدوم حسین قدس اللہ سرہ العزیز کے والد بزرگوار حضرت شیخ معزالدینؒ کو لکھا ہے۔

برادرانِ مخدوم شیخ مظفرؒ

حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ تین بھائی تھے۔ سب میں بڑے حضرت شیخ مظفرؒ ہوئے، ان کے بعد مخدوم شیخ معزالدینؒ اور ان کے بعد شیخ قمرالدینؒ تھے۔

روح سے متعلق شیخ قمرالدینؒ کا سوال

شیخ قمرالدینؒ بھی اہل اور تمام علوم میں کامل تھے۔ یہ حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ سے بار

بار روح کے متعلق سوال کرتے۔ اور حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ فرماتے کہ ــــ اس کو بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے، اس لئے خاموش رہئے ــــ لیکن ــــ یہ باز نہیں آتے اور اپنے سوال پر اصرار کرتے رہتے۔ ایک دن بہت زیادہ ضد کرنے لگے۔

جب حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نے دیکھا کہ یہ مانتے نہیں تو فرمایا ــــ دانت (یعنی اپنی زبان) بند رکھو۔

حضرت شیخ قمرالدینؒ کو لیمون کی آمیزش سے بنی ہوئی مٹھائی کھانے کی عادت تھی۔ ایک روز وہی کھا رہے تھے کہ لیمون کی وجہ سے ان کے دانت پر دانت چپک گئے۔ کھولنے کی بہت کوشش کی گئی مگر منہ نہیں کھلا اور اسی حال میں ان کا انتقال ہوگیا۔

انتقال کے بعد حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نے اپنے بھائی شیخ قمرالدینؒ کو خواب میں دیکھا ــــ پوچھا ــــ کہئے! روح کا مسئلہ جو مجھ سے پوچھتے تھے وہ حل ہوگیا؟

انہوں نے کہا ــــ جی ہاں! حل ہوگیا ــــ اور سچی بات یہ ہے کہ حق پر آپ ہی تھے جو اس کو بیان نہیں کرتے تھے۔

مولانا شیخائی پنڈوہ کے شیخ اور مقتدا تھے

حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ کے مکتوبات میں ایک مکتوب مولانا شیخائی کے نام بھی ہے۔ حضرت شیخ عظمۃ اللہ نے فرمایا ــــ مولانا شیخائی، شیخ بایزیدؒ کے والد بزرگوار تھے اور پنڈوہ کے ایک بہت بڑے شیخ اور مقتدا تھے۔

مولانا شیخائی کی نفس کشی کا امتحان

ایک روز قاضی عبدالملک ان کے پاس آئے۔ مولانا شیخائی قاضی صاحب کی

تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ___ قاضی صاحب آج مجھ سے کچھ فرمائش کیجئے۔آپ جو حکم دیں گے ___ کھانے کے لئے وہ پیش کروں گا۔قاضی عبدالملک نے کہا ___ میں یہاں دہی کھانے کے لئے آیا ہوں،مگر شرط یہ ہے کہ آپ شراب خانہ سے اپنے سر پر رکھ کر لائیں۔

مولانا شیخائی اسی وقت اٹھے،روانہ ہوگئے اور اپنے اسی مقتدائی اور بزرگی کی دستار و عبا کے ساتھ شراب خانہ گئے،دہی لیا،سر پر رکھ کر لائے اور قاضی عبدالملک کے سامنے رکھ دیا۔

مجلس ـ ۳۷

مکتوبات مخدوم شیخ حسینؒ کا درس

زمیں بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔خاکسار کے ہاتھ میں حضرت شیخ الاسلام شیخ حسینؒ کے مکتوبات تھے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ہاتھ میں کیا ہے؟ ___ پڑھو۔

خاکسار پڑھنے لگا ___ یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچا کہ قرآن مجید میں آیا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ [فاطر/۳۲] (پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنہیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے۔پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رَو ہیں اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں)۔

خاکسار نے عرض کیا ___ نفس ظالم تو خواہشات اور نفس والے کا دوست ہوتا ہے وہ مصطفائیوں کی جماعت میں کیسے داخل ہوگا؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اس سے عام مسلمانوں کا نفس مراد ہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں شامل ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ___ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا [البقرہ/۲۵۷] (اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا) جب عوام اللہ کے دوست ہیں تو بلاشبہ مصطفائیوں کی جماعت میں داخل ہوں گے۔

گمشدہ کی بازیابی کی ترکیب

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حضرت شیخ عظمہ اللہ کے نوکروں میں سے ایک نوکر آئے اور عرض کیا ___ بیس (۲۰) تنکہ جو نذر کے لئے رکھا گیا تھا اس کو کوئی آدمی لے کر بھاگ گیا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ وہ فقیروں کا حصہ ہے اس کو کوئی کیسے لے کر چلا جائے گا۔ اس کے بعد قرآن مجید طلب فرمایا، اس کو کھولا اور ایک دعاء لکھ کر اس میں رکھ دی۔

اس کے بعد فرمایا ___ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ ___ جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے وہ اِس دعاء کو لکھ کر قرآن میں رکھ دے وہ چیز مل جائے گی، اِس کام کے لئے یہ دعاء بہت مجرب ہے۔ اور وہ دعاء یہ ہے.....

"یَا جَامِعَ النَّاس لِیَومٍ لَا رَیبَ فِیْهِ اِجْمَعْ عَلَیَّ ضَالَّتِی"۔

ابھی تقریباً ایک پہر بھی نہیں گذرا تھا اور حاضرین، مجلس میں بیٹھے ہی تھے کہ وہ رقم مل گئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فقیروں اور حق داروں میں تقسیم کر دیا اور فرمایا ___ جب اِس دعاء کو لکھیں تو گمشدہ چیز یا غائب شدہ آدمی کا نام بھی اِس طرح لکھ دیں..........

اِجْمَعْ عَلَیَّ فَلَانِ الْمَال - یا - فَلَانِ الْغُلَام - یا - فَلَانِ الْجَارِیَه۔

اسّی سال کے لوگ

حاضرین میں سے ایک شخص نے اِس حدیث کا معنی دریافت کیا ــــ ابــنـــاء الثمانین عتقاء اللہ

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ ایک روز کسی نے حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز سے یہی سوال کیا تھا، یہ بندہ بھی وہاں پر موجود تھا۔ حضرت شیخ قدس اللہ سرہ العزیز نے چند جواب دیئے تھے۔

ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ ــــ عتقاء اللہ سے مراد قدماء اللہ ہے۔ اس لئے کہ عتیق کا معنی قدیم ہے جیسا کہ کلامِ مجید میں آیا ہے ــــ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ [الحج/۲۹] (اور طواف کریں ایسے گھر کا جو بہت قدیم ہے)۔ یہاں عتیق قدیم کے معنی میں ہے

دوسرا معنی یہ ہے کہ ــــ جب آدمی اسّی سال کی عمر میں پہنچ جاتا ہے، داہنی طرف کے فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اس آدمی کی نیکیوں کو لکھ لو اور بائیں طرف کے فرشتے کو کہتا ہے کہ اس کی برائیوں کو مت لکھو، اس لئے کہ اس نے میری بہت خدمت کی ہے۔ سیّات کے بعد عتیق رہ جاتا ہے۔

تیسرا معنی یہ ہے کہ ــــ جب کوئی اسّی سال کا ہو جاتا ہے تو اس کے تمام اعضاء میں سستی اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے، کمزوری آجاتی ہے اور گناہ پر کم قدرت رہ جاتی ہے۔ گناہ عتیق بن جاتا ہے۔

دس سال سے سو سال کے عمر کی خاصیت

اس موقع پر خاکسار نے عرض کیا ــــ ایک شاعر نے دس سال سے سو سال تک

کے عمر کی خاصیت نظم کر دی ہے۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ سناؤ ــــــ خاکسار نے یہ اشعار پڑھے۔

چوں عمر از دہ گذشت و یا خود از بیست ☆ نمی شاید ترا چوں غافلاں زیست
نشاطِ عمر باشد تا بسی سال ☆ چہل رفتہ فروریزد پر و بال
پس از پنجہ نباشد تندرستی ☆ بصر کندی پذیرد پائے سستی
چو شصت آمد نشست آمد بدیوار ☆ چو ہفتاد آمد افتاد آلت از کار
چو ہشتاد و نود اندر رسیدی ☆ بسا سختی کہ از گیتی کشیدی

از انجا چوں بصد منزل رسانی
بود مرگ بصورت زندگانی

(جب عمر دس سال سے بیس سال کے درمیان ہوگئی تو غفلت میں وقت نہیں گذارا جائے
خوشی و مسرت کی مدت تیس سال تک ہے، چالیس سال میں تو پر و بال گرنے لگتے ہیں
پچاس سال کے بعد تندرستی باقی نہیں رہتی، بینائی کمزور ہو جاتی ہے اور پاؤں میں سستی آجاتی ہے
ساٹھ سال میں دیوار کے سہارے کی ضرورت پڑ جاتی ہے، ستر میں پہنچ گئے تو اعضاء بے کار ہو جاتے ہیں
اسی، نوے سال کی عمر میں پریشانی ہی پریشانی ہے
سو سال کی عمر میں پہنچنے پر زندگی موت بن جاتی ہے)۔

مندرجہ بالا اشعار کی تعریف

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ شاعر پر اللہ کی رحمت ہو، کیا خوب لکھا ہے۔ پوری نظم نصیحت اور عبرت حاصل کرنے کے لائق ہے۔ شاعر لکھتا ہے کہ ــــــ ستر سال میں

اعضاء کام کے نہیں رہتے اور اَسی سال میں تو آدمی کسی کام ہی کا نہیں رہتا۔ کہنے کا مطلب یہ کہ ایسے میں گناہ اُس سے سرزد ہو یہ بعید ہے۔

آج کے عشق میں استحکام کیوں نہیں ہوتا

حاضرین میں سے ایک دوسرے شخص نے عرض کیا ___ آج کل جب کسی کو کسی سے عشق ہو جاتا ہے تو اس عشق میں نہ پائیداری رہتی ہے اور نہ استحکام۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ جو عشق کرتے ہیں وہ اپنے محبوب اور معشوق سے فائدہ اٹھانے اور تکمیل شہوت کی امید رکھتے ہیں۔ جیسے ہی شہوت پوری ہو جاتی عشق رخصت ہو جاتا ___ اس کو تو عشق کہتے ہی نہیں ___ یہ عشق نہیں بلکہ شہواتی کھیل ہے۔

اس کے بعد خواجہ نظامی کے یہ اشعار پڑھے ۔

عشق آں باشد کہ کم نہ گردد ☆ تا باشد ازاں قدم نہ گردد
عشق کہ نہ عشق جاویدانی ست ☆ بازیچۂ شہوتی جوانی ست

(عشق وہ ہے جو کم نہ ہو جب ہو جائے تو اس سے قدم پیچھے نہ ہو
جس عشق میں ہمیشگی اور پائیداری نہیں وہ عشق جوانی کی شہوت کا کھلونا ہے عشق نہیں)۔

محبوب سے مراد کی طلب خود پرستی ہے

اس کے بعد فرمایا ___ عاشق کو چاہئے کہ اپنے محبوب سے مراد کی طلب نہ کرے۔ محبوب سے مراد کی طلب خود پرستی ہے اور جو خود پرست ہوتا ہے وہ عاشق نہیں ہے۔ عاشق تو وہ ہے جو اپنے معشوق سے کسی طرح کے استفادہ کی طلب نہ کرے۔

اس کے بعد حضرت نے حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز کا یہ شعر اپنی زبان گوہر فشاں سے پڑھا۔

چوں نصیب از یار جستن خود پرستی آمدہ است
پس نصیب ما خود آں انظر الی آوردہ ام

(چونکہ محبوب سے اپنی مراد کی طلب خود پرستی ہے اس لئے میں نے اس کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنا ہی اپنا معمول بنالیا ہے۔)

پھر فرمایا ___ مراد محبوب کے لئے مخصوص ہے اور نیاز عاشق کے لئے ___ عاشق اپنے معشوق کے لئے جو بھی محنت اور مشقت کرتا ہے، اس محنت و مشقت میں عاشق کو فرحت مسرت اور راحت وخوشی حاصل ہوتی ہے اور ہر وہ راحت جو بغیر معشوق کے حاصل ہو وہ عاشق کے لئے مشقت بن جاتی ہے اور ایسی راحت اُس عاشق کے لئے بے کار و برباد ہے۔
پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا۔

لو کان ھٰذا الدمع یجری صبابةً
علیٰ غیرِ لیلیٰ فھو دمع مضیعٌ

یعنی وہ آنسو جو لیلیٰ کے علاوہ کسی غیر دوست کے لئے جاری ہو جائے تو سمجھ لیجئے کہ وہ آنسو ضائع اور برباد گیا۔

عشق فرطِ محبت کو کہتے ہیں

اب ... ولہ اور عشق کی بات ہونے لگی، فرمایا ___ عشق فرطِ محبت کو کہتے ہیں یعنی محبت کی زیادتی کا نام عشق ہے۔

پہلے معرفت یعنی آشنائی ہوتی ہے

اس کے بعد الفت ہوتی ہے

اس کے بعد محبت ہوتی ہے

اس کے بعد عشق ہے۔

خان معظم کی محبت نوازی

ایک شخص کو اپنے گھر کی کنیز (دائی) سے عشق ہو گیا، لیکن وہ کنیز خانی معظم کے ہاتھ بیچ دی گئی۔ خان مذکور نے اُس کنیز کے ساتھ نوازش و کرم کا خوب خوب معاملہ کیا۔ اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آیا اور اپنے بستر پر اُس کو جگہ دی۔ اُس کنیز کا وہ عاشق اس کی جدائی میں بے چین و پریشان رہنے لگا، اُس کا جینا مشکل ہو گیا۔ آخر وہ ایک مولانا کے پاس گیا جو خان مذکور سے بھی قربت رکھتے تھے۔ اس شخص نے اپنا سارا حال مولانا صاحب کو بتایا۔

مولانا نے کہا ___ تمہارے پاس کوئی ایسی نشانی ہے جو میں اس کو دکھاؤں۔

اس شخص نے اپنی پگڑی اور انگوٹھی مولانا کے حوالے کی۔

مولانا نے اُس کنیز تک اِن چیزوں کو پہنچا دیا جن کو دیکھ کر کنیز کی آنکھوں سے اِس طرح آنسو جاری ہو گیا کہ رکتا ہی نہیں تھا۔

خان نے اُس کو اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے بلایا مگر نہیں آئی اور بیماری کا بہانہ کر دیا۔ چند روز اسی طرح گذر گئے۔ آخر ایک روز مولانا نے خان سے عرض کیا ___ اس کنیز کو کوئی بیماری نہیں ہے بلکہ اُس کے ساتھ عشق کا معاملہ ہے۔

خان ایک انصاف ور آدمی تھا اُس نے کنیز کو یہ کہنے کے لئے بلایا کہ ___ جو بھی معاملہ ہے وہ مجھ سے بیان کرو اور مجھ کو بتاؤ، ساتھ ہی اُس نے کنیز کے عاشق کو بھی طلب کیا۔

دونوں اس طرح دوڑتے ہوئے آئے کہ معلوم ہو رہا تھا جیسے دوڑ کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے پاؤں سے اُلجھ کر گر پڑے اُس وقت اُن دونوں کو خان سے نہ کسی طرح کا خوف وخطرہ تھا اور نہ شرم آ رہی تھی۔ خان مذکور نے کنیز کو اُس مرد کے حوالے کیا اور خرچ دے کر رخصت کر دیا۔

یحییٰ برمکی کی دردمندی

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ــــــ مجھے بھی اِسی طرح کی ایک حکایت یاد ہے۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ بیان کیجئے۔

انہوں نے کہا ــــــ خلیفہء بغداد کے وزیر یحییٰ کے پاس ایک عورت تھی جس کا نام امیمہ تھا، اور مسلمس نام کے ایک آدمی سے اس کو محبت تھی۔ یحییٰ نے مصلحت یہی دیکھی کہ امیمہ کا نکاح مسلمس سے کر دیا جائے۔ انہوں نے مسلمس کو بلایا اور اس مقصد کے لئے راہ ہموار کی۔ اُس وقت یحییٰ کو ایک کام بھی درپیش تھا۔ حکم دیا کہ اس شرط پر یہ عورت تمہارے حوالے کروں گا کہ پہلے یہ کام کر کے واپس آ جاؤ۔

مسلمس نے اس شرط کو قبول کیا اور وہاں سے رخصت ہو گیا لیکن واپسی میں اس کو بہت دیر ہو گئی۔ یحییٰ نے چاہا کہ اب یہ عورت کسی دوسرے کے حوالے کر دیں۔ سوداگر بچہ جو بڑا تھا اسی کو تیار کیا۔ دونوں طرف سے لوگ تیار ہو گئے اور شادی کی تاریخ بھی مقرر ہو گئی۔

جس رات شادی تھی اسی رات مسلمس بھی پہنچ گیا۔ شہر میں عیش وطرب اور جشن مسرت کے آثار نظر آئے۔ اس نے لوگوں سے دریافت کیا ــــــ کل عید تو نہیں ہے پھر یہ خوشی کا ماحول کیسا؟

لوگوں نے بتایا ــــــ کیا تجھے معلوم نہیں کہ آج یحییٰ برمکی کی اس عورت کی شادی

فلاں سوداگر بچہ سے ہو رہی ہے۔
مسلمس کو جب یہ بات معلوم ہوئی اسی وقت کپڑا اپھاڑا سر پر خاک ڈالی اور مجنوں کی طرح دیوانگی کے عالم میں یحیٰی کے دروازے پر پہنچ گیا۔
کسی نے بھی اس کو یحیٰی کے پاس جانے نہیں دیا۔ وہ کہتا رہا ___ میں مسلمس ہوں، یحیٰی نے مجھ کو کام سے بھیج دیا تھا میں وہ کام کر کے آ رہا ہوں، یحیٰی کو خبر کر دو۔ لیکن ____ اس کی بات پر کسی نے یقین نہیں کیا، سب لوگ یہی کہتے رہے کہ یہ پاگل اور دیوانہ ہے۔
جب یحیٰی تک اس کی رسائی نہیں ہوئی وہ مایوسی کے عالم میں اسی محل کے نیچے چلا گیا جہاں امیمہ قیام پذیر تھی۔ وہ زمین پر بیٹھ گیا۔ جیسے ہی امیمہ کو سوداگر بچہ کے سپرد کرنے کا وقت آیا ویسے ہی امیمہ نے اندرونی درد اور سوز کی کیفیت میں بہت بلند آواز سے عربی کا یہ شعر پڑھا

فبالیت شعری والحوادث

بای بلاد انت یا مسلمسی

یعنی کاش تجھے میرا حال معلوم ہوتا کہ مجھ پر کیسے حادثات گذر رہے ہیں، اے میرے مسلمس! بتاؤ تم کس شہر میں ہو۔
اس نے یہ شعر پڑھا اور نالہ وفریاد کرنے لگی کہ ہائے مسلمس کہاں ہے۔ اب تو وقت ہاتھ سے جا رہا ہے۔
مسلمس تو وہیں تھا، اس نے بھی امیمہ کی درد بھری آواز سن کر عربی شعر میں یوں جواب دیا۔

باقرب دارِ امیمہ فاعلمی

انا العاشق المسکین انت معرسی

یعنی میں تو تیرے محل سے بہت نزدیک ہوں۔اے امیمہ! تو یہ جان لے کہ میں تیرا عاشقِ مسکین ہوں اور تو میری دلہن ہے۔

القصہ! اس چیخ و پکار سے سوداگر بچے کو یہ شک ہو گیا کہ امیمہ آسیب کی شکار ہو گئی ہے، اور اس پر جن آ رہا ہے۔ چنانچہ اس نے امیمہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، ساری بات جاننے کے بعد اس نے امیمہ کو طلاق بھی دے دیا۔ جو بھی مال و اسباب اور گھر بار تھا سب مسلمس کے حوالے کیا اور خود باہر نکل آیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ــــــ جب یحیٰی بن عبداللہ نے امیمہ اور مسلمس کی گفتگو سنی اور پورے یقین و تحقیق کے ساتھ ان دونوں کے آپسی عشق و صدق کو معلوم کر لیا اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی تو ان دونوں کو اپنے سامنے بلایا، دونوں کی خوب خوب تعریف کی شاباشی دی اور بہت سارا مال و اسباب عنایت کیا ــــــ اور یہ شعر پڑھا۔

سمعتکما یاعاشقانِ ترجماً

وھبتکما مالی وداری ومجلسی

(میں نے تم دونوں عاشقوں کی ترجمانی سنی، میں اپنا مال اپنا گھر اپنی نشست گاہ تم دونوں کے حوالے کرتا ہوں)

یحیٰی برمکی کی اخلاق مندی

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ یحیٰی برمکی عجیب اخلاق مند آدمی تھے۔ ان کی اخلاق مندی اور کرم نوازی کا واقعہ سنئے ــــــ ایک شخص کو یحیٰی برمکی سے کچھ ضرورت تھی اور ان سے کچھ چیز حاصل کرنی تھی۔ اُس نے ان کے پاس جانے کا ارادہ کیا، جانے سے پہلے وہ یہ سوچنے لگا کہ آخر کون سی چیز ان کو پسند آئے گی جو تحفے کے طور پر لے کر جاؤں۔ وہ آدمی جس

شہر میں رہتا تھا وہاں میٹھا پانی بہت نایاب تھا، اس نے سوچا کہ یحییٰ کے شہر میں بھی ایسا پانی نہیں ہوگا۔ یہی لے کر جاتا ہوں یہ اُن کو پسند آئے گا اور ایسا تحفہ بہت کم لوگوں نے پیش کیا ہوگا۔ چنانچہ وہ ایک گھڑا میٹھا پانی لے گیا حالانکہ یحییٰ برمکی کے شہر میں میٹھے پانی کی فراوانی تھی۔ اس شخص نے یحییٰ سے ملاقات کی اور میٹھا پانی پیش کیا۔

یحییٰ نے اپنے لوگوں کو حکم دیا ___ اس شخص کو ایسی جگہ رکھو جہاں سے باہر نکلنا مشکل ہو۔ اِس حکم میں مصلحت یہ تھی کہ ___ اگر وہ باہر جائے گا اور اس کو یہ بات معلوم ہوگی کہ اِس شہر میں میٹھا پانی بہت ہے تو اس کے دل کو ٹھیس لگے گی۔

یحییٰ نے جیسا حکم دیا تھا اس کے لوگوں نے ویسا ہی کیا۔ یحییٰ نے اس آدمی کو اعزاز و اکرام اور بہت زیادہ نوازش و کرم کے ساتھ رخصت کیا اور اپنے نوکر کو حکم دیا کہ ___ اس آدمی کو اپنی سلطنت کے حدود سے پار کردو کہ پھر وہ واپس نہ آئے۔ خوش اخلاقی اور مروت کے اس مقام پر یحییٰ برمکی تھے۔

مجلس - ۴۷

شیخ عظمۃ اللہ کے صاحبزادے شیخ سلیمان کا فاتحہ سوم

حضرت شیخ عظمۃ اللہ کے صاحبزادہ معظم سلیمان طاب ثراہ جعل الجنة مثواہ کے زیارت سوم کا دن تھا۔ اس دن لوگوں کا مجمع کثیر تھا۔ حضرت شیخ عظمۃ اللہ جماعت خانہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے قریب حضرت استاد علامہ بیٹھے تھے۔ یہ خاکسار بھی حضرت کے قریب ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے استاد علامہ کی طرف رخ کیا اور فرمایا ___ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم ؑ کو بارگاہِ خداوندی سے مانگنا نہیں چاہا، اگر مانگ لیتے تو وہ زندہ رہ جاتے۔ لیکن ایسی درخواست نہیں کی اسی لئے لوگوں نے کہا ہے کہ درخواست (یعنی کچھ طلب کرنا) ناقصوں کا کام ہے اور برخواست (یعنی اپنی خواہش اور مرضی کو ختم کر دینا) کاملوں کی صفت ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ التسلیم تو کامل و اکمل تھے اس لئے درخواست نہیں کی۔

نقل ہے کہ جب حضرت ابراہیم ؑ کا انتقال ہوا تو اس وقت آپ ﷺ کی چشمِ مبارک سے آنسو چہرۂ انور پر آگئے اور زبان مبارک پر یہ جملہ تھا ___ اَلْقَلْبُ یَحْزُنُ وَالْعَیْنُ تَدْمَعُ وَاَنَا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاھِیْمَ لَمَحْزُوْنٌ (دل غمزدہ ہے، آنکھیں رو رہی ہیں، اے ابراہیم! میں تمہاری جدائی میں غمگین ہوں)۔

جب حضرت ابراہیم ؑ کی تدفین ہوگئی، منکر نکیر سوال کے لئے آگئے اور انہوں نے سوال کیا ___ من نبیک (تمہارے نبی کون ہیں؟)۔

حضرت ابراہیم خاموش رہے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا کان قبر سے لگائے ہوئے تھے۔ تلقین فرمائی، اور اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ___ کہہ دو میرے پیغمبر میرے والد ہیں۔

جسم میں روح اِس طرح رہتی ہے جیسے .....

پھر حضرت شیخ نے فرمایا ___ یہ دنیا وہ ہے جس کو ثبات نہیں، ہمیشہ رہنے والی نہیں، چندروزہ ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے ___ جسم میں روح ویسے رہتی ہے جیسے ....

''مسافر کسی سرائے میں ٹھہرتا ہے، رات میں قیام کیا اور صبح میں روانہ ہو گئے''۔

یا

''اس خوبصورت وحسین دلہن کی طرح ہے جو اپنے جھروکے سے ایک جلوہ دکھاتی ہے اور پھر پردے میں چلی جاتی ہے''۔

بلکہ

اس بجلی کی طرح ہے جو چمکی اور غائب ہوگئی۔

حیات ہی میں قبر کی تیاری

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ شیخ پیارا اور ابراہیم انصاری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ــــ کوئی کہہ رہا تھا کہ ــــ حضرت میر سید اجمل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں اپنی قبر تیار کروالیا تھا۔

شیخ پیارا نے عرض کیا ــــ بندے کو اس بات کی تحقیق نہیں ہے۔ لیکن ہاں! یہ معلوم ہے کہ حضرت عماد نے اپنی حیات ہی اپنی قبر تیار کروالیا تھا اور گندم لگایا کرتے تھے۔ ہر سال جب نیا گندم پیدا ہوتا پرانے گندم کو فقیروں میں تقسیم کردیتے اور نیا گندم رکھ دیتے۔

بعض حاضرین نے عرض کیا ــــ چند مخدومان نے بھی ایسا کیا ہے۔

گنبد رسول ﷺ کے اندر ایک شخص کا داخل ہونا

حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنبد میں کوئی داخل ہوا تھا اور وہاں اس کے ساتھ کچھ معاملہ ہوگیا تھا؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ پورا واقعہ اس طرح ہے کہ ــــ پہلے اس گنبد مبارک کے اوپر روشنی کے لئے تھوڑا کھلا ہوا تھا، پورا بند نہیں کیا گیا تھا۔ اتفاقاً ایک بلی اوپر

چڑھی اور گنبد میں گر کر مرگئی۔ کسی نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ فرمارہے ہیں ___ اس جگہ بلی گر کر مرگئی ہے۔ کوئی آدمی آنکھ بند کر کے اس میں داخل ہو اور بلی کی ہڈیوں کو باہر نکال لے۔

لوگوں نے ایک شخص کو اس کی آنکھ پر پٹی باندھ کر اندر بھیجا۔ وہ شخص جب گنبد کے اندر داخل ہوئے آنکھ کھول دی۔ انتہائی روشنی اور نور سے ان کی آنکھ کی بینائی جاتی رہی اور زبان بھی بند ہوگئی۔ اسی حال میں وہ باہر آئے۔

مخدوم جہاںؒ کا مزار کھول کر کنکری نکالی گئی

اس وقت استاد علامہ نے عرض کیا ___ لوگ کہتے ہیں کہ وہ راج (معمار) جو حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کی قبر مبارک میں اترے تھے ان کی آنکھ کے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ ہوا تھا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ جی ہاں! لیکن پورا واقعہ اِس طرح ہے کہ حضرت مخدوم جہاںؒ کی قبر مبارک جب ٹپکنے لگی تو آپ نے حضرت مخدوم شیخ حُسین، حضرت مخدوم قاضی عالم، ملک عبدالرحمٰن مقطع اور اسی راج مذکور کو خواب دکھایا ___ میرا گھر ٹپک رہا ہے اور مجھ کو کسی چیز سے تکلیف پہنچ رہی ہے۔

جب صبح ہوئی حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز گھر سے روانہ ہوئے راستے میں مخدوم قاضی عالم سے ملاقات ہوئی اُن دونوں نے ملک عبدالرحمٰن کو اطلاع دی اور اس راج کو بھی بلوایا سب لوگ روضۂ مبارک پر حاضر ہوئے۔ پردہ گھیرا گیا مزارِ مبارک کو کھولا گیا وہی راج مذکور آنکھ پر پٹی باندھ کر قبر مبارک میں اترے۔ آنکھ کھول دی دیکھا سوئی کے نوک کے برابر ایک سوراخ ہوگیا ہے اور حضرت کا کفن مبارک اسی طرح سفید اور تروتازہ ہے

کفن پر نہ کسی طرح کی نمی ہے اور نہ کچھ فرق پڑا ہے۔ داڑھی کے بال، ہاتھ پاؤں کے ناخن بڑھ گئے ہیں۔ اب وہ راج اس تلاش میں رہے کہ آخر مخدوم کو تکلیف کس چیز سے پہنچ رہی ہے۔ دیکھا ـــــ ایک کنکری پہلو کے نیچے پڑی ہے اس راج کو نکالنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ جب اس نے ایسی جرأت نہیں کی تو حضرت مخدوم جہاںؒ نے خود پہلو بدل لیا اور راج نے وہ کنکری نکال لی۔ ان معاملات کو دیکھ کر اس پر دہشت طاری ہوگئی۔ فوراً باہر نکل آیا اور قبر مبارک کو اسی وقت بند کر دیا گیا۔ اس کی ایک آنکھ کی روشنی جاتی رہی۔

رسول اللہ ﷺ کے گنبد میں صحابہ کے مزارات

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنبد میں چند قبریں اور بھی ہیں ان میں سے ایک قبر امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے، دوسری قبر امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہے اور قبر کی بناوٹ اس طرح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ ﷺ کے سینۂ مبارک کے قریب ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے کے پاس ہے۔

دنیا کی مشغولیت لاحاصل ہے

اس کے بعد فرمایا ـــــ دنیا کی مشغولیت فضول اور بے کار ہے۔ آخر میں پشیمانی اور شرمندگی کے سوا اور کچھ نہیں۔

دوزخ سے سب سے آخر میں جو نکالا جائے گا

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ـــــ جس شخص کو سب سے آخر میں

دوزخ سے نکالیں گے وہ کون ہوگا؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ اُس کا نام نہاد ہوگا۔ جبرئیل علیہ السلام کو حکم خداوندی ہوگا کہ دوزخ میں جاؤ جو باقی رہ گیا ہے اس کو باہر نکالو۔

جبرئیل دوزخ میں جائیں گے ــــ تلاش کریں گے ــــ کوئی نہیں ملے گا۔ عرض کریں گے ــــ الٰہی دوزخ میں کوئی نہیں ہے۔

حکم ہوگا ــــ پھر جاؤ ــــ اور دیکھو ــــ وہاں اگر کوئی ہو باہر نکالو۔

جبرئیل پھر جائیں گے ــــ تلاش کریں گے ــــ کوئی نہیں ملے گا۔ آ کر عرض کریں گے ــــ وہاں اب کوئی نہیں ہے۔

پھر ارشاد ہوگا ــــ جاؤ ــــ اور ٹھیک سے تلاش کرو ــــ اس لئے کہ میں اس کی تسبیح سُن رہا ہوں۔

جبرئیل پھر جائیں گے ــــ تلاش کریں گے، دیکھیں گے ــــ ایک گڈھا ہے اور سانپ کے منہ میں ایک آدمی پڑا ہوا ہے، اس کو کھینچ کر باہر نکالنا چاہیں گے۔

حکم ہوگا ــــ کوئی آرزو بھی ہے؟ ــــ وہ آدمی کہے گا ــــ میری خواہش یہی ہے کہ مجھ کو سانپ کے منہ سے باہر کر دیا جائے۔

حکم ہوگا ــــ وعدہ کرو ــــ اس کے بعد پھر کسی دوسری خواہش کا اظہار نہیں کرو گے ــــ وہ وعدہ کرلے گا۔

حکم ہوگا ــــ اس کو سانپ کے منہ سے باہر نکال دو، اور ایک کھڑکی بہشت کی طرف اس کے لئے کھول دو۔

اس کھڑکی کو دیکھ کر وہ کہے گا ــــ اے اللہ پاک! مجھ کو بہشت کے سامنے جگہ دے دیجئے۔

حکم ہوگا ـــــ وعدہ کرو کہ ـــــ اس کے بعد کسی دوسری چیز کی خواہش نہیں
کرو گے ـــــ وہ وعدہ کرلے گا۔
پھر حکم ہوگا کہ ـــــ بہشت کا دروازہ کھول دو۔
بہشت کو دیکھ کر اس سے برداشت نہیں ہوگا ـــــ وہ عرض کرے گا ـــــ خداوندا!
جس طرح اتنے لوگوں کو اس میں داخل کیا ہے مجھ کو بھی اس میں داخل کر دے۔
پھر ارشاد ہوگا ـــــ پہلے بھی تو نے عہد کیا اور اس کو توڑ دیا، اس وقت بھی وعدہ کر رہا
ہے اور توڑ رہا ہے ـــــ بہر حال! اب حکم ہوگا ـــــ اس کو بہشت میں داخل کر دو۔
بہشت میں داخل ہونے کے بعد وہ عرض کرے گا ـــــ الٰہی! ہر ایک کو مقام ملا
ہے ـــــ میرا مقام کہاں ہے؟
ارشاد ہوگا ـــــ دنیا سے دس گنا زیادہ تیرا مقام مقرر کر دیا ہے۔
وہ شخص عرض کرے گا ـــــ اے اللہ پاک! تو سارے جہان کا پروردگار ہے اور مجھ
سے مذاق کر رہا ہے۔
حکم ہوگا ـــــ مذاق نہیں کر رہا ہوں بلکہ حقیقت میں تجھ کو دے دیا ہے۔

مجلس - ۷۵

عجز وانکسار کے ثمرات

زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ عجز وانکسار اور اس کے ثمرات پر گفتگو ہونے
لگی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ اپنے اوپر اور اپنے کاموں پر نظر رکھنا بے کار ہے۔

اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

ترا یک ذرہ عیب خویش دیدن

بہ از صد نوع غیب الغیب دیدن

(سینکڑوں قسم کی پوشیدہ در پوشیدہ چیزوں کو دیکھنے سے کہیں بہتر ہے کہ تیری نظر اپنے ایک عیب پر لگی رہے)۔

مخدوم شیخ حسینؒ کے روضہ پر حاضری اور ایک خاص واقعہ

اس کے بعد فرمایا ___ ایک عجیب واقعہ ہوا ہے لیکن کہنا نہیں چاہیے۔

جو احباب حاضر تھے وہ عرض کرنے لگے ___ بتایا جائے ہم لوگ بھی سنیں گے۔

فرمایا ___ ایک روز صبح سویرے میں حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز کے روضہ پر حاضر ہوا، دیکھا ___ مولانا منور امامت کر رہے ہیں، جن کی نماز کبھی کبھی چھوٹ جاتی تھی اور وہ اس کی قضا بھی نہیں کرتے تھے۔

دل میں خیال آیا ___ مولانا کی اقتدا کروں یا نہیں یعنی ان کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہیں، پھر انکساری کی کیفیت میں اپنی شکستگی کا احساس ہوا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا ___ ان کی نماز تو میری نماز سے اچھی ہوگی۔ یہی سوچ کر میں ان کے پیچھے نماز میں کھڑا ہو گیا۔ مولانا سلام پھیر کر وہاں سے چلے گئے، چونکہ میں مسبوق تھا اس لئے اپنی نماز پوری کی۔

اس کے بعد میرے سامنے سے حجاب اٹھا دیا گیا اور اس روضے کے سارے مردے میری نگاہوں کے سامنے آ گئے ان میں سے ایک پیر مجھ سے جھگڑا کرنے لگے اور کہنے لگے کہ میری روح کو ایصال ثواب کیوں نہیں کیا اور میرے نام فاتحہ کیوں نہیں پڑھا، میری کوئی اولاد نہیں ہے اس لئے آپ میری روح پر فاتحہ پڑھیے۔ اس وقت مجھ کو اس مندرجہ بالا شعر کا معنی سمجھ میں آیا۔

اونٹ کا غائب ہونا اور پھر واپس آنا

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ـــــ ایک مسافر اپنے اسباب اور کھانے کا سامان ایک اونٹ پر رکھ کر اور خود بھی اس اونٹ پر سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں ایک سایہ دار درخت نظر آیا وہ اونٹ سے نیچے اتر کر آرام کرنے لگا اور سو گیا۔ اس کے سو جانے کے بعد وہ اونٹ کہیں غائب ہو گیا۔ نیند سے بیدار ہونے کے بعد اونٹ کو غائب پایا تو غمزدہ اور شکستہ دل ہو کر تلاش کرنے کے لئے خوب بھاگ دوڑ کی، مگر اُس اونٹ کا کہیں پتا نہیں چلا۔ مایوس ہو کر پھر اُسی درخت کے نیچے آکر بیٹھ گیا، دیکھا وہ بوجھ سے لدا اونٹ کھڑا ہے یہ دیکھ کر اُس کا دل کِھل گیا۔ پورے انشراح کے ساتھ اُس نے کہا تو میرا بندہ میں تیرا مالک۔ جب یہ بات اُس کے اختیار میں نہیں تھی تو وہ معذور تھا۔ عتاب کی ضرورت نہیں ہاں شکستگی کا اثر رہا۔

ایک نیکی کے دس اجر

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی ـــــ ایک روز خواجہ حسن بصریؒ بھوکے تھے۔ بھوک کی حالت میں انہوں نے سوچا کس کے پاس جاؤں۔ پھر دل میں خیال آیا حبیب عجمی کے پاس جاتا ہوں، وہ شاگرد بھی ہیں۔ آپ خواجہ حبیب عجمیؒ کے پاس تشریف لے گئے۔ خواجہ حبیب عجمیؒ کے پاس دو روٹیاں تھیں۔ جیسے ہی انہوں نے خواجہ حسن بصریؒ کے سامنے لا کر رکھیں، اچانک ایک سائل آ گیا۔ خواجہ حبیب عجمیؒ نے وہ دونوں روٹی خواجہ حسن بصریؒ کے سامنے سے اٹھا کر سائل کو دے دیا۔

خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا ـــــ اے فرزند! تم تو بہت بڑی ہمت رکھتے ہو، کاش تمہارے پاس علم کا کچھ حصہ ہوتا تو بہتر تھا۔

انہوں نے کہا ـــــ ایسا کیوں فرمایا گیا؟

خواجہ حسن بصریؒ نے کہا ـــــ تمہارے پاس دو روٹیاں تھیں، ایک سائل کو دیتے اور ایک ہم دونوں کھاتے۔

خواجہ حبیب عجمیؒ نے عرض کیا ـــــ اے استاد! آپ کے اندر یقین کی کمی ہے۔

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اچانک ایک شخص اٹھارہ روٹیاں اور شوربا لے کر حاضر آیا۔ خواجہ حبیب عجمیؒ نے اس کو واپس کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہی آدمی بیس روٹی لے کر آیا۔

خواجہ نے اس کو لے لیا اور کہا ـــــ اے استاد! آیئے اب ہم لوگ کھاتے ہیں اور فقیروں اور ہمسایوں کو بھی کھلاتے ہیں۔ یہ تو ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک تجارت کا سودا کیا تھا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے خود فرمایا ہے ـــــ **مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا** [الانعام/۱۶۱] (جو کوئی لائے گا ایک نیکی تو اس کے لئے دس ہونگی اُس کی مانند)۔

شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ ایک نیکی کے لئے دس گنا کا وعدہ دنیا میں ہے لیکن آخرت کے لئے ستر گنا کا وعدہ ہے۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ـــــ جب اٹھارہ روٹی آئی تھی تو واپس کیوں کر دیا؟

فرمایا ـــــ کہا جاتا ہے کہ ایک عورت نے کسی بزرگ کے فاتحہ کے لئے کھانا بنوایا تھا۔ اس میں سے خواجہ حبیب عجمیؒ کے پاس بیس روٹی اور شوربا بھیج دیا، لیکن دائی نے راستے میں دو روٹی نکال کر رکھ لیا۔ خواجہ نے جب یہ دیکھا اور ان کو اللہ کے وعدے پر یقین تھا۔ اسی یقین میں انہوں نے کہا کہ یہ حصہ میرا نہیں ہو سکتا ہے۔ جب وہ دائی واپس آگئی سارا حال بیان کیا تو اس خاتون خانہ نے سمجھ لیا کہ دائی نے دھوکا دیا ہے انہوں نے بیس روٹی پوری کر کے بھیج دیا۔

حضرت سالار مسعود غازیؒ کی تعریف

مخدوم جہاںؒ اور مخدوم حسینؒ کی زبانی

اسی دوران حاضرین میں سے ایک شخص نے حضرت سالار مسعود غازیؒ اور ان کی شہادت کا ذکر چھیڑ دیا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے ___ ایک جوان نے جب ظاہری تلوار ہاتھ میں لے لیا تو یہ مرتبہ مل گیا اگر کوئی یہی کام باطنی تلوار سے کرلے تو سمجھ سکتے ہو کہ اُس کا کیا مرتبہ ہوگا۔

اِس کے بعد فرمایا ___ لوگ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کے سامنے عرض کیا ___ یہ تعجب خیز بات ہے کہ حضرت سالار مسعود کی قبر ہر شہر میں ہو۔

حضرت مخدوم جہاںؒ نے یہ سن کر فرمایا ___ اِن کو ایسی بزرگی حاصل تھی کہ اگر ان کی قبر ہر گھر میں ہو تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

وضو میں شریعت کے احکام کی پیروی کی جائے

عوارف کا سبق ہونے لگا اور سبق یہ تھا کہ ___ وضو پر ایک شیطان مقرر ہے جس کا نام دلہان ہے، اس کے شر سے ڈرنا چاہئے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ وہ شیطان دونوں حال میں اپنا حصہ پالیتا ہے اور مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اگر کسی نے تین بار سے زیادہ اعضائے وضو کو دھویا تو اس نے پانی کا اسراف کیا اور اگر تین بار سے کم دھویا تو مستحب کی ادائیگی میں کمی کردی۔ اِن دونوں حالتوں میں شیطان کی مراد پوری ہوگئی۔ لہٰذا لوگوں کو چاہئے کہ وضو کے معاملے میں شریعت کے احکام کی پوری طرح پیروی کریں۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ ـــــ جب میں کمسن تھا اس وقت یہ مفید بات حضرت شیخ (مخدوم شیخ حُسینؒ) کی زبان مبارک سے سن کر یاد کر لیا تھا۔

نماز میں حضوری فوت نہ ہو

اس کے بعد نماز میں حضوری کی بات ہونے لگی۔ فرمایا ـــــ بعض لوگ نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کے حصے میں نماز کا پانچواں حصہ ہی آتا ہے بلکہ بعض لوگوں کو ساتواں یا آٹھواں یا اس سے کم وبیش حصہ ملتا ہے۔ دراصل اس کا انحصار حضوری پر ہے۔ نماز میں جتنی حضوری فوت ہوگی اسی مقدار نماز کا ثواب بھی فوت ہوگا۔ اس لئے کہ **لا صلوٰۃ الا بحضور القلب** موجود ہے (یعنی حضوریٔ قلب کے بغیر نماز نہیں)۔

نماز میں شیطان کے وسوسے سے محفوظ رہنے کی ترکیب

اس کے بعد فرمایا ـــــ تاخر ایک رگ کا نام ہے جو سینے کے نیچے ہوتی ہے، شیطان اُس رگ میں داخل ہو جاتا ہے اور انسان کو وسوسے میں ڈال دیتا ہے۔ اسی کو روکنے کے لئے یہ بتایا گیا ہے کہ نماز میں قیام کے وقت ہاتھ سینے کے قریب اسی جگہ پر باندھا جائے جہاں پر یہ رگ ہے تاکہ اس رگ میں حرکت نہ ہو اور شیطان وسوسہ میں نہ ڈالے۔

ایک سرکاری عہدہ دار کو نصیحت

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ سرکاری عہدے پر فائز ایک عہدہ دار آئے اور قدم بوسی کے

شرف سے مشرف ہوئے۔ رخصت کے وقت حضرت شیخ نے ان کو وصیت کی کہ ___ دیکھئے لوگوں کے دلوں کو تکلیف دینے سے پرہیز کیجئے گا۔ اس لئے کہ دل کی عمارت کعبے کی عمارت کی طرح ہے۔ کسی کے دل کو تکلیف دینا دل کو برباد کرنا ہے اور دل کو برباد کرنا کعبہ کو تباہ کرنے سے بھی برا ہے۔

نماز اور تلاوتِ قرآن کی فضیلت

دو رکعت نماز اور تلاوتِ قرآن کی فضیلت کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ رسول اللہ ﷺ معراج میں تشریف لے گئے۔ فرشتوں کے طریقۂ عبادت کو دیکھ کر آپ ﷺ کے دل میں یہ خواہش ہوئی کہ کاش اسی طرح کی عبادت میری اُمت کے لئے بھی ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے تسکینِ دل کی خاطر آپ کی اُمت کے لئے اُن تمام طریقۂ عبادت کو دو رکعت نماز میں شامل کر دیا جو فرشتوں کے لئے مقرر تھا اور جس میں فرشتے مشغول تھے۔ چنانچہ جو شخص حضوریٔ دل کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھتا ہے اس کو فرشتوں کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

پھر ارشاد ہوا ___ خواجہ بایزید قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک بار فرمایا ___ آج کی رات سجدوں کی رات ہے، اور پوری رات سجدے میں گذار دی۔ اسی طرح ایک بار فرمایا آج قیام کی رات ہے اور پوری رات نماز میں کھڑے رہ گئے۔ چنانچہ ہر رات کو الگ الگ ارکان کے لئے مخصوص کر لیا اور اسی عمل میں رات گزار دیتے۔

ایک شخص نے خواجہ سے پوچھا ___ پوری رات سجدے میں کیسے گذری؟

آپ نے فرمایا ___ سجدے میں تین بار **سبحان ربی العلیٰ** کہنا سُنّت ہے۔ میں نے ایک بار بھی یہ تسبیح مکمل نہیں کی اور صُبح ہو گئی۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ ایک بار رسولِ خدا ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی غزوہ میں تھے اور وہاں سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے۔ جیسے ہی اِن حضرات نے سورہ بقرہ پڑھنا شروع کیا ویسے ہی اِن کے گھوڑے اُچھلنے لگے، جتنی دیر پڑھتے رہے اتنی دیر تک گھوڑے اچھل کود کرتے رہے اور اِن لوگوں کے خاموش ہونے کے بعد گھوڑے بھی پرسکون ہوکر کھڑے ہوگئے۔ اُن لوگوں نے اس واقعہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ___ جس وقت تم لوگ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے اُس وقت آسمان سے فرشتوں کا نزول ہو رہا تھا۔ اِن فرشتوں کو دیکھ کر گھوڑے اچھل رہے تھے اگر تم لوگ خاموش نہیں ہوتے اور تلاوت میں لگے رہتے تو فرشتے اس طرح ظاہری شکل میں آجاتے کہ تم لوگ بھی ان کو دیکھ لیتے۔

تلاوتِ قرآن سے پہلے تسمیہ پڑھنے کی تاکید

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اس وقت یہ بھی فرمایا ___ جب قرآن کی سورہ تلاوت کرو تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بغیر نہ پڑھو۔ کسی کتاب میں یہ حکایت نظر سے گذری ہے کہ ___ ایک بیوہ کا جوان بیٹا تھا جو حافظ قرآن تھا اس کو حج میں جانے کی خواہش ہوئی لیکن اس کی ماں نے اجازت نہیں دی۔ چونکہ اس پر شوق کا بے انتہا غلبہ تھا اس لئے ماں کی اجازت کے بغیر ہی گھر سے نکل گیا، مکۂ مبارکہ کا راستہ لیا۔ اِدھر اس کی ماں پریشان اور فکرمند تھی کہ نہ جانے وہ کس حال میں ہے۔

وہ جوان جیسے ہی جنگل کی طرف سے گذرنے لگا، ڈکیتوں نے اس کا تعاقب کیا اور اس کو اپنے قبضے میں کرلیا۔ وہ لوگ اس پر تلوار چلانے والے ہی تھے کہ اچانک چند سوار جو ننگے

سر تھے ہاتھ میں تلوار لئے وہاں پر آگئے اور ان رہزنوں کو قتل کر دیا۔اس طرح اس جوان کو نجات مل گئی۔وہ لوگ وہاں سے روانہ ہو گئے اس نوجوان نے ان کا پیچھا کیا اور کہا___ آپ لوگ کون ہیں جو اس طرح میری جان بچادی؟

اُن لوگوں نے کہا___ میں قرآن کی سورہ ہوں جن کی تلاوت تم کرتے ہو۔

اس جوان نے پوچھا___ آپ لوگ ننگے سر کیوں ہیں؟

ان لوگوں نے کہا___ چونکہ تم سورتوں کی تلاوت سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے ہو اسی لئے ہم لوگوں کے سر کھلے ہوئے ہیں۔آج کے بعد جب بھی قرآن پڑھنا ہر سورہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور پڑھنا۔

مجلس - ۷۶

حضرت علیؑ کو ابوتراب کہنے کی وجہ تسمیہ

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔عوارف کا سبق اس مضمون پر ہو رہا تھا۔وقال کانوا لایجعلون وقت النوم بینھم وبین التراب حائلاً یعنی صحابہ جب زمین پر لیٹتے تو بوریا اور کپڑا نہیں بچھاتے بغیر کچھ بچھائے زمین پر سو جاتے۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا___ امیر المؤمنین علی ؓ کو ابوتراب کیوں کہا جاتا ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ ایک روز حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہٗ کا جسم مبارک بالو پر لیٹنے کی وجہ سے گرد آلود ہو گیا تھا۔رسول اللہ ﷺ وہاں پہنچے ان کا یہ حال

دیکھا اور اپنے دستِ مبارک سے ان کے جسم کے گرد کو دور کیا ــــ اور فرمایا ــــ ماحالک یا ابا التراب اے ابا تراب! تمہارا یہ کیا حال ہے؟

یہیں سے بدبختوں نے آپ کو ابوتراب کہنا شروع کر دیا، حالانکہ سرکار ﷺ نے شَفقت کے طور پر فرمایا تھا لیکن بدبخت لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے اس کو توہین کے طور پر استعمال کرنے لگے۔

نمک لگانے سے زہر کا زائل ہونا

اس کے بعد عوارف کا سبق اس جگہ پہنچا ــــ **لدغ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فى ابهامه اليسرى من رجله اليسرى لدغة فقال كذالك الابيض الذى يكون فى العجين**

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ سبحان اللہ! حدیث میں اس طرح کی مثالیں کئی جگہ آئی ہیں۔ ہندوستان میں اس طرح کی چیز کو ٹنکہ [۲۲] کہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھلے لفظوں میں نمک کا نام نہیں لیا بلکہ نمک کو ان لفظوں میں طلب فرمایا کہ وہ سفید چیز لاؤ جس کو روٹی میں ڈالتے ہیں۔ نمک لایا گیا آپ نے نمک کو اس جگہ ملا جہاں بچھو نے کاٹ لیا تھا اس کے بعد اس کا زہر جاتا رہا۔

مچھر کے ذریعہ سانپ کے زہر کا علاج

پھر یہ حکایت بیان فرمائی ــــ ایک جگہ ایسی بھی ہے جہاں اگر کسی کو سانپ کاٹ لیتا ہے تو وہاں پر اتنا زیادہ مچھر آجاتا ہے کہ سانپ کے زہر کو پورے طور پر چاٹ لیتا ہے،

سارے مچھر مر جاتے ہیں اور جس کو سانپ نے کاٹا تھا اس کو آرام مل جاتا ہے۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی ـــــ کہیں ایک شخص اپنے سر پر لال سرسوں کا ٹوکرا لے کر جا رہا تھا کہ ایک بچھو نے اس کے سر پر ڈنک مار دیا۔ بچھو کا زہر تیزی کے ساتھ سرسوں میں سرایت کر گیا، وہ ٹوکرا لے کر گھر پہنچا، چاہا کہ سرسوں کو مل کر تیل نکالے لیکن سرسوں خاک ہو چکا تھا اور وہ آدمی سلامت رہ گیا۔

''دعاء میں خصومت ہوتی ہے'' اس جملے کا مفہوم

مولانا برہان الدین نے عرض کیا ـــــ دعاء کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس میں ایک خصومت (دشمنی) ہوتی ہے، آخر اس کا مفہوم کیا ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ اس سے مراد یہ ہے کہ جب دعاء مانگنے والا دعاء مانگتا ہے تو اس دعاء میں نفس کے ساتھ ایک طرح کی دشمنی پائی جاتی ہے۔ یعنی دعاء کرنے والے کے ساتھ اعانت اور تقویت کا معاملہ کرنا دراصل نفسِ امّارہ کی شرارتوں کے ساتھ دشمنی ہی تو ہے۔

صوفی کی نظر صانع پر ہو

اس کے بعد ارشاد فرمایا ـــــ صوفی کی نظر ہر چیز میں اس چیز کے صانع (خالق) پر ہونی چاہئے اس کے بعد ہی اس کی توحید صحیح و درست ہوگی۔ اسی وقت یہ شعر انشاء کیا۔

ہر چہ بینی آشکارا و نہاں
جملہ حق است تو حقی حق بداں

(تم جو بھی کھلی اور چھپی چیز کو دیکھو سمجھ لو کہ یہ حق ہی حق ہے۔ حق کے سوا اور کچھ نہیں)۔

صحت اللہ کی مرضی پر موقوف ہے

اسی وقت ایک شخص آئے ____ اور انہوں نے کسی آدمی کی شدید علالت کی خبر دی۔

فرمایا ____ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے وہ چاہے تو اپنی قدرت سے صحت عطا فرما دے گا۔ اس طرح کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں کہ زندگی کی کوئی ظاہری امید نہیں رہی ہے مگر اُس شافی حقیقی یعنی اللہ رب العزت نے صحت سے نواز دیا ہے۔

تدفین کے بعد دوبارہ حیاتِ ظاہری

اس کے بعد یہ حیرت خیز حکایت بیان کی ____ ایک زناردار تھا اس کے یہاں بیٹا پیدا ہوا اور چند ہی روز میں وہ مر گیا، لوگوں نے اس کو لے جا کر دفن کر دیا۔ ماں کی ممتا کو ایسا جوش آیا اور ایسی شفقت ہوئی کہ اس کا سینہ دودھ سے بھر گیا اس نے ایک پیالہ لایا اس میں اپنا دودھ جمع کر کے کسی کو دیا اور کہا ____ یہ دودھ لے جا کر اس کی قبر میں ڈال دو۔ وہ آدمی دودھ لے کر اس بچے کی قبر پر پہنچا وہاں بچے کی آواز سنائی دی اس کی ماں کو خبر دی گئی ماں باپ دونوں وہاں پہنچے، قبر کھولی گئی، بچے کو زندہ پایا۔ ماں نے اس کو سینے سے لگا لیا وہ فوراً دودھ پینے لگا۔

اس کے بعد یہ حکایت بھی بیان فرمائی کہ ____ میاں کالو کے والد خواجہ فخر الدین سے میں نے سنا ہے کہ فرودست (پوربی ہندوستان) میں ایک شخص گھوڑا دوڑا رہے تھے، اچانک گھوڑے نے جولانی دکھائی، یہ گھوڑے سے گر گئے ہڈی ٹوٹ گئی اور انتقال ہو گیا۔

ان کے ایک دوست جب قبر کی زیارت کے لئے وہاں پہنچے اچانک قبر سے آواز آنے لگی۔ آواز سن کر ان کو بہت تعجب ہوا۔ مرحوم کے لوگوں کو خبر دی لوگ آئے قبر کھولی گئی۔ دیکھا وہ آدمی اٹھ کر بیٹھا ہے باہر نکالا اس کا حال پوچھا۔

اس نے کہا ــــــ جب لوگ مجھ کو دفن کر کے چلے گئے ایک شخص آیا اور اس نے مجھ کو لات ماری اور کہا ــــــ یہ جگہ میری ہے تیری نہیں تو یہاں کیسے چلا آیا۔ اُس کی اِس لات سے مجھ کو صحت ہوگئی اب نہ کہیں پر زخم ہے نہ درد۔

گناہ میں بہت سارے راز پوشیدہ ہیں

اس کے بعد اس موضوع پر گفتگو ہونے لگی کہ ــــــ گناہ میں بہت سارے راز پوشیدہ ہیں۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ حضرت آدم علیہ السلام کو اتنی استعداد حاصل ہوئی کہ ان کے بارے میں قرآن نے کہا ــــــ **وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا** [البقرہ/۳۱] (اور اللہ نے سکھا دئے آدم کو تمام اشیاء کے نام)۔

یہ استعداد گندم کھانے کے بعد ہی ہوئی۔ گندم کھانے سے پہلے یہ علم نہیں تھا اور گندم کا درخت عقل ہے کہ صرف کھانے سے ہی ان کے عقل میں اضافہ ہوگیا۔

فقراء امراء سے افضل ہیں

فقر و غنا پر گفتگو ہونے لگی۔ حضرت استاد علامہ نے عرض کیا ــــــ دنیا دار لوگ امیری کو فقیری پر فضیلت دیتے ہیں۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ فقراء امراء سے افضل ہیں اس لئے کہ امیر زکوٰۃ نہیں دے گا تو گنہگار ہوگا اگر فقیر زکوٰۃ نہیں لے گا تو گنہگار نہیں ہوگا اور فرمایا ــــــ ہمارے مشائخ کے کلمات میں ایسا ہی ہے کہ فقر جیسا بھی ہو اختیاری ہو یا اضطراری، امیری سے افضل ہے۔

جس پر دنیا کا نشہ سوار ہے

اس کے بعد فرمایا ـــــ قاضی عین القضاۃؒ کا قول ہے ـــــ دنیا میں مست رہنے سے شراب کی مستی بہتر ہے اس لئے کہ جو شراب میں مست رہتا ہے وہ آدھی رات میں ہوشیار ہو جاتا ہے۔ شراب کی مستی کے بعد جب خمار کی کیفیت اس پر چھا جاتی ہے تو اس وقت وہ شرمندگی محسوس کرتا ہے اور اس شرمندگی میں فائدہ ہی ہے۔ لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ جو دنیا میں مست ہیں ان کی مستی اُس جہان میں بھی ختم ہوگی کہ نہیں اور وہاں پہنچ کر وہ لوگ ہوشیار ہوں گے کہ نہیں۔

اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

مست مئے بیدار گردد نیم شب

مست دنیا روز محشر بام داد

(شرابی آدھی رات میں ہوشیار ہو جاتا ہے لیکن جس پر دنیا کا نشہ سوار ہے وہ قیامت کی صُبح بھی ہوش میں آئے گا کہ نہیں)۔

اس کے بعد فرمایا ـــــ کل قیامت کے دن کافروں سے پوچھیں گے کہ میں نے دنیا میں تم کو آنکھ، کان اور عقل دے کر بھیجا تھا مگر قیامت میں کون چیز کام آئے گی اور کون چیز کام نہیں آئے گی۔ یہ سوجھ بوجھ کیوں پیدا نہیں ہوئی؟

وہ لوگ کہیں گے ـــــ سکرت ابصارنا یعنی دنیا کا نشہ ہم لوگوں پر ایسا سوار ہوا اور دنیا کی اتنی ساری چیزیں مل گئیں کہ ہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ جو کچھ ہے یہی دنیا ہے اور آخرت کا خیال نہیں رہا۔

شکر اور صبر دو سواریاں ہیں

اس کے بعد فرمایا ___ آدمی کے لئے دو سواریاں ہیں اگر وہ عقل سے کام لے تو پیدل چلنے سے محفوظ رہے۔ یعنی جب نعمت ملے تو شکر کی سواری پر سوار ہو جائے اور جب بلاؤں میں گرفتار ہو تو صبر کی سواری کر لے۔ اس طرح دار السلام تک پہنچ جائے گا۔

سلاطین کا تحمل اور عدل وانصاف

اس کے بعد گذشتہ سلاطین کے تحمل، صلاح اور عدل وانصاف پر گفتگو ہونے لگی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ موسیٰ نام کے ایک مولانا سلطان محمد کے پاس رہتے تھے اور بادشاہ کو اکثر تنبیہ کرتے تھے۔

ایک دن جب وہ زیادہ ڈانٹ اور پھٹکار کرنے لگے تو بادشاہ نے کہا ___ آپ نہ موسیٰ عمران ہیں اور نہ میں فرعون ہوں۔ آخر اتنی ڈانٹ کس بات پر، ہوش میں رہئے۔

مولانا نے کہا ___ تو فرعون سے بھی برا ہے۔ یہ سن کر سلطان محمد خاموش رہ گیا۔

سلطان احمد گجراتی کی مقبولیت بارگاہِ خداوندی میں

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ایک بار بہت پہلے گجرات میں بارش نہیں ہوئی سلطان احمد گجراتی نماز استسقاء کے لئے باہر نکلے۔ فقرا، علماء اور بہت سارے لوگ آپ کے ساتھ تھے۔

سلطان نے کہا ___ جس سے کبھی بھی عصر کی سنت فوت نہیں ہوئی ہے وہ آگے آئے اور امامت کرے۔ اس اعلان کے باوجود کوئی بھی آگے نہیں بڑھے۔ جب تھوڑی دیر

ہوگئی، خود سلطان احمد آگے ہوئے اور امامت کی۔ لوگ کہتے ہیں کہ نماز کے وقت اتنی بارش ہوئی کہ واپسی میں لوگوں کو پریشانیاں ہونے لگیں۔

پھر فرمایا ___ سلطان احمد مذکور نے ایک بار کہیں حملہ کر کے اس علاقے کو تخت و تاراج کر دیا، بہت سارے لوگ قیدی بنا کر لائے گئے۔ ان میں دو بہنیں بھی تھیں جو بہت ہی خوبصورت اور حسین و جمیل تھیں۔ بادشاہ کی ان پر نظر پڑی دانشمندوں کو بلایا اور پوچھا ___ کیا مردوں کے درمیان ان لڑکیوں کا رہنا مناسب ہے؟

سب لوگوں نے کہا ___ نہیں ___ بالکل صحیح نہیں ہے۔

چنانچہ ان دونوں کو حرم خانے میں بھیج دیا اور حکم دے دیا کہ کوئی بھی اس طرف نہیں جائے۔ اس طرح کی دیانت داری اور نیکوکاری کی صفت سے سلاطین آراستہ ہوتے تھے۔

نفس کشی وجہِ ترقی ہے

ارشاد ہوا کہ ___ ایک شخص ہوا میں اڑ رہے تھے کسی نے ان سے پوچھا ___ اس مرتبہ و مقام پر کیسے پہنچے؟ ___ انہوں نے کہا ___ میں نے اپنے ہوا وہوس یعنی نفسانی خواہشات پر قدم رکھ دیا اور ہوا میں اڑنے لگا۔

مجلس - ۷۷

عشق ہو تو ایسا

زمیں بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت استاد علامہ نے عرض کیا ___ حضرت

شیخ شرف الدین پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے ــــ ''میں سب کچھ ہوا لیکن جونان کے جیسا نہیں ہوا'' آخر حضور نے جونان کے بارے میں کیا سنا ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ خانقاہ میں سنا تھا شاید حضرت شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا ہو کہ ــــ جونان نام کا ایک گل فروش تھا جو سر پر پھول رکھ کر کوچہ و بازار میں بیچتا تھا۔ ایک روز شاہی محل کے نیچے سے گذر رہا تھا اُس نے آواز لگائی.................

پھول لو.......... پھول لو..........

بادشاہ کی بیٹی محل کے اوپر تھی اُس نے پھول لینے کے لئے اس کو آواز دی ــــ اُس نے جیسے ہی سر اوپر کیا شاہزادی پر نظر پڑ گئی۔ پھر کیا تھا وہ وہیں گر گیا مگر اس کی دونوں آنکھیں شاہزادی کی طرف لگی رہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ــــ چودہ سال تک وہ اسی حال میں پڑا رہا، جیسے ہی بادشاہ کو یقین ہوا کہ جونان کا عشق سچا ہے۔ اس نے شاہزادی سے کہا ــ اب اس کے پاس جاؤ اور آواز دو۔

شاہزادی بناؤ سنگار کر کے جونان کے پاس لائی گئی، اُس نے آواز دی ــــ جونان فوراً کھڑا ہو گیا ــــ شاہزادی کی طرف دیکھا ــــ دیکھتے ہی گرا ــــ اور مر گیا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے پھر یہ شعر پڑھا۔

ایں جانِ عاریت کہ بحافظ سپردہ اند
روزی رخش بہ بینم و تسلیم وے کنم

(یہ عارضی جان جو حافظ کے سپرد کی گئی ہے جس دن اُن کے رخِ انور کا دیدار ہوگا اسی دن حوالے کر دے گا)۔

فرض نماز کی اہمیت

عوارف کا سبق ہونے لگا۔ مضمون یہ تھا ــــ جس کے ذمے فرض ہو اور وہ نفل کی

ادائیگی میں مشغول رہے اُس کی مثال ویسی ہے جیسے کسی پر قرض ہو اور وہ قرض کی ادائیگی نہ کرے بلکہ ہدیہ اور تحفہ بھیجنے میں لگا رہے۔ چنانچہ اگر انسان کو عقل ہوگی تو پہلے فرض ادا کرے گا اس کے بعد نفل کی ادائیگی میں لگے گا۔

مولانا نظام صوفی دن رات شراب خانے میں پڑے رہتے لیکن جب اشراق کا وقت ہوتا حوض میں جاتے، غسل کرتے، اشراق کی نماز بہت احتیاط اور تعدیلِ ارکان کے ساتھ ادا کرتے۔ نماز سے فارغ ہو کر پھر اسی راہ سے شراب خانہ چلے جاتے۔ اشراق کا وقت ہوتے ہی اشراق کی نماز پڑھتے۔ اس طرح اشراق کی نماز تو پڑھتے مگر اور نمازوں کی ادائیگی نہیں کرتے۔

پنج وقتہ نماز کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے سامنے نہر بہہ رہی ہے اور وہ پانچ وقت اس نہر میں غسل کر رہا ہے ایسے شخص کے جسم پر کسی طرح کی گندگی نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان پانچ وقت کی نماز پڑھے گا تو اس کے جسم پر کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا۔ مثلاً صُبح کی نماز پڑھنے سے رات بھر کے گناہ دھل جائیں گے۔ ظہر کی نماز پڑھنے سے فجر اور ظہر کے درمیان جو گناہ ہوئے ہیں وہ مٹا دئے جائیں گے۔ اسی طرح عصر اور دوسرے وقتوں کی نماز ادا کرنے سے ظہر کے بعد کے گناہ بخش دئے جائیں گے۔ لہٰذا جو پانچ وقت کی نماز پڑھے گا اس کے جسم پر کسی طرح کے گناہ کا داغ نہیں رہے گا۔ جمعہ کی نماز پڑھنے سے ہفتہ بھر کے تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ افسوس ہے اس غافل پر جو اس دولت کو حاصل نہیں کرتا اور کاہلی سے کام لیتا ہے اس دولت کی قدر کل قیامت کے دن معلوم ہوگی۔

نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی ___ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر آئے، اور عرض کیا ___ حضور مجھ سے گناہ ہو گیا ہے، مجھے پاک وصاف کر دیا جائے۔

حضور ﷺ نے دریافت فرمایا____ آخر کون سا گناہ تم نے کرلیا ہے؟

انہوں نے کہا____ میں شہد خریدنے کے لئے گیا تھا۔ عورت نے ایک مشک سے شہد دکھایا۔

میں نے کہا____ دوسرا شہد دکھاؤ۔

اس نے ایک ہاتھ سے پہلے والے مشک کو پکڑ لیا____ اور دوسرے ہاتھ سے دوسرا مشک کھولا، اب اس کے دونوں ہاتھ میں شہد کا مشک تھا اور وہاں پر کوئی دوسرا آدمی نہیں تھا۔ مجھ پر بشریت غالب آگئی، میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے سینہ کو پکڑ لیا اور ملنے لگا۔

اُس عورت نے کہا____ کیا تمہیں خدا کا ڈر نہیں کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

میں نے یہ سن کر اس کو چھوڑ دیا۔ اب میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں مجھے اس گناہ سے پاک کردیجئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا____ اس حرکت کے بعد تم نے کوئی نماز پڑھی ہے؟

اس نے عرض کیا____ جی حضور! میں نے پڑھی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا____ تمہارے سارے گناہ معاف کردئے گئے، جاؤ اطمینان رکھو۔ **ان الحسنات یذھبن السیات** بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کردیتی ہیں۔

بارِ دَین اور حقوق العباد کی معافی

اس کے بعد فرمایا____ ایک جگہ یہ روایت نظر سے گذری ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات کے پہاڑ پر اپنی امت کے لئے دعاء فرمائی اور آپ ﷺ کی امت کے تمام گناہ معاف کردئے گئے لیکن بارِ دَین اور حقوق العباد معاف نہیں ہوئے۔ مِنا میں دعاء فرمانے کے بعد وہاں امت کے بارِ دَین اور حقوق العباد بھی معاف ہوگئے۔ قبولیتِ

دعاء کے وقت حکم آیا کہ وہ لوگ جن کے حقوق باقی ہیں ان کو میں خوش کر دوں گا اور لوگ اپنے حقوق معاف کر دیں گے۔

خاکسار نے عرض کیا ____ کہیں نظر سے گذرا ہے اور مجھ کو اس پر ایمان ہے اور تصدیق کرتا ہوں کہ میدانِ قیامت میں اوپر کی طرف دیکھنے پر کچھ لوگوں کو فضا میں ایسا مکان نظر آئے گا جو ہوا میں معلق ہوگا اور وہ موتی کے ایک دانے سے بنا ہوگا۔ وہ ایسا خوبصورت اور لطیف مکان ہوگا جیسا کسی نے نہیں دیکھا۔ ہر شخص اس کی تمنا کرے گا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا ____ آخر اتنا خوبصورت مکان کس خوش نصیب کے لئے تعمیر ہوا ہے اور یہ کس عبادت کے اجر میں ملے گا۔

بارگاہِ رب العزت سے جواب ملے گا ____ یہ مکان اُن لوگوں کے لئے ہے جو اپنے حقوق کو معاف اور درگذر کر دیتے ہیں۔ اس وقت یہ جواب سن کر لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ اس گھر کی لالچ اور اس شاہی محل کی امید میں اپنے اپنے حقوق کو معاف کرنے لگیں گے، اور خوشی کے عالم میں بولنے لگیں گے۔

لوگوں کو تین چیزیں بہت پسند ہیں

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ چند امراء حاضر آئے ____ قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ دنیا میں تین چیزیں اتنی اچھی ہیں کہ سب لوگ ان کو پسند کرتے ہیں ____ ایک ہے کھانا ____ دوسرا ہے پہننا ____ اور تیسرا ہے سونگھنا۔

”کھانے میں مشک پسند ہے اور وہ ایک جانور کے نافہ سے نکلتا ہے،
پہننے میں ریشم پسند ہے اور وہ آبریشم سے نکلتا ہے جو ایک قسم کا کیڑا ہے،
سونگھنے میں عنبر پسند ہے جس کا تعلق بھی ایک کیڑے سے ہے“۔

مریداور مراد کافرق

اسی وقت ایک آدمی شیخ احمد پلاس پوش کے مکان سے آئے، زیارت کے شرف سے مشرف ہوئے اور توبہ (بیعت) کی درخواست کی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے نوازش وکرم کے ساتھ توبہ کی تلقین کی اور کلاہ پہنائی۔اس کے بعد ارشاد فرمایا___ آپ خواب بہت دیکھتے ہیں اور خواب میں بہت ساری چیزیں نظر آتی ہیں؟

یہ سُن کر وہ شخص کانپنے لگے___ قدموں پر گر پڑے___ دیر تک پڑے رہے۔

حضرت شیخ نے ان کے ساتھ لطف وکرم کا معاملہ فرمایا___ اور کہا___ گھبرانے کی بات نہیں۔اللہ تعالیٰ کے طالب دو طرح کے ہیں۔

ایک مرید ہیں ________ اور دوسرے مراد

☆ مرید وہ ہے جو اپنی محنت اور کوشش سے اِس راہ میں آتا ہے۔

☆ مراد وہ ہے جس کو بزور اس راہ میں لاتے ہیں۔اس کا طریقہ یہی ہے کہ اسی طرح کی کچھ چیزیں دکھائی جاتی ہیں تا کہ اس کو اس کام کی طرف راغب کرلیں اور اپنی طرف کھینچ لیں۔تم سب کے سب مراد ہو۔

شیخ پیارا ابراہیم انصاری حاضر تھے وہ اسی طرح کی باتیں کرنے لگے کہ حضرت شیخ کو اور پیرانِ فردوس کو خواب میں دیکھا۔

خاکسار ان لوگوں کے سامنے اس طرح کی جرات نہیں کرسکا۔اس لئے کہ ہمارے مشائخ کے یہاں کشف وکرامت بت وزنار ہیں۔

مجلس - ۷۸

روزۂ داؤدی اور نمازِ داؤدی

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ روزۂ داؤدی کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ــــــ

'' تمام روزوں میں بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ سب سے اچھا ہے، جس میں ایک دن روزہ رکھا جاتا اور ایک دن افطار ہوتا۔ اور نمازوں میں بھائی داؤد علیہ السلام کا طریقۂ نماز سب سے اچھا ہے جس میں رات کے اوّل پہر سو جاتے پھر اٹھ کر عشاء کی نماز پڑھتے، پھر سو جاتے اور اس کے بعد اٹھ کر تہجد ادا کرتے، تہجد پڑھ کر سو جاتے اور فجر کی نماز کے لئے اٹھ جاتے ''۔

قیامِ لیل کی تعریف

جس کو شب بیداری حاصل ہے وہ اس قیامِ لیل کو عظیم ملک سمجھے اور جس کو اس سے محروم رکھا ہے گویا اس سے یہ نعمت چھین لی ہے۔

اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی ــــــ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ [آلِ عمران/۲۶] (تو بخش دیتا ہے مُلک جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے مُلک جس سے چاہتا ہے)۔

بعض مفسرین نے ملک سے قیامِ لیل مراد لیا ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ نے اپنی زبان گوہر فشاں سے یہ شعر پڑھا۔

خوشا ملکے است ملک صبح گاہی

در آں کشور بیابی ہر چہ خواہی

(سب سے اچھا ملک صبح گاہی کا ملک ہے اس سلطنت میں جو چاہو وہ حاصل ہو جائے گا)۔

جانوروں کو ولی کی شناخت

شیخ پیارا ابراہیم انصاری نے سوال کیا ___ کیا جانوروں کے علم اور ان کی جانکاری میں یہ بات رہتی ہے کہ فلاں شخص ولی ہے۔

حضرت شیخ نے فرمایا ___ جی ہاں! رہتی ہے، لوگ کہتے ہیں ___ شیخ علاء الدینؒ کے جسم پر جانور آ کر بیٹھ جاتے اور بھاگتے نہیں۔ بعض بزرگان ایسے بھی گذرے ہیں جن کی خدمت شیر جیسے درندے نے کی ہے اور جنگلی جانوروں نے ان بزرگوں کو دیکھ کر راہِ فرار اختیار نہیں کیا ہے۔

خاکسار نے عرض کیا ___ حضرت شیخ سعدیؒ کے کلمات میں دیکھا ہے کہ ایک درویش شیر پر سوار اور ہاتھ میں سانپ کا کوڑا لئے کہیں جا رہے تھے۔

لوگوں نے پوچھا ___ آپ نے کون سا عمل کیا جس کے صلے میں یہ مرتبہ پایا کہ درندے بھی آپ کے مطیع و فرماں بردار ہیں؟

انہوں نے جواب دیا ___ چونکہ میں نے اُس کے آزار اور تکلیف رسانی کا خوف اپنے دل سے نکال دیا اس لئے یہ میرے فرماں بردار بن گئے۔

مخالفت کرنے والا نگہبان

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ صوفی وہ ہے جس کے ساتھ ہمیشہ ایک مخالفت کرنے والا نگہبان لگا رہے۔

خاکسار نے عرض کیا ــــ رقیب عنید یعنی مخالفت کرنے والا نگہبان کیا ہے؟

فرمایا ــــ قلب میں ایک ایسا ڈانٹنے والا ہوتا ہے جو ہمیشہ لگام کو اپنی طرف کھینچے رکھتا ہے اور ہر گز ہر گز اتنی مہلت بھی نہیں دیتا کہ صوفی راستے سے بھٹک جائے۔

دن رات میں ایک بار کھانا

عوارف کا سبق اس مقام پر ہو رہا تھا ــــ حکی بعض الفقراء عن الشیخ انه کان یامر الاصحاب بنومه واحدة بالیل واکلته واحدة للیوم واللیلة۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ انصاف یہی ہے کہ دن رات میں ایک بار کھایا جائے اور رات میں ایک پہر سویا جائے اتنا انسان یعنی بشر کے لئے لازمی ہے اس سے زیادہ فضول اور زیادتی میں شمار ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا ــــ اَکلہ میں "الف" کو زبر ہے اور اس کے معنی ایک بار کھانا ہے اور اگر اُکلہ کی "الف" کو پیش کے ساتھ پڑھیں گے تو اس کا معنی ہوگا ایک لقمہ۔ اس لئے یہاں پر الف کو زبر کے ساتھ ہی پڑھیں۔

جنگِ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کو زہر دیا گیا

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ایک یہودی کی اُس بیٹی کا قصہ چھیڑ دیا ــــ جس نے

رسول اللہ ﷺ کو بکری کا زہر آلود گوشت کھلا دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جنگِ خیبر میں تشریف لے گئے ، وہاں بہت سارے کفار مارے گئے ، بیشمار آدمی قتل کر دیئے گئے اور اس یہودی عورت کے بھی بہت سارے رشتے دار تہہِ تیغ ہوئے تو اس نے بکری کا گوشت بُھون کر اور اس میں زہر ملا کر چند روٹیوں کے ساتھ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

اُس وقت آپ ﷺ ایک صحابی کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے بکری کا وہ زہر آلود گوشت صحابی کے ساتھ کھانا شروع کیا۔ ابھی ایک لقمہ ہی لیا تھا کہ وہ صحابی گر ے اور جاں بحق تسلیم ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے جیسے ہی دوسرا لقمہ لینا چاہا وہ بھنی ہوئی بکری زبانِ حال سے کہنے لگی **یا رسول اللہ! لا تاکل منی فانی مسمومة** اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے مت کھائیے اس لئے کہ میں زہر آلودہ ہوں۔

اس کے بعد سرکار ﷺ نے اس عورت سے پوچھا____ تو نے ایسا کیوں کیا؟

اُس نے کہا____ آپ نے میرے بہت سارے رشتے داروں کو موت کی گھاٹ اتار دیا____ اس لئے میں نے انصاف کی یہی راہ نکالی۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ____ اُس عورت نے یہ جواب دیا تھا____ میں نے تجربے کے طور پر ایسا کیا کہ اگر آپ واقعی اللہ کے پیغمبر ہوں گے تو زہر کا اثر آپ پر نہیں ہوگا۔

آپ ﷺ اپنی نبوت کی قوت سے سلامت رہ گئے اور اس وقت زہر کا فوری اثر ظاہر نہیں ہوا لیکن زہر کا اثر باقی رہ گیا۔ ہر سال اُس کا اثر ظاہر ہوتا اور آپ ﷺ متاثر رہتے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی رحلت کے وقت بھی اسی زہر کا اثر تھا اور آپ ﷺ کی وفات بھی اسی زہر کے اثر سے ہوئی۔ اس طرح آپ ﷺ کو شہادت کا درجہ بھی ملا۔ آپ ﷺ نے رحلت کے وقت فرمایا____ **لازالت اکلة خیبر تعاودنی کل سنة والمسمومة قطعت بھری** یعنی خیبر میں جو لقمہ لیا تھا وہ مجھ کو ہمیشہ پریشان کرتا ہے اور ہر سال ایسا لگتا ہے کہ دل کی رگ کٹی جا رہی ہے۔

حضرت استاد علامہ نے عرض کیا یہ حدیث اس طرح دیکھنے میں آئی ہے تھذی قطعت بھری۔

فرمایا ___ حضرت (مخدوم مظفرؒ) سے جو سنا ہے وہ اس طرح ہے لازالت اکلة خیبر تعاودنی کل سنة والمسمومة قطعت بھری۔

مخدوم جہاںؒ اور مخدوم مظفرؒ کا قد اور رنگ

خاکسار نے عرض کیا ___ حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کا رنگ کیسا تھا اور قد مبارک کتنا تھا؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ آپ سفید رنگ یعنی گورے تھے اور قد دراز نہیں تھا۔ حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ بھی سفید رنگ تھے مگر آپ کا قد دراز تھا۔

مخدوم شیخ مظفرؒ کی ریش مبارک

پھر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اپنا دست مبارک داڑھی پر پھیرا، ہاتھ کان کے نزدیک لے گئے اور فرمایا ___ حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ کے چہرۂ مبارک پر اِس جگہ زیادہ بال نہیں تھے۔

کنیزوں اور بیویوں کے ساتھ مخدوم شیخ مظفرؒ کے معاملات

اِس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمتہ اللہ علیہ کے معاملات بھی عجیب تھے۔ کسی کنیز سے شادی کرتے اس سے محبت ہوتی اور فوراً اُس کو

آزاد کر کے شوہر کے حوالے کر دیتے۔ اِس طرح تقریباً کم وبیش سو (۱۰۰) کنیزوں کو اپنایا اور آزاد کر کے شوہروں کے حوالے کیا۔ پانچ عورتوں سے نکاح بھی کیا اور جیسے ہی اُن سے محبت ہوئی اُن کو طلاق دے دیا۔

آپ نے جن کنیزوں کو آزاد کر کے اُن کے شوہروں کے حوالے کیا تھا اُن میں سے پانچ چھ کو میں نے دیکھا بھی ہے جو حضرت والد بزرگوار (حضرت مخدوم حسنؒ) کے پاس آتی تھیں ان میں سے ایک کا نام بی بی گوہر تھا۔

حضرت استاد علامہ نے عرض کیا ___ ان کنیزوں کا تعلق بستر تک رہا خانہ داری تو بہت کم نے کی ہوگی۔

فرمایا ___ ہاں! خانہ داری کسی نے نہیں کی ہے مگر بی بی ضیاؒ کو جب چاہا کہ اور کنیزوں کی طرح ان کو بھی آزاد کر کے کسی کے ساتھ شادی کر دیں اور اس کے شوہر کے حوالے کر دیں تو انہوں نے مخدوم مظفرؒ کا پاؤں پکڑ لیا اور عرض کیا ___ اے میرے آقا! مجھ کو آزاد نہ کیجئے مجھے آپ کی خلوتِ خیر سے محبت ہے اس لئے اپنی خدمت میں رہنے دیجئے تا کہ خدمت کی دولت سے محروم نہ ہو جاؤں۔

مخدوم مظفرؒ کو اولاد نہیں تھی

خاکسار نے عرض کیا ___ حضرت مخدوم مظفرؒ کو اولاد نہیں ہوئی تھی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ نہیں ہوئی تھی، حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز نے فرما دیا تھا کہ ___ مولانا مظفر تمہارے اندر سوزش ہے تم سے اولاد نہیں ہوگی۔ مولانا معز الدین کی اولاد تمہارے فرزند کہے جائیں گے۔

مخدوم حسینؒ کی ولادت

اس کے بعد فرمایا ____ حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز کی ولادت ظفرآباد میں ہوئی۔ قبل اس کے کہ وہاں سے خبر آئے حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز نے پہلے ہی حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ کو یہ خوش خبری سنا دی اور مبارک باد دی کہ تمہارے یہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔

حضرت مخدوم شیخ مظفر رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا ____ میری بیوی نہیں ہے مجھے بیٹا کہاں سے ہوگا؟

مخدوم جہاں نے فرمایا ____ مولانا معزالدین کے یہاں بیٹا پیدا ہوا ہے اور مولانا معزالدین کے فرزند تمہارے فرزند ہیں۔

مولانا نے ظفرآباد خبر بھیجی، وہاں سے حضرت شیخ معزالدین یہ خبر لے کر بہار آئے کہ فلاں روز صاحبزادے کی پیدائش ہوئی ہے۔

مخدوم جہاںؒ نے چھٹیارے کے لئے ٹوپی اور پیراہن بھیجا

حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنا پیراہن مبارک عطا فرمایا اور کہا ____ جب بھی کُرتے کی ضرورت ہو اسی سے سی کر پہنایا جائے اور وہ چھوٹا رومال جو آپ کے دستِ مبارک میں تھا اس سے چھٹیاری کی ٹوپی سی کر روانہ کی کہ چھٹی کے روز یہی ٹوپی پہنائی جائے۔

حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز جب بھی اس ٹوپی کو پہنتے سر پر ٹھیک ہوتی اور جب اتار دیتے چھوٹی معلوم ہوتی۔ حضرت مخدوم شیخ حسین اس ٹوپی کو پوری عمر پہنتے

رہے۔آپ کے وصال کے بعد لوگوں نے کہا کہ ___ اس کو سینے پر رکھ دی جائے اور بعض لوگوں نے کہا ___ نہیں اِس وقت بھی پہنا دی جائے۔

سید میر کوتوال نے جو خاص مریدوں میں تھے اپنے ہاتھ سے وہ ٹوپی آپ کے سر مبارک پر پہنا دی۔اس وقت بھی وہ حضرت مخدوم شیخ حسینؒ کے سر پر ٹھیک آئی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ان بزرگوں کے لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اس طرح کی باتیں تو ان کے غلاموں سے ہو جاتی ہیں۔

اس کے بعد فرمایا ___ جب حضرت مخدوم شیخ حسینؒ قبر میں لٹائے گئے، میں نے آپ کا چہرۂ مبارک کھول کر دیکھا آپ کی آنکھیں اسی طرح سرخ تھیں۔

حضرت استاد علامہ نے عرض کیا ___ کیا آپ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں؟

فرمایا ___ ہاں! کھلی ہوئی تھیں۔

جس وقت حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ فرمایا کہ ___ اس طرح کی باتیں تو ان کے غلاموں سے ہو جاتیں ہیں، یہ کہہ کر چپ ہو گئے۔مولانا متھن مخبر وہاں پر موجود تھے اس خاکسار نے ان سے آہستہ سے پوچھا کہ ___ آپ کو اس سلسلے میں کچھ معلوم ہے جس کی طرف حضرت نے اشارہ کیا۔

مولانا متھن مذکور نے کہا ___ یہ واقعہ میرے سامنے ہوا تھا کہ ___ ایک روز حضرت شیخ عظمہ اللہ، بندگی میاں خطر برادر کی بارگاہ میں ظہر کی نماز کے بعد اپنی پالکی پر تشریف فرما تھے کہ شیخ فرید نام کے ایک شخص آئے ان کو وہیں بلالیا۔وہ حاضر ہو کر قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے۔اس کے بعد عرض کیا ___ جب یہ بندہ پیدا ہوا تھا میرے والد نے حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز سے ٹوپی کی درخواست کی۔حضرت نے طاقیہ بیگانہ جو چھٹی کے دن پہنائی گئی اس بندے کے لئے عطا فرمائی۔اب وہ ٹوپی میرے سر پر نہیں

آتی ہے، بہت چھوٹی ہوگئی ہے۔ دل میں خیال آیا کہ حضرت سے عرض کروں ــــ دیکھتے ہیں کیا حکم ہوتا ہے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ وہ کلاہ کہاں ہے؟ ــــ اس کے بعد شیخ فرید سے طلب فرمایا۔

انہوں نے عرض کیا ــــ جی ہاں! لے کر آیا ہوں۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے وہ ٹوپی ان کے ہاتھ سے لے کر اور اپنے دونوں ہاتھ اس ٹوپی میں ڈال کر گھمانے لگے اور حضرت مخدوم جہاںؒ نے حضرت مخدوم حسین قدس اللہ سرہ العزیز کو جو ٹوپی بھیجی تھی اور جس کو وہ تمام عمر اپنے سر مبارک پر رکھتے تھے کے واقعہ کو بیان فرماتے رہے اور مسکراتے رہے۔ جیسے ہی یہ واقعہ تمام ہوا شیخ فرید کو قریب بلایا۔ انہوں نے سر جھکایا اور حضرت شیخ عظمہ اللہ نے **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** پڑھ کر وہ چھٹیارے کی ٹوپی ان کے سر پر رکھ دی۔ اب وہ ٹوپی اتنی بڑی تھی کہ شیخ فرید کی پیشانی تک آ گئی بلکہ ان کے بھاؤں تک پہنچ گئی۔ اس واقعہ کو جو لوگ بھی وہاں پر حاضر تھے سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ بالکل سچ اور حق بات ہے۔

اِس طرح کے کرامات حضرت سے اتنے صادر ہوئے ہیں کہ جن کو نہ گنا جا سکتا اور نہ جن کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ تو ایک واقعہ کا ذکر تھا جو حضرت مخدوم شیخ حسین قدس اللہ سرہ العزیز کے واقعہ کے ضمن میں یہاں پر آ گیا ہے۔

مجلس - ۷۹

زمیں بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے اس شعر کا

نی دریافت کیا۔

آنچہ من دارم اگر بر اشتری بودی زغم

می زوندی کافراں در جنۃ الماویٰ علم

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ کلام مجید میں آیا ہے وَ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ [الاعراف/۴۰] (اور نہ داخل ہوں گے جنت میں جب تک نہ داخل ہو اونٹ سوئی کے ناکہ میں)۔

مندرجہ بالا شعر میں شاعر یہ کہتا ہے کہ میں غم سے اتنا لاغر ہو گیا ہوں کہ اگر میرا غم اونٹ پر لاد دیا جائے تو وہ مجھ سے بھی زیادہ لاغر و دبلا ہو جائے اور اتنا دبلا ہو جائے کہ سوئی کے ناکے سے پار ہو جائے۔ چنانچہ جب اونٹ سوئی کے ناکے سے پار ہونے لگے تو کفار بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ مبالغہ کے طور پر شاعر نے کہا ہے، حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔

اشعار مخدوم شیخ مظفرؒ

خاکسار حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ کے مکتوبات پڑھ رہا تھا اس میں یہ چار اشعار آ گئے۔

یک کف دو کف زدستم زان بنگ مستکارہ

بنگی کہ تیزی وی کرد عقل پارہ پارہ

او چوں بتو درآید از تو ترا رباید

چیزی دگر نماید کز خودکنی گذارہ

چیزی دیگر بدی تو اکنوں دگر شدی تو

شمس سمات خوانم یا ماہ یا ستارہ

علمش چو اوج آرد ہمہ نیست موج گردد

ہستت خراب گردد چوں آب را کنارہ

☆ میرے ہاتھ کی ایک دو ہتھیلی نشہ آور بھنگ ایسی بھنگ ہے جس کی تیزی عقل کو پارہ پارہ کر دیتی ہے،

☆ جب وہ تمہارے اندر اثر انداز ہوگی تو تم کو اپنی جگہ رہنے نہیں دے گی تم اپنے آپ سے گذر جاؤ گے او ایک دوسری ہی چیز نظر آؤ گے،

☆ تم دوسری چیز تھے اب دوسری چیز ہو گئے میں تم کو آسمان کا سورج کہوں یا چاند ستارہ کہوں،

☆ اُس کا جھنڈا جب بلند ہوگا تو سارا موج نیست و نابود ہو جائے گا تمہاری ہستی اس طرح خراب ہو جائے گی جیسے پانی کنارے کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

خاکسار نے عرض کیا ___ مکتوبات کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ اشعار خاص مخدوم مظفر رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں لیکن [۴۵] دیوان میں یہ اشعار نہیں ہیں۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ کو اس کے متعلق کیا تحقیق ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا کہ ___ حضرت شیخ (مخدوم حسینؒ) کی خانقاہ میں حضرت مخدوم جہاںؒ، حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ اور حضرت مخدوم شیخ حسینؒ کے کلمات سنتے رہے ہیں اور اِن کے فرمودات سے کان بھرے ہوئے ہیں۔ خانقاہ کے صوفیوں سے بھی یہی سنا ہے کہ یہ اشعار حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ ہی کے ہیں۔ اب اگر دیوان میں موجود نہیں ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

بارگاہِ رسالت میں ابلیس کی حاضری

اس کے بعد ابلیس کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ایک روز

ابلیس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر آیا ___ اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔
آپ ﷺ نے نہیں چاہا کہ اجازت دیں اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آ گئے اور انہوں نے کہا ___ آنے کی اجازت دے دیجئے تاکہ وہ اپنا حال آپ کے سامنے بیان کرے۔
رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اجازت مل گئی وہ اندر آیا آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنا حال بیان کرنے لگا ___ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ جانتے ہیں کہ میں کس مقام پر تھا، میرا تخت عرش کے نیچے تھا، میں وہاں وعظ و نصیحت کرتا تھا، کتنے فرشتے میری شاگردی میں رہتے تھے اور آپ نے شبِ معراج میں یہ بھی دیکھ لیا کہ میرا تخت عرش کے نیچے الٹا پڑا ہے۔ آپ پر جو نوازش و کرم ہے اُس پر آپ کو مغرور نہیں ہونا چاہئے میرے لئے **علیک لعنتی** کا خطاب ہو چکا ہے اور آپ کے لئے **لَعَمْرُکَ** [الحجر/۷۲] (آپ کی زندگی کی قسم) کہا گیا۔ لعنتی میں پانچ حروف ہیں اور لعمرک میں بھی پانچ حروف ہیں۔ لعمرک کے پانچ حروف آپ کے لئے خزانہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور لعنتی کے پانچ حروف میرے لئے باعثِ رنج و مصیبت ہیں، دیکھئے اپنے خزانے پر غرور نہ کیجئے بلکہ میری مصیبت و پریشانیوں کو دیکھئے۔ یہ کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

بعض گناہ شرعی احکام کی منسوخی کا سبب بنے

اس کے بعد یہ گفتگو ہونے لگی کہ ___ بعض گناہ ایسے ہیں جن کی وجہ سے شرعی احکام منسوخ کر دیئے گئے۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اسلام کے ابتدائی دور میں رَمَضان میں عشاء کی نماز کے بعد سے ہی کھانا پینا اور جماع (ہم بستری) منع تھا۔ ایک رات امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ رَمَضان کے مہینے میں عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اپنی اہلیہ محترمہ کے پاس ہم بستری کے لئے چلے گئے۔

جب صُبح ہوئی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے واقعہ بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ سوچنے لگے کہ ابھی میری موجودگی میں عمر جیسے آدمی سے ایسا واقعہ ہو جائے تو میرے بعد میری امت کا کیا حال ہوگا۔

اتفاق کی بات یہ کہ اس رات چند صحابہ کے ساتھ یہی معاملہ ہوا تھا اور سب نے اپنی اپنی بات سرکارِ دوعالم ﷺ سے بیان کردی۔ اب آپ ﷺ اور زیادہ فکرمند ہوگئے۔

اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تسکین خاطر کے لئے یہ آیت نازل فرمائی ـــــ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ [البقرہ/۱۸۷]

اس کے بعد اپنی نوازش وکرم سے اس آیت کا معنی بھی بیان فرمایا کہ ـــــ حلال کردیا تمہارے لئے اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت کرنا روزے کی راتوں میں۔ یہ تمہارے لئے لباس ہیں تم ان کے لئے لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو رمضان کی راتوں میں تم نے اپنی بیویوں کے ساتھ خلوت کرکے اپنے جسموں کے ساتھ خیانت کی ہے، تمہارے لئے توبہ ہے اور رات کے روزے کو تمہارے لئے درگذر کردیا اور معاف کردیا تم کو۔ اب رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت کرسکتے ہو، اللہ تعالیٰ سے اولاد کی طلب کرسکتے ہو، کھانا کھاسکتے ہو، پانی پی سکتے ہو یہاں تک کہ تمہارے سامنے سفید ڈورا سیاہ ڈورا سے ممیز ہوجائے یعنی سفیدی نمودار ہونے لگے۔ اس وقت سے رات آنے تک روزے کو مکمل کرو۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ تفسیر میں آیا ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی فضیلت کی ایک دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ازلی علم کا مالک ہے اس نے معافی مانگنے کا حکم دیا اور اس آیت کے ذریعہ امت کے لئے رات کے روزے کو منسوخ کر دیا۔

اس کے بعد فرمایا___ جب یہ آیت وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ نازل ہوئی، عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رات ہوئی تو میں نے دو زانو بند لے لیا ایک میں سیاہ ڈورا تھا دوسرے میں سفید ان کو اپنے سرہانے میں رکھ لیا۔ جب رات ہوتی میں ان دونوں دھاگوں کو دیکھتا۔ سیاہ ڈورے سے سفید ڈورا نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ صُبح ہوگئی، میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا، سارا حال بیان کیا۔

آپ ﷺ ہنسنے لگے___ اور فرمایا___ انک تعریض القفا اس میں حماقت کی طرف اشارہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا___ سفیدی سے دن کی سفیدی مراد ہے اور سیاہی سے رات کی سیاہی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جس معصیت کا صدور ہوا وہی معصیت اس حکم شرعی کو منسوخ کرنے کا سبب بن گیا جو پہلے سے رائج تھا اور جس میں زیادہ پریشانی تھی۔ ''یعنی عشاء کے بعد ہی سے روزے کا عمل شروع ہو جاتا تھا اور یہ زیادہ پریشانی کا باعث تھا۔''

مجلس - ۸۰

لایعنی باتوں سے پرہیز

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ ایک

بزرگ سے لوگوں نے کہا ــــــ فلاں مقام پر حدیث کا بیان ہو رہا ہے آپ وہاں کیوں نہیں جاتے ہیں؟

انہوں نے کہا ــــــ بارہ سال گذر گئے اس وقت ایک حدیث سنی ہے آج تک اس پر عمل نہیں ہو سکا اب دوسری حدیث سن کر کیا کروں گا۔

لوگوں نے کہا ــــــ وہ کون سی حدیث ہے۔

انہوں نے فرمایا ــــــ قال علیه السلام من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه یعنی اسلام کا سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو لا یعنی باتوں کو ترک کردے۔ اس وقت ایک شخص ہاتھ میں قرآن لئے حاضر آئے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ان کے ہاتھ سے لے لیا اور جیسے ہی اس کو کھولا سورہ فرقان کی یہ آیت نکلی ــــــ تَبٰرَکَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۙ وَیَجْعَلْ لَّکَ قُصُوْرًا ۝ [الفرقان ۱۰/۲۵] (بڑی [خیرو] برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو اگر چاہے تو بنادے آپ کے لئے بہتر اس سے [یعنی ایسے] باغات رواں ہوں جن کے نیچے نہریں۔ اور بنادے آپ کے لئے بڑے بڑے محلات)۔

فرمایا کہ ــــــ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے بلکہ رضوان علیہ السلام لے کر آئے اور بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اسماعیل نام کے فرشتہ لے کر آئے جو آسمان دنیا کے خازن تھے دونوں قول تفسیر عمدہ میں موجود ہے۔

اُمید و رِجا کا بیان

امید و رجا کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اپنے صاحب زادے شیخ سلطان سلمہ اللہ کی طرف رخ کیا ــــــ اور فرمایا ــــــ حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ نے ایک مکتوب

میں لکھا ہے کہ ____ آج کی رات صُبح کے وقت میں یہ کہہ رہا تھا کہ وہ تانبا جو ایک دو روز کے لئے سونا بن جائے اور پھر تانبا میں تبدیل ہو جائے کس کام کا۔ جب تک اس میں خالص اکسیر (کیمیا) نہیں ڈالی جائے اس وقت تک اس کی حقیقت تبدیل نہیں ہوتی اور کچھ فرق نہیں پڑتا۔ میرا مقصد یہ تھا کہ آخر وہ اکسیر اور کیمیا کہاں سے حاصل ہو سکتی ہے۔ پوری رات اسی جنون میں لگا رہا، جب صبح ہوئی اور فرائض کو ادا کرنے میں لگ گیا تو اس صاحبِ فضل یعنی رب العالمین کے فضلِ بے کراں کے طفیل مجھے وہ اکسیر مل گئی۔ میں نے اس اکسیر کو لا الٰہ الا اللّٰہ والوں میں دیکھ لیا اور وہیں موجود ملا۔ جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے بلکہ جو یہ کہہ دے کہ میں لا الٰہ الا اللہ والوں میں سے ہوں یا بس اتنا کہہ دے کہ میں آپ کا ہوں اور آپ کے دین پر ہوں۔ اللہ کی قسم وہ اکسیر وہیں ہے۔ اللہ کی قسم، اللہ کی قسم، اللہ کی قسم وہ اکسیر انہیں کے پاس ہے۔ اے دوست! قسم ہے اللہ کی میں نے اس حالت میں سلام پیش کیا اور داہنی طرف اس طرح سلام کیا السلام علیک ورحمة اللّٰہ یا اھل الجنة اور بائیں طرف بھی یوں سلام کیا السلام علیک یا اھل الجنة میں نے اس روز جو دیکھا وہ انتہا تک دیکھا۔ اگر کوئی میرے ہاتھ میں قرآن دے دے تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ جو ایک بار بھی لا الہ الا اللہ کہے گا وہ جنتی ہے اور ایسے سارے لوگ، دنیا کے نیست و نابود ہونے تک پورب سے پچھم تک سب کے سب بہشتی ہیں۔ اسی بات پر پڑھو الحمد للّٰہ رب العلمین اور جان لو کہ تم بھی بہشتی ہو۔

سب کی عاقبت بخیر ہوگی

اس کے بعد فرمایا کہ ____ اسی مکتوب میں ہے کہ قطبِ عالم سے میں نے جو سنا تھا کہ کسی کی عاقبت بخیر نہیں ہوگی اس سے اگلی امت یعنی بنی اسرائیل مراد ہیں، لیکن اس امت میں سب کی عاقبت بخیر ہے۔

پھر ارشاد ہوا کہ ___ اگر اس بات میں کسی کو شبہ ہو تو وہ حضرت مخدوم شیخ مظفرؒ کے مکتوبات میں دیکھ لے، کسی طرح کا شک باقی نہیں رہے گا۔

ابراہیم ادہمؒ کی اللہ تعالیٰ سے درخواست

اس کے بعد فرمایا ___ ایک روز حضرت خواجہ ابراہیم ادہمؒ مکۂ مبارکہ میں تھے اور طواف میں مشغول تھے کہ غیب سے آواز آئی ___ اے ابراہیم! مانگ لو جو مانگنا چاہتے ہو۔

انہوں نے عرض کیا ___ الٰہی! حضرت محمد ﷺ کی امت کے ساتھ رحمت و شفقت کا معاملہ فرما دے۔

حکم ہوا ___ ابراہیم ادہم کے سامنے سے حجاب اٹھا دیا جائے۔ جب حجاب اٹھایا گیا اور اوپر نظر کی تو محمد رسول اللہ ﷺ کی کوئی امت بھی ایسی نظر نہیں آئی جو بغیر شفیع کے ہو اور اس کی شفاعت نہ کر دی گئی ہو۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم ادہمؒ نے عرض کیا ___ الٰہی! ابلیس کو اپنی رحمت سے نواز دے۔

حکم ہوا ___ یہاں پر آپ نے گستاخی اور شوخی سے کام لے لیا۔ چونکہ وہ آگ سے بنا ہے اور آگ کو آگ ہی میں قرار ملتا ہے اس لئے وہ جہنم کی آگ ہی میں رہے گا۔

حجاج یوسف کا ظلم اور اس کی مغفرت

اس کے بعد حجاج یوسف کی بات ہونے لگی، فرمایا کہ ___ وہ اتنا بڑا ظالم تھا کہ اس نے کئی ہزار صحابہ کو شہید کر دیا اور اس کے ذریعہ شہید کئے جانے والوں میں سب سے آخری شخصیت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی تھی۔

جب حجاج کا آخری وقت آیا جو اس کی موت کا وقت تھا تو اس کی ماں رونے لگی۔

حجاج نے کہا___ اے ماں! کیوں رو رہی ہو؟

اُس کی ماں نے کہا___ میں اس لئے نہیں رو رہی ہوں کہ تو دنیا سے جا رہا ہے اور میرے یہ آنسو تیری جدائی میں نہیں بہہ رہے ہیں بلکہ میں تیری بدکاریوں اور تیرے قتلِ عام کو یاد کر کے رو رہی ہوں، تو نے اتنے زیادہ برے کام کئے ہیں اور اتنے لوگوں کا خون بہایا ہے کہ نہ جانے اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔

اُس نے کہا___ اے ماں! اگر کل قیامت کے دن میرے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق تمہارے حوالے کر دیا جائے تو ایسی صورت میں تم کیا کرو گی؟

ماں نے کہا___ اگرچہ تو سزا کا مستحق ہے پھر بھی از راہِ شفقت یہ نہیں چاہوں گی کہ تجھ کو عذاب میں مبتلا کروں۔

حجاج نے کہا___ اے ماں! اب بے فکر رہو کسی طرح کے رنج و ملال کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ مہربان ہے۔

ھو الرحمٰن الرحیم من اخیہ

ومن ابیہ فاطلبنی تجدنی

(اللہ تبارک وتعالیٰ بھائی سے اور باپ سے بھی زیادہ مہربان اور رحم والا ہے اس لئے اُس سے طلب کرو وہ تمہیں عطا کرے گا)۔

خاکسار نے عرض کیا___ سنا ہے کہ حجاج کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہے۔ پوچھا___ تمہیں کیسے نجات مل گئی؟

حجاج نے کہا ـــــ اللہ تعالیٰ عدل کرنے والا ہے اُس نے عدل سے کام لیا اور ہر ایک صحابی کے بدلے جن کو میں نے قتل کیا تھا ایک بار میری گردن ماری لیکن سعید بن جبیرؓ کے بدلے میں ستر بار میری گردن اڑائی، اس کے بعد ہی نجات ملی۔

اللہ تعالیٰ سے رحم وکرم کی امید

اس کے بعد فرمایا کہ ـــــ خواجہ فرید الدین عطارؒ نے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے سامنے چند ڈاکو گرفتار کر کے لائے گئے وہ کھانے کا وقت تھا بادشاہ نے کہا ـــــ ان لوگوں کو تھوڑی دیر نگہداری میں رکھو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں ان کو اپنے سامنے سزا دوں گا۔

جب یہ بات ملکہ کو معلوم ہوئی تو اس نے ان قیدیوں کے لئے بھی کھانا بھیج دیا۔

بادشاہ جب سزا دینے کے لئے باہر آیا ـــــ اور دیکھا کہ یہ لوگ کھانا کھا رہے ہیں، پوچھا ـــــ یہ کھانا کہاں سے مل گیا؟

اِن لوگوں نے کہا ـــــ آپ ہی کے گھر سے آیا ہے۔

بادشاہ نے کہا ـــــ سبحان اللہ! اِن لوگوں نے میرے یہاں کا کھانا کھالیا ہے یہ کہہ کر سب کو چھوڑ دیا ـــــ اور کہا ـــــ یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا کہ جو میرا کھانا کھالے اُس کو میں قتل کر دوں۔

اِس حکایت کو بیان کرنے کے بعد خواجہ عطار لکھتے ہیں کہ ـــــ دنیاوی بادشاہ کا یہ حال رہا ہے کہ اگر ان کے گھر کی روٹی کھالیتا تو وہ اس کو قتل نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ جو کرم کرنے والا، رحم فرمانے والا اور مہربانیوں سے پیش آنے والا ہے وہ ہم کو اور تم کو ہزاروں قسم کی نعمتوں سے پالتا ہے اور ہم لوگوں کے ساتھ ہزاروں نوازش وکرم کا معاملہ کرتا ہے یہ کیسے ممکن

ہے کہ وہ ہم لوگوں کو سزا دے گا اور عذاب میں مبتلا کر دے گا۔اس لئے ہر حال میں امیدوار رہنا چاہئے۔

مجلس - ۸۱

بھوک کے فوائد

آستانۂ عالی مآب کی خاکبوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ بھوک کے فوائد اتنے ہیں جن کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جتنے معاملات ہیں وہ قلیل طعام یعنی مختصر کھانا کے بغیر بہت کم حاصل ہوئے ہیں۔ لوگوں کے لئے جتنی بلا و مصیبت اور ذلت و رسوائی ہے وہ اسی شکم سیری یعنی بھر پیٹ کھانے کی وجہ سے ہے۔اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

اولین سدہ در رہِ آدم
بود نائے گلو و طبل شکم

(گلے کی بانسری اور پیٹ کا ڈھول، آدمی کی راہ میں یہی دونوں سب سے پہلی رکاوٹ ہیں)۔

پھر ارشاد فرمایا____ امام زاہدؒ کی تفسیر میں مرقوم ہے کہ بھوک ایک ایسا درخت ہے جس میں صرف حکمت کے پھل آتے ہیں اور شکم سیری ایسا بادل ہے جس سے صرف غفلت کی بارش ہوتی ہے۔

پھر فرمایا ـــــ کہیں یہ بھی آیا ہے کہ اگر فرعون اور نمرود کو بھوک سے واسطہ پڑتا اور بھوکا رہنے کی نوبت آتی تو کبھی بھی وہ خدائی کا دعویٰ نہیں کرتے۔

حالتِ بھوک میں مکاشفہ

کم کھانے پینے سے مکاشفہ حاصل ہوتا ہے، معدہ صاف رہتا ہے، باطنی کدورت اور گندگی دور رہتی ہے۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی ـــــ ایک کافرہ عورت تھی جس کا شوہر کھیتی کرتا تھا وہ روزانہ اپنے شوہر کے لئے کھانا پانی لے کر کھیت پر جاتی چند روز سے یہی معمول تھا، شوہر یہ سمجھ رہا تھا کہ بیوی نے گھر میں کھانا کھالیا ہوگا اور بیوی یہ چاہ رہی تھی کہ شوہر کے ساتھ کھائے، اس طرح کئی روز گذر گئے وہ بھوکی رہ گئی تو اس کو مکاشفہ ہونے لگا۔

ایک روز اس نے اپنے رشتہ داروں سے کہا ـــــ ہوشیار ہو جاؤ مسلمانوں کی فوج حملہ کے لئے آرہی ہے، سب لوگ اس جگہ کو چھوڑ دیں۔

لوگوں نے اس کی بات کا مذاق اڑایا اور پاگل پن سے منسوب کیا۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ پاگل ہوگئی ہے اور جنون میں ایسا بک رہی ہے۔

لیکن جب رات آئی تو واقعی فوج آگئی ـــــ اس مقام کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا سب لوگوں کو قیدی بنالیا۔ ان قیدیوں میں اس کے رشتہ دار بھی تھے، وہ لوگ آپس میں کہنے لگے ـــــ اس عورت نے جو کچھ پہلے کہہ دیا تھا وہ سب سامنے آگیا لیکن ہم لوگوں نے اس کی بات پر یقین نہیں کیا تھا۔ لوگوں کی اس آپسی گفتگو کو سپاہیوں نے سن لیا اپنے سردار کو بتادیا۔ اس کے بعد وہ عورت سامنے لائی گئی اس سے سارا حال پوچھا ـــــ عورت نے اپنے بھوکے رہنے کا قصہ بتایا اس کے بعد وہ عورت قید سے آزاد کردی گئی۔

بازار میں کلمۂ تمجید پڑھنے کا معمول

اس گفتگو کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ اٹھے پالکی پر سوار ہوئے اور بازار قاضی کی طرف بعض رشتہ داروں کے گھر کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ خاکسار بھی پالکی پکڑ کر چلنے لگا۔ جب بازار اودھی پہنچے تو پڑھنے لگے ___ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور فرمایا ___ جب کوئی ان کلمات کو بازار میں پڑھتا ہے اتنا زیادہ ثواب ملتا ہے کہ جن کو نہ تحریر میں لایا جا سکتا ہے اور نہ بیان کیا جا سکتا ہے۔

بعض صحابہ کا یہ حال تھا کہ اس ثواب کو حاصل کرنے کے لئے گھروں سے بازار کے لئے نکل جاتے وہاں جا کر ان کلمات کو پڑھتے اور پھر واپس آ جاتے۔ چنانچہ مسلمانوں کو چاہئے کہ جب بازار جائیں وہاں ان کلمات کو ضرور پڑھیں اور پڑھنا بھول نہ جائیں۔

مجلس - ۸۲

دوزخ کی آگ اور گرم ہوا

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ دوزخ اور گرم ہوا کا بیان ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ گرم ہوا کا تعلق دوزخ کی آگ سے ہے۔ جب گرم ہوا کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ دوزخ کی آگ کیسی گرم ہوگی۔

نقل ہے ___ اشتکت النار الیٰ ربھا فقالت یا رب اکل بعض بعضاً

فاذن بها فی نفسین نفس فی الشتاء ونفس فی الصیف فاشد ما تجدونه فی الصیف من حرها واشد ماتجدونه فی الشتاء من زمهریرها۔

آگ نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں نالہ وفریاد کی کہ ــــ اے میرے پروردگار! میرا بعض بعض کو کھا جاتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دو سانسیں لینے کی اجازت دے دی۔ ایک سانس جاڑا میں اور ایک سانس گرمی میں۔ لہٰذا گرم ہوا گرمی میں ہوتی ہے اور سرد ہوا جاڑے میں۔ سردی اور گرمی کا تعلق اسی جہنم سے ہے۔

اس کے بعد فرمایا ــــ ہوا تین ہے لیکن برسات عارضی ہے اس لئے کہ جب بارش ہوتی ہے تب اس کو برسات کہتے ہیں اور جب بارش نہیں ہوتی ہے، بدبودار پسینہ چلنے لگتا ہے تو اس کو موسمِ گرما کہتے ہیں۔ بیچارے آدمی میں کہاں طاقت ہے کہ وہ دوزخ کی سانس برداشت کر سکے۔ جب آج یہ حال ہے تو کل قیامت کے دن دوزخ اور دوزخ کا عذاب جو بہت سخت عذاب ہے کیسے برداشت کر سکے گا۔ نہ برداشت کی ایسی طاقت ہے اور نہ ویسی عبادت ہے کہ ان سزاؤں کو جھیل سکے۔ بس اللہ تعالیٰ کے فضل کی امید ہے اور اس کے فضل کی کوئی انتہا نہیں۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

گر فضل کند یقین برستیم ہمہ
ور عدل کند وائے برسوائی ما

(اگر اس کا فضل ہو گیا تو یقیناً نجات ہے اور اگر اس نے عدل سے کام لیا تو ذلت و رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا)۔

خواجہ حسن بصریؒ اور خوفِ دوزخ

اس کے بعد فرمایا ــــ نقل ہے ایک شخص ایسا ہوگا جو ہزار سال کے بعد دوزخ

سے باہر لایا جائے گا۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ___ کاش وہ آدمی میں ہوتا۔ اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو لوگوں نے دیکھا کہ ایک گوشے میں بیٹھے رو رہے ہیں۔

لوگوں نے پوچھا ___ اے خواجہ! کیوں روتے ہیں؟

فرمایا ___ میں ڈر رہا ہوں کہ کہیں جہنم کی آگ میں نہ ڈال دیا جاؤں، برداشت کی طاقت نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ اشعار پڑھے۔

اندر خورِ ما چو ہیچ باکے نبود ☆ در عالم باحدیث خاکے نبود
او رحمتِ خود ببر کہ در حضرتِ ما ☆ از کشتن ہیچ باکے نبود

یہ حال تھا خواجہ حسن بصریؒ کا۔ جب ان کا یہ حال تھا تو عام لوگوں اور خاکساروں کا کیا حال ہوگا۔

عذابِ قبر

اس کے بعد عذابِ قبر کا تذکرہ ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ عذابِ قبر حق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ___ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا [نوح/۲۵] (انہیں غرق کر دیا گیا پھر انہیں آگ میں ڈال دیا گیا)۔

عذابِ قبر کا انکار اور حضرت علیؓ کا استدلال

اس کے بعد فرمایا ___ ایک یہودی قبرستان سے گذر رہا تھا، اس کو کسی قبر میں مردے

کا سر نظر آ گیا جس پر سے گوشت پوست سب ختم ہو چکا تھا صرف ہڈی باقی تھی۔ وہ اس کھوپڑی کو لے کر جا رہا تھا کہ راستے میں حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہ سے ملاقات ہوگئی۔

اُس نے پوچھا ___ اے علی! آپ کہتے ہیں کہ عذاب حق ہے اور قبر میں آدمی کو جلایا جاتا ہے، میں خوب جانتا اور پہچانتا ہوں کہ یہ سر فلاں یہودی کا ہے لیکن آگ کا کوئی اثر اِس میں دکھائی نہیں دیتا۔

امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہ نے اُس سے کہا ___ جاؤ دو پتھر لے کر آؤ۔

وہ یہودی دو پتھر لے کر آ گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ___ ان دونوں پتھروں کو ایک دوسرے سے ٹکراؤ۔

اس یہودی نے جیسے ہی ایک پتھر پر دوسرے پتھر کو مارا آگ کا شعلہ نکلا اور یہ حقیقت ہے کہ جب پتھر کو پتھر سے ٹکراتے ہیں تو آگ پیدا ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا ___ اے فلاں شخص! جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں آگ کو پوشیدہ رکھ دیا ہے وہ آگ لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہے کسی کو دکھائی نہیں دیتی اسی طرح اس کھوپڑی میں آگ لگی ہوئی ہے۔ کسی کو نہیں معلوم کہ اس پر کیا گذر رہی ہے یہ سر ہی جانتا ہے کہ وہ کس عذاب میں مبتلا ہے۔ آگ کا اثر ظاہر ہو یا نہ ہو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

قبر کا بیان سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگتے

اس کے بعد قبر کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ القبر اول منزل من منازل الاخرۃ قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوا ___ حضرت امیر المؤمنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں

یہ روایت آئی ہے کہ جب آپ کے سامنے قیامت، پل صراط، دوزخ اور قیامت کی پکڑ کا ذکر ہوتا تو نہیں روتے لیکن جیسے ہی قبر کا نام لیا جاتا زار زار رونے لگتے۔

لوگوں نے پوچھا ___ اے عمر! آخر کیا بات ہے کہ جب آپ کے سامنے قیامت، حساب وکتاب، پل صراط اور دوزخ کا نام لیا جاتا ہے تو آپ روتے نہیں لیکن قبر کا نام سنتے ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

فرمایا ___ حساب وکتاب، پل صراط اور دوزخ وغیرہ کا معاملہ ایسا ہے کہ وہاں میں مجمعِ عام میں رہوں گا لیکن قبر میں تنہا رہنا پڑے گا جو تنگ وتاریک جگہ ہوتی ہے، اسی تنہائی کو سوچ کر میں رونے لگتا ہوں۔

قبر سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان

ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ___ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو بتائیے کہ جب منکر نکیر سوال کے لئے آئیں گے تو جس طرح آج ہوش و حواس قائم ہے اور عقل موجود ہے کیا یہی حال قبر میں بھی رہے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا ___ ہاں! ایسا ہی ہوگا یعنی ہر آدمی ہوش وحواس میں رہے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا یہ جواب سن کر کہا ___ پھر کوئی ڈر کی بات نہیں ہے۔

نقل ہے کہ ___ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور کسی نے ان کو خواب میں دیکھا ___ پوچھا ___ اے عمر! یہ تو بتائیے منکیر ونکیر سے کیسا معاملہ رہا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ___ منکیر ونکیر جس خوف ناک حالت میں آئے تھے اگر اللہ کی عنایت شامل حال نہ رہتی تو عمر جواب دینے سے قاصر رہتا۔

اُس وقت حضرت شیخ عظمہ اللہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا ___

سبحان اللہ! جب حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو جو خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ اور ماموں العافیت میں ہیں، ان کا یہ حال ہے تو بے چارہ دوسرا کس شمار میں ہے۔

قیامت سے متعلق عبد اللہ سلام کا بیان

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ سلام سے پوچھا کہ ___ آپ نے توریت وانجیل میں قیامت کے بارے میں جو کچھ پڑھا و سنا ہے، مجھ سے بیان کیجئے۔

عبد اللہ سلام نے کہا ___ قیامت کا دن ایسا ہوگا جس دن کسی کو اپنی خبر نہ ہوگی۔ سارے پیغمبر زانو کے بَل حیرت و تعجب کی حالت میں بیٹھے ہوں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت رکھتے تھے، اس کے باوجود قیامت کے دن ان سے گریز کریں گے۔ ابراہیم علیہ السلام کا اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔

(عبد اللہ سلام کا اتنا قول بیان کرنے کے بعد) حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی ___ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ۝ وَ اُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِیءٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ۝ [عبس ۳۴/۳۷] (اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بچوں سے۔ ہر شخص کو ان میں سے اس دن ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے سب سے بے پروا کر دے گی)۔

(اس کے بعد فرمایا) عبد اللہ سلام نے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ___ اے عمر! اگر آپ میں پچاس پیغمبروں کے بھی اعمال جمع ہو جائیں تو قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رہنا مشکل ہے۔ یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے اور زمین پر گر پڑے۔

مجلس - ۸۳

سرکار کے پاس بہشتیوں اور دوزخیوں کی فہرست تھی

زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ایک روز حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان جلوہ افروز تھے، آپ ﷺ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی۔ اسی حال میں باہر نکلے، اس وقت سرکارِ دو عالم ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں کاغذ کے پرچے تھے جن میں کچھ تحریر تھا۔ ایک کنواں کے پاس تشریف لے گئے، کنواں کی منڈیر پر دونوں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ صحابہ یہ دیکھ کر محافظت کے خیال سے آپ کے قریب کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے دونوں کاغذوں کو کنواں میں ڈال دیا ___ اور فرمایا ___ قد فرع ربکم بما کنتم تعلمون۔

صحابہ نے پوچھا ___ یارسول اللہ! ان کاغذوں میں کیا تحریر تھا؟

فرمایا ___ داہنے ہاتھ میں جو کاغذ تھا اس میں قیامت تک آنے والے اُن مومنوں کے نام تھے جو بہشت میں رہیں گے۔ ہر آدمی کا نام اس کے ماں باپ اور مقام و شہر کے نام کے ساتھ تفصیل سے درج تھا اور اس طرح لکھا ہوا تھا کہ فلاں بن فلاں ساکن فلاں شہر یا دیہات اہلِ بہشت ہے۔ اور بائیں ہاتھ میں جو کاغذ تھا اس میں قیامت تک آنے والے اُن دوزخیوں کا نام تھا اور اُن کی بھی تفصیل نام بہ نام تھی۔

اور یہ بھی فرمایا ___ مجھے سب بتا دیا گیا ہے لیکن اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ اس کو تم لوگوں سے بیان کروں۔

سلوک کے مراتب اور سالک کے مقامات

اس کے بعد سلوک کے مراتب اور سالک کے مقامات و ترقیاتِ درجات کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ ان کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

۱۔ پہلا درجہ نفس ہے۔

۲۔ دوسرا قلب ہے۔

۳۔ تیسرا روح ہے۔

۴۔ چوتھا سر ہے۔

اس درجہ تک تجلیاتِ صفائی کا ظہور ہوتا ہے، یہاں تک شیطان کو دخل و دست رس حاصل ہے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ۔

معشوق مرا گفت نشیں بر درِ من
مگذار دروں ہر کہ ندارد سرِ من

(معشوق نے مجھ سے کہا کہ میرے دروازے پر بیٹھ جاؤ اور جس کو میرا عشق نہیں اس کو اندر آنے نہ دو).

۵۔ پانچواں درجہ خفی ہے اس درجہ میں وصولِ ذات حاصل ہوتا ہے۔

اس کے بعد یہ شعر پڑھا

ایں جا است نہایتِ طریقت
ایں است خلاصہ حقیقت

(یہاں پر طریقت کی انتہا ہوتی ہے اور یہی حقیقت کا خلاصہ یعنی نچوڑ ہے)۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ سالک جب اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو واصلِ ذات ہو جاتا ہے، خفی سے ذات محض مراد ہے اور اسی کو لاہوت کہتے ہیں بہت سارے سالک یہاں پہنچ کر راستے سے بھٹک گئے ہیں اور زبانِ حال سے کہتے ہیں ۔

اے بادشاہِ حُسن بقلبِ شکستگاں
از لشکرِ غم تو شب خوں شدن گرفت
(اے بادشاہِ حُسن! ہم شکستہ حال لوگوں کے دل پر آپ کے عشق کی فوج نے شب خون مار دیا ہے)۔

یہ مقام خفی کسی مرشدِ کامل جو اس مقام کو طئے کر چکا ہو، اس راہ کے نشیب وفراز سے واقف ہو اور راہ کی آفتوں کو جانتا ہو کی صحبت اور خدمت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلامِ مجید میں فرمایا ـــــ وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا [البقرہ/۱۸۹] (اور آیا کرو گھروں میں ان کے دروازوں سے)۔ اور کسی شاعر نے بھی کہا ہے۔

بے واسطۂ واسطہ گر راہ روی ☆ از راہ بیفتی و بسوئے چاہ روی
ور پئے اویش کنی بہ یُمنِ قدمش ☆ در یک دو زماں بعالمِ شاہ روی
(اگر تم بغیر واسطہ اور وسیلہ کے راہ طئے کرو گے تو ٹھوکر کھاؤ گے اور کنواں میں گر جاؤ گے
اور اگر پیر کی روش پر چلو گے تو ان کے قدموں کی برکت سے تھوڑے ہی دنوں میں شہنشاہ بن کر دنیا میں گھومو گے)۔

خواجہ بایزید کو جو کچھ ملا پیر سے ملا

حضرت خواجہ بایزید قدس اللہ سرہ العزیز نے ان چاروں مقامات مذکورہ کو مشائخ اور

پیروں کی صحبت و خدمت میں رہ کر حاصل کیا تھا اور اسی خدمت وصحبت کی دولت کی وجہ سے پیری کے مقام پر پہنچے تھے یعنی شیخِ وقت ہوئے۔

جب حضرت خواجہ علی رضاؒ کے دامن سے وابستہ ہوئے، اُن کی صحبت و خدمت میں رہنے لگے تو حضرت خواجہ علی رضا نے اُن کو ترقی دے کر ذاتِ خفی تک پہنچا دیا اور صفات کی تجلیات سے فارغ کر دیا۔

پیر ہی آزمائشوں سے نکالتے ہیں

سالکین راہ کو طرح طرح کی فترت یعنی سستی کی آزمائشوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اگر شیخ کامل صاحبِ تصرف نہ ہو تو مرید کا فترت کی اُس آزمائش سے نکلنا مشکل ہو جائے۔ تفرقہ اور رسم کا ایسا شکار ہو جائے کہ اس کی ساری محنت و مشقت اور مجاہدہ و ریاضت ضائع اور برباد کر دی جائے۔

اس موقع پر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ اشعار پڑھے ۔

در سایۂ پیر شو کہ نابینا ☆ آں اولیٰ تر کہ با عصا گردد
گر ایں نکنی کہ گفت عطار ☆ ہر رنج کہ میکنی ہبا گردد

(تم نابینا ہو اس لئے پیر کے سائے میں رہو ایسے آدمی کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ عصا لے کر چلے، اگر ایسا نہیں کرو گے یعنی کسی پیر سے وابسطہ نہیں رہو گے تو وہی ہوگا جو عطار نے کہا ہے کہ تمہاری ساری محنت و مشقت اور عبادت و ریاضت گرد و غبار کی طرح اڑا دی جائے گی)۔

مجلس - ۸۴

ذکراور ذکر کے اقسام

آستانہ معظم کی خاک بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ذکر کی بات ہونے لگی۔
حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ ذکر چار طرح کا ہے۔

۱۔ زبان پر ذکر ہو اور دل اس سے غافل رہے۔

۲۔ دل سے ذکر ہو اور زبان سے نہ ہو یعنی دل ذاکر رہے اور زبان خاموش۔

۳۔ دل اور زبان دونوں ذکر میں مشغول رہے

۴۔ دل مقامِ مذکور میں پہنچ جائے

اس کے بعد فرمایا___ حضرت والد ماجد (مخدوم حسن دائم جشنؒ) نے ایک رسالے میں لکھا ہے کہ میرے نزدیک ذکر دو طرح کا ہے۔

۱۔ زبان بھی ذکر میں مشغول رہے اور دل بھی ذاکر رہے۔

۲۔ دل ذکر میں مشغول رہے اور زبان خاموش رہے۔

ذکر کرنے والے کو ایسا لگے کہ دوسرا سن رہا ہے لیکن دوسرے کو اس کے اس حال کی ذرا خبر نہ ہو۔پہلی قسم مبتدی کی ہے اور دوسری قسم منتہی کی۔یعنی شروع میں وہ حال ہوتا ہے اور آخر میں یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔

پھر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ ذکر کی چار قسموں میں پہلی قسم جس میں زبان پر ذکر ہو اور دل اس سے غافل رہے ایسا ذکر کسی کام کا نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر دل پر ہوتی ہے، گل پر نہیں اور دل جب مقامِ مذکور میں پہنچ جائے یہ بھی لغو اور فضول ہے اس لئے کہ جب ذاکر مذکور کے سامنے ہے تو ایسی حضوری اور مشاہدے کی حالت میں ذکر کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا۔

حاجی رفیع کا دل حالتِ نیند میں بھی ذاکر تھا

خاکسار نے عرض کیا ـــــ جب یہ خاکسار حضرت شیخ پیارا ابراہیم انصاری کے ساتھ انبالوہ کے لئے روانہ ہوا۔ لعلپور کی منزل میں حاجی رفیع ساکن قصبہ دیگھا کے ساتھ رات میں لیٹا ہوا تھا۔ آدھی رات ہوئی اس وقت حاجی رفیع نیند میں تھے اور ان کے پیٹ سے اللہ اللہ کی آواز آ رہی تھی۔ خاکسار اس خیال میں ڈوب گیا کہ حاجی صاحب جاگ رہے ہیں یا نیند میں ہیں چنانچہ اچھی طرح سے یہ دیکھ لیا کہ وہ نیند میں ہیں تو پھر ذکر کی یہ آواز دل سے آ رہی تھی یا کوئی اور بات تھی؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ ایسا ذکر دل ہی سے ہو سکتا ہے اور کہیں سے نہیں، بلکہ یہ عادت کے غلبے کی بنا پر ہے اس لئے کہ دل کا ذکر تو وہ ذکر ہے جس کو کوئی دوسرا سنے نہیں۔

بعض لوگوں کا شروع میں یہ حال ہوتا ہے کہ وہ اپنے دل کے ذکر کو اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور جب وہ یہ سمجھتے ہیں کہ میرے ذکر کو کوئی دوسرا بھی سن رہا ہے تو ایسی صورت میں جنگلوں کا رخ کر لیتے ہیں تا کہ ان کے ذکر کو دوسرا کوئی سن نہ سکے۔

ذکر سے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال

اس کے بعد فرمایا ___ حدیث شریف ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک روز مناجات کی الٰهی عَلِّمْنِیْ شَیئاً اَذْکُرُکَ بِہٖ فَقَالَ یَامُوْسیٰ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ لو ان السَّمٰوٰاتِ السَّبعِ وَعَامِرهُنَّ غیرِیْ وَالْاَرْضِیْنَ السَّبعَ وضِعن فی کفیه وَلا اِلٰه الا اللّٰهُ فی کَفَّیْهِ کَمَالَت بِهِنَّ لا اِلٰه الا اللّٰه یعنی الٰہی مجھے وہ چیز سکھا دیجئے جس کے ذریعہ میں آپ کا ذکر کروں۔

حکم ہوا ___ اے موسیٰ! لا الٰه الا اللّٰه پڑھا کرو اگر ساتوں آسمان اور میرے علاوہ اس کے رہنے والے اور ساتوں طبقہ زمین کو ایک پلے پر رکھا جائے اور دوسرے پلہ پر لا اله الا اللّٰه کو رکھا جائے تو اِس پلہ کے مقابلے میں وہ پلہ ہلکا ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کے دل میں رہتا ہے

اس کے بعد فرمایا ___ موسیٰ علیہ السلام سے یہ بھی منقول ہے کہ ایک روز انہوں نے پوچھا ___ یا رب این مسکنک یعنی اے میرے پروردگار! تیرا مسکن کہاں ہے؟

فاوحیٰ اللّٰه تعالیٰ الیه فی قلب عبدی المومن اللہ تعالیٰ نے وحی کی ___ میں بندۂ مومن کے دل میں رہتا ہوں۔

پھر حضرت شیخ نے فرمایا ___ قلبِ مومن میں رہنے کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ ___ سَکُوْنُ الذِّکرِ فِی الْقَلبِ فَاِنَّ الْحَقُّ سُبحَانَهٗ وَ تَعالیٰ مُنَزَّہٌ عَنْ کُلِّ سَکُونٍ وَحُلُولٍ وَاِنَّمَا هُوَ اِثبَاتُ الذِکر وَیَحصِلُ مِنهُ چونکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ سکونت اور حلول سے پاک ہے لہٰذا قلبِ مومن میں رہنے سے مراد یہ ہے کہ میں وہیں رہتا ہوں جہاں میرا ذکر ہوتا ہے اور یہ بات ذکر کے اثبات میں ہے اور ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔

فکر سے اہم ذکر ہے

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ____ ذکر کی اہمیت زیادہ ہے یا فکر کی یا ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ کہیں پڑھا ہے کہ ایک بزرگ نے حضرت استاد ابو علی دقاقؒ سے یہی سوال کیا تھا۔

بزرگ سائل :	ذکر کی اہمیت زیادہ ہے یا فکر کی؟
حضرت ابو علیؒ :	آپ کیا سمجھتے ہیں اور آپ کے نزدیک کس چیز کی اہمیت زیادہ ہے؟
بزرگ سائل :	میرے نزدیک فکر سے زیادہ اہمیت ذکر کی ہے۔
حضرت ابو علیؒ :	یہ بات آپ نے کیسے کہی؟
بزرگ سائل :	اللہ تعالیٰ نے ذکر کی تعریف کی ہے فکر کی تعریف نہیں کی ہے اگر فکر کی بھی تعریف کرتے اور اس کی صفت کو بیان کرتے تو فکر کی اہمیت سمجھی جاتی۔
حضرت ابو علی دقاقؒ :	بزرگ سائل کی یہ بات حضرت ابو علی دقاقؒ کو پسند آ گئی، اُن کی بات کو سراہا اور تعریف کی۔

قرآن کی تلاوت اور موت کی یاد میں لگے رہو

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ مومن کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اللہ کی یاد میں لگا رہے اپنے دل میں اُس کے علاوہ کسی غیر کی گذر ہونے نہ دے تاکہ اس کے سینے

کی سیاہی روشنی سے بدل جائے۔ سورج پر جب بادل چھا جاتا ہے تو تاریکی ہو جاتی ہے اسی طرح جب مومن کے دل پر غفلت کا زنگ لگ جاتا ہے تو اُس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے ___ **قال النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم اَنَّ الْقُلُوْبَ تَصْدأُ کَمَا یَصْدأُ الحدید قَالُوا فَمَا جِلَا ئُهَا قَالَ تِلَاوَۃِ الْقُرآنِ وَ ذِکْرِ الْمَوْتِ ٥** یعنی یہ سچ اور درست ہے کہ جس طرح لوہے کو زنگ پکڑ لیتا ہے اسی طرح لوگوں کے دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا ___ اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون سی چیز ہے جس سے دلوں کو روشن اور تابناک رکھا جا سکتا ہے؟

فرمایا ___ وہ قرآن کی تلاوت اور موت کی یاد ہے۔

اور یہ بھی حدیث نبوی ہے ___ **اکثروا ذکر ھادم اللّذات قالوا وما ھادمُ اللّذات قال الموت٥** کثرت سے یاد کرتے رہو اس سے لذتیں دور ہوتی ہیں۔

صحابہ نے پوچھا ___ دنیاوی لذتوں کو مٹانے والی چیز کیا ہے؟

فرمایا ___ موت۔

کسی شاعر نے بھی اس کو اپنے شعر میں خوب نظم کیا ہے۔

ای غریقانِ قلزمِ شهوات
اکثروا ذکر هادم الذات

(اے شہوتوں کے دریا میں غرق رہنے والو! کثرت سے ذکر کرتے رہو یہی چیز دنیاوی لذتوں کو مٹانے والی ہے)۔

مجلس - ۸۵

توبہ کی تاکید

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ گناہ اور توبہ کا ذکر ہونے لگا۔

مولانا سالار ضیاء نے عرض کیا ___ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں فرمایا ہے ___ وَ تُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعاً اَيُّهَ الْمُوئمِنُونَ [النور/۳۱] (اور رجوع کرو اللہ کی طرف سب کے سب، اے ایمان والو) یہ آیت صحابہ ؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے جب کہ وہ سب کے سب تائب ہیں، کفر سے رخ موڑ کر ایمان کی دولت سے سرفراز ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے توبہ کا حکم فرمان برداروں اور گنہگاروں دونوں کو دیا ہے۔ آخر اس کا مفہوم کیا ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ کہیں دیکھا ہے کہ توبہ سب پر فرض ہے۔ کوئی سانس اور کوئی لمحہ توبہ سے خالی نہ جائے۔

☆ کافر کو کفر سے توبہ کر کے ایمان میں داخل ہونا ہے۔

☆ گنہگاروں کو گناہ سے توبہ کر کے طاعت و فرماں برداری کی طرف رجوع ہونا ہے۔

☆ محسن کو حسن سے احسن کی طرف آنا ہے یعنی جو اچھے ہیں ان کو اور اچھا بننا ہے، جو واقف ہیں ان کو اور زیادہ واقفیت حاصل کرنی ہے۔

☆ آب و خاک میں رہنے والوں کو مقامِ سفلی سے نکل کر بلندیوں یعنی اوجِ علوی کی طرف رخ کرنا ہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو جس مقام اور مرتبے پر ہے اس کے لئے دوسرا مرتبہ بھی ہے اور پہلے مرتبے سے نکل کر اگلے مرتبے میں داخل ہونا فرض ہے۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرتا ہے تو وہ سلوک کی منزل طئے کرنے سے قاصر ہے۔ السکون حرامٌ علیٰ اولیائہ اللہ کے دوستوں پر یہ حرام ہے کہ وہ ایک مقام پر آ کر رک جائیں اسی وجہ سے صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں ـــــ سیروا سبق المفردون۔

توبہ پر استقامت ہو

اس کے بعد فرمایا ـــــ صرف توبہ سے کام نہیں چلتا بلکہ اس کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ گناہوں سے بچنے کا مستحکم ارادہ ہو، اگر توبہ کے بعد پھر گناہ ہو جائے تو پھر توبہ کر لے اس سے گذشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

بہت سارے توبہ کرنے والے ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے توبہ کیا پھر گناہ میں پڑ گئے پھر توبہ کیا پھر گناہ میں ملوث ہو گئے پھر توبہ کیا پھر گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھے پھر توبہ کر لیا۔

ایک بزرگ سے منقول ہے ـــــ انہوں نے فرمایا ـــــ میں نے ستر بار توبہ کیا اور ہر توبہ کے بعد گناہ کرتا رہا جب اکہتر (۷۱) بار توبہ کیا تو اس توبے پر استقامت حاصل ہوئی اس کے بعد گناہ کا مرتکب نہیں ہوا۔

گناہ بندے کے لئے بہت بڑی آزمائش ہے، سب سے پہلی بات تو یہ کہ گناہ سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے اور آخر میں کفر اور بدبختی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

بلعم باعور کا عبرت ناک واقعہ

بلعم باعور کا قصہ مشہور ہے کہ اس نے پہلے گناہ کیا اور آخر میں کفر کے گڈھے میں گر گیا۔

بلعم باعور بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا زاہد تھا اس کی نگاہ سے فرش تا عرش کچھ پوشیدہ نہیں تھا۔ وہ اسمِ اعظم بھی جانتا تھا اور اسمِ اعظم کی صفت یہ ہے کہ اللہ پاک کو جو اس نام سے پکارتا ہے اور جو کچھ مانگتا ہے وہ قبول فرما لیتا ہے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دین کی دعوت کے لئے اُس شہر میں جانے لگے جہاں بلعم باعور رہتا تھا تو کافروں کی جماعت اُس کے پاس آئی ــــ اور کہا ــــ آپ موسیٰ علیہ السلام کی ہلاکت کی دعاء کر دیجئے۔

اُس نے کہا ــــ میں پیغمبر کے لئے بددعاء کیسے کروں۔

کفار نے اِس جواب سے مایوس ہو کر اپنی عورتوں کو اُس کی بیوی کے پاس بھیجا اور بہت زیادہ مال و دولت کی لالچ دی۔

اُس نے وعدہ کر لیا ــــ اور بلعم سے وہی بات کہی جو کافروں کی عورتوں نے اُس سے کہی تھی۔ بلعم نے اپنی بیوی کی بات بھی ٹھکرا دی۔ دونوں میاں بیوی میں اس بات کو لے کر جھگڑا بھی ہو گیا، وہ ہر بار اصرار کرتی اور بلعم ہر بار انکار کرتا۔

ایک رات بلعم باعور پر انسانی اور بشری شہوت کا غلبہ ہوا، بیوی کو بلایا تا کہ اپنی شہوت کی تسکین کر سکے۔

بیوی نے آنے سے انکار کر دیا۔ بلعم بار بار بلاتا رہا اور وہ انکار کرتی رہی۔

جب یہ شہوت سے بے قابو ہونے لگا تو بیوی نے اُس سے کہا ــــ اگر آپ میری بات نہیں مانیں گے تو میں کبھی آپ کے پاس نہیں آؤں گی۔ ب

بلعم کی بدنصیبی کا دن آچکا تھا، شہوت کا زور ہونے لگا بے قابو ہو گیا اور اس نے بیوی کی بات مان لی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بددعاء کر دی کہ وہ اِس شہر میں داخل نہ ہوں۔

اِدھر موسیٰ علیہ السلام کی روانگی کا دن مقرر تھا، وہ اپنی جگہ سے روانہ ہوئے لیکن جب صبح میں

نکلتے تو نہ جانے رات میں پھر کیسے اُسی جگہ موجود ہوتے۔ اِس طرح دو تین روز گذر جانے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو یہ بات معلوم ہوئی۔

چنانچہ انہوں نے بھی بلعم باعور کے حق میں بددعاء کردی ___ الٰہی! جس نے ایسا کیا ہے اُس کی خوبیوں کو سلب کرلے۔ اسی دعاء کا یہ اثر تھا کہ وہ کافر ہوگیا۔ اُس کی زبان کتوں کی طرح باہر نکل آئی کوشش کے باوجود زبان اندر نہ جاسکی۔

آخر میں اُس نے اللہ تعالیٰ سے یہی کہا ___ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میرا یہ حشر ہوگا اور میرے ساتھ اتنا سخت معاملہ پیش آئے گا تو میں تیری طاعت وعبادت ہرگز نہیں کرتا اور اتنے دنوں تک تیری پرستش میں نہیں لگا رہتا۔

کثرتِ گناہ سے دل سیاہ ہوجاتا ہے

جب کوئی بکثرت گناہ کرتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور دل کی سیاہی کی علامت یہ ہے کہ گناہ کا خوف دل سے نکل جاتا ہے طاعت وعبادت میں لذت نہیں ملتی ہے اور کسی کی نصیحت کا دل پر اثر نہیں ہوتا۔

حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا ___ **القلبُ اذا قسا لا یُبالی اذا عصا** یعنی جب دل سخت ہوجاتا ہے تو ارتکابِ گناہ کا خوف دل سے نکل جاتا ہے۔

دل کی سختی کیسے دور ہوگی ___ اس کا علاج یہ بتایا گیا ہے ___ کہ ٹوٹی پھوٹی اور خستہ حال قبروں کو عبرت کی نظر سے دیکھا کرو، صرف رسم وعادت کے طور پر نہ دیکھو۔

مجلس - ۸۶

مشرکین کی بخشائش نہیں

زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ کلامِ الٰہی کی تلاوت کر رہے تھے، جب اس آیت پر پہنچے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ [النساء/۴۸] یعنی یہ سچ اور درست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں کرنے گا جو اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے اور مشرکین کے علاوہ جو بھی ہیں ان میں سے جن کو چاہے گا بخش دے گا۔

فرمایا ــــــ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت امیر المؤمنین حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کے حق میں آئی ہے۔

وحشی کی ضمانت سے متعلق آیتیں

اس کے بعد فرمایا ــــــ کہتے ہیں کہ کسی نے وحشی سے یہ وعدہ کیا کہ اگر تم حمزہ کو قتل کر دو گے تو بہت سارا مال و دولت تمہیں انعام میں دوں گا۔

اُس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید تو کر دیا لیکن جب وعدہ کرنے والے نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا تو اسے بہت شرمندگی ہوئی اور اس نے اپنے آپ سے کہا ــــــ میں حمزہ کو تو زندہ نہیں کر سکتا ہوں لیکن اپنے کو زندہ کر لیتا ہوں۔

اِس کے بعد اُس نے رسولِ خدا ﷺ کے پاس پیغام بھیجا............

وحشی : میں نے اتنے ظلم کئے ہیں کیا میرے لئے صلح کی گنجائش ہے؟

رسولِ خداﷺ : اگر وہ آجائے تو صلح کی گنجائش موجود ہے۔

وحشی : مجھے ضمانت چاہیئے۔

رسولِ خداﷺ : اِس کی ضمانت میں لیتا ہوں۔

وحشی : آپ کے لئے تو حکم ہے لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ [آلِ عمران/۱۲۸] (نہیں ہے آپ کا اس معاملے میں کوئی دخل) مجھے تو کوئی اور ضمانت چاہیئے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھیجی............

اِنَّ اللّٰـهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ [النساء/۴۸] (یعنی یہ سچ اور درست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں کرے گا جو اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے اور مشرکین کے علاوہ جو بھی ہیں ان میں سے جن کو چاہے گا بخش دے گا)۔

وحشی : اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مغفرت کو اپنی مشیت پر منحصر کر لیا ہے اور معلوم نہیں کہ وہ مجھے معاف کرنا چاہے گا کہ نہیں۔ اس لئے میں صلح کے لئے اس سے کوئی بہتر آیت چاہتا ہوں۔

اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی............

وَالَّذِیۡنَ لَا یَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـهًا اٰخَرَ وَلَا یَقۡتُلُوۡنَ النَّاسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَلَا یَزۡنُوۡنَ [الفرقان/٦٨] (اور جو نہیں پوجتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور خدا کو اور نہیں قتل کرتے اس نفس کو جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔ اور نہ بدکاری کرتے ہیں)۔

وحشی : مجھ میں یہ تینوں برائیاں موجود ہیں اگر یہ سب بخش دے جائیں تو میں صلح کے لئے آجاؤں۔ اس سے بھی کوئی اچھی آیت میں چاہتا ہوں اور اگر میرے حسبِ منشا کوئی آیت نہیں آتی ہے پھر میں اسی حال میں اپنی زندگی گذار دیتا ہوں

جواب میں یہ آیت آئی...........

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا [الفرقان/٧٠] (مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کئے)

وحشی : شرط دشوار ہے مجھے منظور نہیں ایمان تو لے آؤں گا لیکن عملِ صالح کی ضمانت کیسے دے دوں کون جانتا ہے کہ عملِ صالح ہوگا بھی کہ نہیں اس لئے اس سے بھی اچھی آیت لائیے۔

اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی..........

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ط [الزمر/۵۳] (آپ فرما دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتیاں کیں ہیں اپنے نفسوں پر مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سارے گناہوں کو)۔

وحشی : ہاں! اب صلح ہو جائے گی۔

اس کے بعد وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا____ اور مسلمان ہو گیا۔

الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

بلقیس کے نام حضرت سلیمانؑ کے خط کا اہم نکتہ

حاضرینؔ میں سے ایک شخص نے عرض کیا____ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو جو خط لکھا تھا اُس خط کو اپنے نام سے شروع کیا اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع نہیں کیا آخر اس میں کون سا نکتہ پوشیدہ ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ اس کا دو جواب ہے۔

۱۔ ایک جواب تو یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خواب میں وحی ہوئی تھی کہ اس طرح خط لکھے اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ

وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ [النمل/۳۰-۳۱] (یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے۔ تم لوگ غرور و تکبر نہ کرو میرے مقابلے میں اور چلے آؤ میرے پاس فرماں بردار بن کر)۔

۲۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ___ بلقیس کافرہ تھی شاید وہ اس خط کو دیکھ کر وہ ن کر خط کی توہین نہ کردے اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ سوچ کر کہ توہین ہو تو ان کے نام کی ہو اللہ کے نام کی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ادب کو ملحوظ خاطر رکھا اور خط کو اپنے نام سے شروع کیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بلقیس خط ملنے سے پہلے ہی ایمان لا چکی تھی۔

حضرت قاضی علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ بلقیس کی ''ب'' کو زبر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کتنے مہینے میں ہوئی

پھر عرض کیا ___ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آٹھ ہی مہینے میں پیدا ہو گئے تھے، کیا یہ بات تحقیق شدہ ہے؟

فرمایا ___ کہیں پڑھا ہے لیکن اس سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے، تین طرح کے اقوال پائے جاتے ہیں۔

۱۔ بی بی مریم علیہا السلام کو فوراً ولادت ہو گئی۔

۲۔ آٹھ مہینے کے بعد ولادت ہوئی یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ آٹھ مہینے میں پیدا ہوئے اور زندہ رہ گئے، لوگ کہتے ہیں کہ آٹھ مہینے کا بچہ زندہ نہیں رہتا۔

۳۔ نو مہینے تک حمل رہا اور نو مہینے کے بعد ولادت ہوئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کیوں کہا جاتا ہے

پھر فرمایا ــــ عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح اس لئے کہتے ہیں کہ جب وہ کسی بیمار کے مرض پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ اللہ کی قدرت سے ٹھیک ہو جاتا۔

منقول ہے کہ ــــ بی بی آسیہ فرعون کی بیوی اور لوط پیغمبر علیہ السلام کی بیٹی اور مریم علیہما السلام دونوں قیامت کے دن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں دے دی جائیں گی۔

مجلس - ۸۷

ولی کی تعریف

زمیں بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ خاکسار نے عرض کیا ــــ ولی کسے کہتے ہیں؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ جس کو دیکھ کر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ یاد آ جائیں وہ ولی ہے۔

اس کے بعد فرمایا ــــ کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ ولی فعیل کے وزن پر ہے۔ فاعل کا صیغۂ مبالغہ ہے۔ یعنی ولی اُس شخص کو کہیں گے جو ہمیشہ طاعت میں لگا ہو اور معصیت سے دور رہتا ہو۔ یا پھر فعیل کے وزن پر مفعول کے معنی میں ہے۔ یعنی ولی اُس شخص کو کہیں گے جس پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہو اور فضل و کرم سے نواز دیا گیا ہو۔ اور فضل و کرم یہ ہے کہ وہ اپنے تمام احوال میں ہر طرح کی محنت و پریشانی سے محفوظ رہے۔ اور سب سے سخت محنت گناہوں کا ارتکاب ہے۔

معصوم اور محفوظ میں فرق

حضرت شیخ نے خود یہ سوال اٹھایا کہ ___ پیغمبر معصوم ہوتے ہیں اور محفوظ کیا ہے؟

حضرت نے خود ہی اس سوال کا جواب دیا کہ ___ معصوم اور محفوظ میں فرق ہے۔ معصوم سے گناہ کا ارتکاب نہیں ہوتا، محفوظ سے گناہ کا ارتکاب ہوسکتا ہے مگر یہ بھی شاذ ونادر ہے، اور اگر گناہ ہو جائے تو اس پر اصرار نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے اپنے کلام مجید میں فرمایا یَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِیۡبٍ [النساء/۱۷] (جو کر بیٹھتے ہیں گناہ بے سمجھی سے پھر توبہ کرتے ہیں جلدی سے)۔

اولیاء اللہ مشہور بھی ہیں اور مستور بھی

اس کے بعد فرمایا ___ اولیاء اللہ کئی طرح کے ہیں۔ بعض مشہور ہیں اور بعض مستور، یعنی بعض کو شہرت ہوتی ہے اور بعض پوشیدہ رہتے ہیں۔

ایک بزرگ نے فرمایا ___ شہرت ہونی چاہئے مگر ایسی شہرت نہ ہو جو فتنہ کا سبب بن جائے، فتنہ جھوٹ سے کھڑا ہوتا ہے۔ جب ولی اپنی ولایت میں صادق ہے تو زمانے کے فتنہ سے بھی دور ہے۔

دل کو دنیا اور عقبیٰ دونوں سے فارغ کرو

نقل ہے کہ ___ حضرت خواجہ ابراہیم ادہم قدس اللہ سرہ نے ایک شخص سے پوچھا ___ تم ولی یعنی اللہ کے دوست بننا چاہتے ہو؟

اُس نے کہا ___ ہاں! کیوں نہیں، میں تو ولی بننا چاہتا ہوں۔

خواجہ نے فرمایا____ دنیا اور عقبیٰ کی طرف رغبت نہ ہو، اپنے کو اللہ کی محبت میں دنیا اور عقبیٰ دونوں سے فارغ کرلو، دل کو اللہ کی طرف لگادو۔ جب ان صفتوں سے آراستہ ہوجاؤ گے تو ولی ہوجاؤ گے۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ اشعار پڑھے ؎

بگذار تو خویش را وانگاہ ☆ در عالمِ ما بیا سفر کن
بربند تو چشم را ز دیدن ☆ در حضرتِ ما بما نظر کن
پس جانِ عزیز خویشتن را ☆ ای دارندہ ز ما خبر کن
وز عالمِ خویش ہرچہ بودت ☆ آں پیش نہہ دواں بدر کن

(تم سفر کرو اور اپنے آپ کو چھوڑ کر ہمارے عالم میں آجاؤ،
تم اپنی آنکھ کو اِدھر اُدھر دیکھنے سے بند کرلو ہمارے حضور میں رہ کر ہماری طرف دیکھنے میں لگے رہو،
اپنی جانِ عزیز کو ہمارے لئے وقف کردو،
تم اپنی دنیا میں جو کچھ تھے اس کو ہماری بارگاہ میں پیش کردو)۔

اولیاء ابدال اوتاد نقبا نجبا اور غوث و قطب کی تعداد

اس کے بعد فرمایا............

☆ چار ہزار اولیاء وہ ہیں جو مشہور ہیں، وہ ایک دوسرے کو پہچانتے نہیں بلکہ وہ اپنے جمالِ ولایت کو بھی نہیں جانتے۔

☆ تیس ہزار وہ ہیں جو ولی کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

☆ چالیس ابدال ہوتے ہیں،

☆ سات وہ ہیں جو اوتاد کہے جاتے ہیں،

☆ پانچ کو نقبا،

☆ تین کو نجبا،

☆ اور ایک کو غوث وقطب کہتے ہیں۔

یہ ایک دوسرے جانتے و پہچانتے ہیں اور معاملات میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔

حسن نوری کو "نوری" کہنے کی وجہ

حاضرین میں سے ایک شخص نے سوال کیا____ خواجہ حسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو حسن نوری کیوں کہتے ہیں؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب خواجہ حسن نوریؒ بات کرتے تھے تو ان کے منہ سے نور نکلتا اور وہ نور آسمان تک چمکتا۔

حسن نوری کی مناجات اور اس کا جواب

ایک بار خواجہ حسن نوریؒ ایک سال تک خلوت سے باہر نہیں نکلے، جب تک مجاہدات سے فارغ نہیں ہوئے کسی سے بات نہیں کی۔

ایک سال کے بعد مناجات کی اللّٰھم استرنی فی عبادک وبلادک اے اللہ! مجھے اپنے شہر اور اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھدے، مجھے اس کی طاقت نہیں کہ لوگوں کی انگشت نمائی برداشت کروں یا میرا راز کوئی جان لے۔

اس کے بعد حضرت شیخ نے یہ اشعار پڑھے ۔

عشق آمد جانِ من فدائے جاناں داد ☆ معشوق زجانِ خویش مارا جاں داد
زیں گونہ بنام ھا کہ او پنہاں داد ☆ یک ذرہ بصد ہزار جاں نتواں داد

پھر ارشاد فرمایا ــــ حضرت خواجہ حسن نوریؒ کی اس مناجات کے بعد ان کے غیب میں یہ ندا آئی کہ ــــ اے نوری! آپ تو آسمانِ حقیقت کے آفتاب بن کر لوگوں کے سامنے درخشاں ہیں، اب آپ کو چھپایا نہیں جا سکتا۔

اللہ کے دوست مرتے نہیں

نقل ہے کہ ــــ شیخ حسن نوری نور اللہ مرقدہٗ کا انتقال ہو گیا، غسل دینے والے آئے اور انہوں نے جیسے ہی بائیں طرف سے غسل دینا شروع کیا ــــ حضرت شیخ نے غسال کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُن کے ہاتھ کو داہنی جانب کر دیا۔

یہ دیکھ کر غسال نے کہا ــــ اے شیخ! یہ حیات ہے یا موت ــــ یعنی آپ زندہ ہیں یا مردہ؟

شیخ نے فرمایا ــــ **اما تعلم ان النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ و سلم قال ان اولیاء اللّٰہ لا یموتون ولکن ینقلون من دار الیٰ دار** کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ــــ بے شک اللہ کے دوست مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

مجلس - ۸۸

پیر کی دستگیری و رہنمائی ضروری ہے

قدم بوسی اور دست بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ گفتگو اس موضوع پر ہو رہی تھی کہ جب دل کا آئینہ صاف و شفاف ہو جاتا ہے اور بشری ظلمت و طبیعت کا رنج دور ہو جاتا ہے تو اس وقت بندہ غیبی انوار کے قابل ہو جاتا ہے۔

حضرت شیخ نے فرمایا ___ حضرت خواجہ ابو سعید ابوالخیر قدس اللہ روحہما کے ایک مرید نے وضو بنایا اور اپنی مشغولیت (ذکر و فکر، عبادت و ریاضت) کے مقام پر گئے، ان کو ایک نور نظر آیا۔ اُس وقت انہوں نے یہ کہتے ہوئے ایک نعرہ مارا کہ میں نے خدا کو دیکھ لیا۔

حضرت خواجہ ابو سعید ابوالخیرؒ اپنے مرید کے اس حال سے واقف ہو گئے، اس کے پاس پہنچے ___ اور فرمایا ___ اے نابینا! وہ تیرے وضو کا نور تھا۔ کہاں تو اور کہاں وہ رب العزت (یعنی جس کو تو خدا سمجھ رہا ہے وہ خدا نہیں تھا بلکہ تیرے وضو کا نور تھا، اللہ کو تو دیکھ لے یہ تو محال ہے)۔

اس موقع پر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اگر اس وقت اُس مرید پر پیر کا سایہ نہ ہوتا یعنی اُن کی دستگیری و رہنمائی نہ ہوتی تو وہ بے چارہ ہلاک ہو جاتا اور اُس کا دین بھی برباد جاتا۔

ملامتی اور اُن کی قسمیں

حاضرین میں سے ایک شخص نے سوال کیا ___ ملامتی کس کو کہتے ہیں؟

شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____اِس راہ کے سالکین کی ایک جماعت ایسی ہے جس نے ملامت کو اختیار کیا ہے اور یہ تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔

۱۔ ایک وہ ہیں جو اپنے دین میں سچے ہیں اور ہر معاملے پر نگاہ رکھتے ہیں مگر کوئی ایسا کام کر جاتے ہیں جو لوگوں کی نظر میں باعثِ ملامت ہے۔ اِن کو لوگوں کی ملامت کا نہ کوئی خوف ہوتا ہے نہ ڈر۔ لوگ ان کو جس نام سے پکاریں چاہے ان کے لئے تعریفی کلمات کا اظہار کریں یا توہین آمیز الفاظ کا استعمال کریں وہ سب کو ایک سمجھتے ہیں۔

جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو تمام محبین کے پیش رو اور تمام اہلِ ایمان کے مقتدا ہیں، جب تک آپ ﷺ پر وحی نہیں آئی تھی سب لوگوں کے نزدیک نیک نام اور بزرگوار رہے اور آپ ﷺ کو لوگ محمد امین (ستودہ صفت اور امانت دار) کہتے، لیکن جب وحی کی دوستی کی خلعت سے مشرف ہوئے تو آپ ﷺ کے لئے لوگوں کی زبانِ ملامت کھل گئی۔ کوئی آپ ﷺ کو کاہن کہتا کوئی ساحر کے نام سے پکارتا، کوئی جھوٹے ہونے کا الزام لگاتا، اور کوئی پاگل و دیوانہ سمجھتا۔ لیکن آپ ﷺ کو ان چیزوں کی کوئی پرواہ نہ تھی۔

۲۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو قصداً ملامت کی راہ اختیار کرتے ہیں، جب دیکھتے ہیں کہ لوگوں کے درمیان عزت و مرتبہ بڑھ رہا ہے بہت زیادہ شہرت ہو رہی ہے تو وہ چاہتے ہیں کہ اپنے دل کو ان چیزوں کی طرف سے پھیر دیں، حق کی طرف مائل ہو جائیں اس کے لئے بہ تکلف ملامت کی راہ اختیار کر لیتے ہیں اور وہ ایسا کام کر جاتے ہیں جس میں ان کا نقصان نہیں ہوتا لیکن ظاہراً لوگوں کو وہ کام برا معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں ایک دن خرمہ کے باغ سے لکڑی کا گٹھر سر پر رکھ کر لا رہے تھے جب کہ اس وقت چار ہزار غلامان آپ کی مِلک میں تھے۔

لوگوں نے حضرت عثمان کو اس حال میں دیکھ کر عرض کیا____اے امیر المؤمنین! یہ

آپ کیا کر رہے ہیں، آپ کی خلافت میں اتنے سارے غلام موجود ہیں پھر بھی آپ اپنے سر پر گٹھر لے کر جا رہے ہیں؟ ـــــ یہ سن کر آپ نے فرمایا ـــــ میں اپنے نفس کو تجربے کی منزلوں سے گذار رہا ہوں۔

اسی مناسبت سے حضرت شیخ نے حضرت خواجہ بایزید قدس اللہ روحہٗ کا یہ واقعہ سنایا کہ حضرت خواجہ بایزید کے سفرِ حجاز سے واپس آنے پر شہر میں آپ کی تشریف آوری کی دھوم مچ گئی، شاندار استقبال ہوا اور لوگ آپ کو اعزاز و اکرام کے ساتھ شہر لے کر آئے۔ لوگوں کی اس عزت افزائی سے خواجہ بایزید کے وقت میں یکسوئی نہیں رہی انتشار پیدا ہو گیا، یہ رمضان کا مہینہ تھا بازار سے گذرنے لگے آستین سے روٹی نکالی اور کھالیا۔ لوگ آپ کے اس عمل کو دیکھ کر برگشتہ ہو گئے اور آپ تنہا رہ گئے۔ بعد میں ایک مرید سے جو آپ کے ساتھ ساتھ تھے، فرمایا ـــــ دیکھ لیا، میں نے ایک شرعی مسئلہ پر عمل کیا تو سارے لوگ مجھ سے رخ موڑ کر چلے گئے۔

۳۔ اس ملامت میں ترک سے کام لیا جاتا ہے، ضلالت کی راہ اختیار کی جاتی ہے، نہ شریعت پر عمل ہوتا ہے اور نہ سنت کی پیروی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ملامت کی یہ راہ وہ راہ ہے جس میں ظاہری ضلالت ہے اور بہت بڑی آفت ہے۔ جیسا کہ اس زمانے میں دیکھنے کو مل رہا ہے اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس بلا اور ضلالت سے محفوظ رکھے۔

مجلس - ۸۹

شیطان کی چوٹ سے پیغمبر بھی نہیں بچے

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ شیطان کا تذکرہ ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ شیطان بہت مضبوط دشمن ہے۔اس نے ہر پیغمبر کو ایک دو چوٹ پہنچائی ہے اس کی چوٹ سے شاید ہی کوئی بچے ہوں۔

رسول اللہ کی آواز میں شیطان کا آواز ملانا

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا___ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی اس طرح کی بات ہوئی ہے؟

فرمایا___ جی ہاں! ایک روز آپ ﷺ مکہ میں تشریف فرما تھے صحابہ اور منافقین بھی بیٹھے تھے اتنے میں شیطان آ گیا اور وہ بھی مجلس میں بیٹھ گیا۔اس کو کسی نے نہیں دیکھا اس وقت اللہ کے رسول علیہ السلام سورۂ نجم پڑھ رہے تھے، جب اس آیت پر پہنچے اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰیo وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰیo آپ ﷺ کی سانس رک گئی جب تک اُس سے آگے کی آیت تلاوت کرتے وہ شیطان ملعون آپ ﷺ کے قریب پہنچ گیا اور آپ ﷺ کی آواز میں یہ جملہ کہہ دیا___ الغزانین والعلٰی منھا الشفاعة ترجٰی۔

اس کو حاضرین مجلس نے سنا، منافقین تالی بجانے لگے اور شور کرنے لگے، کہنے لگے کہ محمد ﷺ نے ہمارے بتوں کی تعریف کا اقرار کرلیا اور وحی بھی ایسی ہی آ گئی ہے۔

آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ___ جیسا یہ لوگ کہہ رہے ہیں ویسا تم لوگوں نے بھی سنا؟

صحابہ نے عرض کیا___ جی حضور! آپ جس طرح بولتے ہیں ویسے ہی آواز ہم لوگوں نے بھی سنی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مکدر ہوگئی۔

اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آ گئے اور انہوں نے کہا___ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ فکر مند نہ ہوں اس ملعون نے اگلے نبیوں کے ساتھ بھی اس طرح کی حرکتیں کیں ہیں۔ آپ نے دائیں بائیں دیکھا اسی وقت وہ ملعون بھاگ گیا۔

شیطان کی پہنچ

اس کے بعد فرمایا ___ شیطان سے لوگوں نے پوچھا ___ کیا تو ایک وقت میں اور مختلف جگہوں میں لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈال سکتا ہے؟

اُس نے کہا ___ ہاں! اللہ تعالیٰ نے میری تخلیق ہی ایسی کی ہے، حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھی یہ تصرف حاصل ہے کہ ایک وقت میں اور مختلف جگہوں میں ایک ساتھ لوگوں کی روح قبض کر سکتے ہیں۔

موت کی جگہ مقرر ہے

پھر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے ارشاد فرمایا ___ کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک بار ملک الموت کو حکم ہوا کہ ___ فلاں شخص کی روح کوہِ قاف کے اوپر قبض کی جائے۔

ملک الموت نے پورے کوہِ قاف پر اس آدمی کو تلاش کر لیا مگر وہ کہیں نظر نہ آیا، ملا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس میں ملا۔

ملک الموت نے اس شخص کی طرف ایسی تیز نگاہوں سے دیکھا کہ وہ ڈر گیا۔ ملک الموت محوِ حیرت تھے کہ حکم ہو رہا ہے اس آدمی کی روح کوہِ قاف پر نکالی جائے جب کہ وہ آدمی حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس میں ان کے ساتھ بیٹھا ہے۔ اسی حیرت کے عالم میں ملک الموت پوری توجہ کے ساتھ سجدے میں گر پڑے اور عرض کیا ___ خداوند تعالیٰ! تو ساری باتوں کا جاننے والا ہے، علیم وخبیر ہے مجھے کوہِ قاف پر روح نکالنے کا حکم دے رہا ہے، جب کہ وہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھا ہے۔

حکمِ خداوندی ہوا کہ ___ اے عزرائیل! فلاں جگہ چلے جاؤ اور میری قدرت کا کرشمہ دیکھو۔

جب ملک الموت مجلس سے اٹھ کر چلے گئے تو وہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کے قریب روتے ہوئے گیا اور کہنے لگا____ اس آدمی کو دیکھ کر میرا بدن کانپ رہا ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعاء کرکے ایسی ہوا چلوا دیجئے جو مجھے یہاں سے اڑا کر کوہِ قاف پر پہنچا دے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں دعاء کی، اُس کی درخواست پیش کی۔

بس اسی لمحے میں ایک ہوا آئی جس نے اس شخص کو کوہِ قاف پر پہنچا دیا۔ اس طرح ملک الموت نے وہاں اس کی روح قبض کرلی۔ اس کے بعد ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس میں آئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا____ اے حضرت سلیمان! وہ آدمی جو ابھی آپ کی مجلس میں بیٹھا تھا کہاں چلا گیا؟

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا____ ایک شخص آئے تھے انہوں نے اس آدمی کی طرف تیز نگاہوں سے دیکھا____ اور غائب ہوگئے____ اس کے بعد اس آدمی نے مجھ سے کہا____ اے سلیمان پیغامبر اس شخص کو دیکھ کر مجھ پر لرزہ طاری ہوگیا ہے آپ اللہ تعالیٰ سے کہہ کر ایسی ہوا چلوا دیجئے جو مجھ کو کوہِ قاف پر پہنچا دے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی، ہوا چلی اور وہ آدمی اس ہوا کے جھونکے میں کوہِ قاف پر چلا گیا۔ اس کے بعد ملک الموت نے بھی سارا قصہ تفصیل کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام سے بیان کیا۔

مجلس - ۹۰

زیارتِ قبور کی ممانعت اور پھر اجازت

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ جاڑے کی ٹھنڈی اور نمناک ہوا چل رہی تھی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ جماعت خانے میں انگشت دان (انگیٹھی) کے قریب تشریف فرما تھے۔ قاصمہ صوفی بھی وہاں پر موجود تھے۔انہوں نے عرض کیا ــــ حدیث شریف ہے قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نھیتکم عن زیارت القبور الا فزورھاo آخر اس ممانعت کی وجہ کیا تھی؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ پہلے لوگوں کا یہ حال تھا کہ اپنے ماں باپ اور اجداد کی قبروں پر جا کر فخریہ انداز میں کہتے کہ میرے ماں باپ ایسے تھے اور میرے دادا کا یہ مقام تھا۔ساتھ ساتھ دوسروں کے اباءواجداد کی توہین بھی کرتے۔

ظاہر ہے کہ یہ بات اور یہ انداز لوگوں کو پسند نہیں آتا،دونوں کی اولاد کے درمیان جھگڑے کی نوبت آجاتی،خون خرابہ ہوجاتا۔اس لئے حضور ﷺ نے لوگوں کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کر دیا۔اس طرح قتل وخون اور نفاق وکدورت کا معاملہ ختم ہوگیا۔جب تفخر تکبر اور دوسروں کی اہانت کی وجہ سے ہونے والے خون خرابے رک گئے، پہلے جیسی بات نہیں رہی تو آپ ﷺ نے زیارتِ قبور کا حکم دے دیا۔

حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کے مکتوبات میں مذکور ہے کہ قبرستان جانے یعنی اپنے بزرگوں اور عام مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کو اپنا معمول بنالیں۔اس میں بہت سارے فائدے ہیں۔

صلوۃ الہول کی ترکیب اور پڑھنے کی تاکید

کتابوں میں لکھا ہے کہ مردے پر پہلی رات سے زیادہ کوئی رات دشوار اور مشکل نہیں ہے۔اس رات کی مشکلات کو صدقہ دے کر حل کرنا چاہئے اور بخشائش کا سامان مہیا کر دیا جائے۔اگر صدقات کی قدرت نہیں ہے تو اس ترکیب کے ساتھ دو رکعت نماز (بہ نیت نفل

صلوۃ الهول) ادا کریں کہ دونوں رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، قل ھو اللہ احد دس بار اور الھکم التکاثر دس بار پڑھیں اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس طرح عرض کریں ـــــ خداوندا! اس نماز کا ثواب فلاں کی روح کو بخش دے۔

اس نماز کا ثواب یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مردے کی قبر میں ہزار فرشتوں کو نور اور تحفے لے کر بھیج دے گا اور مردے کو ہزار شہید کا ثواب عطا فرمائے گا۔

احیاء العلوم میں مذکور ہے کہ ـــــ اِذَا اَرَا دَاَنْ یُّزُوْرَ الْمَیِّتَ فَعَلَیْہِ اَنْ یَّسْتَقْبِلَ وَجْہَ الْمَیِّتِ وَاَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیْہِ یعنی اگر کوئی مومن کسی مردے کی زیارت کے لئے جائے، میت کی چہرے کی طرف کھڑا ہو اور اس مردے کو سلام کرے۔

جامع ملفوظ ہٰذا قاضی شہ کے والد کی قبر کے پاس چبوترہ کی تعمیر

اس موقع پر خاکسار نے عرض کیا ـــــ جہاں پر حضرت والد ماجدؒ کی ابھی قبر ہے وہاں ابوالفتح مقطع نے ایک بڑے چبوترہ کی بنیاد رکھی ہے، اس جگہ ہمارے بہت سارے لوگوں کی قبریں تھیں۔ جن میں سے بعض گرادی گئیں، بعض تبدیل ہوگئیں، بعض ایک دوسرے سے مل گئیں۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ ایسا کیسے ہوا؟

حضرت مخدوم شیخ داؤد اور شیخ فتح اللہ کے مزارات

خاکسار نے عرض کیا ـــــ والد علیہ رحمۃ، حضرت مخدوم شیخ داؤد اور حضرت مخدوم شیخ

فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہما کے شاگرد تھے۔ ان کو علمِ صرف میں بہت زیادہ مہارت حاصل تھی۔ چونکہ والد مرحوم کی قبر ان دونوں بزرگوں کے درمیان تھی، اسی لئے ان قبروں پر یہ حکم جاری ہوگیا۔

قاضی شہہ پر شیخ عظمہ اللہ کی نوازش و کرم

حضرت شیخ عظمہ اللہ اس جملے کو سُن کر بہت مسکرائے اور اس خاکسار سے بار بار اسی جملے کو دہرانے کی فرمائش کرتے رہے۔

اس کے بعد فرمایا ___ تم زندگی میں میرے ساتھ ہو مرنے کے بعد بھی میرے ساتھ رہو گے۔ چلو روضے پر میں تم کو تمہاری قبر کی نشاندہی کردوں۔

ایک بدعت کی تردید

اس کے بعد فرمایا ___ حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے کہ ___ اِس علاقے میں چند بدعتیں رائج ہوگئی ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ان کو مٹادوں، جن میں ایک بدعت تو یہ ہے کہ لوگ قبر کے پاس کھاتے ہیں، حالانکہ بعض فتاویٰ میں مرقوم ہے کہ اکل الطَّعَامِ عِنْدَ الْقَبرِ حَرَامٌ وَ قِیْلَ مَکْرُوْہٌ بِکَرَاھِیَۃِ تَحْرِیْمِۃِ خاص طور پر اس زمانے میں انتقال کے تیسرے دن میت کی زیارت کے لئے جاتے ہیں، شربت، پان اور پھل لے جاتے ہیں اور وہاں کھاتے ہیں۔ لوگوں کو کچھ ڈر اور خوف نہیں ہوتا کہ یہ عبرت کی جگہ ہے۔

اس موقع پر حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ایک ملفوظ میں جس کا نام............... ہے، دیکھا ہے کہ حضرت مخدوم سید جلال الدینؒ.......... حضرت

خواجہ نجم الدین کبریٰ قدس اللہ سرہ العزیز کے تھے۔ (فارسی متن میں یہ جملہ مکمل نہیں ہے)۔

میّت کی بخشائش کا سامان

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ حدیث صحیح میں آیا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِائَۃَ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَجَعَلَ الثَّوَابَ لِلْمَیِّتِ غُفِرَلَہٗ وَاِنْ کَانَ مُوجِباً لِلْعُقُوْبَۃِ جو شخص ایک لاکھ بار لا الٰہ الا اللّٰہ کسی میّت کے ثواب کی نیت سے پڑھتا ہے اگرچہ وہ مردہ عذاب کا حقدار ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔

مدینہ منورہ میں ایصالِ ثواب کا طریقہ

مدینہ مبارکہ میں یہ دستور ہے کہ ہزار دانے کی تسبیح بنا کر رکھتے ہیں اور انتقال کے تیسرے دن سو تسبیح سو آدمیوں کے حوالے کر دیتے ہیں اور وہ لوگ کلمہ طیبہ پڑھ کر اور اسی وقت مکمل کر کے اس کا ثواب میّت کو بخش دیتے ہیں۔ میت کی بخشائش کے لئے یہ مجرب عمل ہے۔

قبر کے پاس دس بار سورۂ اخلاص پڑھنے کا ثواب

حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کے کلمات میں مذکور ہے کہ ___ اگر کوئی شخص کسی مزار کے پاس جا کر دس بار سورۂ اخلاص پڑھ دے تو دو بات میں سے کوئی ایک بات ضرور ہوگی۔ یعنی دس بار سورۂ اخلاص پڑھنے سے اس مردے کی بخشائش ہو جائے گی اور اگر اس کی مغفرت ہو چکی ہے تو پڑھنے والا بخش دیا جائے گا۔

مجلس - ۹۱

شیخ سلیمان، شیخ تقی الدین اور شیخ حسین کا تذکرہ

زمین بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت شیخ سلیمان، شیخ تقی الدین اور شیخ حسین مہوی رحمۃ اللہ علیھم کا تذکرہ ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ کسی سے سنا ہے واللہ اعلم بالصحۃ کہ حضرت شیخ سلیمانؒ بہت سارا مال لے کر حضرت شیخ تقی الدینؒ کی خدمت میں حاضری کے لئے مشرقی ہندوستان آئے، مرید ہوئے اور اپنا تمام مال حضرت کی خدمت میں نذر کر دیا، مفلس ہو گئے۔ حضرت شیخ تقی الدینؒ نے ان کی تربیت اور شفقت و مہربانی حد سے زیادہ کی۔ کچھ ہی دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے شیخ سلیمان کو علمِ لدنی بخش دیا، بہت زیادہ شہرت ہو گئی۔

شیخ سلیمانؒ کا امتحان

شہر بہار کے چند علماء شیخ سلیمانؒ سے بیعت اور مرید ہونے کے ارادے سے مشرقی ہندوستان پہنچے۔ ان لوگوں میں مخدوم مولانا حسام الدین مبروحہ ساکن مبروحہ بھی تھے اور ایک نومسلم جوگی بھی تھا، خانقاہ پہنچ کر ان لوگوں نے کہا کہ حضرت شیخ سلیمانؒ کے پاس علم نہیں ہے اس لئے ایسے آدمی سے کیسے مرید ہوں۔ سب سے پہلے ان سے علمی سوالات کرتے ہیں، اگر جواب دے دیں گے تو مرید ہوں گے۔ سب لوگوں نے متفق ہو کر جواب کے لئے ایسے ایسے مسائل کا انتخاب کیا جو بہت مشکل تھے۔ ان لوگوں نے حضرت شیخ سے سوالات کئے۔

شیخ نے تمام سوالات کو سنا اور کسی سے فرمایا ___ چھوٹے بچوں کے مکتب سے ایک بچے کو بلا کر لے آؤ تاکہ وہ ان لوگوں کے سوالوں کا جواب دے۔ بچہ مکتب سے لایا گیا۔ حضرت شیخ سلیمانؒ اس وقت پان کھا رہے تھے، اپنے منہ سے پان کا کچھ حصہ نکال کر اس بچے کے منہ میں دے دیا ___ اور فرمایا ___ علماء جو سوال کر رہے ہیں ان کا جواب دے دو۔ اس بچے نے ان کے ہر ایک سوال کا دس دس طریقے سے جواب دیا۔

اس کے بعد حضرت شیخ سلیمانؒ نے سب کو مرید کیا۔ نومسلم جوگی کے علاوہ ایک اور شخص کو مرید نہیں کیا، فرمایا ___ وقت کا انتظار کیجئے، دیکھئے آپ کے نصیب میں کیا ہے۔ بعد میں وہ جوگی مرید ہوگیا اور دوسرا شخص خطۂ بہار کا نائب قاضی بن گیا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ یہ بھی سنا ہے کہ شیخ تقی الدینؒ، حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ شیخ احمد دمشقی نام کے ایک بزرگ کے ذریعہ بھیجے گئے تھے۔

شیخ سلیمانؒ کے یہاں شیخ احمد چرم پوشؒ اور شیخ حسین مہسویؒ کی حاضری

اس کے بعد فرمایا ___ حضرت شیخ احمد چرم پوش اور حضرت شیخ حسین مہسوی رحمہما اللہ حضرت شیخ سلیمانؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ان دونوں بزرگوں کے پاس کپڑا نہیں تھا۔ حضرت شیخؒ نے ان دونوں کو آٹھ چیتل دیا اور فرمایا کہ ___ اس رقم سے دونوں اپنے لئے ستر پوشی کا انتظام کرلیں۔ دونوں بزرگان حضرت شیخ سلیمانؒ کے پاس سے اٹھ کر باہر آئے اور یہ سوچنے لگے کہ اتنی کم رقم میں دونوں کے کپڑے نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس لئے شیخ

حسینؒ نے دھکڑ خرید لیا اور شیخ احمدؒ نے چمڑا لے لیا۔ جب شیخ حسینؒ دھکڑ اور شیخ احمدؒ چرم پہن کر حضرت شیخ سلیمانؒ کے پاس آئے، حضرت نے فرمایا___ مبارک ہو آپ لوگوں کے لئے یہی کافی ہے۔

شیخ سلیمان سے شیخ تقی الدین کے صاحبزادوں کی پَرخاش

پھر ارشاد ہوا___ یہ بھی سنا ہے کہ حضرت شیخ تقی الدین کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام شیخ نظام الدین تھا دوسرے کا شیخ صدر الدین۔ یہ دونوں صاحبزادے شیخ سلیمانؒ کو دیکھنا نہیں چاہتے، دشمنی رکھتے اور شیخ تقی الدین کی وصیت یہ تھی کہ سلیمان کو میرے مقبرے میں دفن کرنا۔

چنانچہ جب حضرت شیخ سلیمانؒ کا انتقال ہوا حضرت شیخ تقی الدینؒ کے صاحبزادگان نے اُن کو اپنے والد کے مقبرے میں دفن ہونے سے روک دیا۔

شیخ تقی الدینؒ کے داماد نے حضرت شیخ سلیمان کی طرف داری کرتے ہوئے کہا___ حضرت شیخ کے مقبرے میں دفن کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

لیکن شیخ نظام الدین اور شیخ صدر الدین نے ان کی بات بھی نہیں سنی۔

اس کے بعد حضرت شیخ تقی الدین کے داماد نے کہا___ میں نے حضرت شیخ تقی الدینؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب سلیمان کا انتقال ہوگا تو میرا سینہ دو ٹکرے ہو جائے گا اگر برابر نہیں ہو تو سمجھ لینا کہ شیخ سلیمان آج وفات پا گئے۔ چلئے! ہم لوگ حضرت شیخ تقی الدین کے سینے کو دیکھتے ہیں۔

حضرت کی قبر کھولی گئی سب لوگوں نے دیکھا کہ واقعی حضرت شیخ تقی الدین کا سینہ دو ٹکرے ہے۔

اس منظر کو دیکھنے کے بعد آپ کے صاحبزادگان نے شیخ سلیمانؒ کو حضرت شیخ تقی الدینؒ کے مقبرہ میں دفن کرنے کی اجازت دے دی۔

تینوں بزرگوں کے مزارات کی نشاندہی

خاکسار نے عرض کیا ___ حضرت شیخ حسین مہوئیؒ بھی بزرگ تھے۔ میں جب شیخ نصیر الدین خوخوؒ کے ساتھ مہون [۲۶] گیا تھا وہاں دیکھا کہ حضرت شیخ تقی الدین اور حضرت شیخ سلیمان کی قبر چبوترے کے اوپر ہے اور حضرت شیخ حسین کی قبر چہار دیواری کے اندر ہے۔ اور زیادہ تر وقتوں میں دروازہ بند رہتا ہے جمعہ کے دن شام میں، یا اگر کوئی صاحبِ عزت و وقار بزرگ زیارت کے لئے آتے ہیں اس وقت آستانہ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ مغربی دیوار میں سینۂ مبارک کے سامنے ایک طاق نما کھڑکی ہے لوگ اسی سے اندر پھول پیش کر دیتے ہیں جو قبر کے اوپر پہنچ جاتا ہے۔ چہار دیواری کے اندر ایک جگہ ایسی بھی ہے جس کے اوپر چھت ہے اور وہ رواق کی طرح بنا ہوا ہے۔

شیخ حسینؒ کی کرامت

ایک جگہ کے بارے میں سنا ہے کہ شیخ حسینؒ حالتِ مسافرت میں وہاں پہنچتے اور اپنے معاملات میں مشغول ہو جاتے لوگ نمازِ فجر کے وضو کے لئے رات ہی میں پانی رکھ دیتے اور آپ رات بھر عبادت میں مشغول رہتے۔

بعض عام پڑوسیوں کو یہ بات پسند نہیں آئی کہ صبح کے وضو کے لئے رات میں پانی رکھا جائے۔ ان لوگوں نے پانی رکھنے نہیں دیا۔

جب صبح ہوئی شیخ نے دیکھا کہ پانی نہیں ہے انہوں نے آہ کی اور نماز کے فوت ہونے سے کانپنے لگے۔اسی حال میں زمین پر پاؤں پٹکا۔اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی کا چشمہ نکل آیا جیسے ہی آپ نے دونوں ہاتھوں سے پانی لیا، آپ کے ہاتھ جواہرات سے بھر گئے۔ آپ نے بارگاہِ خداوندی میں فریاد کی ____ اے باری تعالیٰ! مجھے جواہرات نہیں چاہیے، میں پانی کا طلب گار ہوں۔

اس کے بعد صاف وشفاف پانی بہنے لگا۔آپ نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔مخالفین اس واقع کو دیکھ کر تائب ہوئے اندر گئے شیخ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اس کنوئیں کا پانی پیا۔

مجلس - ۹۲

معاویہ، یزید اور ابوسفیان کا تذکرہ

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔معاویہ، یزید اور ابوسفیان کا تذکرہ ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اس خاکسار کی طرف رخ کیا اور فرمایا ____ یزید کی مذمت میں کسی نے چند اشعار لکھے ہیں وہ اشعار اگر آپ کو یاد ہوں تو پڑھئے۔خاکسار نے سر جھکالیا ____ اور وہ اشعار سنائے۔

پدرِ وے سرِ لب و دندانِ پیمبر بشکست ☆ مادرِ وے جگرِ عمِ پیمبر بمکید

.........دامادِ پیمبر بستید ☆ پسرِ وے سرِ فرزندِ پیمبر برید

ہمچنیں کس ز کجا رستہ شود روزِ جزا ☆ لعن یزیداً و علیٰ آلِ یزید

کاتبِ وحی معاویہ کی برائی نہیں کی جائے

اس کے بعد فرمایا____ معاویہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور کاتبِ وحی تھے اس لئے ان کی برائی نہیں کی جائے انہوں نے جو کچھ کیا اس میں ان کے اجتہاد کو دخل تھا۔ والمجتهد يخطى ويصيب

یزید کے بارے میں مشائخ کی رائے

اور یزید پر لعنت کرنے میں جو اختلاف ہے وہ مشہور ہے۔ ہمارے مشائخ اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ جو وقت ہم یزید پر لعنت کرنے میں گذاریں گے اتنی دیر ہم اپنے کو دوسرے کام میں کیوں مشغول نہ کرلیں۔ اس لئے کہ اس میں فائدہ ہی ہے اور لعنت کرنے میں جو وقت گذارا جائے گا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا____ نقل ہے____ قَالَ اَھْلُ الصُّفَّةِ حِیْنَ اَسْلَمَ اَبُوْ سُفْیَانَ فِیْ فَتْحِ الْمَکَّةِ وَھُمْ جَالِسُوْنَ فِیْ بَابِ الْبَیْتِ وَالنَّبِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ دَاخِلاً فِی الْبَیْتِ مَا اَخَذَ سَیْفَ اللّٰہِ مَاخَذِ ٥

اصحاب صفہ نے کہا____ جس وقت اللہ کی تلوار ہاتھ میں لینی چاہئے تھی ان لوگوں نے نہیں لی یعنی کاش کہ ابوسفیان قتل کر دیا جاتا۔ اصحابِ صفہ جو ابوسفیان کے قتل ہونے کی تمنا کر رہے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ ابوسفیان نے بہت تکلیف دی تھی اور بہت ایذا پہنچائی تھی۔

جس وقت اصحابِ صفہ یہ گفتگو کر رہے تھے ابوبکر صدیق ؓ ایک مکان سے نکل کر وہاں آگئے اور اصحابِ صفہ کی ساری بات سن کر آپ نے منع کیا اور فرمایا____ ابوسفیان ایمان لاچکے ہیں اس لئے اب ان کے بارے میں ایسی ویسی باتیں نہ کی جائیں۔

اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ اندر تشریف لے گئے۔ اصحابِ صفہ کی ابو سفیان سے متعلق گفتگو اور اپنے منع کرنے کی ساری تفصیل آنحضرت ﷺ کو بتادی۔

آپ ﷺ کی طبیعت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف سے مکدر ہو گئی ــــ اور فرمایا ــــ اصحابِ صفہ ابو سفیان کے بارے میں جو کچھ کہہ رہے تھے ان کو کہنے دیتے، آپ کو چاہئے تھا کہ ان کو منع نہیں کرتے ایسے لوگوں کو جب غصہ آجاتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ غصے میں آجاتا ہے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

اصحابِ صفہ مست فقیر تھے

ایک روز رسول اکرم ﷺ اصحابِ صفہ کے یہاں تشریف لے گئے۔ دیکھا دروازہ بند ہے ــــ آپ ﷺ نے دروازہ پیٹا۔

اندر سے آواز آئی ــــ من علی الباب دروازے پر کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا ــــ میں محمد ہوں۔

لوگوں نے کہا ــــ کون محمد؟

آپ ﷺ نے فرمایا ــــ محمد بن عبداللہ۔

اس کے بعد آپ ﷺ واپس آگئے ــــ اور فرمایا ــــ یہ سب مست فقیر ہیں۔

ابن عباسؓ پر معاویہ کا اعتراض اور اس کا جواب

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ اکثر صحابہ امیر معاویہ سے ملاقات کے لئے جاتے مگر ابن عباسؓ کبھی نہیں گئے۔

جب معاویہ رسول اکرم ﷺ کی زیارت کے لئے مدینہ شریف آئے وہاں ابن عباس سے ملاقات ہوئی۔ معاویہ نے ان سے کہا ___ سب نے مجھ کو نوازا مگر آپ کی نوازش کبھی نہیں ہوئی۔ یعنی میری ملاقات کے لئے سب لوگ آئے مگر آپ کیوں نہیں آئے؟

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ___ فُنِيَتْ رِكَابُنَا یعنی میرے سارے اونٹ ہلاک ہوگئے سواری کے لئے میرے پاس کوئی اونٹ نہیں رہا، اسی وجہ سے نہیں آسکا۔

معاویہ نے کہا ___ فُنِيَتْ رِكَابُكُمْ فِي سِقَاءِ النَّخْلِ کیا آپ کے اونٹ خرمہ کے درختوں کو پانی پٹانے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کی اس بات سے ناخوش ہوگئے اور فرمایا ___ بَلْ فُنِيَتْ رِكَابُنَا فِي الْغَزْوَةِ مَعَ اَبِيْكَ یعنی میرے اونٹ اس جنگ میں ہلاک ہوگئے جو آپ کے باپ نے لڑی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے مزارِ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ___ هٰذا رسول الله۔

یہ سن کر معاویہ نے کہا ___ ''اب بس کیجئے''۔

اہلِ عرب کی مہمان نوازی

اس کے بعد اہلِ عرب کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ عرب والوں کی عجیب صفت ہے اور ان کے اندر ایک عجیب خاصیت ہے۔ وہ مہمانوں کی بہت تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ عزت سے پیش آتے ہیں وہ جب تک رہتے ہیں ان کی خوب خدمت کرتے ہیں لیکن جیسے ہی ان کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مہمان اب رخصت ہونے والے ہیں، وہ مہمان کے ساتھ پہلے جیسی مہربانی کا سلوک بند کر دیتے ہیں اور نہ ان کو کچھ تحفے دیتے ہیں۔

ایک بار ایسا ہی ہوا کسی نے میزبان سے پوچھا ___ آپ شروع میں مہمان کے ساتھ جس اخلاق سے پیش آئے، رخصت کے وقت وہ اخلاق کیوں قائم نہیں رکھا۔

بزرگ میزبان کے جواب دینے سے قبل ہی وہاں پر ایک عرب لڑکی موجود تھی، اس نے فوراً اپنی زبان میں کہا ___ ان الغبن الضیف عند نزوله عار علینا عونه حین یرجل یعنی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں لوگ مہمانوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے اسی وجہ سے ان کے رخصت ہونے کے وقت کچھ تحفہ پیش نہیں کرتے۔

حدیث کا معنوی فرق

پھر فرمایا ___ بعض احادیث کا جو معنی عرب میں سنا ہے اس حدیث کا وہ معنی ہندوستان میں بالکل نہیں سننے میں آتا۔ جیسے اسی حدیث کو لے لیا جائے اَلْحَیَاءُ تَمْنَعُ الرِّزْقَ ہندوستان میں اس کا معنی یہ مشہور ہے کہ شرم رزق کو روک دیتی ہے ___ اور وہاں اس کا معنی یہ سننے میں آیا ہے کہ اس حدیث میں حیا سے بارش مراد ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ حدیث ان محنت کشوں اور کمانے والوں کے حق میں فرمائی ہے جو بارش کے وقت کھیتی نہیں کرتے اور اپنے کو محنت سے دور رکھتے ہیں۔

اسی طرح اس حدیث کو بھی دیکھئے جس میں فرمایا ___ اَلْمُؤْمِنُ حُلُوٌّ ای اخلوق ست۔ یہاں یہ کہا جارہا ہے ___ مومن اخلاق مند ہوتا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ میٹھا کھانے والا ہوتا ہے۔

مجلس - ۹۳

پیغمبروں کی اولاد

قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے اور الشوریٰ کی یہ آیت سامنے تھی یَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثاً وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَاناً وَّاِنَاثاً ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْماً ؕ [الشوریٰ/۴۹--۵۰] (بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے بچیاں، اور عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے فرزند۔ یا ملا جلا کر دیتا ہے انہیں بیٹے اور بیٹیاں۔ اور بنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ)۔

حضرت نے فرمایا ___ منقول ہے کہ ___ یہ آیت پیغمبران علیہم السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

☆ حضرت لوط اور حضرت یوسف علیہما السلام کو بیٹیاں تھیں

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے تھے

☆ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطا فرمایا

☆ حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو اولاد نہیں تھی۔

اس کے بعد فرمایا ___ کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ سنتِ الٰہی اس طریقے پر رہی ہے کہ کسی پیغمبر کو بھی چالیس سال کی عمر سے کم میں نبوت نہیں ملی ہے، لیکن تین پیغمبروں کے ساتھ معجزہ کے معاملات الگ رہے ہیں۔ حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ جب گہوارے یعنی پالنا

میں تھے اسی وقت ان سے معجزے کا ظہور ہو گیا تھا اور ہاں! یوسف علیہ السلام سے بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے بچپن ہی سے خرق عادات کا ظہور ہوتا رہا اس لئے کہ آپ بچپن ہی سے نبی ہیں۔

چھوٹے بچوں کو مارنے کی ممانعت

اس کے بعد فرمایا ___ چھوٹا بچہ جب روتا ہے تو لوگ اس کو مارتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مارنے سے منع کیا ہے، حدیث شریف ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَضْرِبُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالْبُکَاءِ فَاِنَّ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فِیْ الْمَھْدِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ قَوْلُ شَھَادَۃِ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ الصلوٰۃ عَلَیَّ اَرْبَعَۃَ اشھر اَلْاِسْتِغْفَارُ لِلْوَالِدَیْنِ (شیر خوار بچے کو اس کے رونے کی وجہ سے نہیں مارو، جو بچے گہوارہ میں رہتے ہیں وہ دراصل چار مہینے تک لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتے ہیں، پھر چار مہینے مجھ پر درود بھیجتے ہیں اور چار مہینے تک اپنے والدین کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں)۔

سات شیر خوار بچوں نے بات کی

اس کے بعد فرمایا ___ کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ سات بچے ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے شیر خوارگی کے زمانے میں بڑوں کی طرح باتیں کی ہیں۔

۱۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو سب سے پہلے آپ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا اور اپنی زبانِ مبارک سے نہایت فصاحت کے ساتھ فرمایا ___ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ۔

۲۔ بادشاہ عزیز مصر کا بھانجا جو صرف چار مہینے کا تھا اور جس نے حضرت یوسف ؑ کے حق میں یہ گواہی دی کہ یوسف نے گناہ نہیں کیا ہے بلکہ زلیخا قصوروار ہے۔

۳۔ ابو جہل نے اپنی بیٹی کو دیوار کے نیچے دفن کر دیا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ پیغام آیا کہ ابو جہل نے اپنی بیٹی کو مکان کی نیو میں دفن کر دیا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ وہاں پر پہنچے تو ابو جہل نے انکار کر دیا۔ حکم آیا کہ اسی بچی سے پوچھ لیجئے۔ چنانچہ وہ بچی بولنے لگی کہ ہاں! ابو جہل نے میرے ساتھ ایسا کیا ہے۔

۴۔ تین مہینے کا وہ بچہ جو گہوارے میں تھا اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ؓ اس گھر میں تشریف لائے اس بچے کو قوتِ گویائی مل گئی اور اس نے کہا ___ هٰذَا سِرَاجُ اُمَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم یہ تو رسول اللہ ﷺ کی امت کے لئے چراغ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۵۔ وہ بچہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں گواہی دی کہ آپ اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں۔

۶۔ حضرت موسیٰ ؑ جو .... مہینے کے تھے انہوں نے فرعون سے کہا یا ابت اس کے بعد ان کی زبان میں لکنت ہوگئی اور آگ سے ان کی زبان کا اگلا حصہ جل گیا۔

۷۔ حضرت عیسیٰ ؑ جنہوں نے گہوارے میں کہا ___ انی عبد اللہ اتانی الکتاب

اس کے بعد فرمایا ___ حدیث مشارق میں دیکھا ہے کہ ان سات کے علاوہ دو بچے اور بھی ہوئے ہیں جنہوں نے شیر خوارگی کی حالت میں بات کی ہے۔ یہ حکایت تیرہویں مجلس میں گذر چکی ہے اس لئے یہاں پر اس کا ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سات بار
فارسی الفاظ کا استعمال کیا

پھر فرمایا ___ کسی کتاب میں مرقوم ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پوری حیاتِ طیبہ میں فارسی کے سات الفاظ اپنی زبان مبارک سے ادا کئے ہیں۔

۱۔ ایک دفعہ کوئی صحابی طشت پر انگور لے کر آئے اُس وقت بہت سارے صحابہ وہاں پر موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ___ "العنب دودو" یعنی دو دو انگور سب میں تقسیم کر دو (یہاں پر "دودو" فارسی لفظ ہے)۔

۲۔ ایک بار لوگوں نے آپ ﷺ سے پوچھا ___ فلاں قوم کو فرشتوں نے کس چیز سے رجم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فارسی میں جواب دیا ___ "بسنگ و گِل" پتھر و مٹی سے (یہاں سنگ اور گل فارسی الفاظ ہیں)۔

۳۔ ایک بار آپ ﷺ نے معاویہ کے جبہ پر جوں دیکھ کر فارسی میں فرمایا ___ "ھٰذا سپس" یہ جوں ہے (سپس فارسی لفظ ہے)۔

۴۔ جنگِ احد میں جب آپ ﷺ شہداء کے درمیان لیٹے ہوئے تھے اُس وقت صحابہ رضوان اللہ علیہم چند اونٹ لے کر آئے تا کہ کسی ایک اونٹ پر آپ ﷺ سوار ہو جائیں، اُس وقت آپ ﷺ نے ایک اونٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فارسی میں فرمایا ___ "بھٰذا شتر" اُس اونٹ پر سوار ہو جاؤں (یہاں شتر فارسی لفظ ہے)۔

۵۔ ایک بار حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں تازہ سیب تھا، انہوں نے کہا ___ کس کو دوں؟ ___ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فارسی میں فرمایا ___ "مرا دِہ" مجھ کو دو (یہاں مرا دِہ فارسی جملہ ہے)۔

۶۔ ایک دفعہ اندھیری رات میں آپ ﷺ حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے___ آواز دی___ لوگوں نے پوچھا___ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فارسی میں جواب دیا___ "منم محمد" میں محمد ہوں (یہاں منم محمد فارسی جملہ ہے)۔

۷۔ ایک بار مشرکوں نے پوچھا___ اللّٰہ واحدٌ ام اثنین اللہ ایک ہے یا دو ہے؟___ رسول اللہ ﷺ نے فارسی میں جواب دیا___ "یکی است" وہ ایک ہے (یہاں یکی است فارسی جملہ ہے)۔

کافروں کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی دعاء

اس کے بعد جنگِ احد کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ جنگِ احد میں آپ ﷺ کے دندانِ مبارک ٹوٹ گئے اُس وقت صحابہ پانی لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے وضو بنایا، سارے صحابہ جمع تھے ڈر رہے تھے، لرز رہے تھے اور ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے معلوم نہیں اس وقت رسول اللہ ﷺ کافروں کے حق میں کون سی بددعاء کرتے ہیں۔

یہ حضرات ابھی اسی فکر میں تھے کہ آپ ﷺ نے دعاء کی___ اَللّٰھُمَّ اھدِ قومی فَاِنَّھُمْ لَا یَعرِفُون اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دیجئے وہ لوگ پہچانتے نہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ قوم کا ظالمانہ رویہ

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اس مدت میں ایک روایت کے مطابق سات آدمی اور بعض

روایت کے مطابق ستر آدمی داخلِ اسلام ہوئے۔آپ جتنی بار دعوت دیتے آپ کی بدنصیب قوم آپ کو اسی قدر زدوکوب کرتی اور اتنا مارتی کہ آپ بے ہوش ہو جاتے، اور جب ہوش میں آتے ___ حکم ہوتا ___ جایئے دعوت کا کام کیجئے ___ آپ پھر دعوت کے لئے نکل جاتے، اور آپ کی قوم اسی طرح آپ کے ساتھ بےادبی سے پیش آتی۔

کوئی پیغمبر شہید نہیں ہوئے

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ___ اکثر پیغمبران علیہم السلام نے کافروں کے ساتھ جنگ وقتال کیا ہے، کیا جنگ میں کسی پیغمبر کی شہادت بھی ہوئی ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ نہیں کوئی پیغمبر بھی مشرکوں کے ہاتھ سے شہید نہیں ہوئے ہیں۔ حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے **ماسمعت نبی قتل فی القتال** یعنی میں نے نہیں سنا ہے کہ کسی پیغمبر کی شہادت ہوئی ہو۔

حضرت شیخ نے اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

مقتول دہ ہزار نبی در مغارہ تست ☆ قتال شان نبود مگر تیغ ناز عشق

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دانشمندانہ فیصلہ

اس کے بعد گفتگو کا موضوع یہ تھا کہ ___ بعض موقع پر حق کا اظہار شرعی مسئلہ سے ہٹ کر دوسرے طریقے پر ہوتا ہے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ جی ہاں! حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے عہدِ خلافت میں دو آدمی آپ کی خدمت میں یمن سے آئے، ایک غلام پر دونوں کا دعویٰ

تھا، دونوں یہ کہہ رہے تھے کہ یہ غلام میرا ہے اور دونوں میں سے کسی کے پاس ثبوت کا کاغذ نہیں تھا۔

حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ــــــ ایک دیوار کھڑی کیجئے اور اس دیوار میں دو شگاف بنائیے، شگاف اتنا بڑا ہو کہ آدمی کا سر اس میں داخل ہو جائے۔ دیوار بننے کے بعد دونوں دعویداروں سے کہا کہ ــــــ اپنا اپنا سر اس شگاف میں داخل کر دیجئے۔

جب ان دونوں نے اپنا سر اندر کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیچھے سے ذوالفقار یعنی اپنی تلوار نکالی اور نعرہ لگایا جو واقعی غلام کا مالک تھا اس نے دریچہ سے سر کھینچ لیا اور جو جھوٹا دعویدار تھا وہ اسی طرح رہ گیا۔ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ سنا دیا کہ جس نے دریچہ سے سر کھینچ لیا تھا وہی اس غلام کا مالک ہے اور غلام اسی کی ملکیت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حکیمانہ قول

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ــــــ ہم کھاتے ہیں، پہنتے ہیں، دیتے ہیں، لیتے ہیں اور توڑتے ہیں۔

☆ یعنی کھاتے ہیں تو بندوں کا غم کھاتے ہیں۔

☆ پہنتے ہیں تو مسلمانوں کے لئے لباسِ ستاری پہنتے ہیں (لوگوں کی پردہ پوشی کرتے ہیں)۔

☆ دیتے ہیں تو ظالموں سے مظلوموں کو انصاف دیتے ہیں۔

☆ اختیار کرتے ہیں تو راہِ توکل اختیار کرتے ہیں۔

☆ توڑتے ہیں تو نفسِ امارہ کو توڑتے ہیں۔

جلدی جلدی استغفار پڑھنا کاذبوں کا کام ہے

ارشاد فرمایا____ قال علی کرم اللہ وجہ لا عرابی انہ کان یقول فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم استغفر اللّٰہ استغفر اللّٰہ منہ یا بطال ان سرعت اللسان بالتوبہ ان کان فعل الکاذبین____ یعنی حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے اُس اعرابی سے فرمایا____ جو مسجد میں اپنی زبان سے جلدی جلدی استغفر اللہ استغفر اللہ پڑھ رہا تھا کہ توبہ میں جلدی جلدی زبان چلانا کاذبوں یعنی جھوٹے لوگوں کا کام ہے۔

حرام کھانے کی طرف رغبت کیوں ہوتی ہے

پھر گفتگو اس موضوع پر ہونے لگی کہ جب حرام لقمہ سامنے آتا ہے تو اس کو کھانے کی طرف لوگوں کی رغبت بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے اسی مناسبت سے یہ حکایت بیان فرمائی کہ____ حضرت شیخ علاء الدین مرحوم نے ضیافت کا اہتمام کیا اور حضرت شیخ صدر الدین، شیخ جمال الدین اور .... کو بطور مہمان بلایا۔کھال اتاری ہوئی بکری بازار سے لاکر ان لوگوں کے سامنے رکھا۔تینوں بزرگوں نے اسی وقت کھانے سے ہاتھ روک لیا۔

شیخ صدر الدین نے شیخ علاء الدین سے پوچھا____ اس بکری کو کس شخص سے خریدا؟

انہوں نے کہا____ گاؤں سے خرید کر لا رہا تھا،مگر راستہ میں مرگئی، میں نے وہیں اس کو ذبح کر دیا اور بھون کر آپ لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔از روئے شریعت جو حکم دیجئے

اس پر عمل کرتا ہوں۔

ان بزرگوں نے فرمایا ـــــ اس کو زمین میں دفن کردو۔

اس کے بعد شیخ علاء الدین نے شیخ صدرالدین سے پوچھا ـــــ اچھا یہ تو بتایئے کہ آپ نے کیسے سمجھ لیا کہ یہ حرام ہے؟

شیخ صدرالدین نے فرمایا ـــــ جیسے ہی یہ چیز میرے سامنے آئی میرا دل اور میری روح اس کو کھانے کے لئے لالچ کی حد تک مائل ہوگئی، اسی وجہ سے میں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ حرام کھانا ہے۔ اس لئے کہ ہم تک حضور ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے جو کھانا حرام ہوتا ہے اس کو کھانے کے لئے آدمی کی طبیعت حریص ہوتی ہے۔ اسی حدیث کی روشنی میں یہ بات میری سمجھ میں آگئی کہ ضرور یہ حرام چیز ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ جمال الدین سے پوچھا کہ ـــــ آپ نے کیسے سمجھا کہ یہ حرام ہے؟

انہوں نے فرمایا ـــــ کسی کہنے والے نے میرے کان میں کہا ـــــ اس بکری کو مت کھاؤ اس لئے کہ یہ حرام ہے۔

اور جب سید صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ نے اس کو حرام کیسے سمجھ لیا؟

انہوں نے کہا ـــــ چونکہ میری انگلی کی رگ پھڑکنے لگی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سنا ہے کہ جب کھانے پینے کی کوئی چیز دیکھ کر انگشتِ شہادت کی رگ پھڑکنے لگتی آپ ﷺ سمجھ جاتے کہ کھانے پینے کی وہ چیز حرام ہے، اسی وجہ سے میں نے بھی سمجھ لیا کہ یہ بکری حرام ہے۔

مجلس - ۹۴

اپنی پسندیدہ چیز کو راہِ حق میں قربان کیجئے

قدم بوسی اور دست بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے اس آیت کا معنی دریافت کیا ___ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ [آلِ عمران ۹۲]

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ ظاہری معنی تو یہی ہے کہ ہرگز نیکی حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ اس چیز کو خرچ نہ کرو جو تم کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک بار قند خریدا ___ اور فقیروں میں تقسیم کر دیا۔

لوگوں نے کہا ___ آپ نے قند کیوں دیا ___ اگر رقم دیتے تو اس سے فقیروں کی ضرورت پوری ہوتی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ___ مجھے قند بہت پسند ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ___ جب اپنی پسندیدہ چیز کو خرچ کرو گے تو نیکی حاصل ہوگی۔ یعنی لن تنالو لقاء اللّٰہ حتّٰی تبدلوا ارواحکم بالمجاھدۃ اس کا معنی یہ ہوا کہ جب تک اپنی جان عزیز کو مجاہدوں میں نہیں لگاؤ گے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہرگز حاصل نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار موت کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے ___ الموت جسر یوصل الحبیب الا الحبیب موت ایک پُل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔

جس کا نفس دنیا میں مر جاتا ہے وہ اسی دنیا میں دل کی آنکھ سے خدا کو دیکھ لیتا ہے۔لہٰذا بندہ کو چاہئے کہ وہ تمام نفسانی لذتوں کو مار دے۔

ہجرت سے مراد

جون پور کے ایک طالب علم نے عرض کیا____ حدیث نبوی ہے قال نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من امن باللّٰہ ورسولہ واقام الصلٰوۃ وصیام شھر رمضان کان حقاً علی اللّٰہ ان یدخل الجنۃ ھاجر فی سبیل اللّٰہ اوجلس فی ارضہ اس ہجرت سے کیا مراد ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنا مراد ہے۔مسافرت مراد نہیں ہے،جیسا کہ یاد آرہا ہے۔

پھر سائل نے عرض کیا____ حدیث مذکورہ میں حج اور زکوٰۃ کو کیوں بیان نہیں کیا گیا جب کہ یہ دونوں بھی فرائض میں شامل ہیں؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث ابتدائے اسلام کی ہے۔اس وقت نماز وروزہ فرض تھا حج اور زکوٰۃ فرض نہیں ہوا تھا۔اس کی وجہ یہ کہ اگر امراء اور دولت مند یہ سن لیتے کہ زکوٰۃ بھی دینا ہے اور حج بھی کرنا ہے تو یہ بات ان کے لئے مشکل بن جاتی اور ایمان میں داخل نہیں ہوتے۔چنانچہ جب اسلام کو طاقت مل گئی اور استحکام حاصل ہوگیا تو پھر زکوٰۃ اور حج بھی فرض کر دیا گیا۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا____ حدیث مذکورہ کے تحت اس کی شرح کرتے ہوئے کسی کتاب کے حاشیہ پر یہ عبارت درج ہے۔ھٰذا الثلاثۃ ونفی الایمان باللّٰہ والصلوٰۃ والصوم علی کل مسلم یتناول الفقیر والغنی والحج والزکوٰۃ

مقید بشروطھما لتعلق ایسار

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ یہ قول کسی نے اپنے اجتہاد سے کام لے کر قیاس کے طور پر لکھا ہوگا۔ صحیح اسناد کے ساتھ محدثین کا جو قول ہے وہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوا اور اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ منقول کی موجودگی میں قیاس متروک ہو جاتا ہے یعنی جب منقول موجود ہے تو اس وقت قیاس سے کام نہیں لیا جائے گا۔ ہاں اگر منقول موجود نہیں ہے تو اس وقت مجتہد کا قیاس درست ہوگا۔ اسی پر سب کا اتفاق ہے۔

دستار اور شملہ کی حیثیت

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ــــــ دستار کیا ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ رسول اکرم ﷺ نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے سر پر جو دستار باندھی تھی وہ شملہ کے ساتھ تھی اور وہ شملہ دونوں کاندھوں کے درمیان تھا۔ جیسا کہ حدیث شریف ہے وارحی بین کتفیه۔

اس کے بعد فرمایا ــــــ کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ شملہ اس بات کی علامت ہے کہ ہم نے دنیا کو پیچھے پھینک دیا ہے، اور پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ چنانچہ جب مردہ کو بھی عمامہ باندھتے ہیں تو شملہ کے ساتھ باندھتے ہیں اور بائیں طرف رکھتے ہیں۔ لہٰذا مومن بھی خود کو مردہ ہی سمجھتے ہیں۔

مَحرم اور غیر مَحرم کا بیان

پچھمی ہندوستان کے ایک طالب علم نے عرض کیا ــــــ معراج کی رات رسول اللہ ﷺ ام ہانی کے گھر میں تھے۔ اُم ہانی ابی طالب کی بیٹی اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن

تھیں، اس طرح اُم ہانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچازاد بہن ہوئیں اور چچازاد بہن غیر محرم ہوتی ہے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ غیر محرم کے گھر رات میں کیسے تھے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ کسی کتاب میں دیکھا کہ ہجرت سے پہلے چچازاد بہنیں محرم ہوا کرتی تھیں، اِن سے نکاح جائز نہیں تھا۔ رسول اکرم ﷺ کے ہجرت فرمانے کے بعد چچازاد بہنوں سے نکاح ہونے لگا اور وہ غیر محرم قرار دے دی گئیں۔ اس سلسلے میں قرانی احکام بھی موجود ہیں۔

پردہ نشیں خواتین کا متقی و پرہیزگار غیر مَحرم کے سامنے آنا جائز ہے

پھر فرمایا ــــ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر کوئی مومن غیر محرم ہے لیکن متقی اور پرہیزگار ہے اور محرم فاسق و بدکار ہے تو پردہ نشیں عورتوں کا غیر محرم متقی کے سامنے آنا درست ہے اور اُس محرم کے سامنے جانا شرعاً درست نہیں ہے جو فاسق ہے۔ حضرت ام المومنین عائشہ اور حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہما بعض اہل صفہ صحابی کے سامنے آتی تھیں، لیکن ابو جہل اور ابوالحارث کے سامنے نہیں آتی تھیں اس لئے کہ وہ فاسق اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نافرمان تھے۔

ستر پوشی کا مسئلہ

اسی طالب علم نے پھر عرض کیا ــــ اس علاقہ میں عجیب رسم پڑ گئی ہے، مزدور قسم کے لوگ بغیر ستر پوشی کے صرف لنگوٹہ پہن کر کام کرتے ہیں اور علماء و مشائخ کی ان پر نظر پڑتی

ہے۔اس سلسلے میں شرعی اعتبار سے کسی رعایت کی اجازت ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا____ سنا ہے کہ ایک دفعہ مخدوم شیخ محمد خضر، حضرت مخدوم مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہما کے یہاں تشریف لے گئے دیکھا کہ مخدوم مولانا نظام الدین کے گھر میں مزدور قسم کے لوگ لنگوٹہ باندھے ہوئے بغیر ستر پوشی کے، کاموں میں مشغول ہیں اور مخدوم کی نظران کے کھلے جسم پر پڑ رہی ہے۔

مخدوم شیخ محمد خضر نے یہ دیکھ کر بہت ہی مؤدبانہ انداز میں پوچھا____ حضرت مخدوم ان مزدور قسم کے لوگوں کے کھلے جسم کو دیکھ رہے ہیں، شائد اس کے متعلق کوئی روایت نظر سے گذری ہوگی؟

مخدوم مولانا نظام الدین نے فرمایا____ ہاں! امام مالکؒ سے روایت آئی ہے ان کے قول کے مطابق عضوِ مخصوص کی پردہ پوشی شرط ہے، ناف سے زانو تک چھپانا شرط نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کہ ان مزدوروں کو گھر کے کاموں میں لگانا اور ان سے کام لینا ضروری بھی ہے اور کام کے وقت لنگی پہننا ان کے لئے دِقّت و پریشانی کا سبب ہے۔

اس کے بعد فرمایا____ حضرت مخدوم قاضی علاء الدین مرحوم فرماتے تھے کہ شرح بزودی میں دیکھا ہے کہ امام مالک کے قول کے مطابق نماز کے باہر اور نماز کے اندر سترِ پوشی شرط نہیں ہے۔اور یہ بھی سنا ہے کہ مخدوم قاضی تاج الدین کھوری اسی روایت پر عمل بھی کرتے تھے۔صرف عضوِ مخصوص کو چھپا کر غسل کر لیتے تھے، اور تیل مالش کر لیتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مدفن

اس کے بعد اسی طالب علم نے عرض کیا کہ____ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہ کا مدفن کہاں ہے، یعنی وہ کہاں دفن کئے گئے ہیں؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ حضرت مخدوم شیخ حُسین قدس اللہ سرہ العزیز نے کسی رسالے میں لکھا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کی مسجد میں تھے، رَمَضان المبارک کی سترہ تاریخ تھی عبدالرحمٰن ملجم جو آپ کا رکابدار تھا ــــ اُس نے آپ کی پیشانی پر وار کیا، ۲۱ / (اکیس) رَمَضان کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ مسجدِ کوفہ کے پیچھے آپ دفن کئے گئے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نجف میں دفن ہوئے، آج بھی وہیں آپ کی زیارت گاہ ہے۔

بعض لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا تابوت اونٹ پر رکھ دیا گیا اور اس اونٹ کو جنگل میں چھوڑ دیا گیا۔ معلوم نہیں اس کے بعد کیا حال ہوا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

مجلس - ۹۵

اشربہ مطربہ کے حلال وحرام ہونے کا مسئلہ

آستانۂ معظم کی خاکبوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ طلباء اشربہ مطربہ کی حلت وحرمت کے موضوع پر بحث کر رہے تھے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــ اشربہ مطربہ کی حرمت میں اختلاف ہے اور تینوں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک مباح ہے اور امام محمد کے نزدیک مباح (جائز) نہیں ہے۔ ان کے نزدیک اس کی حرمت پر فتویٰ ہے۔

کنز کے حاشیہ پر مرقوم ہے کہ ___ ان تینوں علماء کا اختلاف وقت اور زمانہ کی وجہ سے ہے، کسی حجت اور دلیل کی وجہ سے یہ اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے کہ امام اعظم اور امام ابو یوسف کے زمانہ میں اس وجہ سے جائز قرار دے دیا گیا تھا کہ وہ لہو ولعب یعنی کھیل تماشہ کی چیز نہیں تھی، اور امام محمد کے زمانہ میں یہ لہو ولعب میں شمار ہونے لگا اس لئے انہوں نے حرام ہونے کا فتویٰ دے دیا۔

بعض متاخرین کا کہنا ہے کہ اگر امام اعظم اور امام ابو یوسف اِس زمانے میں ہوتے تو اپنے قول سے رجوع کرتے اور اشربہ مطربہ کے حرام ہونے کے قائل ہوتے۔

لا الٰہ الا اللّٰہ کی فضیلت اور امید ورجا کی اہمیت

اس کے بعد لا الٰہ الا اللّٰہ کی فضیلت اور رجا یعنی امید کے غلبے کا ذکر ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ کسی کتاب میں یہ حدیث دیکھی ہے قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قال لا الٰہ الا اللّٰہ ومدھا ھدمت عنہ اربعۃ الف ذنب من الکبائر یعنی جو شخص لا الٰہ الا اللّٰہ پڑھتا ہے اور اس کو مد کے ساتھ پڑھتا ہے، اس کے چار ہزار گناہِ کبیرہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا ___ اس کلمہ کو ایک بار پڑھنے سے سو سالہ کفر مٹا دیا جاتا ہے۔ گناہِ کبیرہ تو خود اس کفر کے اندر ہے۔

دحیہ کلبی کی مغفرت اور مقام

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ دحیہ کلبی ایک بادشاہ تھے، ان کے ساتھ

عنایت ازلی کا معاملہ ہوا، وہ ایمان کے شرف سے مشرف ہو گئے۔ایمان لانے کے بعد رونے لگے۔ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گیا، سارا چہرہ بھینگ گیا۔

اس وقت حضرت رسالت مآب شفیع امت ﷺ نے پوچھا___ اے دحیہ کلبی! آخر کیوں رو رہے ہو۔اب تمہارے رونے کی وجہ کیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا___ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ستر بیٹیوں کو شرم کی وجہ سے قتل کر چکا ہوں___ اگر آپ حکم دیں تو میں اپنے کو مار ڈالوں اور سارا مال اور اپنی جائداد صدقہ کر دوں تاکہ میرے گناہِ عظیم کا کفارہ ہو جائے۔

ان کی بات سن کر رسول اللہ ﷺ متحیر ہو گئے___ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا___ اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ___ دحیہ کلبی کو کہہ دیجئے کہ جب میں نے لا الہ الا اللہ پڑھنے کی وجہ سے اس کے ساٹھ سالہ کفر کو مٹا دیا تو کیا اس کے دوسرے گناہوں کو معاف نہیں کروں گا۔

پھر تو دحیہ کلبی کا معاملہ اور مقام ایسا ہوا جو سب کو معلوم ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ان کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے۔

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا___ انہی سب وجوہ کی بنا پر بہت زیادہ امیدیں بندھ جاتی ہیں۔

جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا وہ جنت میں جائے گا

حضرت مخدوم حسین قدس اللہ سرہ العزیز کے کلمات میں آیا ہے کہ___ ایک روز رحمتہ للعلمین حضرت محمد ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے___ اٹھے اور لوگوں سے فرمایا___ تم لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو، یہ کہہ کر آپ ﷺ ایک باغ میں چلے گئے جس کے

چاروں طرف دیوار تھی۔آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے، دروازہ بند کرلیا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا___ اے ابو ہریرہ! من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة (جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا وہ جنت میں داخل ہوگیا)۔آپ ﷺ نے کئی بار اس جملے کی تکرار فرمائی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا___ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں یہ خوشخبری لوگوں تک پہنچا دوں۔

فرمایا___ خبر کردو۔

پھر تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت مست ہوگئے، باہر نکلے، اعلان کرنے لگے___ جو لا الہ الا اللہ کہے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اتنے میں امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی___ ان سے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہی بات کہی۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایسا دھکا دیا کہ وہ زمین پر گر پڑے، زخمی ہوگئے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا___ مجھے کیوں دھکا دیتے ہیں، یہ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ جا کر لوگوں کو خوشخبری سنا دو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا___ رسول اللہ کہاں ہیں؟ آؤ ہم ان کے پاس چلتے ہیں۔ دونوں بارگاہِ رسالت میں حاضر آئے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شکایت کی کہ عمر نے مجھ کو دھکا دے دیا ہے۔آپ ہی نے تو فرمایا تھا کہ لوگوں کو خوشخبری سنا دو من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا___ عمر! ابو ہریرہ کو کیوں دھکا دے دیا اور کیوں زخمی کر دیا۔ میں نے ہی ان کو کہنے کے لئے حکم دیا تھا۔

عمرؓ نے عرض کیا ـــــ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ چاہتے ہیں کہ لوگ عمل سے کنارے ہو جائیں اور عمل چھوڑ کر اسی پر اعتماد کر لیں۔

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کو ایسا کہنے کی جو جرأت ہوئی ـــــ اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ آپ وزیر تھے اور کاموں کی مصلحت کو سمجھتے ہوئے ایسے اعلان کو روکنا چاہ رہے تھے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ خاموش رہ گئے۔

کلامِ قدسی کسے کہتے ہیں

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ـــــ کلامِ قدسی کسے کہتے ہیں؟

شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ کلامِ قدسی وہ ہے کہ ـــــ پیغامبر علیہ السلام نے فرمایا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ ایسا کہتا ہے ـــــ جیسے اسی حدیث کو لے لیا جائے، حکایت ان اللّٰہ سبقت رحمتی غضبی یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری رحمت میرے غضب سے آگے بڑھ گئی یعنی اگر کوئی سزا کا مستحق ہو چکا ہے اور میری رحمت میرے غضب سے آگے بڑھ گئی ہے ایسی صورت میں اس شخص کے ساتھ جو بھی معاملہ ہوگا رحمت ہی کا ہوگا غضب کا نہیں ہوگا۔

مجلس - ۹۶

بی بی عائشہؓ سے متعلق بہتان تراشی اور برأت کا مسئلہ

قدم بوسی اور دست بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے

متعلق بہتان تراشی کا تذکرہ ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ـــــ ایک غزوے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تشریف لے گئیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت کوچ کیا اس وقت حضرت عائشہؓ رفع حاجت کے لئے چلی گئی تھیں۔ اونٹ والے کو یہ بات معلوم نہیں تھی، جب اس نے اونٹ کو کھڑا دیکھا ـــــ سمجھ لیا کہ عائشہؓ محمل میں سوار ہو چکی ہیں، اس نے اونٹ کو روانہ کر دیا۔ جب عائشہؓ رفع حاجت سے فارغ ہو کر آئیں اور اونٹ کو نہیں پایا، پریشان ہو گئیں۔ لشکر تو آگے جا چکا تھا اس لئے وہ تنہا کھڑی رہ گئیں۔ صحابیٔ رسول ﷺ صفوان کی نظر پڑی وہ قریب آئے ـــــ دیکھا ـــــ عائشہؓ تنہا کھڑی ہیں۔ وہ فوراً اونٹ سے نیچے اتر آئے ـــــ بی بی عائشہ کو اس پر سوار کر دیا ـــــ اور روانہ ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کا لشکر اپنے اپنے گھر پہنچ چکا تھا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ بی بی عائشہ اپنے اونٹ پر نہیں ہیں ـــــ محمل خالی ہے ـــــ سب لوگ تلاش کرنے لگے۔ کہیں سراغ نہیں ملا، اس بات کا شور و ہنگامہ ہو گیا۔ رسولِ خدا ﷺ بہت پریشان ہو گئے۔

ادھر صفوان تمام رات راستہ طئے کرتے رہے اور صبح سویرے عائشہؓ کو لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کی نظر مبارک جیسے ہی عائشہؓ پر پڑی آپ کی طبیعت مکدر ہو گئی اور فرمایا ـــــ **ان کنت بریئۃ فقد براک وان کنت المیمت.....فاستغفر اللہ فان اللہ غفور الرحیم۔**

اس کے بعد آپ ﷺ نے بی بی عائشہؓ سے کہا ـــــ اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاؤ۔ بی بی عائشہؓ چلی گئیں اور انہوں نے کہا ـــــ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ سب کچھ جان رہا ہے اور وہی گواہ ہے، اگر میں حق بھی بولوں گی تو اللہ کے رسول ﷺ اور دوسرے لوگ یقین نہیں کریں گے، اس لئے خاموش رہنا اور صبر کرنا بہتر ہے۔

چند روز تک کوئی وحی نہیں آئی۔ اس مدت میں بی بی عائشہؓ کے والدین نے ان سے پوچھا ــــ اے عائشہ! سچ سچ بتاؤ کہ تم سے کوئی برا عمل صادر ہوا ہے یا نہیں؟ ــــ عائشہؓ نے وہی بات کہی۔

اسی کو ثنائی نے اس طرح کہا ہے۔

عالم از خون خوردن خود دم مزن
گر بگوئی کس نہ دارد باورت

جبرئیل علیہ السلام بی بی عائشہؓ کی پاک دامنی کے ثبوت میں اٹھارہ آیتیں حضور ﷺ کے پاس لے کر آئے۔

جبرئیل علیہ السلام کے آنے سے پہلے بی بی عائشہؓ کے والدین سجدے میں تھے اور ڈر رہے تھے کہ کہیں ایسی آیتیں نہ آئی ہوں جن سے بی بی عائشہ کی فضیحت اور رسوائی ہو جائے۔ وہ لوگ مناجات کر رہے تھے ــــ اور کہہ رہے تھے ــــ اے اللہ! تو ستار اور غفار ہے عائشہ کی پردہ پوشی فرما اور لوگوں کے درمیان اس کو رُسوا مت کر۔

ابھی وہ لوگ مناجات میں مشغول ہی تھے کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت عائشہؓ کی طہارت اور پاکیزگی کی آیتیں لے کر رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

بی بی عائشہؓ کے والدین خوش ہو گئے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگے ــــ اور کہنے لگے ــــ اے عائشہؓ تمہاری پاک دامنی کے ثبوت کی آیتیں نازل ہو گئی ہیں۔ اب اللہ کے رسول ﷺ کا شکر ادا کرو۔

بی بی عائشہؓ نے کہا ــــ شکرت اللہ ولا اشکر محمداً میں اللہ کا شکر ادا کروں گی، محمد کا شکر ادا نہیں کروں گی۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ـــــــ ان آیتوں کو کسی نے جمع کیا ہے (یعنی کسی کو یاد ہے)؟

فرمایا ـــــــ ہاں! چند آیتیں تو مجھے بھی یاد ہیں۔ جیسے قال اللّٰہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡہُ شَرًّا لَّکُمۡ ؕ بَلۡ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ؕ لِکُلِّ امۡرِیًٴ مِّنۡہُمۡ مَّا اکۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ۚ وَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَہٗ مِنۡہُمۡ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۝ لَوۡ لَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡہُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِہِمۡ خَیۡرًا ۙ وَّ قَالُوۡا ہٰذَاۤ اِفۡکٌ مُّبِیۡنٌ ۝ لَوۡ لَا جَآءُوۡ عَلَیۡہِ بِاَرۡبَعَۃِ شُہَدَآءَ ۚ فَاِذۡ لَمۡ یَاۡتُوۡا بِالشُّہَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنۡدَ اللّٰہِ ہُمُ الۡکٰذِبُوۡنَ ۝ وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ لَمَسَّکُمۡ فِیۡ مَاۤ اَفَضۡتُمۡ فِیۡہِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۝ ۚ اِذۡ تَلَقَّوۡنَہٗ بِاَلۡسِنَتِکُمۡ وَ تَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاہِکُمۡ مَّا لَیۡسَ لَکُمۡ بِہٖ عِلۡمٌ وَّ تَحۡسَبُوۡنَہٗ ہَیِّنًا ٭ۖ وَّ ہُوَ عِنۡدَ اللّٰہِ عَظِیۡمٌ ۝ وَ لَوۡ لَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡہُ قُلۡتُمۡ مَّا یَکُوۡنُ لَنَاۤ اَنۡ نَّتَکَلَّمَ بِہٰذَا ٭ۖ سُبۡحٰنَکَ ہٰذَا بُہۡتَانٌ عَظِیۡمٌ ۝ یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اَنۡ تَعُوۡدُوۡا لِمِثۡلِہٖۤ اَبَدًا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۝ ۚ وَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ۝ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ وَ اَنَّ اللّٰہَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ۝ ۟ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ فَاِنَّہٗ یَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۝ وَ لَا یَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡکُمۡ وَ السَّعَۃِ اَنۡ یُّؤۡتُوۡۤا

اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْمُھٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ صلے وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ط
اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌo اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ
الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ صلے وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌo لا یَّوْمَ تَشْھَدُ
عَلَیْھِمْ اَلْسِنَتُھُمْ وَاَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ o یَوْمَئِذٍ یُّوَفِّیْھِمُ اللّٰہُ
دِیْنَھُمُ الْحَقَّ وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ ھُوَالْحَقُّ الْمُبِیْنُ o اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ
وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ج وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ج اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُ
وْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ ط لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ o[النور ۱۱-۲۶] (اللہ تعالیٰ نے
فرمایا____ بیشک جنہوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے وہ ایک گروہ ہے تم میں سے۔ تم اسے اپنے
لئے برا خیال نہ کرو بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لئے۔ ہر شخص کے لئے اس گروہ میں سے اتنا گناہ
ہے جتنا اس نے کمایا۔ اور جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ان میں سے اس کے لئے عذابِ
عظیم ہوگا ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سنی تو گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومن
عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان اور کہہ دیا ہوتا کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے (اگر وہ
سچے تھے تو) کیوں نہ پیش کر سکے اس پر چار گواہ پس جب وہ پیش نہیں کر سکے گواہ تو (معلوم
ہوگیا کہ) وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور
اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تو پہنچتا تمہیں اس سخن سازی کی وجہ سے سخت عذاب (جب تم
ایک دوسرے سے) نقل کرتے تھے اس (بہتان) کو اپنی زبانوں سے اور کہا کرتے تھے اپنے
مونہوں سے ایسی بات جس کا تمہیں کوئی علم ہی نہ تھا۔ نیز تم خیال کرتے کہ یہ معمولی بات ہے
حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی تھی۔ اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ

(افواہ) سنی تو تم نے کہہ دیا ہوتا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم گفتگو کریں اس کے متعلق ۔اے اللہ! تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ نصیحت کرتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کہ دوبارہ اس قسم کی بات ہرگز نہ کرنا اگر تم ایمان دار ہو۔ اور کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے (اپنی) آیتیں۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے۔ بیشک جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بے حیائی ان لوگوں میں جو ایمان لاتے ہیں (تو) ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں ۔ اور اللہ تعالیٰ (حقیقت کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔ اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بہت مہربان (اور) رحیم ہے (تو تم بھی نہ بچ سکتے) اے ایمان والو! نہ چلو شیطان کے نقشِ قدم پر اور جو چلتا ہے شیطان کے نقشِ قدم پر تو وہ حکم دیتا ہے (اپنے پیرووٗں کو) بے حیائی کا اور ہر برے کام کا۔ اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تو نہ بچ سکتا تم میں سے کوئی بھی ہرگز ہاں اللہ تعالیٰ پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے اور نہ قسم کھائیں جو برگزیدہ ہیں تم میں سے اور خوش حال ہیں اس بات پر کہ وہ نہ دیں گے رشتہ داروں کو اور مسکینوں کو اور راہِ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو اور چاہئے کہ (یہ لوگ) معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ بخش دے اللہ تعالیٰ تمہیں اور اللہ غفور رحیم ہے۔ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر جو انجان ہیں، ایمان والیاں ہیں ان پر پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے عذابِ عظیم ہے۔ وہ یاد کریں اس دن کو جب گواہی دیں گی ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان اعمال پر جو وہ کیا کرتے تھے اس روز پورا پورا دے گا انہیں اللہ تعالیٰ ان کا بدلہ جس کے وہ حق دار ہیں اور وہ جان لیں گے اللہ تعالیٰ ہی ٹھیک فیصلہ

کرنے والا اور ہر بات واضح کرنے والا ہے۔ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں۔ اور پاک (دامن) عورتیں پاک (دامن) مردوں کے لئے اور پاک (دامن) مرد پاک (دامن) عورتوں کے لئے ہیں۔ یہ مبراء ہیں ان (تہمتوں) سے جو وہ (ناپاک) لگاتے ہیں۔ ان کے لئے ہی (اللہ کی) بخشش ہے اور عزت والی روزی ہے)۔

امت کی مغفرت سے متعلق رسول اللہ کی درخواست اور اس کا جواب

اس کے بعد فرمایا ____ روایت میں آیا ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں درخواست کی کہ ____ اے اللہ تعالیٰ! کل قیامت کے دن میری امت کا حساب میرے حوالے کر دے تا کہ ذلت ورسوائی نہ ہو۔

فرمان ہوا ____ آپ کے حوالے نہیں کروں گا، اس لئے کہ بی بی عائشہ پر جو جھوٹ اور بہتان لگایا گیا اس معاملے کو آپ برداشت نہیں کر سکے اور بہت زیادہ پریشان ہو گئے۔ اگر ساری امت کا حساب آپ کے حوالے کر دوں تو آپ سب کو ہلاک کر دیں گے اور دوزخ میں بھیج دیں گے۔ میں ان کے معاملات پر جو پردہ پوشی کر رہا ہوں وہ آپ ہرگز نہیں کر سکتے۔

دوسری بات یہ کہ ____ اگر حساب آپ کے حوالے کر دوں تو ایک ایک آدمی کے حساب میں آپ برسوں لگا دیں گے اور میں اپنے کرم و مہربانیوں سے پلک مارتے سارا حساب مکمل کر لوں گا۔

قیامت کے دن سب سے پہلے امتِ محمدیہ کا حساب ہوگا

شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میری امت کا حساب ہوگا تا کہ ان کی برکت سے تمام اگلی امت بخش دی جائے اور میری امت میں سب سے پہلے ابو بکر صدیق کا حساب ہوگا تا کہ ان کی برکت سے ساری امت کا حساب آسان ہو جائے۔

بی بی آسیہ کون تھیں

اسی درمیان شہر کے چند شُرَفاء حاضر آئے ___ اور قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے۔ ان میں سے کسی نے عرض کیا ___ فرعون کی بیوی آسیہ کون تھی؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ کہیں دیکھا ہے کہ لوط علیہ السلام کو صرف بیٹیاں تھیں بیٹا نہیں تھے۔ اور آسیہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ ایک دفعہ لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے امرد (نابالغ کمسن لڑکے) کی شکل میں آئے اور کہا ___ ہم لوگ آپ کے مہمان ہیں۔

ادھر لوط علیہ السلام کی زوجہ نے اپنی قوم کو خبر کر دیا کہ لوط کے پاس خوب صورت اور حسین وجمیل نابالغ مہمان سب آئے ہیں۔ لوط علیہ السلام کی قوم تو لواطت کی برائی میں رہتی ہی تھی۔

لوگوں نے جب یہ سنا حضرت کے پاس آگئے اور کہا ___ یہ سب جو آئے ہیں ان کو

ہم لوگوں کے حوالے کر دیجئے، تا کہ ہم لوگ اپنے اپنے گھر لے جائیں اور مہمان بنائیں۔

حضرت لوط علیہ السلام نے انکار کیا ___ اور کہا ___ یہ سب میرے مہمان ہیں، خاص میرے یہاں آئے ہیں، تم لوگوں کو کیسے دے دوں۔

لوط علیہ السلام کی قوم نے اس عذر کو نہیں سنا ___ اور زور، زبردستی سے اپنے گھر لے جانے لگے۔

حضرت نے یہ دیکھ کر اپنی قوم سے کہا ___ میری بیٹیاں ہیں، اگر تم لوگ اپنی خواہشات پوری کرنا چاہتے ہی ہو تو میری بیٹیوں کو لے جاؤ اور اپنی خواہش پوری کرو۔

لوگوں نے کہا ___ آپ کی بیٹیوں سے ہم لوگوں کو غرض نہیں ہے۔ ہم لوگ تو اِن نابالغ لڑکوں کو چاہتے ہیں۔

اس کے بعد فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا ___ ہم لوگ فرشتے ہیں، اس لئے آپ فکر نہ کیجئے، یہ لوگ ہمارے ساتھ بدفعلی نہیں کر سکتے۔

چنانچہ جیسے ہی بدنصیب قوم نے مہمانوں کے ساتھ دست درازی شروع کی، فرشتوں نے اِن لوگوں کو پکڑا، زمین پر پٹخ دیا اور ہلاک کر دیا۔

اسی نحوست کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کی قوم پر اس علاقے کو تنگ اور کوتاہ کر دیا۔

حضرت یونس علیہ السلام کے ذریعہ مچھلیوں کا علاج

پھر عرض کیا ___ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا، اس کا واقعہ کس طرح ہے؟

حضرت شیخ عظمۃ اللہ نے فرمایا ___ تفسیر میں دیکھا ہے کہ دریا کی مچھلیوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کیا ___ خداوندا! تو نے دنیا میں آدمیوں کی بیماری کا علاج رکھا ہے

ان کو شفا دیتا ہے۔ ہم کو بھی بیماری ہو جاتی ہے، اس کا علاج مہیا کر دے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو کچھ مدت کے لئے مچھلی کے پیٹ میں رکھ دیا یہاں تک کہ دریا کی مچھلیاں آتیں اور اُس مچھلی کو سونگھتیں جس کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام تھے۔ آپ کی برکت سے مچھلیوں کو بیماریوں سے نجات مل گئی۔

رسول اللہ ﷺ کو زیرِ زمیں رکھنے میں مصلحت

اِسی طرح رسالت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے شکمِ زمین میں رکھا ہے تا کہ آپ کے جسم کی خوشبو کی برکت سے سارے مومن عذابِ دوزخ کی مصیبت سے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے کلامِ مقدس میں فرمایا ہے وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ [الانفال/۳۳] (اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں حالانکہ آپ تشریف فرما ہیں ان میں)۔

مجلس - ۹۷

معراج میں جو خرقہ ملا وہ حضرت علیؑ کو عنایت ہوا

آستانۂ معظم کی خاک بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ خرقہ کا ذکر ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ شبِ معراج میں رسول اللہ ﷺ کو خرقہ ملا تھا۔ جب وہاں سے واپس آئے صحابہ کو بلایا اور فرمایا ____ مجھے خرقہ ملا ہے اور حکم ہوا ہے کہ کسی ایک کو عطا کر دوں۔

اب میں آپ لوگوں سے ایک سوال کرتا ہوں، دیکھتا ہوں ___ کون کیا جواب دیتا ہے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ جو یہ جواب دے گا ___ اسی کو خرقہ عطا کر دینا ___ دیکھنا یہ ہے کہ وہی جواب کون دیتا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا ___ اگر یہ خرقہ آپ کو دیں تو آپ کیا کریں گے؟

ابو بکر صدیقؓ نے جواب دیا ___ ہر معاملے میں صدق اختیار کریں گے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے، میرے پاس جو کچھ مال ہے یا جو مال آئے گا سب خلقِ خدا میں تقسیم کر دیں گے۔

اس کے بعد امیر المومنین حضرت عمرؓ سے پوچھا ___ اگر یہ خرقہ آپ کو دیں تو آپ کیا کریں گے؟

انہوں نے عرض کیا ___ یا رسول اللہ! ساری زندگی عدل سے کام لیں گے اور خدا کے بندوں کو انصاف دلائیں گے۔

اس کے بعد امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو بلایا اور ان سے پوچھا ___ اگر یہ خرقہ آپ کو دے دیا جائے تو آپ کیا کریں گے؟

انہوں نے عرض کیا ___ معاملات میں لوگوں کے ساتھ اتفاق سے کام لیں گے، خرقہ کا جو حق ہے وہ ادا کریں گے اور سخاوت سے پیش آئیں گے۔

اب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ سے پوچھا گیا ___ اگر یہ خرقہ آپ کو دے دیا جائے تو آپ کیا کریں گے؟

انہوں نے عرض کیا ___ یا رسول اللہ! ہم لوگوں کی پردہ پوشی کریں گے، خدا کے بندوں کے عیب کو چھپائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ــــــ لیجئے، یہ خرقہ آپ کو دے دیا۔ اس لئے کہ مجھے حکم ہوا تھا کہ ــــــ جو یہ جواب دے گا اسی کو یہ خرقہ دینا۔

تکمیلِ درویشی کے لئے یہ چار صفتیں ضروری ہیں

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ معلوم ہو کہ درویشی سراسر پردہ پوشی ہے۔ درویشی اسی وقت مکمل اور صحیح ہو گی جب درویش میں یہ چار چیزیں ہوں گی۔

۱۔ وہ اپنی آنکھ کو نابینا بنا لے تاکہ مسلمانوں کا عیب اس کو نظر نہ آئے۔

۲۔ وہ کان کا بہرا ہو تاکہ فضول باتیں سننے سے محفوظ رہے۔

۳۔ اس کی زبان گنگ ہو تاکہ وہ بے کار اور فضول بات نہ کرے۔

۴۔ اس کے پاؤں میں لنگ ہو تاکہ نفس جب اس کو کسی مقام پر لے جانے کا تقاضا کرے تو وہ نہ جائے۔

جب یہ چار چیزیں کسی میں نظر آئیں سمجھ لو کہ وہ درویش ہے، وگرنہ جھوٹا دعویدار ہے اور درویشی کی کوئی صفت اس میں نہیں ہے۔

اجابتِ دعاء کی شرط

اب دعاء سے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے کہا ــــــ فرمانِ الٰہی ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ [المومن/۶۰] (مجھے پکارو میں تمہاری دعاء قبول کروں گا) قبولیتِ دعاء کے لئے مشیت کی شرط نہیں لگائی گئی جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ [الشوریٰ/۲۵] (اور وہی ہے جو توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی)۔

دعاء کے لئے بہت شرائط ہیں ـــــ اور وہ سب بہت مشہور ہیں ـــ لیکن سب سے اہم شرط یہ ہے کہ۔

☆ حرام لقمہ کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

☆ خلوت میں قیام کیا جائے۔

☆ بہت زیادہ گریہ وزاری اور نالہ وفریاد کی جائے۔

اس لئے کہ عِندَ المُنکَسرَۃِ قُلُوب لِاَجلِی موجود ہے۔

ازاں سوئے کائنات بازاری است
کہ درد بجز شکستگی نہ خرند
(کائنات کے اس بازار میں درد بغیر شکستگی کے نہیں ملتا ہے)۔

دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ـــــ ایک روز حضرت خواجہ ابراہیم ادہم قدس اللہ سرہ العزیز مصر کے بازار میں نکلے بصرہ کے لوگ کافی تعداد میں آپ کے پاس حاضر ہوئے۔

کچھ لوگوں نے عرض کیا ـــــ اے شیخ! اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن مجید میں فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ [المومن/٦٠] (مجھے پکارو میں تمہاری دعاء قبول کروں گا)۔

اور حال یہ ہے کہ ـــــ ہم لوگ جتنی دعائیں کرتے ہیں کوئی دعاء قبول نہیں ہوتی۔

حضرت خواجہ ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا ـــــ دعاء اس لئے قبول نہیں ہوتی کہ......

ا۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ کو جانتے پہچانتے ہو مگر اس کا حق ادا نہیں کرتے۔

۲۔ تم لوگ کتاب پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔

۳۔ رسول کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو مگر سنت کا ترک بھی کرتے ہو۔

۴۔ شیطان کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ کاموں میں اس کی موافقت بھی کرتے ہو

۵۔ جنت جانے کی خواہش رکھتے ہو مگر اس کے لئے کوئی عمل نہیں کرتے ہو۔

۶۔ دوزخ سے ڈرتے ہو مگر سارا کام دوزخ میں جانے والا ہی کرتے ہو۔

۷۔ موت کی حقیقت کا اقرار کرتے ہو مگر اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کرتے ہو

۸۔ بھائیوں کی عیب جوئی میں لگے رہتے ہو اپنے نفس کی برائیوں پر نظر نہیں رکھتے

۹۔ خدا کی نعمتوں کو دیکھتے بھی ہو اور ناشکری بھی کرتے ہو۔

۱۰۔ اپنے مُردوں کو قبرستان میں دفن کرتے ہو مگر اس سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے۔

جمعہ کے دن ایک مقبول ساعت ہوتی ہے

اس کے بعد فرمایا ___ جمعہ کے روز ایک ایسی ساعت ہے کہ اس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے جو مانگو گے پاؤ گے، لیکن وہ ساعت پوشیدہ ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ___ وہ صبح سے سورج نکلنے تک کا وقت ہے۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ___ خطیب کا منبر سے اترنے اور نماز شروع کرنے کے درمیان جو وقت ہے وہی قبولیت دعاء کی ساعت ہے۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ___ عصر سے مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔

مجلس - ۹۸

شدید علالت میں بھی عبادت ترک نہ ہو

زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ گفتگو کا موضوع یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جو بیماری کی حالت میں بھی مولیٰ کی عبادت وطاعت میں غفلت نہیں کرتے اور اس حال میں بھی اپنے وظیفے کو پورا کر لیتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت شیخ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ ایک بزرگ مسافر غزنیں پہنچے۔ رات بعض درویشوں کی مجلس میں گذاردی، جب صبح ہوئی تو غزنیں کے نزدیک ایک حوض پر وضو کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں ایک درویش کو دیکھا جو نہایت مشغول تھے ان کے نزدیک گئے سلام کیا۔

درویش نے سلام کا جواب دیا ___ اور کہا ___ بیٹھئے۔

وہ بزرگ بیٹھ گئے ___ دیکھا کہ ___ وہ بہت کمزور، ضعیف اور لاغر ہو رہے ہیں ___ ان کا حال پوچھا۔

انہوں نے کہا ___ ایک مدت سے پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہوں۔ اسی وجہ سے کمزور، ضعیف اور لاغر ہو گیا ہوں۔

وہ بزرگ مسافر اس روز اسی درویش کے پاس ٹھہر گئے۔ جب رات ہوئی تو اس درویش کی تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی۔

شاید ان کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر رات ایک سو بیس (۱۲۰) رکعت نماز پڑھا کرتے

تھے۔ جب رفع حاجت کی ضرورت ہوتی تو جاتے اس سے فارغ ہوکر غسل کرتے، دو رکعت نماز ادا کرتے۔ جس رات وہ بزرگ مسافر وہاں تھے انہوں نے دیکھا کہ ساٹھ بار وہ رفع حاجت کے لئے گئے اور ہر بار فارغ ہوکر غسل کیا، دو رکعت نماز ادا کی اور پھر اپنے معمول میں لگ گئے۔ آخری بار جب وہ غسل کر رہے تھے کہ جان بحق تسلیم ہو گئے اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت شیخ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ____ اور یہ اشعار پڑھا۔

نمی دانم کیں چہ مردان بودہ اند ☆ کز عمل یکدم نمی آسودہ اند

لاجرم در بندگی سلطان شدند ☆ مہتر خلق جہان ایشاں شدند

(میں نہیں جانتا ہوں کہ مردانِ حق کیسے ہوتے ہیں وہ ایک پل کے لئے بھی اپنے عمل سے غافل نہیں ہوتے، چونکہ یہ لوگ بندگی میں سلطان ہوتے ہیں اسی لئے دنیا والوں کے درمیان یہی لوگ معزز، محترم اور محتشم ہوتے ہیں)۔

علالت اور تنگی مال صحت ایمان کی دلیل ہے

اس کے بعد فرمایا ____ حضرت خواجہ سیف الدین باخرزیؒ سے منقول ہے کہ اگر مومن کے مال میں کمی ہو یا اس کو کوئی مرض لاحق ہو تو یہ اس کے صحتِ ایمان کی دلیل ہے۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ____ ہم کو اس پر ایمان ہے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ کل قیامت کے دن بیماروں اور مریضوں کو جو درجہ ملے گا اس درجے کو دیکھ کر سب لوگ یہ آرزو اور تمنا کریں گے ____ کاش! ہم دنیا میں بیمار رہتے۔

چار روز کے اندر بیماری کا ہونا بہتر ہے

یہ بھی لکھا ہے کہ ــــــ چار روز کے اندر انسان کے مال میں نقصان اور اس کے جسم میں کوئی مرض ہونا چاہئے اگر ایسا نہیں ہوتا ہے تو استدراج کا خوف لگا ہوا ہے۔

ایسی لڑکی سے نکاح کا انکار جو کبھی بیمار نہیں پڑی

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے ایک لڑکی سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس لڑکی کی ماں اپنی بیٹی کی سیرت وصورت، طاعت وعبادت اور اس کی بہت ساری خوبیوں کو بیان کرنے لگی۔

آخر میں اس نے کہا کہ ــــــ میری بیٹی کبھی بیمار نہیں پڑی ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے یہ آخری بات سنی تو فرمایا ــــــ **لا خیر فیھا** اس لڑکی میں خیر اور بھلائی نہیں ہے ــــــ اور اس سے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔

جو جتنا پارسا ہوگا اس کا خواب اتنا ہی سچا ہوگا

ابدال صوفی ساکن قصبہ خیبر نے عرض کیا ــــــ جس طرح مومن کے خواب کی تعبیر ہوتی ہے کیا اسی طرح کافر کے خواب کی بھی تعبیر ہوتی ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ــــــ ہاں! لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ..........

- ☆ مسلمانوں کا خواب کافر کے خواب سے
- ☆ عالم کا خواب جاہل کے خواب سے
- ☆ مرد کا خواب عورت کے خواب سے
- ☆ آزاد کا خواب غلام کے خواب سے

☆ بادشاہ کا خواب رعیت کے خواب سے بہتر ہوتا ہے۔
جو جتنا زیادہ پارسا اور سچا ہوگا اس کا خواب بھی اتنا ہی سچا اور درست ہوگا۔

ملکۂ خیبر کا خواب

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی ___ خیبر کی ملکہ نے خواب دیکھا کہ آسمان سے سورج اور چاند اس کی گود میں آ گئے ہیں اور اس رات وہ ناپاکی کی حالت میں تھی، اس کا شوہر اس کے قریب آیا۔ اس کے بعد وہ حائضہ ہوگئی۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوئی اپنا یہ خواب شوہر سے بیان کیا ___ اور کہا کہ ___ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے۔

خواب سننے کے بعد اس کا شوہر غصے میں آ گیا اور ایک طمانچہ اتنے زور سے مارا کہ اس کا چہرہ نیلا ہو گیا اور اُس نے کہا ___ اگر تیرا خواب سچا ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس قلعہ کے اندر آ جائیں گے، تم کو اپنا قیدی بنا کر لے جائیں گے اور اپنی زوجیت میں لے لیں گے۔

دوسرے روز پیغامبر ﷺ نے خیبر پر قبضہ کر لیا اور صفیہؓ کو قیدی بنا لیا۔ جب آپ ﷺ کی نگاہ بی بی صفیہؓ کے چہرے پر گئی تو پوچھا ___ تمہارا چہرہ نیلا کیوں ہو گیا ہے؟

صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خواب کا واقعہ اور شوہر کی تعبیر سب کچھ بیان کر دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا ___ اس ملعون نے جو تعبیر کی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

فرعون کا خواب اور اس کی تعبیر

اس کے بعد یہ حکایت بھی بیان فرمائی ___ فرعون لعین نے خواب دیکھا کہ بنی اسرائیل کے محل سے آگ نکل رہی ہے اور اس آگ میں اس کا محل بھی جل گیا ہے۔ اس خواب کو

تعبیر کرنے والوں کے سامنے بیان کیا۔

معبروں نے تعبیر یہ بتائی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو آپ کی اور آپ کے ملک کی ہلاکت کا سبب بنے گا۔

اور ایسا ہی ہوا بھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل ہی میں پیدا کیا ___ اور انہی کے ہاتھوں فرعون کی اور اس کے ملک کی ہلاکت ہوئی۔

مجلس - ۹۹

عیدالضحیٰ کے دن حاضری

عیدالضحیٰ کے دن خاکبوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دنوں میں سو (۱۰۰) اونٹ ذبح کیا ہے ___ ایک اونٹ اپنی طرف سے اور ننانوے اونٹ امت کی طرف سے بطور نفل ذبح کیا۔ ذبح کے وقت ہر اونٹ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سامنے آتا اپنی گردن جھکا دیتا کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھ کو ذبح کر دیجئے۔

قربانی سے متعلق ایک مسئلہ

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ مسئلہ ہے کہ اگر کسی جگہ فقراء نہ ہوں جن کو قربانی کا گوشت دیا جائے تو ویسی جگہ پر بکری ذبح کر دیں وہی کافی ہے۔ اگر ہرن، گھوڑا اور

جنگلی گائے کی قربانی کریں گے تو یہ قربانی جائز نہیں ہوگی اور قربانی کی ذمہ داری اس شخص کے ذمے باقی رہے گی۔

عبدالمطلب کی منت اور قربانی

اس کے بعد فرمایا ___ رسول اللہ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے منت مانگی تھی کہ اگر میرے بیٹے ہوں گے تو دسویں بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیں گے۔

چنانچہ دسویں بیٹا حضرت عبداللہ ہوئے جو رسول اکرم ﷺ کے والد بزرگوار تھے۔

عبدالمطلب نے کہا ___ اس لڑکے کو ذبح کر دینا چاہئے۔ جب حضرت عبداللہ کو ذبح کرنا چاہا تو اس وقت حضرت عبداللہ کا چہرہ نور مصطفوی ﷺ کی وجہ سے جو نبیوں کے ذریعہ ہوتے ہوئے ان کی پیشانی تک پہنچا تھا، روشن و تاباں نظر آیا۔

عبدالمطلب اس معاملے کو دیکھ کر حضرت عبداللہ کو ذبح کرنے سے رک گئے، لیکن منت پوری کرنے کی فکر لگی رہی۔ اُس وقت کے بزرگوں سے پوچھا ___ تو ان لوگوں نے کہا ___ اپنے بیٹے کے بدلے سو (۱۰۰) اونٹ اللہ کی راہ میں ذبح کر دو۔ اس طرح منت اور نذر کی ذمہ داری پوری ہو جائے گی۔

عبدالمطلب نے سو (۱۰۰) اونٹ ذبح کر دیا ___ اور حضرت عبداللہ کو ذبح ہونے سے بچا لیا۔

اس طرح کی منت اُس زمانے میں شرعاً جائز اور فرض تھی اس لئے کہ وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم ہو چکا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی استمداد میں مصلحت

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا ___ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود علیہ اللعنت نے منجنیق میں رکھ کر آگ میں پھینک دیا ___ اس پریشانی کے وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مدد کی درخواست نہیں کی ___ **اما علیک فلا** کہہ دیا ___ اور جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے لگے تو جبرئیل علیہ السلام سے مدد مانگی۔ آخر اس میں راز کیا ہے؟

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ اللہ بہتر جانتا ہے مگر دل میں ایسا ہی لگتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ آگ میں ڈالے جا رہے تھے اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کی صلب میں موجود تھے۔ اسماعیل علیہ السلام کی صلب میں رہنے کی وجہ سے جبرئیل علیہ السلام سے مدد نہیں مانگی، لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے وقت وہ ابراہیم علیہ السلام کے پشت میں نہیں تھے اسی لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مدد کی درخواست کی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ اس میں یہی راز ہے ___ جس نے سمجھا اس نے سمجھا ___

ایک بیگانہ کو اس طرح آشنا بنا دیا

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی ___ ایک یہودی ابراہیم علیہ السلام کے دروازے پر آیا ___ اور اس نے کہا ___ میں بھوکا ہوں ___ مجھے کھانا کھلا دیجئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو بیگانگی کے آثار نظر آئے۔ فرمایا ___ تو مجھے غیر اور بیگانہ نظر آتا ہے اور میرا کھانا غیروں کے لئے نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے یہ بات سُن کر وہ شکستہ دل ہو گیا اور واپس چلا آیا۔

اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے ___ اور کہا ___ اے ابراہیم! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ___ میں ستر (۷۰) سال سے اس شخص کو روزی دے رہا ہوں لیکن ایک بار بھی یہ نہیں کہا کہ تو بیگانہ اور غیر ہے اور میرا کھانا تیرے لائق نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ عتاب بھرا پیغام سن کر اس کے پیچھے دوڑے تاکہ اس سے معافی مانگ لیں۔

جب اس کے نزدیک پہنچے تو کہا ___ اے مرد! رک جاؤ، کھڑے رہو ___ جو نعمت بھی مانگو گے میں تمہیں دوں گا۔ اور بہت بہت معافی مانگنے لگے۔

اُس شخص نے کہا ___ اے ابراہیم! آخر کیا بات ہے کہ اُس وقت اپنے دروازے سے بھگا دیا ___ اور اِس وقت آپ بلا رہے ہیں ___ اور اتنی معذرت کر رہے ہیں، آخر وجہ تو بتایئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ___ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے مجھ سے ناراض ہے اور اس نے فرمان بھیجا ہے کہ ___ اے ابراہیم! میرے بندے کو کھانا کیوں نہیں کھلایا اور اس کا دل کیوں توڑ دیا۔ میں ستر سال سے اس کو روزی دے رہا ہوں لیکن کسی وقت یہ نہیں کہا کہ تو بیگانہ و غیر ہے اور تجھے روزی نہیں دوں گا۔

وہ شخص یہ باتیں سن کر رونے لگا اور اُس نے کہا ___ اے ابراہیم! آپ کا خدا تو بہت اچھا ہے جو میرے جیسے دشمن کی وجہ سے آپ جیسے دوست سے غصہ ہو گیا۔ ایسے رزاق سے کب تک بیگانہ رہوں گا ___ اس لئے کلمہ پڑھا دیجئے تاکہ میں آپ کے دین پاک میں داخل ہو جاؤں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلمہ پڑھوایا ___ اور وہ ایمان کے شرف سے مشرف ہو گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اخلاق سے لوگوں کو داخلِ اسلام کیا

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ــــ ایک روز یہودیوں کی جماعت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئی ــــ اوران لوگوں نے کہا ــــ اے ابراہیم! ہم لوگ بھوکے ہیں ہم لوگوں کو کھانا کھلائیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ــــ بیٹھ جایئے۔اس کے بعد کھانا منگوایا اوران لوگوں کی تعظیم وتکریم کرنے لگے۔

ان لوگوں نے کہا ــــ اے ابراہیم! ہم لوگ تو غیر ہیں یعنی آپ کے دین پر نہیں ہیں۔اتنا احسان ہم لوگوں کے اوپر کیوں کر رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا ــــ میں نے یہ بلند اخلاق اپنے پروردگار سے سیکھا ہے۔ایک بندہ کے لئے مجھ پر عتاب ہو چکا ہے۔

جب یہ لوگ کھانے سے فارغ ہوگئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ــــ آپ لوگوں نے میرے خدا کی نعمت کھائی ہے اب ایک سجدہ اس کے لئے کر لیجئے۔

یہ سن کر وہ لوگ شرمندہ ہوگئے ــــ اور کہنے لگے ــــ اے ابراہیم! آپ کی خوشی کی خاطر ہم سجدے میں سر رکھ لیتے ہیں۔

جیسے ہی ان لوگوں نے سجدے کے لئے اپنا سر جھکایا ــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعاء کے لئے ہاتھ اٹھالیا ــــ اور عرض کیا ــــ خداوندا! میں نے ان کے سر کو سجدے میں جھکا دیا ہے اب تو ان کے شرکو ان کے دل سے دور کردے اور ایمان کے شرف سے مشرف فرمادے۔

ابھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعاء سے ہاتھ نہیں اٹھایا تھا کہ یہ لوگ سجدے سے اٹھ گئے اور کہنے لگے ___ اے ابراہیم! ہم لوگوں کی طرف توجہ کر دیجئے، ہم لوگوں کا دل ٹکرے ٹکرے ہو رہا ہے اب جلدی سے کلمہ پڑھا دیجئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو جائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلمہ پڑھایا ___ اور وہ سب کے سب ایمان کی خلعت سے سرفراز کر دئے گئے ___ الحمد للہ رب العلمین o

مجلس - ۱۰۰

خواجہ نجم الدینؒ اور خواجہ سیف الدینؒ نے مولانا رومؒ کی ترقی کے لئے مولانا شمس الدینؒ کو بھیجا

زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ الاسلام خواجہ نجم الدین کبریٰ اور حضرت خواجہ سیف الدین باخرزی قدس اللہ سرہما العزیز کا تذکرہ ہونے لگا۔

حضرت شیخ عظمہ اللہ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ___ حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰؒ اور حضرت سیف الدین باخرزیؒ خوارزم میں رہتے تھے۔ ایک روز دونوں جماعت خانہ میں تشریف فرما تھے۔ بہت سارے بزرگان اور معتقدگان سامنے کھڑے تھے۔

حضرت خواجہؒ نے فرمایا ___ روم میں ایک جوان اُبھر رہا ہے یعنی مولانا جلال الدین روم، اُس کی اصلاح کی ضرورت ہے، کوئی ہے جو اس کی اصلاح کر دے اور اس کی ترقی کرا دے۔

بہت سارے بزرگان اور کاملان وہاں پر کھڑے تھے، سب خاموش رہے۔

اس کے بعد حضرت خواجہؒ نے کسی کی طرف توجہ نہیں کی صرف شیخ شمس الدین تبریزیؒ کی طرف دیکھا ___ جو اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے اور بلوغیت کے قریب تھے، ایک گوشے میں گدڑی پہنے بیٹھے تھے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا ___ مولانا شمس الدین! آپ روم جایئے۔ مولانا جلال الدین کی اصلاح کر کے لایئے۔

مولانا شمس الدینؒ حضرت خواجہؒ کے حکم کے مطابق روم کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب مولانا جلال الدینؒ کے پاس پہنچے ___ وہ سبق دینے میں مشغول تھے ___ وہیں چلے گئے، سامنے بیٹھ گئے۔

مولانا جلال الدینؒ سبق دینے لگے ___ مولانا شمس الدینؒ ان کے سبق پر کچھ بولنے لگے۔

مولانا جلال الدینؒ نے فرمایا ___ ''یہ قال ہے اس کو آپ نہیں سمجھ سکتے، خاموش رہئے''۔ مولانا جلال الدینؒ سبق سے فارغ ہونے کے بعد اٹھ کر اپنے مقام پر چلے گئے۔

مولانا شمس الدینؒ نے مولانا جلال الدینؒ کی ساری کتابوں کو اٹھایا اور حوض میں ڈال دیا۔

ہنگامہ ہو گیا کہ ___ ایک آنے والے شخص نے ساری کتابوں کو ضائع کر دیا۔ شور و ہنگامہ سن کر مولانا جلال الدینؒ بھی آ گئے۔ انہوں نے کہا ___ آپ نے یہ کیا کر دیا؟

مولانا شمس الدین تبریزیؒ نے کہا ___ ''یہ حال ہے جس کو آپ نہیں جانتے''۔

اس کے بعد مولانا شمس الدینؒ نے ساری کتابوں کو حوض سے نکال لیا ___ اور مولانا جلال الدینؒ کے حوالے کر دیا۔ ان کتابوں پر بال برابر بھی پانی کا اثر نہیں تھا بلکہ کتابوں سے گرد نکل رہی تھی۔

خواجہ سیف الدینؒ کا اخلاقِ کریمانہ

اس کے بعد درویشوں کے اخلاق اور دشمنوں کے ساتھ ان کے معاملات کا تذکرہ ہونے لگا۔ حضرت شیخ عظمہ اللہ نے حضرت شیخ الاسلام سیف الدین باخرزیؒ کے مناقب کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ____ ایک بادشاہ تھا جس کو تارانی کہا جاتا تھا، اس کو حضرت خواجہؒ سے بہت محبت تھی۔ لوگوں نے اس کو کسی بہانے سے قتل کر دیا، اس کے مرنے کے بعد اس کی جگہ پر دوسرے کو بادشاہ بنا دیا۔ کچھ دنوں میں ایک حاکم اس بادشاہ سے قریب ہو گیا، یہ وہ حاکم تھا جس کو حضرت خواجہؒ سے دشمنی تھی۔

ایک دن موقع پا کر اُس نے بادشاہ سے کہا ____ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی سلطنت برقرار رہے تو شیخ سیف الدینؒ کو درمیان سے ہٹا دیجئے اس لئے کہ حکومت کی تبدیلی اور تحویل کا معاملہ انہیں پر منحصر ہے۔

بادشاہ نے اس حاکم کی یہ بات سن کر کہا ____ تمہیں جاؤ اور جس طرح مناسب سمجھو شیخ کو یہاں لے آؤ۔

وہ حاکم گیا ____ حضرت خواجہؒ کی گردن میں دستار لپیٹ کر بہت ہی گستاخ اور ذلت آمیز انداز میں بادشاہ کے پاس لے آیا۔

جب حضرت خواجہؒ اندر گئے اور بادشاہ کی نظر ان پر پڑی تو معلوم نہیں اس نے کیا دیکھا ____ فوراً تخت سے نیچے اتر آیا ____ معذرت کی ہاتھ چومنے لگا۔ گھوڑا اور خادم پیش کیا، معافی مانگی ____ اور عرض کیا ____ میں نے اس طرح لانے کے لئے نہیں کہا تھا۔

بہر حال! حضرت خواجہ بادشاہ کے یہاں سے نکل کر اپنی قیام گاہ چلے آئے۔

دوسرے روز بادشاہ نے اس حاکم کا ہاتھ پاؤں باندھ کر حضرت کی خدمت میں اس پیغام کے ساتھ بھیج دیا کہ ____ جس طرح چاہیں اس کو قتل کریں۔

حضرت خواجہؒ نے جب یہ دیکھا ___ فوراً اُس کا ہاتھ پاؤں کھلوادیا ___ اس کو کپڑا پہنایا ___ اور فرمایا ___ آج میرے ساتھ تذکیر کی مجلس میں چلو۔ وہ سوموار (پیر) کا دن تھا۔ اس روز حضرت خواجہ کی تقریر تھی۔ آپ مسجد میں آئے ___ اپنے ساتھ اس حاکم کو بھی لائے۔ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ شعر پڑھا۔

آنانکہ بہ من بدی ھا کردند
گر دست رسد بجز نکوئی نکنم

(جن لوگوں نے میرے ساتھ برائی کی ہے اگر میرا بس چلے تو میں ان کے ساتھ نیکی سے پیش آؤں)۔

خواجہ سیف الدین کی شب بیداری

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے فرمایا ___ خواجہ سیف الدین باخرزی قدس اللہ سرہ العزیز کا معمول یہ تھا کہ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد اسی وقت سو جاتے اور تہائی رات تک سوئے رہتے، جب تہائی رات گذر جاتی تو امام اور موذن حاضر ہوتے۔ عشاء کی نماز ادا کی جاتی اور اس وقت سے صبح تک جاگتے رہتے۔ پوری زندگی اسی پر کاربند رہے۔

خواجہ سیف الدینؒ کے انتقال کی کیفیت

اس کے بعد حضرت شیخ عظمہ اللہ نے حضرت خواجہؒ کے انتقال کی کیفیت بیان کی اور فرمایا ___ بخارا میں ایک آدمی تھے جنہوں نے خواب دیکھا کہ ___ جلتا ہوا شعلہ دروازے سے باہر لے جا رہے ہیں۔

جب نیند سے بیدار ہوئے اس خواب کو ایک بزرگ سے بیان کیا ___ اس بزرگ

نے فرمایا ـــــ کسی صاحبِ نعمت ولی کا یہاں انتقال ہوگا۔

اُدھر حضرت خواجہ سیف الدین باخرزی قدس اللہ سرہ العزیز نے حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ قدس اللہ سرہ العزیز کو خواب میں دیکھا ـــــ فرما رہے ہیں ـــــ اب دیکھنے کا شوق بہت بڑھ رہا ہے اس لئے آجاؤ۔

حضرت خواجہ سیف الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے جب یہ خواب دیکھا ـــــ اسی ہفتہ وعظ کی مجلس میں جدائی اور فراق کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

لوگ حیرت زدہ تھے کہ آخر کیا بات ہے کہ پوری تقریر فراق کے موضوع پر کی گئی۔

اس وقت آپ نے خیر باد کے عنوان سے چند اشعار بھی پڑھے۔

پھر مجمع کی طرف رخ کیا ـــــ اور فرمایا ـــــ اے مسلمانو! سنو یہ جان لو اور باخبر ہوجاؤ کہ میرے پیر نے خواب میں مجھ سے کہا ہے کہ ـــــ اب چلے آؤ ـــــ اس لئے اب میں جا رہا ہوں، تم لوگوں کو خیر باد کہہ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر منبر سے نیچے اتر آئے اور جلد ہی آپ کی وفات ہوگئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

حواشی

۱	اب یہ شہر مملکت ہاشمیہ اردنیہ کا ایک شہر ہے جو بیت المقدس سے تقریباً ۱۵-۱۶ میل پر واقع ہے۔اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مدفن ہونے کا شرف حاصل ہے۔شرفاء وصلحا کی یہ قدیم بستی ہے (تاریخ دعوت و عزیمت، حصہ-۳)
۲	سبز رنگ کا ایک قیمتی پتھر
۳	دیوانِ حضرت احمد لنگر دریا بلخیؒ مطبوعہ مطبع حنفیہ پٹنہ بخشی محلّہ کے صفحہ ۱۵-۱۶ پر سات اشعار پر مشتمل پوری غزل موجود ہے۔
۴	جب سلوک پورا کر کے سالک مطلوب حقیقی سے واصل ہو گیا تو وہ صاحب تمکین ہے۔
۵	مخدوم جہاںؒ کے ملفوظ مخ المعانی میں تحریر ہے کہ لیلۃ الرغائب رجب کی پہلی شب جمعہ کو ہے۔رغائب، رغیبہ کی جمع ہے۔والرغیبہ ھو الخیر الکثیر اس رات میں بہت زیادہ نیکیاں ہیں، اسی سبب سے اس رات کو لیلۃ الرغائب کہتے ہیں ۔اورادِ شرفی جو سلسلۂ فردوسیہ اور خانوادۂ شرفیہ کے اوراد و وظائف کی کتاب ہے اس میں مرقوم ہے کہ رجب کا پہلا پنجشنبہ آئے تو اس دن روزہ رکھا جائے اور جمعہ کی رات کو دو دو رکعت کر کے بارہ رکعتیں نماز پڑھی جائیں۔اس کے بعد کے وظائف بھی اس کتاب میں درج ہیں۔
۶	کتاب الایمان باب اثبات رویۃ المومنین فی الاخرہ ربھم سبحانہ و تعالیٰ

۷	قاضی نعمت اللہ حضرت مخدوم شیخ حسین بلخی فردوسیؒ کے مرید اور خادمِ خاص تھے۔ ہر وقت اپنے شیخ کے پاس حاضر رہتے، سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت تقریباً ہر وقت موجود ہوتے۔ حضرت مخدوم شیخ حسین بلخی فردوسیؒ کے ملفوظات کے جامع بھی آپ ہی ہیں اور یہ ملفوظات گنج لایخفیٰ کے نام سے مشہور ہیں۔
۸	ایک مٹھائی جو گلاب اور شکر سے بنائی جاتی ہے۔
۹	صحاح فی اللغة مصنفہ امام ابونصر اسمٰعیل بن حماد الجوھری الفارابی متوفیٰ ۳۹۳ ہجری (بحوالہ مقدمہ المنجد)
۱۰	پوری حدیث اس طرح ہے قال سمعت انس بن مالک یقول سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ان امتی لا تجتمع علی ضلالة فاذا رایتم اختلافاً فعلیکم بالسواد الاعظم ـــــ آپ ﷺ فرماتے تھے میری امت ساری کی ساری گمراہ نہ ہوگی۔ تم جب اختلاف دیکھو میری امت میں تو سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو (ابن ماجہ، کتاب الفتن، حدیث نمبر ۳۹۵۰)
۱۱	پھول اور چنپہ دونوں ہندی زبان کے الفاظ ہیں جو فارسی متن میں آئے ہیں
۱۲	یہ غزل جن کے لئے لکھی گئی ان کے متعلق گنج لایخفیٰ ملفوظ حضرت مخدوم شیخ حسین بلخی فردوسیؒ کی مجلس ۳۸ میں تحریر ہے کہ وہ مولانا محمد نام کے ایک جوان تھے، اودھ سے آئے تھے۔ حضرت شیخ مظفر قدس اللہ سرہٗ کے پاس رہتے اور خدمت کرتے۔ مولانا مسعود اودھی کی مسجد میں چلہ کش ہوئے، ان کے لئے دو روٹیاں جاتیں ایک فقیر کو دے دیتے اور دوسری روٹی کے دو ٹکرے کرتے، نصف خود کھاتے اور نصف روٹی کسی اور کو دے دیتے۔ ان کو باطنی صفائی ایسی حاصل تھی کہ حضرت شیخ مظفرؒ ان کی قدر کرتے ان

کی ملاقات کے منتظر رہتے، جب آتے حضرت شیخ مظفرؒ کھڑے ہوجاتے، خود سے دروازہ کھولتے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعد میں یہ حضرت شیخ مظفرؒ سے بدعقیدہ ہوکران کی صحبت سے الگ ہوگئے۔	
خانپور ضلع پٹنہ میں پن پن اسٹیشن سے ۴ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہاں بلخیوں کے خاندانی نایاب تبرکات تھے جو ۱۹۴۶ء کے فرقہ وارانہ فساد میں ضائع ہوگئے (بحوالہ وسیلۂ شرف ذریعۂ دولت صفحہ ۸۸)	۱۳
بھنورہ ہندی لفظ ہے جس کا استعمال فارسی متن میں ہوا ہے۔	۱۴
.مکتوب اول از مکتوب دوصد۔ یہاں مکتوباتِ جدید سے مکتوبات دوصد مراد ہے۔	۱۵
یہاں بزرگوں سے مراد آباء واجداد ہیں۔	۱۶
کاشف الاسرار صفحہ ۱۳ مطبوعہ میں یہ مصرعہ اس طرح ہے ع '' آدم نداش کردنہ روی بہ چادریم ''	۱۷
یہ ایک عربی کھانا ہے جو گوشت اور روٹی کی آمیزش سے تیار کیا جاتا ہے۔	۱۸
حضرت شاہ قسیم الدین فردوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں اشعار کا منظوم ترجمہ یوں کیا ہے۔ مارِغم کا ترے ڈسا ہے جگر ☆ غیر کی جھاڑ کا نہ ہوگا اثر شیفتہ ترے رخ کا ہوں تو تو ہی ☆ ہاں! کرے گا میرا علاج مگر	۱۹
حضرت مخدوم احمد لنگر دریاؒ کے دیوان مطبوعہ صفحہ ۱۴۱ میں یہ تیسرا شعر موجود نہیں ہے۔	۲۰
دیوانِ احمد لنگر دریا مطبوعہ صفحہ ۱۹ میں یہ شعر کچھ فرق کے ساتھ اس طرح ہے از انا الفے نیامد بعدہ ☆ من ہوائے خویش راہو ساختم	۲۱

۲۲	پلنگ سنسکرت لفظ ہے جس کا استعمال فارسی متن میں ہوا ہے۔
۲۳	دہی ہندی لفظ ہے جس کا استعمال فارسی متن میں ہوا ہے۔
۲۴	بعض نسخوں میں ضیاء کی جگہ صبا تحریر ہے۔
۲۵	حضرت کے دیوان کے دو مطبوعہ نسخے مترجم کے سامنے ہیں۔ایک کا نام رشحات عارفین، جس کو سید حفیظ الدین احمد بلخی نے مرتب کیا ہے اور مطبع حنفیہ پٹنہ بخشی محلّہ سے شائع ہوا ہے۔اس کے صفحہ ۳۳ پر اور دوسرا نسخہ مجموعہ اشعار کے نام سے پروفیسر سید حسن صاحب نے مرتب کیا ہے، اس کے صفحہ ۹۰ پر یہ چاروں اشعار موجود ہیں۔معلوم نہیں کہ جامع مونس القلوب کے سامنے کون سا نسخہ تھا جس میں یہ اشعار نہیں تھے۔
۲۶	بعض نسخوں میں مہوں کی جگہ مہوہ درج ہے۔
☆	احیاء العلوم کے مصنف حضرت امام محمد غزالیؒ ہیں پیشِ نظر قلمی نسخوں میں اس کے مصنف کا نام امام احمد غزالیؒ تحریر ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاتب سے سہواً یہ غلطی ہوگئی ہے۔

اشاریہ

(ب)

(ش)

(ص)

(ض)

(ظ)

(ع)

اماکن مجالس

کتب مجالس

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ

کے

معرکۃ الآراء ملفوظ

معدن المعانی

کا

اردو ترجمہ

جدید ترتیب کے ساتھ نہایت آب وتاب سے بہت جلد

منظرِ عام پر آرہا ہے۔ انشاء اللہ

☆ ہدایت ورہبری وعلم ومعرفت کا خزانہ بے بہا۔ جس کے مطالعہ سے حضرت مخدوم جہاںؒ کی روح پرور مجلسوں میں شریک ہونے کا احساس ہوتا ہے۔

☆ ہمارے شب وروز کی زندگی میں کام آنے والے تفسیر، حدیث، فقہی مسائل جیسے اہم موضوعات۔

☆ صوفیانہ نکات اور تصوف کے عقدہ ہائے لاینحل کے حل کے لئے نہایت کارآمد۔

ناشر: مکتبۂ شرف، بیت الشرف، خانقاہ معظم، بہار شریف

MONES-UL-QULOOB

MALFOOZ : HAZRAT MAKHDOOM SHAIKH AHMAD LANGAR DARYA BALKHI FIRDOUSI-R.H.

''اور جب حضرت مخدوم شیخ احمد لنگر دریا بلخی فردوسیؒ کے جہاز کو اس طرح طوفان سے کنارہ مل گیا''

حضرت مخدوم شیخ احمد لنگر دریا بلخی فردوسیؒ اپنے اہل وعیال کے ساتھ مکہ کے سفر پر تھے، جہاز عتبۂ جابر کے مقام پر ڈوبنے لگا، لوگوں پر اضطراب و بے چینی کا عالم طاری ہوگیا، دو روز تک یہی کیفیت رہی، پھر حکم دیا

''شیخ شرف الدین منیریؒ کے صدقے میں رک جا''

اللہ تعالیٰ نے حضرت کی خواہش پوری کی اور طوفان سے نجات مل گئی۔ (مجلس ۶۵)

صاحبِ ملفوظ کے بارے میں

اسم گرامی : شیخ احمد

کنیت : ابی القاسم

لقب : برهان الدین

تاریخ ولادت : شب ۲۷ رمضان المبارک ۸۲۶ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۴۲۲ء جمعرات

والد ماجد : مخدوم شیخ حسین بلخی فردوسیؒ

جد بزرگوار : مخدوم شیخ حسین بلخی فردوسیؒ ابن مخدوم شیخ معز بلخیؒ

تعلیم وتربیت : مخدوم شیخ حسین بلخی فردوسیؒ

تاریخ وفات : ۲۶ ربیع الاوّل ۸۹۱ھ مطابق یکم اپریل ۱۴۲۲ء بروز بدھ

عمر شریف : تقریباً ۶۵ سال

مدت سجادگی : تقریباً ۳۶ سال

مزار مبارک : پہاڑ پورہ درگاہ (بہار شریف) میں مخدوم شیخ حسینؒ کے آستانہ کے دوسرے حلقہ میں

Published by : Maktabah-i-Sharaf

Khanqah Hazrat-i-Makdoom-i-Jahan, Shaikh Sharafuddin Ahmad Yahya Maneri (R.H.), Bihar Sharif (Nalanda-Bihar)